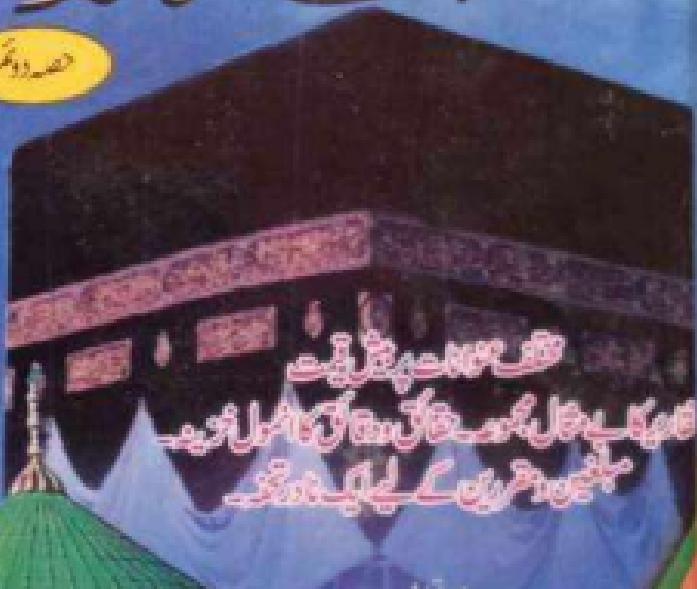


مَصِيبَةُ الْخَطْبَاءِ

卷之三



مرتبه
عُلَيْمٌ حافظٌ عَبْرِ الْفَالِقِ
خُرَتَاب

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين رب العالمين رب العالمين

Digitized by srujanika@gmail.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
كُلُّ هُنْدَرْ كُلُّ هُنْدَرْ
كُلُّ هُنْدَرْ كُلُّ هُنْدَرْ
كُلُّ هُنْدَرْ كُلُّ هُنْدَرْ

ماکانی  [mapleleaf.com](#)

جمل حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

نام کتاب	صلح اصحاب الہم (جلد دوام)
نام مؤلف	طاری حسین مہداہان خواش
کتابت	میرزا اندر جوہر آزاد
تاریخ معاشر	20
سلع	مال بر عز و احترمی ہارٹ رنچ کن روڈ لاہور۔
ہاثر	مکتبہ المشرب جامد مریم صلاح الحرم خواش۔
بت	

ملئے کے پڑے

- مکتبہ المشرب جامد مریم صلاح الحرم (گروٹ روڈ) خواش۔ *
- مکتبہ رشدیہ مدینہ کائنات رنجیہ بازار راولپنڈی۔ *
- ملٹری ایئر فورس ٹاؤن جیو جائیں سہر شہادہ مال روڈ لاہور۔ *
- ادارہ اثاثت الخودجہ والست سہر شہادہ مال روڈ لاہور۔ *
- مکتبہ الیمان ٹاؤن ڈھیل مسلم صوالی (صوبہ بردی)۔ *
- ادارہ اثاثت اکیڈمی تھکری خواں ایار پشاور۔ *
- مکتبہ علیاء بخارا اسلامیہ بدھ الحرم ریشم پارخان۔ *
- قریلی کتب خانہ آنام ہائی کراچی۔ *
- مکتبہ حفایہ جامد حکیمیہ نرسولی گبس ملٹری گروہوال۔ *
- مکتبہ اثاثت الاسلام یعنیں آہو۔ *
- مکتبہ حسینہ جائیں سہر عادیہ ٹاؤن اسلام روڈ رگوہوال۔ *
- مروی کتب خانہ گلزار حاجیک مدنگی بہاؤالدین۔ *
- مکتبہ توحید و حسنہ بلاک نمبر ۱۸ اسٹر گروہوال۔ *

آنینہ

مکان	مکان
دریا سی	اُناب
چند ہوں کا چار	مرشِ رجب
پارے سے بھی میں	بہت سمعتِ بیت
حضرت حسانؑ کا رامے	ایمان کی جان
حسن ایصف اور جمال سمعت	ز آن گواہ ہے
حضرت عائضؑ کا دجد میں آنا	گن انسانیت
ام سعدؑ کی جان	اسید افراد والص
آپؑ کا خاب درہن	اسبابِ بحث
آپؑ کا پسند	پارے سے ٹھاڑت
جمال سمعتؑ کی جان	اللعل سمعت
حضرت مسٹرؑ کی بیت	بے ہمان سمعت
اٹھ تعالیٰ کا چاروں	جنت میں ہے بیت
پہلوں کا گورن	یعنی الہ در پر کراو
نائل نہات	کائناتی بہادشت لکھ
ز آن اور عرضت سمعت	حضرت عائضؑ کی حالت زار
عالم ادراج میں عرضت سمعت	دیبا صحابی اور بحث سمعت
عالم دنما میں عرضت سمعت	۱۔ جمال سمعت بیت
آسماؤں میں عرضت سمعت	۲۔ بارہ جل کے سمات
عالم آفرست میں عرضت سمعت	تیر کا سطہ

ص	عنوان	ص	عنوان
101	- ترسانہ سلسلہ	64	نظام سلسلہ
101	دعا کی حقیقت	67	- بہبود سلسلہ
102	اخیری خبر	67	حبل بند
103	سادات سلسلہ	68	بھارت سلسلہ
105	گزبان سلسلہ کے واقعات	69	دعا کی سلسلہ
108	سرخ پھر	70	بڑیت سلسلہ
109	واقعہ ایام	72	انجمنہ کام اخراج
112	حضرت فاطمیہ حالت	73	سلطکم ۶۴
113	شوت بھر کے ۴ فواری	74	فللی کی اصل جو
115	حضرت حسنؑ کی حادث	77	احادیث کی رائے
117	زینگی کی آخری بات	79	کیا آپ گورجی ہیں؟
120	- سلطہ سلسلہ	82	- بھارت سلسلہ
121	امت پر احتجاجات	83	ضرورت رسالت
122	عم کا ہباؤ اگذ اعماز	84	اسہال
123	سدیک کی خلیفت	85	اطاعت سلسلہ اور قرآن
127	اگر دنونہ پڑھا جائے تو	89	اطاعت سلسلہ اور حدیث
130	کیا آپ محدث شریف کی ضرورت ہے	91	سیارہت
131	اللهم حل کاراز	92	اطاعت سلسلہ کے لازمیں ہونے
132	اور سے شرک کا نائز	95	بدھات سے ابتاب
132	کون سارور پڑھیں؟	98	ابتاب بدھ اور صحابہ کرام
134	فضل درود	100	قام سلسلہ کا تم

سر	عنوان	سر	عنوان
158	حضرت ابو یہودی کا توہداں	135	سلام کیاں کیا؟
159	بھروسے ارض	136	روز بیٹھا ہے
159	لاب رہن سے خلا	139	بختے کا ذرہ لارکون؟
159	حضرت آنندی آگر	140	- بھروسے میتھے میتھے
160	حضرت ابو یہودی آنبلان	140	تالی جائزہ
160	لکھاواہ اگر	145	آپ کے حرم بھروسے
161	جلایا ہے	145	قرآن مجید
161	بھروسے تقویت دعا	147	سرجن ایک
161	دعا کے لئے دعا	149	شناخت
162	اپنے نہ کی ماں کیلئے دعا	151	فتن صدر
163	حضرت عمرؓ اسلام قبول کن	151	بھروسے انتساب
164	حضرت انسؓ کے لئے دعا	151	ادانت کی فلاحت
165	احوال ہرجات	152	توں کا کرنا
165	بھروسے اطاعت میں انتیب	152	ورخوں اور پیالوں کا سلام کرنا
165	سیپرلور صفویان کا مشورہ	153	ورخوں کا چھانا
166	ام ہم سخنیں کی خیر	153	اندھیرے میں روشنی
166	سوہنی لڑائی	154	بھروسے میں برکت
167	ظہر رہم کی بیشگانی	154	پانی میں برکت
168	کرنل کی مرت کی خیر	155	وہد میں برکت
170	- وزارت مصطفیٰ علیہ	156	کمانے میں برکت
173	سرائجت	157	حضرت چارمگان فرض

مکالمہ	عنوان	مکالمہ	عنوان
200	رفت قلی کا مالم	175	سونج کی خصوصیات
201	عزت کے کامنے	176	سونج کی صفت سے (وہ)
201	ہائی محبت	178	سونج کی ہے چارگی کا اعلان
202	سوت کے وقت انہار	180	ٹک آناب
203	مالم کے عکران	181	شب علک کی فرار
203	حرست شراب	182	سچ صادق کی آمد
204	بے ٹھیکیت	183	طیخ آناب
204	زیستیں کا حصل رہا	185	ذرہ ذرہ رونٹ ہو گیا
205	جھلک کے جانور بناخ آگے	188	نورانی ریام
206	مردہ کے رائے بدل گئی	190	۱۰۔ انتساب سے متعلق
207	خدا کا بیر	190	شب علک
207	بے ٹھال انہار	194	محمد آندر حمل
208	شیخان کا لارنا	194	اخلاقب سلطنت کی حکل
208	خدا تعالیٰ خود تحریف کرنے 0	195	خدا اقران
210	۱۰۔ نامزدی سے متعلق	195	ذکر احادیث
210	ضروریت رسالت	196	انسان کی زیارتیں
211	نیجت کا سلسلہ قسم کیوں؟	196	سیارہ ہدایت
212	اکل نی اور اکل دین	197	جنت کے وارث
214	دین تحریف ہے	198	انسان حتریں ہو گیا
216	عالم گیر دین	198	غوف خدا کی بیوب شیل
217	آپ کا انداز حکایت	199	عمر اسد کو پسر

نمبر	عنوان	نمبر	عنوان
232	حضرت سازن جبل سے فرمایا	218	اختلاف کی صورت میں
232	خطبہ حجۃ الرداع	220	غائب سنت اور قرآن
233	خطبہ خرم	220	دلکش اول
233	جمل طی السلام کے سوالات	220	دلکش دوم
233	سریاسام	220	دلکش ثالث
234	عمری کی ابتداء	220	غافم ۷۴ سی
235	واقعہ قرطاس	221	دلکش چارم
236	آخری خطبہ	221	دلکش پنجم
238	امامت ہجۃ	222	غائب سنت اور حدیث
239	حیثیت والق	222	حدیث اول
240	پختگاران	223	حدیث دوم سوم چارم
241	حضرت ڈھڑ سے سرگشی	224	حدیث چھشم، خشم، بھشم
241	۱۷، ۲۳ دن	225	حدیث چھم و بھم
242	یوم الرسال	225	امان حماہ
246	صحابہ کرام میں حالت	226	سیل کا درجہ
247	حضرت مریم میں حالت	226	زروں بیٹی اور غائب سنت
248	حضرت ابو بکرؓ کا خطبہ	228	ایک زیر دست دہکا
251	محمد نبی سادھے میں اجتماع	229	۱۰ - ۱۵ نات صنیعہ سنت
253	تجھڑو، تھمن	229	انڈا کا انل
254	جنازہ	230	سیدنا الحسن رضا زرزل
255	ترفیع	231	کوت حلات قرآن

سر	عنوان	سر	عنوان
275	حضرت ابوالبکرؓی تجیاں	256	۱۰۲ - شان صرین اکبر (۱)
275	اسے ہے کتو ہی جو گا	256	تارف
276	جہنم سے آزادی کا پروان	256	حالتیں از اسلام
276	حوض بڑھ کا ساتھی	258	تول اسلام
276	است مریم کا پیشہ	258	دھنے اسلام
277	۱۳ - شان صرین اکبر (۲)	259	اخاق فی سکل اٹ
277	ایک حضرت کا سوال	261	شعب الی طالب
278	خوبی کمز	262	مردیں کا تھب
278	امامت ابوالبکرؓ	264	حضرت ابوالبکرؓ
279	میہب دائم	266	ہانی امین
280	اتوار ابوالبکرؓ	267	سائکی دہیں
281	وقات خلیفہ اور ابوالبکرؓ	268	سکے دینے
281	بیت خلافت	269	دورو دینے
282	وعدہ اُنہیں پورا ہو گی	269	مریش بدر
284	استحامت ابوالبکرؓ	270	لائی ماکڑا
285	مکر ان فتح نجات اور ابوالبکرؓ	271	اُنکے ماکڑا
285	قرآن پیش کرنی	271	عجم تتم
287	حضرت ابوالبکرؓ کا روز بید	272	سچے حدیبیہ اور ابوالبکرؓ
289	حج قرآن	272	لامارتی
290	پیاری اور وقت	273	فرز و تحریک اور ابوالبکرؓ
290	تکن پار	274	تکن خواہشات

سر	عنوان	سر	عنوان
317	رقتِ قصی	291	صلابتِ آسر
318	شیان کارنا	294	اضلیتِ بوکر
319	مریں زہان	298	حضرت ملے آنبل
319	رسول اللہ کے خواب	300	۵۔ شان مرقا، قرآن (۱)
320	دفاتِ جہل اور حُرث	300	نام و نسب
321	بیعتِ الائمه کا درجہ حُرث	300	مرلوٹی
324	۱۶۔ شان مرقا، قرآن (۲)	303	حضرت اور حُرم
324	خلافات	304	آلِ ساخت
326	حسنِ انتقام	305	اکارِ ساخت
326	خلافات	306	درستِ ثواب
327	کارباغے لاہاس	307	اساری بدر
328	قیامِ صل	308	حقیقی انسان
331	خدمتِ علی	309	بجاڑہ ساخت
334	غایخنی	310	اک مائچ
337	دین کی قدر	311	رسولِ اُنھے بھی سواست فرائی
339	سادگی	311	انگلِ جنت کی بیمارتِ خدیں
340	بیعتِ المقدس	313	از ان کا خیرہ
342	مرگ اور توحید	314	سواریاں ذرخیز کریں
344	مرزا اور معاصر اربو	315	حصہ کتابِ اظہار
346	شهدات	315	غیرتِ ایمانی
351	۲۷۔ شانِ مثانِ غنی (۱)	316	جنت کا کل

	عنوان	عنوان
371	حج قرآن	نہاد
373	حریک امن صاء	تولی اسلام
373	دین پر خلہ	صحاب و ائمہ
374	ساقین کا طالب	لائحہ
375	صحابہ مطہرہ	بھرت جہڑ
376	کماں پلی بند	چارہ ھن
377	امام صحابہ کا ہمرا	بیرونی خریداری
378	تاریخی خطاب	فرزدہ بدر اور ھن
380	الوداع اے الی مدد	لائحہ ام کٹوم
380	النائک شہادت	زیستی سہر نیجی
382	قرآن گواہ ہے	سر ہائلز
383	حضرت ملک قائم دھر	سوات ھن
383	علم کی انتہا	بیش اخراج
384	مرعن سیرین گایان	رسول اللہ کو کھانا کھلانا
385	مظلوم مدینہ کا جائز	محمد مدنی میں تلا
386	اثرات شہادت	بیت رخوان
387	۱۹ - شان علی الرشی (۱)	دوہری خوبیاں
387	ہم و نب	۱۸ - شان علی الرشی (۲)
388	بیان و کاتاں	ظافت
388	تولی اسلام	توحیات
389	دھرت اسلام	بڑی بجزء

سر	عنوان	سر	عنوان
409	تہذیبِ دراصل	390	حضرت کی رات
409	قہست مل	391	حضرت مل
413	قرآن	391	سوانحات
415	کرامت مل	392	مرکز کردار اور حضرت مل
420	دیانت مل	393	لائج مل
422	کرامت مل	394	مرکز کردار اور حضرت مل
425	مہارت مل	395	سچے حجیب اور حضرت مل
425	قصول اور نو کے ہانی	396	سچے خجیر اور حضرت مل
426	قنز خوارج	398	سچے کوکار حضرت مل
427	شہادت مل	399	فرزوں تجویں اور حضرت مل
429	۱۰ گروپ ۴ ک	400	امین
		400	بے احوال
		400	خطبہ خیر مم
		401	روات و رسول اور حضرت مل
		401	رسان نبوت اور مل
		403	حقیقاً، حقیقاً اور سیدنا مل
		406	- شارعی الرئیس (۲)
		406	خلافت سیدنا مل
		406	قصاص مل کا قبضہ
		407	سید و مائش اور حضرت مل
		408	حضرت صاحبیہ اور حضرت مل

مکالمہ

انی کے نام جن کے فیضِ محبت سے میں اس قابل ہوا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رئیس المودعین بیوی طریقت خطیب اسلام

حضرت مولانا صَلَّى اللّٰہُ عَلٰیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہ

(گجرات)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کاظم شرک و بدعت را گی تو حید و سلت بجادہ ملت

شیخ القرآن حضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلٰیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ صاحب نور اللہ مرقدہ

(راولپنڈی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ الحدیث والغیر جامع المحتوی والمعمول

امازال علماء حضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلٰیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَلَّمَ صاحب (فضل دیوبند) نور اللہ مرقدہ

(خوشاب)

بائی گرائی

شیخ انصیر الدین بہجت جامع المکمل والمحول استاذ العلماء حضرت مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب دری: اللہ اکبر پیغمبر دیدار سعیم (گوجراوال)

بسم اللہ الرحمن الرحيم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

حضرت مولانا شیرازی صاحب کو اخذ تعالیٰ نے جسرا آن بیوہ کا خال نکھلنا فرمایا تھا۔ جب آپ اپنے تھوس
انداز گیریں اور آپ نے قرآن مسلمان ہے طبق دین کی طبق دین کی محکمہ ہے جس۔ جو ایم ایم ایم سہیں کے
من میں کی طرف رکھتا ہے اس کی عقاید کی عقاید بیت بیت اشاعت الخود و بالست جو شیخ انعامی
دین کے ایم ایم کی طبق مسلمان ہے نہیں بلکہ جو ایم ایم مسلمان ہے کی وجہ تھی کہ محض دین کی محکمہ دین کے
دل میں ہاگر کیجیے۔ اسی وجہ سے عدوں کی دن سے خال نکھل کیتیں رکھتا تھا۔ ان کی وفات کا سن کر میرزا علی اکبر
عین بندھوں کے جانہ ملی اور کہ کے لئے بنا گئے۔
اپنے سماں میں ایک قدر سہیں ایک مہالان صاحب کی قبر کردہ کتاب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اٹھ
تھات سے طواری کیا۔ اس اٹھات کے کام کتب کے سطح پر کبھی بندی دریں اپنے سامنے پڑے جیسے نہ
بہ ایک ایک قل میں بخال کر کے ملائیں مطلب کے افسوس منیہ مطہرات کا ذخیرہ۔ سے دیا ہے اس اکبر
کے پیٹھ پر کتب کے سماں کی دست سے بچا گئے۔

کتاب کے بیرونی طبلات میں مذکور ہے صحت، سهل سہت، مہال، ساندھی، ساندھی، کاری، کاری، کاری، کاری،
کاری، کاری، کاری، کاری۔ سامنے قیچی بندی کا ذکر کے خلی المکمل والمحول کے لئے ایسا جواہر طبا کر دیا ہے
کہ اسی طبا کی وجہ سے اس کے خال نکھل کے اسی وجہ سے عادی ہے خال نکھل کے اس طبا کو حضرت مولانا
عسکر الدین کے خال نکھل کے اسی طبا کے افسوس کے افراد کو کسی زر کی کردیا ہے۔

خلاصہ میں ہے کہ اس کتاب حضور مسیحے کا ایل قرآنیتیں دیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس خدمت اور
حث کا خال نکھل کی وجہ سے ایک ایک بندی دیے گئے تھے کہ خال نکھل کے خال نکھل کے اسی وجہ سے اسی وجہ سے (۱۵۷)

بنی اسرائیل والظاهر اصحاب

صریح کر خلیفہ بہجا پی مرنے کی
تصویر دیدار سعیم

عرضی صرتب

بصلار محمد لار مصلیا اور مسلمان

والدگرای شیخ الشیخ والمریث اسحاق العلامہ حضرت سیدنا شیخ احمد ساہب (فضلہ اللہ علیہ) اور اٹھ مرقدہ کی رقات حضرت آیات سے ٹھے ہنزا جمکان اور دکو پہنچانہ وہ بیان سے ہے ہر ہے۔ آئا انگی اس صدر سے مجرمے قب و بگر کے زخم تازہ ہیں اور میں آنسو بھائے ہوئے یہ چند سلوک غیر کردہ ہوں۔

زین کی سلسلہ میں گئی ان ۴ صفحہ نمبر نہیں ہے
ہب قیامت کا مادہ ہے کہ ایک ہیں آئشیں نہیں ہے
جسی جہالتی میں مرے والے اکون ہے جو عالمیں نہیں ہے
گر جسی مرنگ خاچاڑا کا ٹھے ابھی بھک بیشی نہیں ہے
آپ سرف اثاثت الخود والملک یعنی اپنی بکھر ملاعنة بکری قائم بھیجیں اغیانہ وہی
عاظمین بورتوں کے سری سست اور واحد بیانیں سہارا ہے۔ ہنیادین کا کام آپ کے بعد
بھی اکٹھا رہے گا۔ آپ کے ہم کرہ ادارے بھی کام کرے رہیں گے لذت و لذت کا ڈرامہ بھی
روان رہے گا کہ آپ کی ٹھیک سماں محسوس ہوتی رہے گی اور آپ کی وفات سے پیدا ہونے والا
خدا، بھی یہ نہ ہوگا۔ جانت سہر حزب الطہار جاسوس مریمہ صاحب الحرم کے مرے متنی کا داعی
بھی نہ ہو جائے گا۔

ہاتھ تھالی ہے اپنیاں تھراں اپنے بھولوں کا پاہاں تھراں
کاہاں تو سیاں رہے گا مگر ہمیں کسی کاہاں تھراں
آپ نے زندگی کے ہاتھی سڑ میں ہر حرم کی طلاقات کا لہستہ پاہر دی اور جنات
سے مقابلہ کر کے صبر و ثبات اور عزم و عزیت کا ہجور دیں ایک دن ہے اظہانِ الہت اور جہد
سلسلہ اجنبیوں کاہرے سائنسے تھلی کا ہے ۱۱۰۰ھرے لے پڑھل مدد ہے۔

ہذا عزم ہے کہ ہم بھی آپ کے ٹھیک قدم ہو جائے ہوئے خدمت دین کو اپنا شعار
ٹھیک گے اور حرم کی قربانی دے کر ہر کام اسے آپ کے مشن کو ہایہ محمل بھک بھلائیں
کے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ب شریعت اور محدث سے
ب چن مصور ۱۰ نو ۱۷ میں سے
میں بھی کوئی پھرہاڈا ارسال کھاتا تو اُن کی خدمت میں پہنچ کرنا ہے اسے
اعجال قدر کی تھا، سے دیکھتے اور فرماتے "واہ۔ وہ" ہمارے بالاستیباب ہے جسے اصلاح
فرماتے وہ عین دیکھنے اور بانے کرای کو کرو حوصلہ افزائی فرماتے ہے۔

آج میں اعجالی علم والمر سے آپ تکی کی کوشش سے محسوس کر رہا ہوں۔ کہاں
سمیں کم ایک گز بار کی اصلاح وہ بھل کر کے ۲۰ منیوں اور چینی مٹودے دیکھ حوصلہ افزائی
کون کرے ۳۰ دھانیں گلات سے کون لوازے ۳۰ رائے گرای کو کرنا یہ دصوبہ کون کرے؟
بھر حال اعجالی صفت کر کے میں پہنچ دھنے اور حضرت والد حکم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی
ولی نبادت کے سلطانی صفات الخلق کی ولادتی جلد ہی غریب کر رہا ہوں۔ جو شان رسالت
اور شان خلق کے سطح پر ہے یعنی گئے گئے بھرے چند مٹوں پر مٹک ہے۔ داشت ۱۰ کر
آبات ترا آپ و احادیث نبی پا میں نے قفل تزیر کرنے کی بجائے خیری ترجیح کیا ہے اور جی
الحسن حوصلہ جات لگتے کہ اعتماد بھی کیا ہے۔

لگتے اسید ہے کہ جد وحنه سے تحمل رکھنے والے طلاق طلاق اور خلق اولاد سے قدر کی
۵۰ سے دیکھیں گے طلاق کام سے بھری کڑاں ہے کہ بھری کم طی اور ہے بھنگی کی بخیار
پر اگر کوئی کی وکھاںی محسوس فرمائی تو ایسی چینی رائے سے فرور مستفید فرمائی۔ (ٹھریو)
بھری دھانہ ہے کہ اٹھ تعالیٰ بھری اس کاوش کو اپنے تحمل و رفت کے ساتھ فر
تو بیوت سے لوازے اور اس سب کے لئے خصوصاً حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ کے لئے
سر بلیہ آخرت ہلتے۔ (آئندہ)

آخر الحاد

نقیر بیدا انت از خوشاب

۳ جوانی الہان ۱۴۲۷ھ

سلطانی ۳۰ جون ۲۰۰۶ یوم ابصر

۱:- صحبت مصطفیٰ ﷺ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى الْمَطْهَرِ الْأَكْفَارِ حَفٰظَنَا
عَلٰى مَسْرِي الرَّسُولِ وَحَاتِمِ الْأَئِمَّةِ وَعَلٰى إِلٰهِ وَآخْتَابِ الْأَئِمَّةِ وَالْأَئِمَّةِ
مِمْ خَلَقَهُ الْغَرَبُ الْعَرَبُ وَخَلَقَهُ الْعَالَمُ بَعْدَ الْأَئِمَّةِ أَمَّا بَعْدُ لَا يَعْزَزُ
يَا شَوَّالٍ مِنَ النَّبِيِّكَانِ الرَّجِيمِ بَشِّمِ الْفَوْرَاجِيِّ الرَّجِيمِ لَقَدْ جَاءَ كُمْ
رَسُولٌ مِنَ النَّبِيِّكَمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَيْشَمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُزِيَّنِ رَوْلِ
رَجِيمٌ (سرہ توبہ) حَنْقَلُ اللّٰهِ الْعَظِيمِ رَضَائِقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ

گرایی قدر سامن! ایک بچے سون کے دل میں سب سے زیادہ محبت
اپنے خالق اور ماک کی ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اس
مشت خاک کو کتنے انعامات میں نوازا ہے۔ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ أَخْذُهُ مُنْتَهٰى اللّٰهُ (قرہ)
کرایا ان والے تو خدا تعالیٰ ہی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد ایک سون کے دل میں سب سے زیادہ محبت
وخبر برعلیٰ اصلوٰۃ والسلام کی ہوئی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے اور سب
سے زیادہ حق انہی کا ہے۔

ایمان کی جان:

یہ بات آپ جانتے ہیں کہ تمام امال صالح کی تولیت کا وارثہ ہمارا ایمان
ہے۔ اگر ایمان نہ ہو تو ہماری بیکیوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان اور امال صالح کا تذکرہ
فرما ہے وہاں ایمان کے ذکر کو مقدم فرماسکر یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ امال کی
روز اور جان ایمان ہے۔ شرکیں کہ کے نیک امال اسی لیے ضائع اور بر باد

ہوئے کہ ان کے اندر ایمان کی روح نہیں ملے۔

اگر آپ تحقیق فرمائیں تو پڑھنے کا کہ ایمان کی بھی ایک روح اور جان ہے۔ اور اس روح اور جان کے بغیر ایمان بیکار ہے اور وہ ”بہت سختی سے مل دیتا ہے“۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آپ نے ارشاد فرمایا لا تُؤمِنُ أَخْدُكُمْ خَتَّ أَكْوَنَ أَخْبَتِ الْهُرَمِ وَالْبَهَرِ وَرَلَوْمَ وَالْأَسَمِ أَجْتَعِينَ۔ کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں تمہارے باپ دارا اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محیب نہ ہو جاؤ۔ یعنی یہی بہت جب تک تمام محبوس پر غالب نہ آ جائے تم ایمان دار نہیں ہو سکتے۔ گویا آپ کی بہت ایمان کی بھی روح اور جان ہے۔

جس طرح ایمان کے بغیر احوال صالحی کوئی قدر و قیمت نہیں اسی طرح آپ کی بہت کے بغیر ایمان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ کلام میں یعنی فتویٰ وجہ رہیں خلاصہ الائچاں کرنے چیزیں جس کے اندر آ جائیں اس نے ایمان کا حزہ اور محسوس بھولی۔ (۱) آنَ يَكْحُنُ إِنَّهُ وَرَسُولُهُ أَخْبَتِ إِلَيْهِ مَا يَرَى هُنَّا كَرَّهُوا مَنْ تَعَالَى اور اس کے رسول اس کے لیے بالی سب سے زیادہ محیب ہو جائیں۔ (۲) وَأَنَّ يُبَيِّثَ النَّعْرَةَ لَا يُبَيِّثَ إِلَّا هُنْهُ کہ کسی آدمی سے بہت کرے تو صرف انہ کے لیے کرے۔ (۳) وَأَنَّ يَكْنِيَهُ أَنْ يَعْوِذَ بِنِيَّ الْكُفَّرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَلَهُمُ اللَّهُ رَبُّهُ سُكَّا بِكُنْجِرَهُ آن یُنَظَّلَفُ بِنِيَّ الْأَنْارِ (خنزیر) کر ایمان لانے کے بعد کفر کرنا اس کے لیے ایسا ہی مہفوض اور ناپسندیدہ ہو جائے جس طرح آگ میں جل جانا تاپسندیدہ ہوتا ہے۔

اس حدیث شریف سے بھی سمجھی بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان مٹا یعنی

اس وقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کمال محبت ہو جائے۔

قرآن نگواہ ہے :

قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بڑے واقعی اندراز میں
پیان فرمائی ہے اور اپنے ﷺ سے پر زور اعلان کروالا ہے۔ فُلْ إِنْ كَانَ
آهَانُكُمْ وَ آهَاؤْكُمْ رَأْخَوْكُمْ وَ أَرْأَوْكُمْ وَ عَيْنَكُمْ وَ أَمْوَالُ
أُفْحَرْ قَمْعُوكُمْ زَيْجَارَةً تَحْكَمْ كَافِعًا وَ كَابِنْ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ رَأْكُمْ
بِنْ أَهْوَرَ زَرْمَلِيمْ رَجَهَلَوْ فِينْ مَيْلِيمْ كَرْبَعَتْرَا خَتْيَ بَارِيِ اللهِ بَاقِرَه (سرہ ۲۸)
فرما دیں کہ لوگو! اگر تمہارے ماں باپ اور آباؤ اجداد اور تمہاری اولاد اور تمہاری
بھیویاں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور ماں و متاع جو تم کلاتے ہو اور تمہارا کار و بار جس کے
خسارے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور تمہارے مکانات اور رہائش گاہیں جن کو تم پسند
کرتے ہو۔ اگر یہ سب جیزیں حسین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے تو ہم تو ہم
کی رہائی میں جھاؤ کرنے سے زیادہ بیماری اور مزمن رہیں تو ہم یہ مرے عذاب کا انکسار
کر دے۔

آیت ہذا سے توجیہ بر علیٰ اصلوٰۃ و السلام کا مقام اور آپؐ سے محبت کی
امہمت واضح ہو رہی ہے کہ خغا نخواست اگر محبت رسول نہیں ہے تو ہم تو ہم شخص اللہ کی
رحمت کا مستحق نہیں بلکہ اس کے عذاب کا حق دار ہے۔

محسن انسانیت:

اللہ تعالیٰ کی ذات عالیٰ کے بعد ہمارے اوپر سب سے زیادہ احسان و توجیہ
بلیٰ اصلوٰۃ و السلام کا ہے۔ آپؐ ہی کے ذریعہ ہمیں قرآن ملا۔ ہمیں ایمان ملا۔
آپؐ ہمارے لیے دلیل رشد و ہدایت ہیں۔ آپؐ نہ ہوتے تو یقیناً ہم گمراہی و

خلالت کی احتہاہ گمراہیں میں ہوتے۔ آپ کی آمد سے پہلے انسانیت جنم کے
کنارے پر کھڑی تھی آپ نے آ کر انہیں جنت کا راستہ دکھایا۔

حضور آئے تو سر آفریش پا گئی دنیا
اخیر دن سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا
جاہر میں آپ کی بہت انتہائی ضروری ہے۔ اگر آپ سے کبی بہت ہو تو
یقیناً کامیابی و کامرانی قدم چوڑے گی۔

ایک امید افزا واقعہ:

حضرت اُنسؑ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر
تو کہ ایک شخص نے آ کر سوال کیا "مَنْ شَاءَ لَهُ أَنْ يَأْنِي" کہ قیامت کب ہے؟
آپؑ نے اس کے سوال کو ناگوار سمجھا اور ارشاد فرمایا تو نہ کہ وہ
اغتنادت لہا کہ تو قیامت کے وقوع کے بارے میں تو سوال کر رہا ہے بھلا تو نے
اس کے لیے کچھ تیاری بھی کی ہے؟ آپؑ کا مطلب یہ تھا کہ تجھے اس سوال کی
بجائے قیامت کے دن اپنے انعام کی گلزاری چاہیے اور اس کے لیے تیاری کرنی
چاہیے۔ وہ کہنے لگا مَا اغْنَدَتْ لَهَا مِنْ مُجَبِّرٍ صَلَوةً وَلَا أَصْرِيمْ رَلَا حَدَّلَةً كہ
میں نماز روزہ اور صدقہ کے احتمار سے تو قیامت کے لیے کوئی خاص تیاری نہیں کر
سکا ہاں ایک بات ہے تو لکھیں ابْتَ اهْ وَ زَوْلَةً کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول ﷺ سے کبی بہت ہے۔

آپؑ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا "أَنْتَ مَعَنْ أَنْجِبَتْ" کہ
جن کے ساتھ تو بہت کرتا ہے یقیناً تجھے ان کی رفاقت ملے گی۔ صحابہ کرامؓ معرف
کرتے ہیں کہ آپؑ کے اس فرمان سے کہ "أَنْتَ مَعَنْ أَنْجِبَتْ" ہمیں اتنی
خوشی ہوئی کہ اتنی بھی نہ ہوئی تھی۔ حضرت اُنسؑ جب یہ حدیث بیان فرماتے تو

بُوے وجد میں آ کر فرماتے فلانا اُجَتَ الْبَيْعَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآتَاهُكُمْ
وَغُفرَنَ وَأَزْجُونَ أَكُونَ مَعْهُمْ بِمُحْسِنٍ رَاهِيْهُمْ وَلَنْ لَمْ أَعْنَلْ بِمُنْهِلْ
أَغْفِلَهُمْ (بخاری) کر میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور سیدنا عمرؓ
سے محبت رکھتا ہوں اگرچہ میں ان تینے ایساں اور بیکیاں تو نہیں کر سکا مگر مجھے امید
ہے کہ ان کے ساتھ پہلی بیت کی وجہ سے مرا خوشی بھی انہی کے ساتھ ہو گا۔

اسبابِ محبت:

گرائی قدر سامنے! یہ بات آپ چانتے ہیں کہ محبت کی نہیں جاتی بلکہ
محبت ہو جاتی ہے اور محبت ہو جانے کے کچھ اسہاب ہوتے ہیں۔ کچھ صفات اور
خوبیاں انکی ہوتی ہیں کہ جن کی وجہ سے آولیٰ کی سے محبت کرنے کے لیے بھروسہ ہو
جاتا ہے۔

یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ نے یونہی زبردستی اپنے پیغمبر ﷺ سے محبت کرنے کا
عمل نہیں دیا بلکہ آپؐ کے اندر اسہابِ محبت بدیجاتم رکھ دیے تاکہ فطری طور پر ہر ایک
 شخص کا میلان اور جھکاؤ آپؐ کی طرف ہو جائے۔

☆ محبت کا پہلا سبب "جمال" یعنی خوبصورتی ہے۔ قدرتی طور پر ایک
 خوبصورت چیز اپنی طرف دل کھینچ لئی ہے اور انسان اس پر فریقت ہو جاتا ہے۔
 آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا جمال اور خوبصورتی مطہار فرمائی کہ اپنی ساری حقوقات میں
 سے اجمل و احسن آپؐ علی کو بھایا۔

چاند سے موازنہ:

چاند کی چودھویں رات تھی آسمان پر پوری آپ دناب کے ساتھ
 خوبصورت چاند (بدر کا لال) چک رہا تھا۔ روئے زمین کا پیچہ چھپے اس کی نورانی

کروں سے روشن تھا۔ ایک محالی حضرت جابرؓ کو خیال آیا کہ آج میں کیوں نہ اس کا سوازندہ اپنے محبوب حضرت ابو عطیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور سے کروں۔ آج میں دیکھوں تو سکی کہ آسمان دنیا کا یہ چاحدہ زیادہ خوبصورت ہے یا داعیٰ والا چہرہ زیادہ خوبصورت ہے۔

چنانچہ وہ خوبصورت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاشی میں نکلے دیکھا کہ آپ سبھوں کے پیچے گئے میں سرخ دھاریں والی سمجھی چادر اپنے اوپر لٹھے ہیں۔ حضرت جابرؓ نے پوری تجدی کے ساتھ دلوں کا سوازندہ کیا۔ بھی آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ بھی زمین کی طرف۔ ہلا خردہ یہ فتح کرنے پر بھجو رہ گئے۔ لیاذا فَأَنْهَى مُحَمَّدًا أَنْهَى مُعْنَدِيَ مِنْ الفتنہ کہ آپؐ کا رخ انور نے چاحدے سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آیا۔ گرایی قدر سامنے اگر من و جمال مجہ مبت میں سکا ہے تو ہر کھلانے

آپؐ سے مبت کی ہائے۔

☆ مبت کا دوسرا سبب ”کمال“ ہے۔ یعنی اگر کسی شخص کے اندر کوئی کمال یا کوئی ماپا ز خوبی پائی جائے تو اسکی وجہ سے بھی اس کی طرف ہائل ہوتا اور اس سے مبت کرنے کوئی چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خبیر علیہ الحسلۃ والسلام کے اندر وہ کمالات اور ہاتھی خوبیاں سمجھا کر کے رکھ دیں جو تمام انجیاء کو قیمت کر کے دی جیسیں۔ کمالات علیہ کمالات صلیلہ۔ کمالات اخلاقیہ غرضیکہ ہر کمال سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مجموعہ کمالات بنادیا۔

ہائل دار الخصم درج بند مولانا احمد قاسم نانو ڈی نے کیا خوب فرمایا۔

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھے میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

علامہ بصری فرماتے ہیں

لَاقِ الْبَيْنَ لِمَنْ خَلَقَ وَلِمَنْ خَلَقَ
وَلَمْ يُدَايُهْ لِمَنْ عَلِمَ وَلَا كَرِيمٌ
وَكَلَّهُمْ مِنْ زَمْلِي الظُّرُوفِ
غَزَّلَهُمْ الْبَغْرَرُ أَزَّ شَفَاعَهُمْ الْبَهْمَ
مَنْزَهٌ عَنْ شَرِيكٍ لِمَنْ تَعَابِهِ
لَخَزَنَةُ الْعُتُنِ لِمَنْ غَيْرُهُ مُنْقِبٌ
کہ آپ خلقت اور اخلاق میں تمام انجام پرو قیمت لے گئے اور دیگر انجام
کرم نہ ان کے علم کو بخیج سکے اور نہ کرم کو۔ گویا سب انجام آپ علی کے خوش میں
ہیں جیسے دریا سے ایک چلیا باش سے ایک گھونٹ۔ آپ اپنے کالات اور خوبیاں
میں شراکت سے منزہ اور بیراہیں۔ آپ کے اندر جو جو ہر جسم ہے وہ ناقابل تجسم

-۴-

گرائی قدر سماں گئیں! اگر کسی کا کمال جو محبت بن سکتا ہے تو ہمارے آپ سے
زیادہ ساری حقوق میں کوئی باکمال نہیں ہے۔ اس لئے بھی آپ اس بات کے حق
دار ہیں کہ آپ سے دل محبت کی جائے۔

* * * محبت کا تمہارا سبب "احسان و اتصال" ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ
بعلی یا احسان کرے تو فطری طور پر اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ الہستان
عینہ الامان۔ اسی طرح اگر کسی کے ساتھ قربت، تعلق اور واسطہ رہے تو اس
سے بھی لازماً محبت ہو جاتی ہے۔

وُتْبَرِيلِيَّ الْأَصْلُوَةِ وَالْإِلَامُ تِوْجِنُ الْأَسْنَاتِ ہیں۔ اپنی امت کے لئے
اجتہاں شیخ اور صہراں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات عالیٰ کے امور امت کے
لئے اتنی رکافت و رحمت کی تھی کہ اس کا اگر کوئی تکلیف پہنچے تو تخبر طیبۃ الحلاۃ
و السلام اس کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ عجزِ نیزِ عکلیتوہ عاجیتُم کا معلوم کیا ہے یہ
شفقت اور رحمت ہی تھی کہ آپ نے معراج کی رات اپنی امت کا احسان کرتے

ہوئے ۹ چکر لگائے اور پھاں نمازوں میں تخفیف کرو اکر پانچ پر اکتمان فرمایا۔ آپ کو ۵۰ نمازوں جیسا عظیم انعام لکھ خوش خوشی والیں تحریف لارہے تھے کہ موئی علیہ السلام نے تخفیف کا مشورہ دیا۔ آپ نے تسبیح فرمایا کہ اتنے چھی انعام میں تخفیف کیوں کرواؤں؟ موئی علیہ السلام جو بیا ایک ہی جملہ ارشاد فرمایا ہے اُنٹک لَا يطْلُقْ کہ آپ کی است ان پھاں نمازوں کا حق نہ کر سکے گی اور مفت میں گز گاری ہوتی رہے گی۔ چنانچہ اپنی است کا ذکر سن کر آپ ۹ وضو بارگاہ الہی میں حاضر ہوئے۔

ای طرح نماز تراویح کی بات ہے۔ آپ نے رمضان البارک کے اندر تین دن تک صحابہ کرامؓ کی ایک کشیر قedula کو باجماعت نماز تراویح پڑھائی گرچوئے دن آپ جماعت کے لیے ہاجر تشریف نہ لائے۔ صحابہ کرام نے درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نماز اللہ تعالیٰ کو اجتنابی پسند آئی۔ رمضان البارک کا سببیہ ہو۔ رات کا وقت ہو باجماعت نماز ہو اور نماز میں حلاوت قرآن ہو صحابہ کرام جیسی عظیم هستیاں مقتولی ہوں اور لام الاغنیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ امام ہوں بخلاف نماز اللہ تعالیٰ کو محظوظ کیوں نہ ہوگی۔

آپ نے چھتے دن جماعت نہ کرانے کی وجہ پر بتائی کہ کہیں اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر یہ نماز فرض نہ کر دے۔ میں اور آپ تو یہ فرض نہ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے بعد میں آنے والے لوگ اس فرض کو نہ جائیں گیں اس لیے یہ نماز فردا فردا پڑھو۔

گرامی قدر سالمحین! اس واقعہ کے حاذر بھی اگر خور کیا جائے تو آپ کی اپنی است کے لیے شفقت درخت مان نظر آ ری ہے۔ جب آپ ہمارا اتنا احس فرمائیں تو پھر ہمیں آپ سے پہلی محبت کرنی چاہیے۔

اے طریقے خبر طیبۃ الصفاۃ والسلام کا اپنی تخصیص دعاہ الی امت کی
شناخت کے لیے سنجال کر رکھا بھی آپ کی رافت و رحمت کا لفظیم ثبوت ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے ہر نبی کو ایک تخصیص دعاہ عطاہ
فرمائی۔ کہ جب بھی تمہارے اوپر کوئی مشکل وقت آئے اس دعاہ کا حوالہ دے کر
بھوکھ سے جو مانگو گے میں دے دوں گا۔ یعنیا انبیاء کرام کی اکتوبر ماہیں قبول ہوتی
ہیں مگر اس خاص دعاہ کی اللہ تعالیٰ نے خاتمت دے دی کہ میں یہ ضرور قبول کروں
گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ **لَعَجَلَ تَبَقِّيْ دَغْوَةً** کہ ہر نبی نے دنیا کے احمد
اس دعاہ کو استعمال کر لیا۔ حضرت آدم طیبہ السلام سے لکھ حضرت میں طیبہ انسان
مکہ نبیان انبیاء کرام نے مشکل اوقات میں اس دعاہ کو استعمال کر لیا۔

گرائی قدر سامنے! غور فرمائیں کیا نبی اکرم ﷺ پر کوئی مشکل اوقات
نہیں آئے تھے یعنیا آپ پر اور آپ کے صحابہ پر انتہائی کم حالت آئے۔ ۱۲
سارے کی دوسریں آپ پر کئے مشکل حالات آئے ہم طائف کے سفر پر غور فرمائیں
آپ پر کئے مظالم ذمایے گئے۔ مدینہ منورہ کے دس سالوں میں کیا کیا حالات
آئے۔ صرف جنگ احمد کی مخلقات پر غور فرمائیں۔ جب آپ پر چاروں طرف
سے دشمن نے شدید حملہ کر دیا اس حملہ میں آپ کا ہونٹ کٹ گیا۔ ندان مبارک
شہید ہوئے چھوڑ ہمہ لہان ہو گیا۔ مگر آپ نے ہمہ بھی اس دعاہ کو استعمال نہیں فرمایا۔
فرزدہ خلق کے موقع پر کئے تھے میں حالات سے آپ اور صحابہ کرام لا چار ہوئے۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **إِذَا جَاءَ زَمْنَ مِنْ كُلِّكُمْ وَ مِنْ أَكْفَلِ مُشْكِمْ وَ إِذَا**
رَأَفَتِ الْأَبْصَارُ وَ تَلَقَّبَتِ الْفَلَوْبُ الْخَنَاجِرَ وَ تَطَعَّنَ بِاهْدِ الظُّفَرَنَا فَالَّكَ
الَّتِينَ أَتَقْرِبُنَّ وَ زُلْزِلُنَّ وَ زُلْزِلُنَّ الْأَنْدِهَنَا (۱۰، حرب) کہ جب دشمن تمہارے
اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھا آئے اور جب خوف دردشت۔ کی وجہ سے

تھاری آنکھیں پھر اگئیں اور تمہارے ٹکیے من کو آگئے اور خدا تعالیٰ کے بارے میں جسیں طرح طرح کے خیالات آنے لگے اس وقت سون ہر ہی سخت آزمائش میں آگئے اور سخت طور پر ہلاکے گئے۔

گرای قدر سامنی اپنے مشکل حالات میں بھی آپ نے اس دعا کو استعمال نہیں فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ رانجھاتُ دَخْرَيْنِ فَعَاجَةً لِمَّا تَقَدَّمَ رَأَيْتُمْ اُنْقَاعَهُ کر میں نے وہ دعا، قیامت کے دن تک اپنے گز گرا مجمع کی فضافت کے لیے چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔ قیامت کے دن میں ان کے حق میں وہ دعا استعمال کروں گا۔ **لَهُمَّ تَابِلَلَّذِينَ كَانُوا إِذْ مُنْذَنُوا مَّا تَرَكُوا لَا يُثْرِكُ هَذُهُوا فَرِمَّلَاهُ كَمَا فَرِمَّلَهُ أَنْتَ** میرا برانتی مستند ہو گا بڑھ لیکے اس نے شرک نہ کیا

۶۰

گرای قدر سامنی! جب آپ کا ہمارے ساتھ یہ روئی نہیں ہوگا یہ شفقت درست ہے احسان و اصال ہے تو پھر ساری گلوقات سے زیادہ محبت کے حق دار بھی یقیناً آپ ہی ہیں۔ ہم آپ کے احسانات کا جلد بھی نہیں اتنا ہے۔ آپ کے حقوق کی ادائیگی سے کبھی بھروسہ رہا آنکھیں ہو سکتے۔

اس لئے چاہیے کہ ہمارے دل میں محبت مصلحت ہے۔ زبان پر سخت مصلحت ہے۔ احظاء و جوارح پر اطاعت مصلحت ہے۔ قب تم سمجھ محتوا میں غلام مصلحت ہے بنیں گے۔

سچے محببلن مصطفیٰ نہیں:

جن طرح پھیر علیہ احلاۃ واللام کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات سے زیادہ جمال و کمال عطا کر فرمایا احسان و اصال سے نوازا رائفت و رحمت سے صور فرمایا اسی طرح صحابہ کرامؐ کو ساری کائنات سے زیادہ آپ کا قدر والان بنادیا۔ آپ

کے ہے اور نئے محبت مجاہد کرام ہی تھے۔ مجاہد کرام نے اس باب میں انکی راستائیں رقم فرمائیں کہ جن کی نظر ملنا قیامت تک مشکل ہے۔

جنت میں ہے

ذخیر علیہ الحلوۃ والسلام کے ایک پیغمب حضرت ٹوبانؑ ایک دعا آپؐ کی خدمت میں ماضی ہوئے۔ آپؐ کے چہرے پر زن دلال کے آثار ظاہر تھے ذخیر علیہ الحلوۃ والسلام نے سوال فرمایا کہ ٹوبانؑ آج اتنے تکن کیوں نظر آ رہے ہے؟ حرض کرنے لگے یا رسول اللہؐ! آپؐ جانتے ہیں کہ مجھے آپؐ کے ساتھ کتنی بحث ہے؟ انک اُنک لَاخَبَرٌ إِلَيْهِ مِنْ كُفَّارِنَا وَ أَخْبَرٌ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِنَا وَزَكَرِيَّةُ اللَّهِ كِبِيرٌ ہے تو آپؐ ہماری جان سے بھی زیادہ محظوظ ہیں بلکہ ہمارے کہ قبیلہ اور اولاد سے بھی زیادہ آپؐ مجھے محظوظ ہیں۔ بعض اوقات میں گمراہی ہنا ہوں تو آپؐ بھی یادشدت سے ستابی ہے۔ لکھتا اُمیروں ختنی اُنیک فائاظ تھیں رالنک تو مجھے سے ہمراہ ہوتا جب تک آپؐ کا رخ اور شد کوہ لوں۔

آج می نے آخرت کو باد کیا تو مفہوم ہو گیا کہ کل قیامت والے دن جب آپ بھی جنت میں پہنچے جائیں گے اور میں بھی جنت میں پہنچی جاؤں گا تو لازمی ہاتھ ہے کہ آپ کو جنت کا اعلیٰ درجہ ملے گا اور مجھے آپ سے کمتر درجہ ملے گا۔ افسوس اور دکھ تو اس ہاتھ کا ہے کہ وہاں جنت میں آپ کو دیکھنے بغیر گزارہ کیے کردار گا؟ مجھے تو آپ کے بغیر جنت بھی سونی نظر آئیں گی۔ آپ اس کی باتیں سن کر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہی ہاں زل فرمائی۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الْذِينَ أَنْعَمْ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَ الشَّهِدَاءِ وَالْعَالِمِينَ (سورة ن،) کہ جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو مضمون طبقیں انجیاہ کرام۔ حدیثین۔

شہادہ اور صلحاء کی مراثت اور عنت نصیب فرمائے گا۔

صحیح انکا دیدار گواہ:

فرزدہ احمد میں مسلمانوں کو شدید تقصیان پہنچا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ بھی شدید رثیٰ ہے۔ حتیٰ کہ آپؐ کی شہادت کی جھوٹی خبر بھی مشکور ہو گئی۔ حدیث مخورہ میں جب یہ جالا ہے خبر پہنچی تو حضرت ہنڈ بنت حمودہ بن حرام رسول اللہ ﷺ کی خبرت سلوم کرنے کے لیے میدانِ احمد کی طرف جل پڑیں۔

اس خبرت کو اپنے فرزندوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی غریبی۔ ہر آنے والے سے بھی پوچھتی تھی "ما فیلِ رَسُولَ الْفَوْحَلِيِّ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا ہے؟ میدانِ احمد کی طرف یہ غیر دریانہ وار بار بھی کسی کر کسی نے بتایا کہ اس جگہ میں تمرا والد شہید ہو گیا ہے۔ مگر آتی جائیداز خبر سن کر بھی اس کے مذہ سے لکھا "ما فیلِ رَسُولَ الْفَوْحَلِيِّ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" میں والد کی خبرت سلوم کرنے کے لیے بھی تھلی بھجے تو سردار دو جہاں کی غریبی ہے۔ آئے چل تو کسی نے اطلاع دی کہ بی بی اس جگہ میں تمرا بیٹا بھی شہید ہو گیا ہے۔ مگر اس کا ایک علا سوال تھا "ما فیلِ رَسُولَ الْفَوْحَلِيِّ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" پھر کسی نے یہ اطلاع دی کہ اس جگہ میں تو تمرا بھائی بھی شہید ہو گیا ہے مگر اس کو تو صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی غریبی اور نبیؐ کے بارے میں سوال کرتی رہی "ما فیلِ رَسُولَ الْفَوْحَلِيِّ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

گرائی قدر سامنگیں! یہ انصاریہ گورت اسی والہات انداز میں میدانِ احمد کی طرف بڑھتی جلی گی۔ حتیٰ کہ اسے اطلاع ملی کہ میدان کا رزار میں تمرا خادم اور سرتاج بھی شہید ہو چکا ہے۔ یہ فرماتی ہے کہ میں اپنے سرتاج کی بات نہیں کر رہی ہو گئے تو کائنات کے سرتاج کی غریبی ہے "ما فیلِ رَسُولَ الْفَوْحَلِيِّ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

وَثْمَةٌ

گرائی قدر سامن! تجہ فرمائیں گیں ہوت دلت ہے صرف نازک ہے
ہاپ بیٹا بھائی اور خادم چاروں قریب رشتنے درثم ہو پچے ہیں۔ ایک ہوت کے
لئے اس دنیا میں یہ چار ہیں نہارے ہیں اور اسکے یہ چاروں نہارے ٹھم ہو پچے
ہیں۔ ہر بھی اگر گھر ہے تو سر کار دو ماں ہے کہ اس کے لئے تباہ کر اللہ کا
مکر ہے رسول اللہ نے تحریر ہے ہیں آپ مطہن رہیں اور وابس چل جائیں۔ مگر
جنہیں حب نبوی سے بر شمار ہو کر اس عینف نے جواب دیا اُزون ہنر ختنی انتظار ہائے
مجھے دکھاؤ تو کسی نہیں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھ کر اطمینان حاصل کرنا چاہتی
ہوں۔ لوگوں نے اس کے جذبہ صادر کو دیکھ کر رسول اللہ نے اسکے پہنچا دیا۔

آپ نے جب اس کو دیکھا تو خال آیا کہ اس بے چاری کے سب رشتہ
دلاں سب نہارے ٹھم ہو پچے ہیں۔ آپ نے اسے کچھ تسلی دیا چاہی تو وہ سماں بول
انہی کل موتیہ بندک کے سچل، اگر آپ ہمیشہ سلامت ہیں تو مجھے ان مصائب کی
کوئی پرداہ نہیں۔ ہر صعیت برداشت کر لوں گی مگر آپ گی تکلیف برداشت نہیں کر
سکتی۔ اور جب آپ زندہ ہیں تو یہ سب سیستم میرے لیے پرکاہ کی حیثیت ہی
نہیں رکھتیں۔

کافتا بھائی ہر داشت فہیں:

کافر نے ایک موقع پر انجامی چال بازاری اور دھوکے سے حضرت غیرہ موسیٰ
گرفتار کر لیا۔ اور پھر ان کو حارث کے لڑکوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تاکہ وہ ان کو
اپنے آپ کے بدالے میں قتل کریں۔ (یہی حضرت غیرہ نے فرزدہ بدر میں قتل کیا
تھا)۔ کافی عمر میں وہ انگلی وہنی اور جسمانی لذیت دیجے رہے اور بالآخر انہیں
قتل کرنے کے لیے کھلے میدان میں لے گئے اور پورے مکہ میں اعلان کر لیا کہ آؤ

آج مریبی کے صحابی کو ہوت کا تاثر دیکھو۔

چانپ تاشائیں کی ایک سیر تھاد کے سامنے ان کو باندھ کر سول پر لٹا دیا گیا اور ان سے مطالبہ کیا گیا کہ موم غربی سے قلقل اور وابستگی پھوڑ دو تو ہم بھی تھے پھوڑ دیں گے۔ آپ نے بلند آواز سے گلہ پڑھ کر اعلان فرمایا کہ سب کیلائے ہوں مگر ان کے ماسن کوئی پھوڑ سکتا۔

پھر چاروں طرف سے آپ پر تحریک اور گماروں کی ہارش ہونے لگی۔
کنار نامخوار آپ کا ایک ایک مضر بے دردی سے کاٹ رہے تھے اور آپ کا پھر جسم نارنارا ہو چکا تھا۔

میں اس وقت الاستغیان آگے بڑھا اور آپ کے دل کے اندر موجود "سبت سلطنت" کو چیک کنا چاہا اور سوال کیا تھا۔ اُن نجکنْوَنْ مُحَمَّدَ تکنگانک؟ کا اگر ب تھے پھوڑ دیا جائے اور تمہری مجذب تیرے نبی "مُحَمَّد" کو پکڑ کر بھاں لٹکا دیا جائے تو کیا یہ سودا تھے خطرہ ہے؟ یہ سوال سن کر حضرت خوب کے سول پر لٹکے ہوئے الجہان جنم میں ایک کنٹ سالا کا اور آپ فوراً شیر کی طرح پھر گئے اور زور دار اعلان فرمایا۔ افولاً اُبیث اُن اکٹونَ اُمَّتٍ وَ اِدْعَا یعنی اُفْلَقَ وَ اُنْ مُخْتَدَأَ عَلَى اَهْلِ عَيْنَ وَ سَلَمَ يُؤْخَرُ بَشَرَ كَوَافِدَ الْكِبَرِ اُرْتَمَ بھے تھے وہ عائیت پرے اُن اور اہمیان کے ساتھ یہی پھوس میں پہنچا دو اور اس کے ہڈل میں سب سے محبوب سلطنت کی ایڑی میں ایک معمول سا کانٹا بھی چھے تو مجھے یہ بھی برداست نہیں اور پھر فرمایا۔ اُنہیں جھینِ اُخْلُ مُسِلِّمًا اللَّغَ کہ اگر میں ان کی بہت و عقیدت دل میں لکھ رہا ہوں تو یہی ہوت سب سے لیے سرمایہ اُنہوں ہے۔ نہ علم کر کے میری روح تو نہیں سکتے ہو مگر روح کے اندر رہی ہوں مبت سلطنت میں ٹال سکے۔

حضرت عائشہؓ کی حالت زار

خبر طبیعت احلاۃ والسلام کی زیارت سیدہ ماں صدیقہؓ مگر آپؐ سے
والہاذ بہت تھی۔ ایک سری میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حضہؓ دونوں آپؐ کے
ساتھ تھیں و خبر طبیعت احلاۃ والسلام کو بھی چونکہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھیں بہت تھی
اں لیے آپؐ اپنے اونٹ کو ان کے اونٹ کے ساتھ ساتھ چلاتے تھے۔ اور رات کو
باناڑ حضرت عائشہؓ کے محل میں تعریف لاتے اور جب بجک قافلہ چلا کرنا باتیں کیا
کرتے۔

ایک دن حضرت حضہؓ نے کہا کہ عائشہؓ اہم اپنے اونٹ تدبیل نہ کر لیں
آپؐ بمرے اونٹ پر سوار ہو جائیں مگر نبی آپؐ کے اونٹ پر سوار ہو جاؤں؟
حضرت عائشہؓ بناڑ اس بات پر راضی ہو گئیں۔ اور دونوں نے اونٹ تدبیل کر
لیے۔

خبر طبیعت احلاۃ والسلام حسب معمول رات کو حضرت عائشہؓ کے محل میں
تعریف لائے دیکھا تو حضرت حضہؓ موجود تھی۔ آپؐ سلام کر کے چشمے گئے۔
حضرت عائشہؓ تعریف آہی کی خاطر تھی مگر آپؐ تو حضرت حضہؓ کے ہاں جا
پکے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے اخبارِ اُنہیں بھی برداشت نہ ہو سکا۔ جب قاتلے نے
پڑاؤ کیا تو سواری سے اڑیں اور لپنے دونوں پاؤں گماں میں رکھ دیے اور فراق
نبوت میں آنسو بہانے شروع کر دیے مگر کہنے لگیں یا رُب سلطنت علیٰ غفرانہ اُز
عینہ تلذذخی رِ مُؤلک لَا أَنْتَ بِنِي أَنْ أَفْزَلُ لَهُ أَنْتَ اَنَّ اللَّهَ كَمْ يَنْهَا
سارب کو سمجھ دے وہ مجھے ذس لے اور بیری زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ آپؐ تھیں تھیں
تھے رسول یہیں میں ان کے پارے میں تو کچھ کہ نہیں سکتی۔

گرایی قدر سامنے ہی حضرت عائشہؓ کے اس روئی سے اندازہ لگائیں کہ
ان کا دل محبت مصلحت کی سے کس حد تک معمور تھا۔

نبیت صاحبیں تو و محبت مصلحتی

مریمؓ نبودہ میں مصماں ناہی ایک بیوی ہے میر۔ حضرت عائشہؓ کو ہر طرف
سے اپنے اہم بھائیا اور آپؐ کی شان القدس میں گستاخی کرنا اس کا معمول تھا ایک دفعہ
اس نے آپؐ کی شان میں انجامی گستاخانہ اشعار کیے۔ حضرت عمر بن عثمانؓ ایک
نیواں محالی تھے وہ یہ اشعار سن کر بدمشت نہ کر سکے اور فوراً اس خیشہ کو لکھانے
لگائے کامنخوب ہتھا یا۔

رات کو یہ انجامی رازداری کے ساتھ گوارنگر ان کے گرفتار پہنچنے چکے تھے
تھے اس لیے مصماں کو ہاتھ سے ٹھلا اس کے اروگرد سے ہوئے پھون کو ہٹایا اور
محبت مصلحت کی سرشار ہو کر گوارنگر اس کے سینہ پر رکھ کر زور سے دہائی کر پشت
سے پار ہو گئی اور بیوی میں اخبار ہو گئی۔

حجج کی نماز عظیم الحصوة والسلام کے ساتھ مسجد نبوی میں ادا کی اور
سارا واحد مرغی کر دیا۔ رسول اللہؐ ان کے اس فعل پر انجامی خوش ہوئے اور
صحابہ کرام سے فرمایا را کیا آنکھیم آن تَنْظُرُوا إِلَيْنِي زَجْلٌ مِّنْ أَقْلَلِ الْجَنَّةِ
لَا تَنْظُرُوا إِلَيْنِي عَفْيَرْ بَنْ عَدْعَیْ اگر تم دنیا میں کوئی جنگی دیکھنا چاہو تو عمر کو دیکھ لو۔
حضرت عمر رضی کرتے ہوئے فرمائے گئے کہ اس نامیجا کو دیکھو تو کسی
کس طرح محبت مصلحت کی سرشار ہو کر تحفظ ناموس رسالت کا حق ادا کر
دیا۔ آپؐ نے فرمایا عمر! اس کو جانہ کہ کبھی بلکہ یہ جانا ہے۔ ظاہری آنکھوں سے
اگرچہ عمر دیسے بھروسہ کی دل کی آنکھیں سکھلی ہیں۔

الله تعالیٰ ہمیں بھی محبت مصلحت کی سے نوازے (آمین)

۹:- جمال مصطفیٰ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى هَادِيِ الْأَنْبٰءِ اشْتَفَلَ حُصْرَحَا
عَلٰى سَهْوِ الرُّشْدٍ وَخَاتَمَ الْأَنْبٰءِ وَخَلٰى إِلٰهٍ وَأَضْحَابِهِ الْأَنْقَبَاءِ الَّذِينَ
مِنْ عَلَّاقَةِ الْعَرَبِ الْمُرْبَاهُو وَخَتَمَ الْعَالَمِينَ بَعْدَ الْأَنْبٰءِ إِنَّمَا يَعْدُ فَاعْمَوْدًا
يَأْتُهُو مِنَ الشَّهْطَانِ الرَّجِيمِ يَسِيِّدُ الْرَّاجِيمِ وَالضَّلِّيِّ وَاللَّهُ
إِذَا سَمِيَ تَمَادَّتْكَ زَجَّكَ وَنَالَتْكَ وَلَلْأَبْعَزَةُ خَتَّلَكَ مِنَ الْأَزْلَى
وَلَئِنْ كَفِيْتَكَ زَجَّكَ لَغَزَّلِيِّ . (سورة مجنون) صدق الله العظيم.

گرامی قدر سماں مکن اسرہ مجنون کی ابتدائی آیات آپ کے سامنے خلاودت
کی گئی ہیں مشرین کرام نے سن آیات کا شان خروں یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک دفعہ
شرکیں کرنے یہود مدد کی طرف وند بھجا کر ہمیں چھایے علمی سوالات پا کر
دیں جو ہم اس نبی کے سامنے پیش کریں اور ان کے صدق و کذب کو بیان کریں۔

یہود مدینہ نے تین اہم سوالات پیش کیے۔ (۱) ان لوگوں (اصحاب
کف) کا کیا واقعہ ہے جنہوں نے اپنے شہر سے نکل کر ہماریں پناہ کھوئی تھی۔
(۲) اس شخص (ذوالقرنین) کا حال تائیے جس نے شرق و مغرب اور تمام زمین
کا سڑکیا۔ (۳) روح کے ستعلق تائیے کہ اس کی کتنا اور حقیقت کیا ہے۔

یہودی علامہ نے ساتھ یہ بھی بتایا کہ اگر وہ نبی ان تینوں سوالات کے
مفصل جواب دے دے تو ہر بھی وہ سچا نبی نہیں ہے۔ اور اگر تینوں سوالات کے
جواب نہ دے سکے تب بھی سچا نبی نہیں ہے۔ اگر دو سوالات کے مفصل جواب
دے دے اور ایک کی تفصیل نہ تائے تب وہ یقیناً سچا نبی ہے۔ شرکیں کہ کاپ وند
خوشی خوشی یہ سوالات لکھ رہا اور تمام الٰل کہ کرتایا کہ ہم ایک نیعلہ کی صورت حال

لکھ کر آئے جس اور پورا واقعہ بیان کیا۔ لب شرکیں کرنے اپنے سر کر کر دو لوگوں کا ایک وفد تیار کر کے خبریں اخْلَوَةُ الدِّيَمَةِ وَالسَّلَامُ کی خدمت میں روانہ کیا کہ اگر آپ پے نبی ایں تو ان سوالات کے جوابات دیجئے۔

خبریں اخْلَوَةُ الدِّيَمَةِ وَالسَّلَامُ نے چونکہ وحی الٰہی عی کی بنواد پر جوابات دیئے تھے۔ آپ نے اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کے ذریعے اسکے جوابات ارسال کر دے گا شرکیں سے یہ وصہ فرمایا اسْلَامُ خَيْرٌ كُمْ خَدَا کر میں ان سوالات کے جوابات کل دے دوں گا اور آپ اُنٹا، اللہ کہنا بھول گئے۔ خدا کی قدرت کو وحی ہازل نہ بھولی اور شرکیں مکہ کا وفد آگئا اور جوابات طلب کیے آپ نے پھر فرمایا اسْلَامُ خَيْرٌ كُمْ خَدَا کر میں کل بتاؤں گا خدا کی قدرت کو کل پھر نہ بتا سکے اور پھر بتا وصہ فرمایا۔

اس طرح تقریباً چندہ دن تک وحی ہازل نہ ہوئی شرکیں نے پورے کہ ہلکہ ہرے علاقوں میں کھل کر اس کا پروگزنس کیا اور آپ کو خوب ملتے دیے۔ آپ اس صورت حال سے سخت پر بیٹھا ہوئے۔

علم غیب (اللہ تعالیٰ کی صفت ہے) وہ نہ تائے تھے کیا کیا جائے۔

علم غیب کس بخاند بجز پورا نگاہ ہے۔ ہر کے گوید کی وافم ازو باور دار مصلحت لکھنے تا نہ لکھنے جبریل جو جلش ہم نہ لکھنے تا نہ لکھنے کر رہا ہے شرکیں کہ ہڑے دل دوز ملتے دے رہے تھے بعض نے کہا ان مُحَمَّدًا وَقَدْ نَهَىَ رَبُّهُ وَكَلَّى كہ موگو اس کے رب نے چھوڑ دیا اور اس سے اب ہارا خی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ کوئی شیطان یا جن تھا جو اس کے کان میں بھوک جائے تھا اور اب وہ بھی اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ فرضیکہ جتنے من اتنی باعثیں۔

بالآخر چندہ دن کے بعد جبریل علیہ السلام وحی الٰہی لیکر خدمت میں

ما خر ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان سوالوں کے جوابات سورہ کہف کی تکلیف میں باز فرمائے اور عجیب بھی فرمائی کہ اصل وجہ وقیعہ آنے کی یقینی کر آپ نے ان شاہزادہ کہا تھا آئندہ آپ ایسے حالات میں ان شاہزادہ کہنا تھا جو نے وَلَا قَفْزَكَ لِشَيْءٍ رَّأَيْنَ لَمْ يُغَلِّ ذَالِكَ لَكَذَّا إِلَّا أَنْ يَكُنَّهُ اَنَّهُ (سورہ کہف) ساتھی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ واحی بھی باز فرمائی۔

تم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جب ۱۰ چھا جائے کہ آپ کے پروردگار نہ تو آپ کو پہنچوڑا دو وہ آپ سے ناراض ہو اپنے بیان آپ کی بھی جالت میںیں جالت سے بہتر ہے۔ اور غیر ترب آپ کا رب آپ کو اتنا کچھ دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

تشبیہ کا مطلب:

گرامی قدوس احمد بن حنبل طیب المصلحتہ والسلام کو تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے چاشت کی وقت کی تم کیوں کھائی ہے؟ علماء کرام نے بیان فرمایا ہے کہ چاشت کا وقت ایسا وقت ہے کہ جب سورج طلوع ہو کر پوری طرح پورے عالم کو روشن کر دیتا ہے اور اندر میرے اور علکت کا اس حد تک خاتم ہو جاتا ہے کہ اس کا وہم دگان بھی ہاتھ نہیں رہتا۔ اور پھر آتا تاب پوری قوت اور تجزی کے ساتھ بحدی کی طرف پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے احتیاط وقیعہ کورات سے اور نزول وقیعہ کو دن سے تعبیر فرمائی ہے کہ رات جب چھا جاتی ہے اور کھل اندر میرا ہو جاتا ہے تو خیال گزرتا ہے کہ اب شاید علکت میں کا تسلار ہے اور روشنی تمودار نہ ہو سکے۔ مگر یہ ضروری نہیں لازماً ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ رات کا جادو بالا خروفت جاتا ہے اور آتا قتاب عالم تاب روشن ہو جاتا ہے۔

اُہد سر کے ہو یا ہیں اب رات کا جادو ثوٹ چکا
غلت کے بیساکھ ہاتھوں سے خوبی کا دامن چھوٹ چکا
ای طرح اے یخیر یخیر اونی اگر کوئی ورس کے لئے بندہ رجاء تھاں کا
یہ مطلب نہیں کہ تمہرے رب نے تمہرے سامنے تعلق ختم کر دیا ہے اور تمہرے سامنے ہاراں
ہو گیا ہے۔ افلاطونی کے بعد نزول وی لازماً ہو گا۔ اور روحانی آلات پھری
توت سے بڑھا چلا جائے گا بلکہ ہوتا چلا جائے گا حتیٰ کہ تمام آفاق کو روشن کرنے
گاؤں ماؤں کی رائے کا گالہ یلنا ہے۔

دوسرा حصہ:

بعض طاہر نے فرمایا ہے کہ والی کی حم کھانے سے مراد یہ ہے کہ
یخیر اآپ کے چکنے دکھنے رخ انور کی حم ہے اور والیل کی حم کھانے سے مراد یہ
ہے کہ آپ کی سیاہ زلفوں کی حم ہے۔ میں نے آپ کے چہرے کو تمام کائنات
سے زیادہ روشن ہایا اور آپ کی زلفوں کو رات کی تاریکی سے بھی زیادہ سیاہ ہایا
گویا ساری کائنات کا سن آپ کے چہرہ پر پلٹ دیا ہے۔

رات زلفوں سے کرے خوش انحریروں کا سوال
روشنی لوح جمیں سے سہ بیان مانع
تمہرے محبوب! میں نے تھے چھوڑا نہیں ہے اگر چھوڑتا ہوتا اور تاراں
ہوتا ہوتا ۷۱۴۲ میں ہی کیوں ہوتا ۱۹۲۱ میں یہ چہرے چھوڑے نہیں جاتے۔ یہ ہر لو
تمہرے چہرے کی بوجتی ہوئی رعنائی اس پر شاہ ہے کہ ماؤں دھک رہیک رہیک رہیک
لکھی ڈلکھی ڈلکھی

تو اس سوت کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے یخیر یخیر کا بے شال حسن
یہاں فرمایا ہے۔

چودہوں کا چلند:

ظییر طہر اصلہ و السلام جب کہ کرسی سے ہر قرار مدنے شور گئے
تو انصار اور ان کی اولاد نے آپ کا بھرپور استقبال کیا۔ جوئی آپ کا وحد صور
مینے شور میں ہوا تو انصار کی پھولی پھیاں آپ کا حسن و عمال دیکھ کر بے
ساخت کئے گئیں۔

ظَلَعَ الْبَرَّ عَلَيْنَا مِنْ يَمِنٍ فَوَقَاعٌ
 وَجَتِ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا بِهِ كَاعٌ
 أَتَهَا النَّبَوَةُ فِي رِجْنٍ بِالْمُطَعَّمِ
 رَجَنٌ شَرَفُتِ الْمَدِينَةَ كَزَحْبًا بِالْعَنْزَةِ كَاعٌ
 تَعْنُّ خَوَارِبِ مِنْ أَنْبَى التَّعَجَّلِ بِهَا حَبَّنَا مُحَمَّدًا مِنْ جَاهِرٍ
 كُرَافِي قَدْرِ سَاسِمِينِ! جَهَالِ مَصْطَلِهِ اتَّا مِيَانِ اورِ دَاخِشِ قَارِكَرِ کِيرِ دَیْکِيَنِ والا
 مُلْنَفِرِ مِنْ هَاثِرِ بُو جَانِا تَقاً۔

دیکھئے کسی اور کم شور پھیاں بھی هاثر ہوئے بغیر نہ رکھیں اور کہنے لگیں
کہ یہ شخصیت کوئی عام شخصیت نہیں ہے بلکہ یہ تو چودہوں کا ہائی ہے جو ہمارے
اوپر والے کی گھانکیں سے طلوں ہو چکا ہے۔ ہم اس لمحت علیٰ کا شکریہ قیامت سمجھ
وارثیں کر سکتے۔ اے ہمارے اندر میتوٹ ہونے والے تخبر! ہم آپ کی غیر
شروط اطاعت و انتیاد کا اعلان کرتے ہیں آپ کی آمد سے ہمارے شہر کو عزت و
شرف نصیب ہو گیا اے بہترین راہی مر جاؤ مر جاؤ۔
اور کہنے لگیں لوگو! ہم نی تجارتی پیچوں کے مقدور پر ریک کرو آج مر
رسول اللہ ﷺ ہمارے پڑای ہیں گے۔

چناند سے ہمیں حسین:

ایک رات حضرت چاہر گو خیال آیا کہ میں آج کیوں نہ حالِ مصلحت کا
سواز نہ پڑوں گی رات کے چاند سے کروں۔ چانپوں انہوں نے دلوں کا سوازن
کن اشوف کر دیا۔ بھی بد رخی کو دیکھتے ہیں لور بھی رخ جیب کر۔ بلا خود یہ فیصلہ
کرنے پر مجور ہو گئے فلادا ھو اَخْسَنُ عَثَابٍ مِّنَ الْفَتْرٍ کہ آپ یہرے نزدیک
چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

گرامی تدریس اسکے حضرت چاہر کے الفاظ پر فخر کریں یہ بھی فرمائے
کہ آپ چاند ہیے خوبصورت نہ ہے فرمائے ہیں اَخْسَنُ مِنَ الْفَتْرٍ کہ آپ
چاند سے بھی زیادہ حسن ہے۔ اس لئے آپ کو چاند سے تحریر دینا کوئی کمال کی
بات نہیں ہے۔

چاند سے شیبہ دیتا یہ بھی کیا اضافہ ہے
اسکے بعد پر چھانپاں ملن کا پھرہ ساف ہے
کسی شام نے کیا خوب کہا ہے

رخ مصلحت ہے ۱۰ آئینہ کہ اب ایسا دھرا آئینہ
ذہاری بزم خیال میں نہ خان آئینہ ساز میں

حضرت حصلوں پکلو افسوس:

حضرت سہنا حسان بھی ہاتھ نے جب حالِ مصلحت کا مشاہدہ کیا
تو پکارا۔

۱۰ آئینہ مٹک لئے ترقیت عین۔ ۱۰ آئینہ مٹک لئے تبلو قیمت
حلفت میرہ ماریں تکلیف۔ کائیک لئے عرفت کیا کیا،

کہ آپ سے زیادہ حسین اور خوبصورت آج بک کسی آنکھ نے دیکھا
نہیں۔ دیکھنے والا دیکھے تو تب جب ماں نے جانا ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ سے
زیادہ خوبصورت پچھا آج بک کسی ماں نے جانا نہیں۔ ماں تو تب جسے جب اللہ
 تعالیٰ نے تحقیق کیا ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ بھیا بے صب تحقیق
نہیں کیا۔ جس معلوم ہوتا ہے گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق بنائے گئے ہیں۔

کسی شاہزادے اسی حقیقت کو بخوبی زبان میں بول بیان کیا ہے
کے ماں بھر جیا سوہنہا نہیں جیا جنوریں اپنی مرضی مطابق اور بُلنا
زبان نہست تے بھلاں دا سرا میں قربان اللہ عز و جلہ
صور نے بس انجام کرائے تھی بُلی رسمودے نال ایہہ قبوری کی
حینماں قبیلاں دا منہ سوز دا سوہنہا کے رب قلم توڑ دا

حسن یوسف نور جمال مصطفیٰ

سیدہ عائشہؓ نے جب قرآن مجید میں بیان کردہ حضرت یوسف علیہ
السلام کے واقعہ میں مصر کی فتحزادیوں کا مال پڑھا تو حمایان رہ گئیں کہ وہ مجرمین
اگرچہ خود انھیں خوبصورت تھیں۔ یہ دے سر کا حسن و عمال کیا ان کی طرف سوٹ
کر آگیا تھا اگر ان پر بھی حضرت یوسف کے حسن کی دعا کیا جائیں گے۔

آدم آدم کی خبر سن کر حسینان جہاں
شم سے منہ چھاتے ہیں کہ « آئے ہیں
قرآن کہا ہے لَئِنَّا وَلَهُ أَكْثَرُ كَلَّا وَلَئِنْ كَلَّا إِنَّمَا يَنْهَا عَنِ الْمُحَاجَةِ
کہ اپنے ہوش دھوں کو بخشیں لہوارے ہے احمد کاٹ بخشیں۔

حضرت مائیل عمر رضی اللہ عنہ اسی اگر « یہ رے بھبھ حضرت محمد رسول اللہؐ کے
حسن و جمال دیکھ لیتھیں۔ نہیں نہیں۔ صرف جسمی اطراف پر پیکنے والے پیچے کے

قطرے دیکھ لئیں تو اپنے دلوں کو چھپ لئیں۔ لیکن آپ کے وجود مقدس کے پیشے
کے قطرے موتیوں سے زیادہ خواصورت تھے۔

لَوْلَامِنْ رَلِيْتَشَا لَوْرَأَنْ بِحِينَهُ لَكْزَنْ يَنْقَطِعُ الْفَلَّازِبِ عَلَى أَنْهُ
کسی شامرنے کا غوب کہا ہے۔

اے کہ تمرا حال ہے رخت محل حیات
دلوں جہان کی روپیں ہیں تم رے حسن کی رکات
تمری نجی سے آثار پر تو ذات کا فروغ
اور تم رے کوئے کا خبار نہ رہ جنم کامات
ایک اور شامر کہتا ہے۔

ہزار ہے جس پر حسن وہ حسن رسول ہے
یہ بکشاں تو آپکے قدموں کی دھول ہے
اے راهِ روانی شوقِ مر کے مل پھول
طیبہ کے راستے کا کانا بھی پھول ہے

حضرت عائشہؓ کا وجود میں آنا:

حضرت سیدہ عائشہؓ خود عیان فرمائی ہیں کہ ایک دن وہ پیغمبر ملیے اصلہؓ
و السلام گرمی میٹھے اپنے لٹکن مبارکین کو پونڈگار ہے تھے اور میں میٹھی چور کات
رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی جیجنیا اطمینان پر پیشے کے قطرے دھلک
رہے ہیں۔ میں نے خور کیا تو ان قطروں کے اندر اتنا صحن تھا کہ موتیوں کو بھی
شرمندہ کر رہے تھے ان میں ایک ایک انسانیت تھی جو رابر ڈھر رہی تھی۔

فرمائی ہیں کہ یہ ایسا تھا۔ تھا کہ نظرِ شانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ میں تو سر اپا
بیشم من گئی اور جو چند مجموعہ کراسی نظارہ میں گھو ہو گئی۔ اچانک پیغمبر میٹھے کی نظر بھی پر

پڑی تو سوال فرمایا کہ ماں کا تو تمہارا کیوں ہو ری ہے؟ میں نے مرض کیا کہ یا رسول ﷺ میں تو آپؐ کے پیسے کے قطروں کا حسن دیکھ کر وجد میں آگئی ہوں۔ مجھے تو ان قطروں میں پلکتا ہوا تو نظر آ رہا ہے۔ اللہ کی حمایہ کو بھر بھل (در جاہلیت کا عظیم شامِ) کے اشعار کا صحیح مددان تو آپؐ یعنی ہیں نہ کہ اس کا سبب۔ آپؐ نے پوچھا کہ اس کے اشعار کیا ہیں؟ میں نے بلا تالی یہ شعر پڑھ کر سنارہے۔

وَمُنْتَهٰ يَهٰءِ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ جَنِّهُ
وَكَسَادٌ مُّزِجَّ بَعْدَهُ وَكَاعِدٌ مُّرْبَطٌ
رَّبِّ الْكَوْثَرِ إِلَيْ أَسْرَارِ زَنجِهِ
بَزُوكٌ كَبُورٌ فِي الْعَلَيْرِ حِلْ المُعْتَهِلِ

ترسی دہ الی ماں کے تمام خود اپنی حمی سے لود دو دو بھانے والی ماں کی تمام بیاریوں سے پاک ہے۔ اور تم جب اس کے چہروں کی لکھروں کو دیکھو تو وہ برستے باطنوں کی بکلیوں کی طرح چمک رہی ہیں۔

غیر طبیعی الحصۃ والسلام کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا اور حضرت ماں کی طرف بہت بھری تھا، سے دیکھ کر فرمایا تماشہ زد و متعین کسٹر فردی مشکل ماں کے مجھے دیکھ کر تھے اتنا لفڑت آیا ہوا گماختا مجھے تیرا کلام من کر آیا ہے۔ (مارچنگ اسکیں) کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وَلَا سَكِينٌ سَهَادُتُ وَهُجَيْنٌ رُدُشٌ
وَهُتَّابٌ عَرَبِيٌّ اُورَدُهُ نَجَادُ دَامِنٌ
مَرَدَ بَحِيٌّ دَيْكَيْنٌ ذَكَرَے چاکِ گرپانِ کنْهٌ
مَرَجَابٌ مَلِيٌّ اَرْبَلٌ دَلِ دَبَاسٌ اَوْنَدَاتٌ چَبَبُ خَوشِ لَعْنٌ

ام معبد کا بیان:

حضرت کے دروان غیر طبیعی الحصۃ والسلام کا گزر ام معبد کے خیبر پر ہوا۔ یہ ایک سہماں نواز بورڈی ہمدرت تھی آئنے والے سہماں کی خدمت کرنا اس کا شعار

تھا۔ وغیرہ طبقہ الحکومۃ والسلام نے اس سے دریافت فرمایا کہ اگر کھانے پینے کا کچھ سامان مل جائے تو ہم تمبا خرید لیں۔ وہ عرض کرنے لگی کہ خدا کی قدرت! ان ٹھوں میں بھگ سالی کی وجہ سے ہم خود انتہائی خستہ حال ہیں۔ اسواے چند کمریوں کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور انہیں بھی سبھا خاوند چھانے کے لئے لے گیا

一

غیر ملے اصلہ و السلام نے دیکھا کہ خیر کے کونے میں ایک انتہائی مرسل سی بکری تیزی ہے۔ آپ نے حال فرمایا کہ یہ کسی بکری ہے خلُّ بھا من لئے؟ کیا یہ دودھ دلتی ہے؟ اس محنت نے جہاب دیا کہ یہ بکری (انتہائی کمزور) بہتر صحیح ہے یہ دودھ کیا دے گی اسے تو اپنی جان کے لालے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو اجازت دے تو ہم اس کا دودھ نکال کر لیں گی۔ وہ مسکرا کر بدل اگر آپ کی خواہش ہے تو قبیر کر لیں۔

آپ نے اپنا دست مبارک اس کی کمری پھیرا اور بھر بسم اللہ پڑھ کر اس کے حصوں کو احمد لگایا۔ جوئی آپ کے ہاتھ گے اس کمری کے حصوں روونہ سے بھر گئے۔ اور وہ پاؤں پھیلا کر کھڑی ہو گئی۔ آپ نے ایک بڑا برتن ملکوایا اور اس میں روونہ دوہما شروع کر دیا۔ وہ برتن روونہ سے بھر گیا تو آپ نے اولانہ والی موجود دمکٹ سافروں کو چالایا۔ بھر دیاں دوہما دوہما کر برتن بھرا۔ ام مسجد اور اپنے ساتھیوں کو پہلایا۔ آخر میں خود بھی نوش فرمایا بھر سے باہر وہ برتن بھر کر اس بڑھیا کے خواہ کر دیا کہ یہ تیرے المی خانے کے لئے ہے

کھو دیے وہاں قیام کر کے آپ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ شام کو جب اس کا شوہر ابو مسجد والیں مگر آیا تو اسے وہاں ایک عجیب حرم کی خوشبو محوسیں ہوئیں جب اس کی خطر اس برتن پر پڑی جو دوسرے سے لے لیا بھرا ہوا تھا تو اس نے

جنہاں کو کہ سوال کیا کہ یہ پر کیف خوبی کیسی ہے ای وادھ کہاں سے آ گیا؟ ام
عبد کہنے لگی کہ آج یہاں بھری کثیا میں ایک مرد مبارک کا درود مسحود ہوا ہے۔ یہ
بہ نکات اسی کی آمد کی مرہون مت ہیں۔ یہ درود اسی مریل بکری کا ہے اور
یہ خوبیوں کے پیسے کی ہے۔ ابو عبد کہنے لگا گلا ہے یہ دعیٰ شخص ہے جس کی
قریش کو حلاش ہے۔ ذرا مجھے ان کا جلد اور مغل و صورت لوتتا۔

ام عبد نے جو کچھ دیکھا تھا بلا مبانی شیخ عربی زبان میں بول بیان
کرنے لگی۔ کانَ لَعْنَتَ مُلْعِنًا کر آپ اپنی ذات کے اقمار سے بھی عظیم ہیں
اور درودوں کی نظر میں بھی عظیم ہیں۔ الْكَلَوْلَ مِنَ الْتَّرْبُوعِ وَ الْفَصَرِينَ
الْمُشَلَّبِ لَهُ مبارک درجناہ ہے تزیادہ البا اور تزیادہ چھوٹا رحل الشَّفَرِ الـ
مبارک نیتاً ملکریا لے تھے اُزْ هُرَّ اللَّوْنِ رُكَّ انتہائی چکدار تھا۔ وَاسِعُ الْعَيْنِ
پوشانی مبارک کشادہ تھی اَزْجَ الْحَوَّاجِبِ آپ کے ابر و خمار تھے اُذْعَجُ الْعَيْنِ
آنکھیں سیاہی کی جگہ انتہائی سیاہ اور سیندھی کی جگہ سخت سندھیں۔ مَهْلُ الْعَدَنِ
رخسار مبارک ہمارا تھے یعنی گوشت لٹکا ہوانہ تھا کَتُبُ النَّجْعَةِ زانی مبارک کمی
تھی۔ مَعْتَلِ الْخَلْقِ سب احتماء مبارک معتدل تھے بَلَلَاهُ وَخَنَهُهُ تَلَلَاهُ الْقَعْدِ
کَلَّةُ الْبَثْرِ رُخْلُورِ چھوٹوں کے چاند سے زیادہ رُثُن دار خوبصورت تھا۔

إِذَا تَكَلَّمَ رَأَى كَالْقُرْبَ يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِنَ فَقَهْمَهُ جِبْ تَلْمِ فَرَأَتْ تَوْ
سَانَتِ کے داشتوں سے ایک فور سالکہ ہوا وکھائی دیتا تھا۔ غُرْفَهُ اُنْطَبَ مِنْ
الْبَطْبِ آپ کلپینہ کشواری سے زیادہ خوبصورت تھا۔

مَنْ رَأَاهُ بَلْوَقَهُهُ هَا هَهُ وَمَنْ خَالَطَهُ أَنْجَهُ جِو آ بُکْجا چاک دیکھا ہے تو
مردوب ہو جاتا ہے اور جب ذرا قریب ہتا ہے تو اخلاق و حامل نہ چھے سے بہت
کرنے لگتا ہے۔

گرای قدر سامن کی اتجہ فرمائیں اس دیکھا مورت نے کس طرح
بعال صلی کا تکش کھینچ دیا۔ اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بالکل غیر جانبداران
اور مبارکہ آرائی سے پاک ہوا ہے۔

طلاوہ ازیں بہت سارے صحابہ کرام نے بھی علمبر ملے اصلوۃ والسلام کا
حلیہ ہاں فرمایا ہے۔ حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہاں دُسُولُ الْفِرَادَ تَسْرُّ
بِشَتَّازَ وَجْهَهُ خَمْرٌ تَكَلَّدَ لِطَعْنَةً مِنَ الْقُنْبَرِ کہ جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا
بیوہ ایسا منور ہوا تاکہ یا ہم کا لکھا ہے۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ فرماتے ہیں مَلَأَ أَيْثَ كَهْنَتَا أَخْسَنَ مِنْ دُسُولِ
الْفِرَادَ تَسْرُّ وَتَلَمَّ كَهْنَتَ الْقُنْبَرِ تَخْرِيْبَ وَجْهَهُ کہ میں نے
آپ سے زیادہ حسین شئے اس دنیا میں دیکھی ہی نہیں۔ آپ اتنے حسین تھے کہ
کویا آنکھ آپ کے پیروے پر ہل رہا ہے۔

آپ کے خاص خاص سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہاں
دُسُولُ الْفِرَادَ تَسْرُّ وَتَلَمَّ مِنْ أَخْسَنِ النَّاسِ تَحْلُقَ وَلَا تَمْسِكُ
خَمْرًا وَلَا تَخْرِيْبًا وَلَا كَهْنَتَا كَهْنَتَ الْقُنْبَرِ مِنْ تَحْفَتَ رَسُولِ الْفِرَادَ تَسْرُّ
وَتَلَمَّ کہ جس طرح دلیر ملے اصلوۃ والسلام اخلاق میں تمام دنیا سے بہتر تھے
اسی طرح خلقت کے اہمتر سے بھی بہتر تھے۔ میں نے کوئی رسمی یا پیرایا غالباً
رسم یا کوئی اور نرم جیسے لکھی دیکھی جو آپ کی ہاتھ کی بھسل سے زیادہ نرم اور
گداز ہو۔ وَلَا كَسْتَ مِنْ كَأْنَطَ وَلَا يَعْلَمُ كَهْنَتَ آتِيَتْ مِنْ خَرْقِ دُسُولِ
الْفِرَادَ تَسْرُّ وَتَلَمَّ اور میں نے کبھی کسی کشم کی کستوری یا حصر ایسا نہیں
سمجھا جو خوبی کے پیسے کی خوبیوں کا مقابلہ کر سکے (ٹھاک)

طلاس بھروسی نے بالکل بجا فرمایا ہے۔

اَخْرَمْ بِخَلْقٍ تَبَيَّنَ زَانَةُ حَلْلٍ
سَالَّرْ فِرْلَنْ قَرْلَبْ وَالْتَّنْدِرْ لَنْ قَرْلَبْ
وَالْتَّغْرِبِ لَنْ كَحْرَمْ وَالْدَّهْ فِرْلَنْ هَتَّه
اَلْطَّبْ بَعْدِلْ تَرْهَاضَمْ اَفْطَنَة
مُطْزَنْ بِلْعَنْتِشِنِي مَنَهْ وَ مَنْظِه
کَآپُ کی صورت کسی نہیں ہے جسے اخلاقِ عصیٰ نے حریمِ حریم کر رکا
ہے۔ حسن جدا ہلوہ گر ہے اور خداہ روئی جدا روح اخواز ہے۔ نازگی میں آپ پھول
کی پیسوں کی طرح ہیں اور شرف و نظرت میں چاند کی طرح ہیں۔ جسد و کرم میں
سندھ کی مانند اور حزم و دہت میں زمانہ کی مانند ہیں۔ آپ کے وجود صعود کے
سامنے گئے والی مٹی کا مقابلہ کوئی خوبصورتی کر سکتی۔ مبارک ہے اس کے لئے جو اس
کو سمجھے یا حام ہے۔

آپ کا لعلہ دھن:

گراہی قدر سامیں! اگر آپ کے لعلہ دھن کا مقام بناں کیا جائے تو
ڈاوت اور دہت چاہیے۔ زراسوچے جو لعلہ لمان نہوت سے مترجح ہو گا اس کی
کیا شان ہوگی؟ خوش قسمت تھے وہ نو مولود بچے جن کو آپ نے کھل دیتے ہوئے
ان کے مذہبی سمجھو چاکروالی۔

یہ آپ کے لعلہ دھن کی کی برکت ہے کہ فرزادہ خیر کے موقع پر جب
آپ نے کھد کتوں کی سچی کے لیے سیدنا حضرت علیؓ کو جنذاہ بنا چاہا تو آپ کو جایا
گیا کہ ان کی آنکھیں دکھنی ہیں وہ آشوب جنم کے مریعن ہیں اور اسے مریعن
ہیں کہ آنکھیں کھولنی نہیں سکتے۔ اسی لیے خیر میں تشریف فرمائیں نماز کے
لیے بھی نہیں آسکے۔

بنی خیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو بلایا تو وہ دو آدمیوں کا سہارا
تک تحریف لائے۔ آپ نے جنذاہ ان کے پرد فرمایا تو انہوں نے اپنی یادواری اور

مخدوری کا تذکرہ کیا تھا قصیٰ رَمْزُنُ الْفَرَّارِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَذِي عَالَةٍ (ۚ) آپ نے اپنا لحاب دھن ان کی آنکھوں پر لگایا اور دعا ادا فرمائی۔ لحاب دھن کا گلنا تھا قبیلہ اسختی کائن لئے یہ بخشنیدہ و مفعع تو پیداری اس طرح کافر ہو گئی گویا کبھی خی ہی نہیں۔ پھر آپ نے جھٹا لکھر گئے اور جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے خطروں سچ فرمادیا۔

اسی طرح جب آپ سفر بہجت میں عارثوں میں قیام پڑے تھے تو سیدنا صدین اکبر گوسانیپ نے دس لیا۔ حالت یہ تھی کہ آپ کا سر بمار ک صدین اکبر گی گو دیں تھا سائب باز ہار صدین اکبر گو اونگ مارتا رہا مگر اس چھ ماہن نے پاؤں کو حرکت نہ دی کہ کہن آپ کے آرام میں خلل نہ آجائے۔ شدت درد سے جب صدین اکبر گی ایکھوں سے آنسو وال ہوئے اور رخ سلطنت پر گرے تو آپ بیدار ہوئے اور سوال فرمایا مائینہ نیکت ہما آنہا نہ کپڑا اے الہ بکر رونے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے سارا ماجرا حرض کیا تو آپ نے اپنا لحاب دھن ان کی ایڑی پر لگایا اور دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے فوراً آپ کے لحاب دھن کی برکت سے اکٹھا خاد عطاہ فرمائی گویا کہ درد کبھی تھا ہی نہیں۔

گرائی قدر سامیجن انور فرمائیں جب لحاب دھن (تمکن) کی یہ برکات ہیں تو جمال سلطنت کی کیا شان ہوگی۔

آپ جانتے ہیں کہ غزہ وہ خلق کے سرچہ پر سعادتی مررت کا یہ عالم قابو کر سجاہ کرام نے پھر بادھے ہوئے تھے اور رحمت دو عالم ہے نے وہ پھر بادھے ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا چابر رضی اللہ عنہ سے یہ برداشت نہ ہوا فوراً مگر تعریف لے گئے اور بھولی سے فرمایا کہ کہانے پہنچنے کا جو سامان ہو سکے جلدی ٹھاؤ۔ مگر سے بمشکل ایک صان جو لگلے جو انہوں نے اپنی بھولی کو بھی میں پہنچنے کے لئے دیے۔

اور خود ایک بگری کا چھوٹا سا پچھے ذبح کر کے گوشت تیار کیا۔ ان کی بھولی نے آٹا گونڈھ دیا اور گوشت ہنڈیاں ڈال کر چھلے پر رکھ دیا۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں اب رسول اللہؐ کو جلا کر لے آؤں۔

جب مکر سے لئے گئے تو بھائی کہنے کی مرف چھادیں کے لئے کھانے کا انعام ہے ایسا نہ ہو کہ زیادہ آدمی آ جائیں اور کھانا کم پڑ جائے تو شرمندگی اٹھانا پڑے۔

حضرت سیدنا جابرؓ خیر طیب المصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ کو ٹیکھہ جلا کر دعوت دی۔ اور عرض کی کھنچ چھادیں کو ساتھ لے لیں۔ خیر طیب المصلوٰۃ والسلام ان کی بات سن کر ایک نیلے پر تعریف لے گئے اور قام صاحب کرام جگل تھدا تو تقریباً پندرہ سو تھی کو دعوت دے دی اور فرمایا کہ چلو جاہے کے گمراہ کھانا تیار ہے۔ حضرت جابرؓ تھرا تھے ہیں کہ پہلاں عام من کریرا تو ریگ از گیا کہاب کیا ہے؟ خیر طیب المصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ سیرے آئے سے پہلے نہ ہٹھی کو چھلے سے اتنا اپرستھی روٹیاں پکانا۔ چنانچہ خیر طیب المصلوٰۃ والسلام ہمارے گمراہ تعریف لاتے۔ آپؐ نے لونگھے ہوئے آئے میں کی اپنا حاصل و حسن طلبیا اور ہٹھی میں بھی اور ہر برکت کی دعا فرمائی۔

آپؐ کی پر خلوص دعا اور آپؐ کے مبارک لحاب و مکان کیجھ سے اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں اتنی برکت فرمادی کہ پندرہ سو آسموں نے خوب سیر ہو کر وہ کھانا کھایا اور انہوں نے تھیٹھی دان غیثتھا لکھیز اور ہماری ہٹھی اسی طرح بھری ہوئی تھی اور ہماری روٹیاں بھی بھی پڑیں تھیں۔

گرائی قد رسمیں! آپؐ کے لحاب و مکان کی بہلات لاحد فرمائیں جس کا لحاب اتنا مبارک ہوان کے وجود مسحود کے کیا کہنے!

کی مائیں صادق نے بالکل حق فرمایا۔

کائناتِ حسن جب بکل تو لا بھروسِ حسی
اور جب کشی تو تمبا نام بن کے رہ گئی

آپ کا پھیلنہ:

جس طرح آپ کا حساب دہن مبارک تھا اسی طرح آپ کا پیشہ بھی ہے
مثال تھا۔ خبر میں الحصۃ والسلام ایک دفعہ دو پہر کے وفے حضرت ام سلمہ کے گز
میں آرام فرمائے تھے۔ چڑے کا بھونا تھا آپ کے وجودِ سودے سے پیسے کے
قطرات لہک کر بزر پر گرے تو حضرت ام سلمہ نے اپ کر ان قطروں کو جمع کر کے
شیشی میں محفوظ کرنا شروع کر دیا۔ آپ بیدار ہوئے تو ان سے یہ پھاکر یہ کیا کر
رہی ہو؟ وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہؐ ہم غریب آدمی ہیں جیسی خوبصوریں خرید
ٹھیک یہ آپ کا پیشہ ہم اپنے تھل میں ملاتے ہیں۔ وَمُؤْمِنُوْا طَيْبُ الظَّيْبٍ
کیونکہ یہ تمام خوبصوریوں سے بھر ہیں خوبصوری ہے۔ ہمارے پیچے یہ خوبصوری کر جس
بھل میں جاتے ہیں دہل کی دیگر سب خوبصوریں اس کے مقابلے میں ماند چ جائیں۔

پہلی۔

کسی شاہر نے کیا خوب کہا ہے۔

بِطْبِ رَسُولِ الرَّحْمَنِ حَمَابِ نَبِيِّهِ

فَنَّ الْبَشَرُ وَالْكَافُورُ وَالْعَنْدُلُ الرَّبُّ

کے رسول الشَّرِيكَةِ یہی کی زخموں کے مغلل با خیم کو خیم صلحی بیڑلی ہے۔

آپ کے وجود مبارک کی خوبصوری کے سامنے کسی سوری کا فوراً ہر مندل کیا جائز ہے۔

وقاتِ خبر بُشِّرَتُهُ کے موقع پر حضرت فاطمہ نے فرمایا

نَادَا أَعْلَى مِنْ فَمَ تُرْبَةَ أَخْفَدَا أَنْ لَا يَهْمَمْ نَدَى الرَّقَانِ غَزَارَا

کر جس نے ایک دفعہ رسول ﷺ کی قبر مبارک کی منی کو سو گولیا پھرو دہ
ساری مرکے لیے بھلی بھلی خوشبوؤں سے بے نیاز ہو گیا۔
گرامی تدریس میں! اللہ آپ کو مدینہ منورہ لے جائے تو آپ دیکھیں
گے کہ رضا اطہر ہے الشعار لکھتے ہیں۔

نَفِيَ فِيَّنَهُ يَقْنُتُ أَنْ سَاكِنَهُ **رِبْدُ الظَّافُرِ زَيْنُ الْجَوَادِ وَالْكَرَمِ**
سَاهَنَحْزَرَ نَنْ دَافِتُ فِي الْفَاعِلِيَّةِ **فَكَلَبُ مِنْ طَيْبِهِنَ الْفَاعُ وَالْأَكْمَ**
مری جان اس قبر پر قربان ہو جائے جہاں آپ آرام فرمائیں۔ اسی قبر
میں پاکیزگی اور جود و کرم ملاؤں ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ کا دجود اطہر تمام و جو دل اس
سے اعلیٰ و برزا ہے۔ میداںوں اور نیلوں پر جو فرشتوں کھرتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے وہ
گیا آپ ہی کے دجود مبارک کی نیست سے آرٹی ہے۔

جمال مصطفیٰ وجہ ایمان:

کتب حدیث میں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بعض آپ کا چہرہ
اور جمال مصطفیٰ ریکھ کر دل نور ایمان سے منور ہو گئے اور تمام عللت و عذالت بکسر
کافور ہو گئی۔

حضرت عبد اللہ بن سلام یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ تورات و
انجیل ان کو از بر تھی۔ یہود کو ان پر بڑا احتیاد اور نیاز تھا۔ ان کے دل میں ایک دفعہ
خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھلاجا کر اس نبی کو دیکھوں تو کسی کردا کیسے ہیں۔

خود فرماتے ہیں کہ میں نے جب ان کی خدمت میں حاضری دی
لکھڑتُ إِلَيْهِ وَلَمَلَّتُ وَجْهَهُ لَعِلَّتُ أَنْ هَلَا الْوَزْجَةُ لَتَسْ بُوْشُو كَادِب
میں نے رنگ انور کو دیکھا۔ جمال مصطفیٰ کا مشابہہ کیا اور سیرے دل میں پہنچنے
کیا ہو گیا کہ یہ بھونے شخص کا چہرہ نہیں ہو سکتا اور میں فوری طور پر کلہ پڑھو کر

سلمان ہو گیا۔

گرائی تدریس میں! بھر لطف کی بات یہ ہے کہ جمال سلطنت کی اختیار
کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں زَلَّ اللّٰهُ بَعْدَهُ لَكَ مِنَ الْأُذْنِیْ کہ آپ کا ہر
بچالوں پہلے لمحے سے بھر اور برتر ہے۔

وَلَكُوْنَیْ بَعْطَنِیْ زَلَّکَ لَفْرَنِیْ اے دُبیر اٹھ گئے اتنا کچھ عطا
فرمائے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔
کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہازِیں ہازِ آفرین ہازِ بدن ہازِ مراج
غپہ لبِ رُگمیں اوایا شگر وہاں شیریں سخن

زلف و کاکل خال و خط چارداں کے یہ چاروں ظلام
ملکِ جبتِ ملکِ جہنِ ملکِ خلا ملکِ ختن

دوش و بیرِ دندان ولبِ چارداں سے یہ چاروں جعل
نسترنِ برگِ من در عدنِ لعلِ یمن

۲:- عظمت مصطفیٰ ﷺ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى عَبٰادِهِ الَّذِينَ اسْطَوْفَ حُسْنُمَا
عَلٰى سَيِّدِ الرَّسُولِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِياءِ وَكَلِيلٌ إِلٰهٌ إِلَّا فِي أَنْبَابِ الْأَنْبِياءِ الَّذِينَ
هُمْ خَلَقَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ وَغَيْرُ الْعَرَبِيِّينَ بَعْدَ الْأَنْبِياءِ。 أَمَّا بَعْدُ فَأَعْزَمْ
بِالْفَوْزِ مِنَ النَّبِيِّنَ الرَّجِيمِ يَسِيمُ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ。 تِلْكَ الرَّسُولُ
كَلَّا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَمِنْهُمْ مَنْ كَلَمَ اللَّهُ رَزَقَهُ بَعْضُهُمْ فَرَجَابٌ (سر)
بر،) صدق الله العظيم.

الله تعالیٰ نے کائنات کے اندر جتنی چیزوں پیدا فرمائی ہیں ان کے امور
فرم مراد بکھا ہے جن میں ان کو یکساں اور وجہ تھیں دیا گئے بخس کو بعض پر
فضلیت عطا فرمادی ہے۔ جسی حامل انبیاء، کرام کے ساتھ ہی فرمایا ہے۔ سب
انہا کو یکساں رجہ عطا کیں فرمایا تلک الرَّسُولَ كَلَّا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
وَمِنْهُمْ مَنْ كَلَمَ اللَّهُ رَزَقَهُ بَعْضُهُمْ فَرَجَابٌ۔ یہ جتنے بھی رسول ہیں ان میں
سے بخس کوہم نے بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ بخس کو الله تعالیٰ نے شرف ہم
کلائی فیض فرمایا اور اس طرح بخس کے درجات ترقی بلند فرمادیے۔

تمام انبیاء میں سے الله تعالیٰ نے پانچ نبویں کو خصوصی شان و عظمت عطا
فرما۔ (۱) حضرت محمد ﷺ۔ (۲) حضرت نوح علیہ السلام۔ (۳) حضرت ابراہیم
علیہ السلام۔ (۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

اور ہم ان پانچوں میں سے الله تعالیٰ نے آخری وغیرہ سید الاولین
والأولین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کوہب سے بلند مرتبہ عطا فرمایا۔

آخر آمد بود فخر الاولین

الله تعالیٰ کا چھٹو:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری انسانیت سے جن کو مصلحت بنا لیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان اللہ اکٹھن
بکنانہ منْ وَلِيَّا شَعَاعَنَّلَ رَأْضَنَطْلَى لُرَبَشَانَمْ بَكَانَهَ وَاضْنَطْلَى هَنْ لُرَبَشَيْ
نَبَقَنْ خَادِمَ رَاضْنَطَلَانَيْ مَنْ نَبَقَنْ حَدِيْجَ (�لوا) کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اس ایگل کو جن لیا اور اولاً راس ایگل میں سے
نئی کنات کو جن لیا اور پھر نئی کنات میں سے قریش کو چتا اور پھر قریش میں سے نئی
ہاشم کو چتا اور پھر نئی ہاشم میں سے مجھے جن لیا۔

آپؐ کی ولادت سے پہکھوں سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں
کعبہ کے دھنی دعاوں میں آپؐ کا ذکر فرمایا جیسا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا
آندا ذَغَوَةَ أَبْنَى بَلْزَاهِمَ رَبَّنَادَهَ أَبْنَى بَحْتَسَ وَرَبَّنَادَهَ أَبْنَى الْيَقِنَ رَأَتَ كَر
میں اپنے بد اہد حضرت ابراہیمؐ کی دعاء کا فڑھا ہوں۔ میں اپنے بھائی حضرت
صیفیؑ کی بشارت اور خوشخبری ہوں اور میں اپنی والدہ کا خواب ہوں جو ان نے
یمنی ولادت سے پہلے دیکھا تھا۔

یہ سب جنگ مطلب مسیحؑ پر دال ہیں کہ آپؐ کی آمد سے پہلے انہیاں
کی زبان پر آپؐ کا ذکر ہے
کتب سادی میں آپؐ کے اوصاف و کمالات مرقوم ہیں۔

ہمولوں کا گلددستہ:

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اتنا غصہ ٹھیک کیا کہ آپؐ کو وہ ساری صفات اور خوبیاں
• صفات فرمادیں جو وہ مگر انہیاں کو غصہ کر کے صفات فرمائیں جیسیں۔

نَزَّلَهُ عَنْ كِرْنَكِبِيلِ تَحَابِيْهِ لَكَبَرَهُ لَكَبَرَهُ مُتَقَبِّلِهِ
دوسراے انجیاء کرام اگر جاں ہیں تو پھول ہیں۔

گھاپ ہے خوش رنگ ہے پھولوں میں
اہی طرح بھی رنگ ہے سب روہلوں میں
اور اگر دوسراے انجیاء کرام پھول ہیں تو آپ پھولوں کا گدستہ ہیں۔
جس طرح ایک گدستہ میں باش کے سارے سارے پھول ساری رحمانیاں ساری
خوبیوں اکٹھی کر دی جاتی ہیں اہی طرح آپ کے احمد اللہ تعالیٰ نے دو سب
خوبیاں معج فرا کر ایک سدا بہار گدستہ تقدیر فرمادیا۔ اور یہ گدستہ موگی نہیں ہے بلکہ
سدا بہار ہے اس پر خزاں اثر اخواز نہ ہوگی۔

خوبی ہے تمہری ॥ عالم میں اے گل چیدہ
کس خد سے بیان ہوں قیرے اوصاف حمیدہ
کسی شامرنے کیا خوب کہا ہے
حسن یونہ دم میٹی ॥ یہ بیانہ داری
آنچہ خوبیاں ہے مدد و تھا داری
یہ ایسا سدا بہار گدستہ ہے کہ اس کے اہدر آدم کی اناہت بھی ہے فرع کی
استحالت بھی ہے۔ درس اور بیش بھی ہے علیحدہ هیئت بھی ہے۔ علم غسلیں بھی
ہے۔ حلم اسما محلن بھی ہے۔ ہلاذ یعقوب بھی ہے۔ سب رائیوں بھی ہے۔ ہدی ہوا بھی
ہے۔ لعن داؤ ذہبی ہے۔ ٹکڑہ سیمان بھی ہے۔ حکمت قران بھی ہے۔ دادا غسلیں بھی
ہے۔ اداء اسما صلی بھی ہے۔ زکریا کی دعاء بھی ہے۔ یونیں کی صدا بھی ہے۔ صونی ۷۴
کمال بھی ہے۔ یوسف کا جمال بھی ہے۔ بھیس کا خناہ بھی ہے۔ حکیمی کا ترقی بھی ہے۔
کواری مریم کا حیاء بھی ہے۔

غرضیکہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے اگلے انبیاء و ملائے کو عطاہ فرمایا وہ سب کچھ تہذیبات محدث رسول اللہؐ میں جمع فرما دیا۔ بلکہ میں تو یہ عرض کروں گا کہ اگلے انبیاء کو جو کچھ ملا وہ سب صفات محدث رسول اللہؐ کا پرتوکھس ہے۔ یہ مرکز ہیں وہ دائرہ ہیں۔ یہ سورج ہیں وہ ستارے ہیں۔ ستاروں کا سورج یعنی کی روشنی کا انکاس ہوتا ہے۔

فَإِنَّهُمْ فَضْلٌ هُمْ كَوَافِعُهَا بَطْهَرُنَّ أَتْوَازَ حَالَنَائِسَ لِي الظَّلَمِ
یعنی آپ سورج ہیں اور دیگر انبیاء ستارے اور ستاروں کی روشنی ذہان
نکل ہوتی وہ سورج یعنی کی روشنی سے مقادیر ہوتی ہے۔
کی شمارنے کیا خوب کیا ہے

زمیں پر بک کے خواش رہیں ہیں جنگلیں ہمیں بلندی متصور اسی جسم سے ملی
خدا کے واسے بھیجا گی مرنا بھی یہ تربیت اور انداز دل شکن سے ملی
اسد نوش در مصلٹے کا کیا کہا کر جس کو جو بھی سعادت مل سکن سے ملی
فراتی صفات:

علاوه ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خوبیاں اور صفات بھی عطاہ فرمائی
ہیں جو اگلے انبیاء کرام کو عطاہ نہیں فرمائی گئی تھیں۔ جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا
أَفَبِإِيمَانِهِ خَسِلَتْ لَمْ يَعْلَمُنَّ أَحَدٌ قَلِيلٌ تَعِزُّتْ بِالرُّغْبَ مَبِيزَةٌ خَفِيرٌ
وَجَوَحَتْ لِيَ الْأَزْخَرُ تَكَلَّهَا تَسْجِدًا وَظَهُورًا وَأَجْلَتْ لِيَ الْعَذَابَمِ
وَأَقْتَيَتْ النَّفَاعَةَ رَتَكَانَ الرَّئِسَيَّتْ إِلَيْيَ تَوْهِمَ حَامَةَ رَبِيعَتْ إِلَيْ
الشَّرِسَ خَاعَةَ کہ مجھے پانچ خوبیاں ایک عطاہ فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی
نی کو بھی عطاہ نہیں فرمائی گئی۔

(۱) مجھے ایک مینے کی صافت سے اللہ تعالیٰ نے رعب اور بدیہ عطاہ فرمائی

دیا ہے۔ (۲) ساری روئے زمین کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بکھرہ گا اور پا کر زہ جانا
دیا ہے۔ (۳) تمیت کا مال میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ (۴) مجھے خاتمت
عاصہ کا اختیار دیا گیا ہے۔ (۵) ہر نبی اپنی قوم کی طرف سبوث کیا گیا اور مجھے اللہ
تعالیٰ نے تمام اقوام عالم کی طرف سبوث فرمایا۔

گرامی قدر سماجیں اغور فرمائیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی عطا عطا
فرمائی کہ اگلے انجیاء کے کالات کے طاوہ ہر یہ کالات و منفات سے بھی نوازیں
ہوں دیکھا انجیاء نے بعض مواقع پر بعض چیزوں اللہ تعالیٰ سے مانگی کر لیں
اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بن مانگے ہی عطا فرمادیں۔ آدم علیہ السلام تین سو سال
تک پریشان رہے اور اللہ تعالیٰ سے کلات خاص مانگتے رہیں۔ فلکی آدم من
زیدہ تخلیقات یعنی انہوں نے ما جزا اور منت تا بخت کر کے وہ کلات شامل کیے
اور آپ کے ہارے میں آتا ہے وَأَنْكَتْ لَقْنَقُ الْفَرْزَانَ كہ ہم نے آپ کریں
مانگے ہی پورا تر آن عطا فرمادیا۔

سوئی علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے ہیں رَبِّ اذْرَخْ لِي
صَنْرِی اے اللہ میرا سید کھول دے۔ اور آپ کے ہارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں اللَّمَّا تَشَرَّعَ لَكَ صَنْرِیْ کہ ہم نے بن مانگے ہی آپ کا سید کھول دیا۔
سوئی علیہ السلام وزیر (بوجہ اٹھانے والا) مانگتے ہیں وَاجْعَلْ لِيْ وَزِیرًا
منْ أَقْلِيقَ اور آپ سے اللہ تعالیٰ نے وہ بوجہی الہادیا کر وزیر مانگتے کی
ضرورت ہی عیش شاً نے وَوَهْنَاعَنْكَ وَرُزْكَ الَّذِي تَقْعَدْ طَهْرَكَ۔
کوہ طور پر سوئی علیہ السلام اپنی قوم سے پہلے بھتی گئے تو اللہ تعالیٰ نے
سوال فرمایا مَا أَعْجَلْكَ عَنْ قَوْمِكَ بِمَا مُؤْمِنِی کر کے سوئی اتنی جلدی
کھول کی ہے کہ اپنی قوم کو مجھے پھوڑ دیا۔ عرض کرتے ہیں وَعِجْلَتْ رَانِكَ

زیست لفڑی کے اندھلی اس لیے کہ تحریک رخاء مطلوب ہے ناکرہ راضی ہو جائے۔ یعنی موئی نامہ اللہ تعالیٰ کی رخاء کے طالب اور جو یاتھ سُکھ جائے۔ مگر جب ہمارے ذمہ بیر کی پاری آئی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ڈلسوں پنجینک رُنگ لفڑی کے ذمہ بیر امیں قبیلے من مانگے اتنا دوں گا کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

غور فرمائیں؟ حضرت مولیٰ مسلم کو تو اپنی کی رضاہ مطلوب تھی اور
اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضاہ مطلوب ہے۔

توان اور عظمت مسلطی:

گری قدر سامن اعنت سلطان کا لاملاً اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید
کے اندر فرمایا ہے۔ پورے قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے تخبر طیہ الملام کو ہم
لیکر بھیں بیا۔ یا مخفیں کہا۔ یا مخفیں فرمایا جبکہ اس کے برعکس دیگر انبیاء، کرام، صلیم
اللہام کو ہم لیکر خطاب کیا۔ یا آقہ اشکن قت رَزْ جُنَاحَ الْجَنَّةِ یَا نَفْرَخَ الْأَنَّ
لئے منْ أَهْلِيَکَ یا داؤد ایا جنکن کی خیلہ۔ یا بیریاہم کذ صنَفَ
الرَّزْلَنَا. ماریلک بیٹیلک یا موسیٰ۔ یا عہسی ایقی موریلک رَزْ رَهْکَ
اللَّنَّ یہا سکنی ایا جنیلک بیتلام۔ یا ایخی ایڈا لکھاں بیغز۔

لَكِنْ جَبْ آپْ كَيْ بَارِيْ آلَ تَفْرِيْاهَا لَهُمَا الرَّسُولُ هَلْئَلَ مَا أُنْزَلَ
إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ. يَا أَيُّهَا الْمُتَّقِينَ إِنَّا أَنْذَلْنَاكَ مَا عِنْدَنَا وَمَا يَرَى
الْعَزِيزُ لِمَنْ يَعْلَمُ الْأَكْثَرُ لِمَنْ يَعْلَمُ قُمْ فَاللَّهُ زَوْرٌ لَكُمْ

گرامی قادر سائنس! اٹھ تعالیٰ نے یہ انداز گما طب اختیار فرمایا کر خود بھی
عمرت مصلحتی کا لاماظ رکھا اور یہیں بھی عمرت و ادب مصلحتی کا اور سکر دیتا۔

جزءہ بہاء اللہ تعالیٰ نے سماں کام کو جیب فرمائی ہا آئیہ اللہ بنی آمُرُوا لَا

نَزَّلْتُمُوا أَخْرَقَكُمْ فَوْقَ حَسْوَتِ النَّيْتِيٍّ وَلَا تَغْهِرُوا لَهُ بِالْقُولِ تَجْهِيْرِ
بَعْدِكُمْ لِتَعْصِيَ أَنْ تَجْهِيْزَ أَعْنَادَكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (سید مراد) کے
ایمان والوں اپنی آوازیں خبر بر طیہ الحکمة والسلام کی آواز سے اوپنجی نہ کرو اور جس
طریقے آئیں مگر ایک دھرم سے زور سے بولتے ہو ان کے سامنے زور سے نہ
بولا کرو ایسا ہے کہ تمہارے سب اعمال خالق ہو جائیں اور جسمیں خیر بھی نہ ہو۔

گری قدر سامن! آپ جانتے ہیں کہ صحابہ کرام خبر بر طیہ الحکمة
والسلام کا اکتا درب و احرام کرتے تھے ان کی محبت کتنی بھی تھی وہ بے ادبی کے
ہارے میں سوچا بھی نہیں سکتے تھے بہر بھی اللہ تعالیٰ نے سب سے فرمائی کہ اگر بے خیال
میں بھی آواز لوں گی تو گنی خوبی خدا تعالیٰ کا شوید خلره ہے۔

بہر سوچیے! صحابہ کرام کے اعمال کی حق تھی تھے الکا جہاد ان کی نمازیں
انگے رہنے ان کے صفات کیتے الی تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے ایک سو قضا پر فرمایا
کہ سب سے صحابہ اگر ایک پاؤ جو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیں تو بعد والوں کا احمد
پیہاڑ کے برادر فرق کیا ہوا سنا الکا مقابلہ نہیں کر سکا۔ لَوْاَنْ اَعْتَدْتُكُمْ تَقْلِيقَ وَفَلَّ
اَخْتِلَقَعْ تَالِيلَعْ مُلَائِلَعْ مُلَائِلَعْ هُمْ وَلَا تُبَتِّلُنَّهُمْ ان کے کتنے درزی اور پر خلوص اعمال
بھی بھی بلس خبر بر طیہ الحکمة والسلام کی وجہ سے خالق اور بر باد ہو سکتے ہیں۔ اسی ایک
بات سے عظت مuttle روز روشن سے زیادہ واضح ہے

بلکہ آن بھیج کے اندر الٹھیاں لے آپ کے احرام اور عظمت کی اس
حد تک ناکید فرمائی کہ اگر آپ بھروسہ کے اعداد ہوں تو آپ کو آواز بخشد دی جائے۔
ایک دفعہ کچھ دیہائی لوگ خبر بر طیہ الحکمة والسلام سے ملے آئے آپ اس وقت
اپنے بھروسہ کے اندھے تعریف فرماتے دہ لوگ بہر علی سے آوازیں دینے لگے ہی
مُعْتَدِلُ اَخْرُجَ رَأَيْتَ کہ اے محمد ذرا باہر آئیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس

روپے کوخت ناپسند فرمایا در شدید محیہ فرمائی ان اللہین مَنْ فُونَکَ بِنْ وَرَّازَا
الْعَجَزَ ابْتَأْخِرَهُمْ لَا يَهْلُكُنَّ (سورة البرات) کہ جو لوگ آپ کو جزوں کے باہر
 سے پا کرتے ہیں وہ اکثر بے حوصل ہیں۔

چونکہ ان کا یہ روپے مطرب سلطان کے بناں تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے
 اسے برداشت نہ فرمایا اور آنکھوں کے لیے ایک قانون بنادیا کہ آپ جب گھر میں
 موجود ہوں تو ہمارے آواز نہ لگائی جائے بلکہ صردِ قل کے ساتھ انتشار کیا جائے۔
 قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے اس سرزین کی بھی عکست کا اعلان کیا
 ہے جس پر آپ کے قدم بیست لڑوم لگ گئے۔ لَا أَنْقِمُ بِهِذَا الْبَلْوَكَ مِنْ
 اس شہر (کر) کی حرم کما ۲۷ ہوں شہر کی حرم کما ہاں اس شہر کی عکست کی دلیل ہے کہ
 یہاں سارک شہر ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اس کی عکست کا راز بیان فرمایا اور اس
 بات کی وضاحت فرمادی کہ اس کی حرم اس لیے نہیں اخہائی گئی کہ اس کے آپ اور
 کرنے والے حضرت ابراہیم طیب السلام ہیں نہاں سارک پہلا ہیں نہاں جمل نور
 ہے جبل الی تبیس ہے جبل صفاہ اور مردہ ہے مٹی اور مرقات کی دلویاں ہیں
 نہاں زخم کا سدا بھار چشیر ہے نہاں مقام ابراہیم ہے مجرم اسود ہے نہاں بیت
 اللہ ہے نہیں نہیں۔ اس کی عکست کی تسبیح اس لیے اخہائی جاری ہیں وقت
 حل بِهِذَا الْبَلْوَكَ کہ نہاں آپ قائم پڑے ہیں نہاں کی سرزین پر آپ کے
 قدموں کے کوئے لگ گئے اس لیے اس شہر کی عکست کو چار چاند لگ گئے۔ اور یہ
 اس قابل ہو گیا کہ اس کی حرم اللہ نے قرآن میں اخہادی۔

گرایی قدس سلیمان! گویا اللہ تعالیٰ یہ بتاتا چاہتا ہے کہ غور کرو جس نما
 کے قدم لگنے سے وہ سرزین اتنی عکست والی بن گئی ہے وہ نبی خود کتنا عظیم ہوا
 خود کتنا سارک ہو گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہزار بار بشویم وہیں ز ملک دگاب ہنوز ہام تو گھن کمال ہے اور جس

عالیہ از واح میں عظیمتِ مصطفیٰ

کائناتِ رُكْ دبوکی بہاؤں سے پہلے اذ تعالیٰ نے عالم ارواح میں
عکسِ مصلحت کے اصحاب کے لیے انجیاء کرم طیبِ السلام کا ایک اجتنام منعقد
فرمایا۔ اس اجتنام میں شمولیت کی وجہ حضرت آدم طیبِ السلام سے تکریب حضرت
صیلی طیبِ السلام بک کے تمام انجیاء کرم گردی۔ اور ان تمام انجیاء کرم سے ایک
وحدہ لیا گیا۔ ایک صرف لیا گیا۔ جو اداً احمد افڑیتاق الیٰ یقین لئے آنکھ کم من
بکاپ ڈ جنگلخون (سرہ آل مریں) کو تم عام آؤں جنسیں ہتم لوگوں کے راجھا اور
ستادا ہوں چیزیں نبوت سے سرفراز فرماؤں گا۔ تمہارے پر پر نبوت کا تائیج سجاوں
گا۔ چیزیں کتاب و عکس عطا کر کے چیزیں خصوصی مقام دوں گا۔ قسم جدید کم
ز مُزَلْ مُقْتَدِیٰ لِتَعْنَیْکُمْ ہر اس کے بعد برائی عظیمِ الاعان رسول آئیا جو تمہاری
نبوت تمہاری کتاب اور تمہاری عکس کی قدران کرے گا۔

تھاری ذمہ داری ہے کہ اگر وہ تھارے زمانہ میں آجائے لکھ رہا ہے
اویس شیرازی نے مختاری میں رہنا اس کا مستقبلی بن جانا ہے اس پر ایمان بھی
لا جاؤ گا اور اس کی نصرت بھی کرنی ہوگی۔

فَإِنَّ الْفَرِزَاتَمْ وَأَخْلَقْتُمْ غَلَى ذَاكِرَتُمْ رَاضِيرَعْ فَرِمَاكَرِ كِيَا تَمْ نَے اُفَرَار
کر لیا اور اس شرط پر بھر امہد تعالیٰ کر لیا ۲۰ مہرب انجیاہ کرتم نے یہک زبان ہو کر
کہ کافلُوا آفَرِزَنَا کر ہم نے اس کا افراد کر لیا۔ جب سب نے یہ دعہ دھانے ۲۰
افراد کر لیا اور عزم بالجزم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَلَهْمَنُوا وَأَنَا تَمَكُّنُ وَمَنْ
الشَّاعِدُونَ تم بھی گواہ ہو بڑے میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔ لیعنی محمد رسول اللہ

حکیم کی رسالت و عکس کا پہلا گواہ خود خدا تعالیٰ تھا۔ اور دوسرے نمبر پر ایک لاکھ چوتیس ہزار انجیاء کر قدم تھا۔

علامہ کرام نے بیان فرمایا ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو آپؐ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے اور تائید و صرفت کرنے کی وصیت دی فرمائی جو اور آگر آپؐ کی بخشش ان انجیاء کرام کے زمانہ میں ہوتی تو وہ تمام صہماں آپؐ کی امت میں ٹھہر جاتے۔

جیسا کہ آپؐ نے خود ارشاد فرمایا ہے تو حکایت مُوسیٰ حَمَّارَ رَأَفْرَكَ تَعْلَمَ مَلَوِيَّهُ الْأَنْجِيَّهُنْ کہ اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زخم ہوتے اور سبھی نبوت کا زمانہ پالیتے تو اکو بھی سبھی اقتداء اور سبھی ایجاد کے علاوہ چار دھنے۔

گرائی قدر سامنے اخور فرمائیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں عکس مُستَعِنَۃٌ کا اطلاع فرمایا اور تمام انجیاء کرام سے عکس مُستَعِنَۃٌ حليم کر دی اور آپؐ کو تمام انجیاء کا مستثنہ اور رہنمایا یا۔

عالم دینیاء میں عظیمت مصطفیٰ ﷺ:

سرخراج کی رات تخبر علیہ الحصہ و السلام جب بھارت پر سوار ہو کر بیت المقدس میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی وہاں تمام انجیاء کرام کو جمع فرمادیا۔ گواہ کہ تمام انجیاء کرام آپؐ کے انتظار میں وہاں حجّ تھے۔ بعد ازاں ایک موڑا زن نے وزان دی اور ہمارا ہم احتہت کی۔ تمام انجیاء میںم اللام صرف بالحمد کر کرے ہو گئے کی کو آگے بلا ہٹنے کی ہمت نہ ہوئی۔

ہم انجیاء جانہار تو انہوں متعے قطار انتظار تو انہوں
تو بدھ سبھی ہم اختراء تو سلطان مغلی ہم لٹکر انہوں

بعض روايات میں یہ بات آتی ہے کہ فرشتے ہی آہن سے نازل ہوئے اور صفا کرنماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔

خیر طیبِ اصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ جب میں نے میرا تھوڑا کہڑا کر آگے بڑھا دیا اور پھر میں نے سب کو نازل پڑھائی۔ اس طرح آپ امام الانجیاء بن گئے۔

**وَلَدُكَ جَمِيعُ الْأَيَّامِ وَهَا ۝ وَالرَّسُولُ تَقْرِيبَمُ مُخْلِّصَمُ عَلَىٰ حَكْمِيٍّ
گرای قدر سامن! کچھے کس طرح اللہ تعالیٰ نے عالم دنیا میں تمام انعاموں کو صحیح فرمکر عظمتِ مسیحؐ کا انعام فرمادیا۔**

بھروس بات ہے بھی خور فرمائیں کہ اس طرح بھی تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام انعاموں کو خانہ کعبہ میں صحیح فرمادیا۔ اور یہاں خیر طیبِ اصلوٰۃ والسلام ان کو جماعت کر دیجئے اور لامبائی انعام کا شرف آپؐ کو حاصل ہو جاتا۔ یعنی خانہ کعبہ بیت المقدس سے افضل ہے۔

بھروس اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اکا لباس زر کیوں کرایا۔ بیت المقدس ہی کو امامت کے لیے کیوں منتخب فرمایا؟ اصل بات یہ ہے کہ اگر آپؐ خانہ کعبہ میں جماعت کرائے تو آپؐ کی عظمت و شان کا انعام کامل طور پر نہ ہو سکا۔ کیونکہ کہ کمرہ تو آپؐ کا گمراہ تھا پس کمر میں تو ہر کوئی عظیم ہوتا ہے ترہ تو جب ہے کہ مرکز یعنی اسرائیل کا ہو تبلہ ان کا ہو اور یہ اس مسئلہ خیر وہاں سے سافران اعجاز میں گزریں اور ان کے مرکزاً کیے قبلہ میں ان کو جماعت کرائیں۔

اس طرح آپؐ کی عظمت کا انعام کامل کر ہو گیا۔

آسمانوں میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ:

زمین پر عظمتِ سلطنتِ ﷺ کا انعام کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے

آسمانوں میں بھی علقت مصطفیٰ کا انہار فرمادیا۔ خصوصی شان کے حال انجیاء کرام کو مختلف آسمانوں پر مامور فرمادیا۔ تاکہ آپؐ جب دہاں سے گزریں تو وہ انجیاء کرام گویا آپؐ کے استقبال کے لیے دہاں موجود ہوں۔ آپؐ گو خوش آمدید اور مر جا گئیں۔

چنانچہ پہلے آسمان پر ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام آپؐ کے استقبال کے لیے موجود تھے اور آپؐ کو کہا ”مَرْسَعِيٌّ بِالْأَنْوَافِ الصَّالِحِ وَالْمُقْرِنِ الصَّالِحِ“ دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام جو تھے آسمان پر حضرت اور لشک علیہ السلام پانچوں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام پہنچنے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر جدالانجیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے۔ ان سب انجیاء کرام نے آپؐ کا استقبال کیا اور آپؐ کو کلمات ترحیب کیے۔ اور آپؐ پر عقیدت کے پھول پھماور کیے۔ اس طرح آسمانوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے علقت مصطفیٰ کا انہار فرمادیا۔

علام بوحری رحمۃ اللہ کیا خوب فرماتے ہیں

مَكْتُلٌ نَبِيٌّ الْكَرْتَنِيٌّ وَالْقَلْتَنِيٌّ رَوْلَتَنِيَّ بْنَ عَزْبٍ وَ بْنَ قَعْدَةَ
فَلَلَ الْبَيْنَ لَنْ تَخْفِيَ زَلْيَنْ عَلَيْنِي كَلَمَ مَهْدَا كَوَافِرَ بْنَ عَلِيمَ وَ لَا كُنَّ
وَ تَحْكَمَتِي بْنَ دَشْلَوْ طَرَمَنْسِيَّ مَغْزَةَ بْنَ الْكَنْزَرَ نَزَفَنَا مَنَ الْيَمِيَّ

عالم آخرت میں عظمت مصطفیٰ ﷺ:

عالم آخرت میں جہاں ساری نوع بشریت ہو گئی اللہ تعالیٰ نے کئی وجہوں سے علقت مصطفیٰ ﷺ کا انہار فرمایا۔

☆ قیامت کے دن آپؐ کی امت کی کثرت بھی آپؐ کی علقت کی دلیل ہے اسی لیے تخبر علیہ الحصۃ و السلام نے ارشاد فرمایا کہ کثرت سے شادیاں کر کے

بھری امت کو بڑا حاذن گئے تیامت والے دن تمہاری کثرت پر خیر ہو گا۔

حدیث پاک میں ہے وغیرہ طبق المثلوۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت والے دن ہر نبی اپنی امت کے ساتھ حاضر ہو گا۔ کسی نبی کے ساتھ تھوڑے اتنی ہوں گے کسی کے ساتھ زیادہ کسی کے ساتھ ایک دو آدمی ہوں گے اور کسی کے ساتھ اس کا ایک اتنی بھی نہ ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا گردہ ایک طرف سے آ رہا ہے۔ لَكُفْتَ عَنْهُمْ أَمْيَنُّ مِنْ نَّمَانَ كیا کہ یہ بھرے اتنی ہیں۔ ہر مجھے پہ چلا کر یہ تو حضرت موسیٰ طبلہ السلام کی امت ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی تعداد آری ہے جس نے اتنی کو چاروں طرف سے گھر لایا ہے اور مجھے تباہ گہا کہ هذلهم اَنْتَكَتْ يَا آبَہُ گی امت ہے۔ ان میں ستر ہزار ایسے بھی ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنے میں داخل ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت والے دن تمام لوگوں کو صنون میں کھرا کیا گا ۱۲۰ صحفی بخشی کی ان میں سے چالیس صحفی باقی سب انجام کی اخنوں کی ہوں گی اور بیش ۸۰ صحفی تھا مہری امت کی ہوں گی۔ تو اس طرح قیامت والے دن کثرت اس بھی علت میں کھرا کی ایک دلیل ہے۔

☆ اسی طرح حوض کوڑ کا مٹا بھی آپ کی علت پر دال ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تخریجی مَيْتَرًا كَثِيرًا كَثِيرًا كَثِيرًا مَزَادَةً مَزَادَةً أَتَيْتُ مِنَ اللَّهِ أَخْلَى مِنَ الْفَتَلِ أَطْبَى مِنَ الْمُشَكِّرِ زَكَرَ اللَّهُ تَعَظِّمُ الشَّكَارِ کہ میرا حوض ایک میونڈ کی سمات تک ہے اس کے چاروں کوئے براہ رہیں۔ اس کا پالی داد دے زیادہ سخید ہے۔ شدہ سے زیادہ بیٹھا ہے اور کشودی سے زیادہ خوشبو رہے۔ اس کے پیالے اور آپ خورے آہان کے ستاروں کی اندھی پندرہ

ہیں۔ اس کی مٹی خالص کستوری سے زیادہ خوبصورت ہے۔

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان لکھل تھی خوھا کہ ہر نی کو ایک حرف دیا جائیگا وَ أَنَّهُمْ لَمْ يَتَبَعَ هُؤُلَاءِ أَنَّهُمْ أَكْثَرُهُمْ أَرَادُهُمْ إِنْجِيَاءَ كَرَامَةَ آمِنِی میں اس بات پر فخر کریں گے کہ کس کے پاس پالی پینے کے لیے زیادہ آرٹی آئے۔ وَ إِنَّمَا کُمْ ذِبْحُونَ أَكْثَرُهُمْ وَارِدَةٌ اہر مجھے امید ہے کہ سب سے زیادہ تعداد بمرے ہاں جمع ہوگی۔

* قیامت کے دن شفاعة عائد کرنا ہی آپ کی عقلت و دشان کی دلیل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ پریشان ہو کر سوچیں گے کہ کوئی شنج ٹاش کرو۔ تو لوگوں کا ایک وفد حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جائیگا ان سے عرض کرے گا کہ تمہاری سفارش کریں۔ آدم علیہ السلام حضرت کریں گے اور فرمائیں گے لَئِتَ لَهَا لَئِتَ لَهَا میں اس قابل نہیں ہوں إِنَّهُمْ بِالْأَنْجِيَاءِ إِلَى الْخَيْرِيَّاتِ کہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔

بہر لوگ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی حضرت کریں گے بہر حضرت نہادیم علیہ السلام کے ہاں ماضر ہوں گے وہ بھی شفاعة کی بھت نہ کر سکیں گے بہر حضرت موئی علیہ السلام کے ہاں آئیں گے وہ بھی شفاعة کی بھت نہ کر سکیں گے بہر حضرت عیین علیہ السلام کے ہاں آئیں گے وہ بھی شفاعة کریں گے۔ اس طرح سب انجیاء کریم انثار کر دیں گے لَئِتَ لَهَا کبھی گے لَئِتَ لَهَا کبھی گے

بہر وہ لوگ نام لانجیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو آپ فرمائیں گے تھا لہذا میں اس کا اہل ہوں اور تمہاری سفارش کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھر میں اللہ کے حضور سجدہ میں

گر کر اللہ کی حمد و شاد کروں گا و مُلْهِمَتٍ مُخَاِمَدَ أَخْتَمَهُ بِهَا لَا تَخْزِنْ نَنَ الْأَكَانَ
اور اللہ تعالیٰ اس وقت ہر بے دل میں اپنی ایسکی حربیں اور شاکس کی القاء کرے
گا جن کا اب بھی علم نہیں ہے۔ کافی لیا بھروسہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہذا
مُعْتَدَلٌ إِذْكُرْ رَأْشَكَ کے اے ہر بے ذخیرہ ابر افخایے سَلْ تَعْظِيْ مانگئے میں
دینے کے لیے تیار ہوں اِذْكُرْ تَلْقَعَ فَخَاتَ مَكْبَحَ آپ کی فضاعت توں کی
جائے گی۔ پھر آپؐ فضاعت فرما گئے تو لوگوں کا حساب و کتاب ٹڑو گا۔
آپؐ کی اس فضاعت سے ہر قلص مستغیڈ ہو گا اسی لیے اس کو فضاعت
عاسی کہتے ہیں۔

گرای قدر سامیجن اغور فرمائی فضاعت کے لیے چلتے والے اند کے
دل میں پہلے ہی یہ بات کوں نہ آئی کہ آخری ذخیرہ حضرت محمد رسول اللہؐ کے
ہاں چلتے آتے اور فضاعت کے لیے ورچ کرتے۔ اس طرح تو سعادت جلدی حل ہو
سکتا تھا اور وہ لوگ لیے پکر سے بچ جاتے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت بر سر عام عکس سلطنتؐ کا
اعہدہ کرنا چاہتا تھا۔ ان کے دل میں اللہ نے یہ بات آئے ہی نہ دی تاکہ اجھی
طرح کھل کر عکس سلطنتؐ کا اعمہار ہو جائے۔ اگر پہلے ہی سیدھے آپؐ کے
ہاں چلتے آتے اور آپؐ سفارش کر دینے (عکس سلطنتؐ کا کھل کر اعمہار نہ ہو
سکا۔ جب سب کی طرف سے "ہاں" میں جواب ملا ایک گونا ہامیل ہوئی اور پھر
آپؐ کی طرف سے "ہاں" میں جواب ملا تو عکس سلطنتؐ کا اخبار ہو گیا۔

☆ اسی طرح قیامت والے دن آپؐ کا مقام محمود پر قاڑ ہنا بھی آپؐ کی
عکس کی دلکشی ہے۔ علیٰ ان یتھک رُبُكْ نَقَادُهُ نَخْمُوْ فَا اور مقام محمود
قربِ دُنُو کا وہ اعلیٰ مقام ہے کہ کسی نبی کو بھی اتنا مقام قربِ نصیب نہ ہو گا۔ ساری

جنتوں سے اور جنی کر جنت المفردوں سے بھی اور ۱۰ مترام ہے۔ **ستفہ عزیز**
الرُّخْتَانِ اس کا مجتہد اللہ کے مرش کا فرش ہو گا۔

☆ قیامت کے دن مقامِ حیلہ کا ملتا ہی آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔ صحابہ کرام نے سوال کیا ہے رسول اللہ "ما الْوَرِثَةُ" کردہ حیلہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اعظمی فرج عجلہ لیں الحجۃ لا تناہی الا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَكَرِمُوا أَنَّمُؤْمِنًا آنَا نَهُوَ کر دلیل جست کا اعلیٰ درجہ ہے جسے صرف ایک آدمی ہی حاصل کر سکے گا اور مجھے اسید ہے کہ وہ مگر یہی ہوں گا۔

☆ یامت کے دن امام الحدیث آپ کے ہاتھ میں ہو گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اتنا سیکھو لو اقیمہ نورمِ الیقہ نہیں بلکہ لکھر کر قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور میں اس پر اترانا اور فریض کرنا۔ وہی دعویٰ لزومیہ الحمد و لا لکھر اور حرم کا جہذا بھی سیرے ہاتھ میں ہو گا اور مجھے فریض کرنا میں لکھر یعنی میلہ آدم کی عنیت سیوا اہل لکھت لوزانی اور آدم طیہ السلام اور دیگر سب انبیاء سیرے جہڑے کے نئے ہوں گے۔

جن کی قیامت والے دن جنت کا انتظام بھی آپ کے ہاتھوں سے ہوا
اور آپ علی جنت کا وہاڑہ مکمل و مکھی کے آپ نے فرمایا تھا اُرُل من یقین
ہبہت الجھٹہ.

الله تعالیٰ ہمیں علیکت مسلط گئی کی جسیکہ کیجھ قدر نصیب فرمائے۔ آمن۔

۶:- عبدیت مصطفیٰ ﷺ

(خبرہ سلطان)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى الْمَسَنِيْرِ وَالْمَسَنِيْرِ عَلٰى سَيِّدِ الرَّسُولِ وَحَاجِيِّ الْأَكْبَارِ وَعَلٰى أَهْلِهِ وَأَشْهَابِهِ الْأَكْبَارِ، الَّذِيْنَ نَمِمَ خَلَاقَةُ الْفَرْقَابِ الْغَرَبَاءِ وَخَزَنَةُ الْخَلَاقِيْنَ بَعْدَ الْأَكْبَارِ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا يَعْزِزُهُ بِالْفَوْزِ مِنَ الشَّكَاظِيْنِ الرَّجُمِيْنِ يَشْوِي الْفَوْرَشَخْنِ الرَّجُجِيْمِ، وَاللّٰهُ لَمَّا قَامَ فَهَذَا طَرِيقُهُ تَكَوَّنُونَ حَلَقَيْهِ لَهُمَا (سورة ۱۰۵) صدق اظط الطیب

گرامی قدر سائنسیں اے "عبدہ" بندہ کو کہتے ہیں اور بندہ وہ ہوتا ہے جس میں بندگی اور ما جزا پائی جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ بندگی خیبر طیہ الحصۃ والسلام نے فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے سب سے زیادہ ما جزا اور اکساریں آپ نے علی کی ہے۔ اس لیے اس کے حقیقی بندے اور کمال انسان آپ ہی ہیں۔

اگر آپ قرآن مجید کے انعدام فرمائیں تو اس خیمہ پر بھیجی گئے کہ عموماً اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کا ذکر ان کا نام لکھ کر کیا ہے۔ جیسیں اکثر محتات پر خیبر طیہ الحصۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے نہ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لایا ہے اور نہ عقی آپ کا کوئی اور وصف ذکر کیا ہے۔ بلکہ آپ کو صرف "عبدہ" کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

سَخَانُ الدِّينِ أَنْرَى بِعَيْنِمِ الْخَيْرِ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الدِّينِ أَنْزَلَ عَلٰى فَتِيْلِهِ الْكِتَابَ تمام تحریکیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب بازل فرمائی۔ يَأَذْكُرُ الدِّينَ نَزَّلَ الْقُرْآنَ علٰی عبیدِم برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے

پر فریان نازل فرمایا۔ لاؤحیٰ اللّٰہ عَبْدِہم مَا اؤحیٰ بھر اس نے اپنے بندے پر جو وحی فرماتا ہی فرمادی۔ وَأَنَّهُ لَعَلَّ قَالَمْ عَبْدًا إِذْ أَفْرَدْتُهُ مَكَانًا دُوَائِكُونُونَ عَلَيْهِ
لِبَدًا اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی پکار کے لیے کمزور ہوا تو اس پر لوگ خون کے خرو
باد عنابر دفع کر دیتے ہیں۔

غور فرمائیں ا ان تمام حکمات پر آپ کا نام نہیں لایا گیا بلکہ صرف اور
صرف عبد کا لفظ استعمال کیا گیا۔ حالانکہ اگر دیگر انہیاء کرم کے لیے اللہ تعالیٰ نے
عبد کا لفظ استعمال کیا ہی ہے تو ساتھ الہام بھی لیا ہے۔ ذَكْرُ زَمْخِلِ زَكْرِ
عَنْدَهُ زَكْرٌ شَانٌ، یہ دکر ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکر یا علیٰ السلام پر
وَأَذْكُرْ عَنْدَنَا ذَارُزْ ذَارُلِلَّٰہِ اور ہمارے بندے حضرت داؤد طیب السلام جو قوت
والے تھے کو یاد کیجئے۔ وَأَذْكُرْ عَنْدَنَا أَلْبَابَ همارے بندے عجب طیب السلام کا
ذکر سنائیے۔ وَأَذْكُرْ جَهَنَّمَ رَأْشَحَاقَ وَسَعْقُوبَ اور ہمارے بندوں
امراہیم طیب السلام اور اسماعیل طیب السلام کو یاد کیجئے۔

بیرے خیال میں اس سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہے کہ حضرت
حضرت رسول اللہ ﷺ کی عبیدت اور بندگی اس درجہ انتہاء اور مرتبہ قسمی تک پہنچی
ہوئی ہے کہ اگر بغیر کسی اضافت و نسبت کے بغیر نام لئے اگر صرف "عبد" کا لفظ
استعمال کیا جائے تو اس سے مراد وہی ذات عالی ہو گی کیونکہ تمام کائنات میں آپ
جیسا عبد اور انسان کوئی نہیں ہے۔ جتنی عبیدت آپ کے اندر پائی جاتی ہے اتنی
کسی اور کے اندر نہیں پائی جاتی۔

حدیث پاک میں ہے کہ غیر علیٰ المصلوة و السلام اکثر ساری ساری رات
عبادت کرتے رہے تھے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں میں درم آ جاتا تھا۔ حضرت مائلا
نے ایک رفع حیران ہو کر سوال کر لیا۔ کہ یا رسول اللہ! آپ ساری رات عبادت

کرتے ہیں وَلَذْ غُفرَانَهُ لَكَبِ مَا كَفَرْتُمْ مِنْ كُنْكَ وَمَا تَأْخُرَ حَالَكَ اللَّه
خالی نے آپ سے سب اگلی محفلی بغرضیں اخراجیں ہیں۔ آپ تو امام الانبیاء ہیں
سید الادیین دلائلیں دلائل فرین ہیں ساتی کوڑیں شافع غصہ ہیں۔ آپ کے لئے تو اللہ
خالی نے مقام محمود اور مقام دلیل غصب فرمادیا۔ جنت کا دروازہ بھی تو آپ ہی
کھولیں گے۔ آپ گی اطاعت و تابعیت میں ہی تو ساری کائنات کا راز صحبت
پوشیدہ ہے۔ میر آپ اتنی زیادہ صداقت کرنے کی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ
نے جواب دیا أَكْلَلَ أَكْلَلَ أَكْلَلَ أَكْلَلَ أَكْلَلَ أَكْلَلَ أَكْلَلَ
کہ عَلَيْهِ اُمُّنِ ان تمام غصتوں پر خدا کا
شکرانہ کروں؟ اس کا مدد گھورتے ہوں؟

حدیث کی کتب میں آپ گی مجرuberی دعائیں مذکور ہیں جو آپ کے
کمال مجددت پر وال ہیں۔ جبتو الدوام میں مرد کی شام کو آپ گی خاص دعا چیز۔
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي وَ تَرَى مَكَانِي وَ تَعْلَمُ بِسَرِّي وَ
 عَلَيْكَ لَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَغْرِيَ وَإِنَّا إِلَيْكَ الْفَقِيرُونَ الْمُنْجِذُونَ
 السَّمْعُونَ الْوَرِجَلُ الْمُتَفَقِّنُ الْمُعْرِفُ بِمَعْرِفَتِكَ مَتَّكِلٌ
 إِلَيْكَ بَكِينٌ وَإِنْتَهَلٌ إِنَّكَ إِنْتَهَلُ الْعَلِيُّ الْبَلِيلُ وَإِذْعُوكَ دُعَاءَ
 الْعَالِفِ الْغَرِيبُ وَ دُعَاءَ مَنْ حَضَتْ لَكَ زَفَتْهُ وَلَامَتْ لَكَ عَنْرَتْهُ
 وَذَلِلَ لَكَ حَشَّةً وَ زَيْمَ لَكَ أَنْفَهُ الْخَ (حدیث محدث)

ای افسوس اتوی میری بات کو سختے والا ہے اور تو ہی مجھے دیکھنے والا ہے۔
اور تو ہی میرے خاہروں بالمن سے باخبر ہے۔ تھوڑے میری کوئی بات دیکھی جیسی
نہیں۔ میں دیکھی ہوں محتاج ہوں فریادی ہوں پناہ جو ہوں ترساں ہوں ہر اس اس۔
ہوں اپنی بغرضوں کا اقراری ہوں۔ تھوڑے اس طرح سوال کرنا ہوں جیسے کوئی
عاجز مسکن بخدا سوال کرتا ہے۔ تھوڑے آگے اس طرح گزگزا ہوں جیسے کوئی گز

گارڈنل وغفار گراؤنڈ اتا ہے۔ اور تھوڑے سے اس طرح دعا کرتا ہوں جیسے کوئی خوف زدہ آفت رسیدہ دعا کرتا ہے۔ اور اس بندے کی طرح مانگنا ہوں جس کی گردان تیرے ساتھے جگلی ہوئی ہو۔ اور آنسو بہرے ہوں اور تن بدن سے «تیرے آکے فردتی کیے ہوئے ہو اور اپنی ہاک تیرے ساتھے رکھ رہا ہو۔

گرامی قدر سامنگن! اس دعا کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ کس طرح اس کا

ایک ایک لفظ صبرت و تامل کی روح سے لبرن ہے۔

اسی طرح خبر طبی الملاوة والسلام کی بشریت کا حامل ہے۔ یہ اس
ذہن میں رکھ کر بشریت کوئی حب باقتص نہیں ہے بلکہ بشریت حضن بکمال
ہے۔ ساری حکومات میں سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف و مطلق بخایا ہے۔ انسان
عی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ سے ہا کر نوریوں اور
ناریوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ تخلیق آدم کا واقعہ ذہن میں رکھیں اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں سے فرمایا یعنی خالق نبخر ما من طلن فلادا سوچة وَ لَفْعَتْ طَبِيْبُنْ
رَزْجِنْ لَفَعُوا لَهُ تَسْجِيْنْ (سماں) کر میں مٹی سے ایک بھر ٹانے والا ہوں
جب میں اسے کھل کر لوں لوراں میں روح پھوک دوں تو تم اس کے ساتھے بھو
میں گر پڑو۔ گویا پہلے دن ھی بشریت کی عصمت کا انعام فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام محبوبت فرمائے وہ سب جس بھرے
تحکم کا آرٹنٹن لیلیک رالار بحالا ٹوچنی راتیهم (رسلا احمد) کر آپ سے
پہلے جتنے انبیاء کرام بھی گئے وہ سب مردی تھے۔ انسانوں کی راہنمائی کے لیے
انسان ہی کو محبوبت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے جس کا ذکر اس نے بارہ
قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ گویا ہر نبی کے سر پر دو تاج ہوتے ہیں ایک بشریت کا
تاج اور دوسرا نبوت کا تاج۔ اور ہمارے خلیفہ حضرت مسیح رسول اللہ علیہ السلام کے

پر ایک تبر اذان بھی سجا لیا گیا ہے اور وہ ہے ثم نبوت کا اذان۔
 کفار کو اس بات پر تعجب تھا کہ بشر اور انسان کو نبی کیوں کر بنا دیا گیا
 ہے۔ اللہ تعالیٰ نے الٹا یہ اعزاز فعل فرمایا کہ اس کا جواب بھی دیا۔ وَمَا مَنَعَ
 اللَّهُ أَنْ يُؤْتِيَ إِلَيْهِمْ هُمُ الْهَنْدُونَ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَنَّا آتُوا
 (سماں مراغل) کہ لوگوں کے ہاں جب ہدایت پہنچی تو ان کو ایمان لانے سے اس
 بات نے روکے رکھا کہ کہنے لگے کہ کیا اللہ نے بشر کو رسول مار کر بھیج دیا ہے۔ قلن
 لَوْ كَانَ لِي الْأَزْجِيلُ كُلَّ أَنْكَةً يَمْتَزَّنَ مَطْمِئِنْنَ لَنَّكُلَّ خَلَقْتُمْ مِنَ الشَّاءِ
 نَلْكَأْرَمُلَا مَبْرَءَةً بَخِيرًا جواب دیں کہ اگر زمین پر فرشتے پڑتے ہوئے تو
 تم ان کی ہدایت کے لیے آسان سے کوئی فرشتہ رسول مار کر بھیج دیتے۔ چونکہ
 ہدایت اور راہنمائی انسانوں کی مخصوصی ہے اس لیے انسان کو بخوبی فرمایا گیا ہے۔
 کسی قدر سامنگن! یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کفار کا انجیاء کرم کو بشر
 کا بطور الزم کے ذمہ بکری تعجب کے طور پر تھا۔ کفار کے اعزازات دو حم کے
 ہیں۔ (۱) الزامات و بہتان۔ (۲) تعجبات۔

الزمات یہ کہ انجیاء کرام کو ساحر کہا گیا۔ کذاب کہا گیا۔ شاہر اور مجھوں
 کہا گیا۔ سفاهت اور خلالت ان کی طرف منسوب کی گئی۔ ان تمام الزامات کی
 تردید اللہ تعالیٰ نے اور انجیاء کرم نے فرمادی۔

کفار کے درمی حم کے اعزازات بطور تعجب کے ہیں۔ جیسے اکل
 طعام۔ ہزار میں جانا۔ بشر ہونا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید نہیں فرمائی بلکہ
 ثابت کیا کہ یہ چیزوں نبوت کے ساتھ نہیں ہیں وَمَا أَرْسَلْنَا نَجَّاكَ مِنْ
 الْمُغْرِبِينَ إِلَّا أَنْتُمْ لَيْكُلُونَ الطَّعَامَ وَلَنْتُشْتُونَ بِلِي الْأَنْزَاقِ (سرہ: فوجان)
 لورہم نے آپ سے پہلے جتنے غیر بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور

بازروں میں جایا کرتے تھے۔ یعنی ان کے ساتھ بھی اسی طرح بڑی خود ریات کی ہوئی تھی جس طرح آپ کے ساتھی ہوئی ہیں۔

اس طرز میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک حکام پر بڑی وضاحت کے ساتھ کارکار کا اعتراف اور انعامہ کرم کا اعتراف لعل فرمایا ہے اور بشریت انعامہ کا سلسلہ بالکل واضح فرمایا ہے کہ انعامہ کرم نے جب اپنی قوموں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید کا سلسلہ و ادھاف اخواز میں یا ان فرمائشوں کا رہنے آگے سے اعتراف کیا لکھتا این آنفم لاَ يَكُرْ وَلَكُمْ لَيْلَتُكُمْ أَنْ كَفَلْتُكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْمَلُونَ
لَكُمْ رَأْيُكُمْ إِنْ شَاءُونَ مُهِمْ (سرہ ۱۱۴) وہ بولے کہ تم تو ہماری طرح بڑھو تمہارا یہ خدا ہے کہ جن کی حمادت ہارے آہو اجادو نے کی ان کی حمادت سے ہمیں روک دو یہیں ہارے سامنے کوئی کلیں بھی بھرو، پیش کرو۔

غور فرمائیں اکفار کے دو اہم اعتراف ہیں۔ (۱) تم ہماری طرح بڑھو۔ (۲) تم بھروسہ (ہماری سرفی کا) پیش کرو۔ اب انعامہ کرم مطہم الملام نے ان کے جواب میں کیا فرمایا۔ قائلٰ لَهُمْ رَسُلُهُمْ إِنْ تَعْنَ إِلَّا يَكُرْ وَلَكُمْ
اللهُ يَعْلَمُ عَلَىٰ مِنْ يَمْسَأَهُ مِنْ يَجْاهُهُ وَ كَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُلْهِيَكُمْ إِنْ شَاءُونَ إِلَّا
يَلْهِيَنَّ الَّهُ عَلَيْهِ الْحِلْفَارِوں نے ان سے فرمایا کہ یہ بات درست ہے کہ تم ہماری طرح بڑھی ہیں لیکن خدا چاہئے بخداں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔ اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ تم خدا کے حکم کے بغیر جسمیں کوئی بھروسہ رکھا سکیں۔

گرامی قور سائیں! ذرا غور فرمائیں اگر انعامہ کرم بڑھنے ہوئے تو یقیناً ان کے جواب میں یہ فرمادیتے کہ جسمیں ظلٹی گئی ہے ہم بڑھ اور انسان نہیں ہیں۔ صرف بشریت کا لباس ہے اور ہماری حقیقت تو کچھ اور ہے۔ انعامہ کرم کا معنی بادلہ و مخاطرہ کے وقت اپنی بشریت کا اعتراف فرماتا۔ بشریت انعامہ کی زبردست

دلیل ہے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء صرفت و مرسل ﷺ سے واضح اعلان کرایا۔ قُلْ إِنَّا أَنَا بِرَبِّكُمْ بُوَحْنِي إِنَّمَا الْهُكْمُ لِلَّهِ وَإِنَّمَا (سرہ کاف) اسے غیر فرمادیجئے کہ میں تمہاری طرح ایک بھر ہوں۔ بھری طرف دلیل کی جاتی ہے کہ تمہارا معمود وہی ایک بھر ہے۔

یہاں "بُنْلَكْمٌ" کا لفظ غیر طلب ہے لیکن میں تمہارے جیسا بھر ہوں۔ یاد رکھے یہاں جس میں مالکت ہوان کی جا رہی ہے ذ ک مقام درج تھے میں۔ لیکن تمہاری اور بھری جس ایک عی ہے تم بھی انسان میں بھی انسان۔ تم بھی خوارضات بھری کے حوال میں بھی ان کا حوال۔ تمہارے بھی ماں باپ بھرے بھی ماں باپ۔ تمہاری بھی اولاد بھری بھی اولاد۔ تم بھی کھانا کھاتے ہوئے بھی کھانا کھاتا ہوں۔ تم بھی بیمار ہوتے ہوئے بھی بیمار ہوتا ہوں۔ لیکن جس طرح تمہارے ساتھ خوارضات بھری لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح بھرے ساتھ بھی لگے ہوئے ہیں۔ بھر تمہارے لور بھرے درمیان فرق کہاں سے پیدا ہو گیا؟ یقین حلی رائی اللہ تعالیٰ نے بھری طرف دلی فرمایا کہ بھرے سر پر تائی نبوت سجاد رہا۔ مجھے تمہارا مختار اور راہنمایا دیا۔

ہاتھ رعنی مقام اور رجب کی بات! کہاں اللہ کے غیر ﷺ کی عکس د شان اور کہاں ایک حام آری! "یہیں خاوت راہ از کما است آنکھا" آپ ﷺ کی تو اتنی شان ہے کہ "بعد از خدا برگ توںی قصر مختصر" علماء بھری تی فرماتے ہیں۔

لَعْلَمُ الْيَقِينِ فِيْنِهِ اللَّهُ بَرَرَ وَاللَّهُ خَيْرٌ خَلِيلُ الْفُرَّكِ لِهِمْ
یعنی جسی بھی حقیقت کی جائے نتیجہ ہی کی لئے گا کہ آپ بھر ہیں اور بھر

ہٹلے کے ساتھ ساری تقویات سے زیادہ آپؐؑ کا حرام ہے۔
 ایک اور شاعر نے بڑی خوبصورت بات کی گئی ہے۔

مَحْدُّهٗ بَنَرُ لَا كَالْبَشَرِ وَلَا قُوَّتُ حَجَرُ لَا كَالْعَجَرِ

کہ حضرت **محمد ﷺ** بڑی بڑی میں مگر آپؐؑ کا رجہ دوسرے انسانوں جیسا نہیں
 جس طرح یا قوت بھی ایک بھر ہے مگر وہ دوسرے پتھروں سے ممتاز ہے۔
 گرائی قدر سامنے! بڑاک پر والے جانے والے پتھروں پر فور کریں۔
 یہ بھری ہیں مگر ان کی حیثیت درجہ کتا کتر ہے کہ ان کو لوگوں کی راہوں میں
 پہنچایا جا رہا ہے۔ اور ایک وہ بھی بھر جاتا ہے جو انکوٹھی کے اندر گھینٹے کے طور پر جلا
 جاتا ہے زیارات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا خیال ہے دلوں کی قیمت یک ماں
 ہے؟ یہ لیکھ ہے کہ جس کے اعتبار سے دلوں یک ماں ہیں مگر مرجوہ و منزلت کے
 اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔

مَحْدُّهٗ بَنَرُ لَا كَالْبَشَرِ وَلَا قُوَّتُ حَجَرُ لَا كَالْعَجَرِ

ای طرح ایک اندرونی حل ہے جو سب کے محراب و منیر پر لگائی جائی
 ہے اور ایک اندرونی حل ہے جو سب کے بیت الکلام میں لگائی جائی ہے جس
 کے اعتبار سے دلوں اشیش ہیں مگر دیجے اور مرتبے کے لحاظ سے کتابوں سے کتابوں سے
 ہے!

خطاطی کی اصل وجہ:

خطاطی کی اصل وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے جب انعامات کام کا حسن
 و تعالیٰ کیا ان کی صورتی و پاک داشی دیکھی تو انہیں یہ شہر ہو گیا کہ یہ بڑا
 انسان نہیں ہیں بلکہ نوری ہمتوں ہیں۔ باطل اسی طرح یہے کہیں آئی انکوٹھی میں
خواستے ہوئے بھر کے گھینٹے کو دیکھئے تو اس کی مختاری غافس اور شناختی کو دیکھئے کر

اسے پڑھو کر لگ جائے کہ یہ تحریکیں ملکہ شیشہ ہے۔ لیکن اس کا ذہن یہ ہوا ہے کہ شیشہ ہی انکا نیس اور فلاف ہو سکتا ہے، تحریر اور فلاف اور حسین نیک اور سکتا۔ حالانکہ سارا راز آسی میں ہے کہ جس کے لحاظ سے تحریر ہو اور فظاں اتنی ہو کر شیشہ کا گمان ہونے لگے۔ شیشہ اور فلاف ہے تو یہ اس کے لئے کوئی کمال نہیں ہے۔

اسی طرح انخیاء کرام کا سماطہ ہے ان کی ساری شان و عظمت آسی لے ہے کہ بڑھو کر فردوں سے زیادہ سیکن اور سصوم ہوں۔ ہر لفاظ سے کمال اور کمل ہوں، ہر حرم کے گناہوں سے پاک ہوں۔

بمرکبِ مورتوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و حمال دیکھ کر سمجھا ہو کہ ہوا تھا لَعَلَّ مَنْ أَنْجَنَّهُ اللَّهُ أَنْجَنَّهُ وَمَنْ كُفَّرَ بِهِ اللَّهُ أَنْكَرَهُ^۱ میں مذکور اگلے سورہ کیم (سورہ یوسف) جب ان مورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے حسن کی ان پر اتنی دعا کی جائی گئی کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں لے کر کہنے لگیں بیحان اللہ یہ بھرنگی ہے پوچھ کوئی سوز رفرش ہے۔

ہاتھ رعنی یہ ہات کہ کفار نے انخیاء کرام کو بذریعہ کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ الکافی یہ خیال ہتا ہوا تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جو عمار کل ہو اور عالم الخیب ہو۔ وہ نبی کو خدا کا ادارہ کر سکتے تھے۔ اسی لئے تو انخیاء کرام سے کہ پسند بھرے مانگتے تھے۔ بہ انخیاء کرام نے ان کے کہ پسند بھرے نہ دکھائے تو انہوں نے ان کی نسبت کا الکار کر دیا اور یہ کہنے لگے کہ تم تو محض ہماری طرح بشر ہو تو نبی نہیں ہو۔ یعنی انہوں نے بشریت کو حلیم کیا اور نسبت کا الکار کر دیا۔

اور بعض لوگوں نے انخیاء کرام کی مخصوصیت پاکیزہ کر دار۔ عیسیٰ و غریب بھروسے دیکھ کر ان کو خدا کی صفات کا حوال قرار دے لیا۔ لور ان کی بشریت کا اکار

کر دیا۔ اور یہ بھولایا کہ بشریت کے لبادہ میں درحقیقت یہ خود خدا ہیں۔ یاد کے نور کا حصہ ہیں۔ فاتحہ و تدبیر۔

کفار کے نے ایک دفعہ تخبر طیہ الحصۃ والسلام سے من مانگے مجرمے اسی لئے طلب کیے تھے کہ انٹا خیال تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو بخار کل ہونا چاہیے خدا کا ادارہ ہونا چاہیے اور یہ کام کر دینے چاہیں۔ وَكَلَوْا إِنْ تُؤْمِنُ لَكَ عَنِّي تَفْجِرُوا هِنَّ الْأَرْضُ يَتَبَوَّعُهَا وَتَكْرُونَ لَكَ بَعْدَهُ مِنْ تَبْخِيلٍ وَ عَنْ
لَّفْجَزٍ أَلْتَهَزَ جَلَلَهَا تَفْجِرُوا اَرْتَسِطَتِ النَّعَمَةَ كَمَا رَعَثَتْ عَلَيْهَا
بَكْشَاهَا اَزْلَاهَى يَاهُو وَالْمَلَائِكَةَ لَبِلَاهَا اَوْ يَكْرُونَ لَكَ بَعْثَ مِنْ زُخْرُفٍ
اوْ تَزْقِلَ فِي النَّعَمَ وَكَنْ تُؤْمِنَ لِزَلِيلِكَ عَنِّي تَكْرُونَ خَلَهَا يَكْهَا
نَقْرَأُهُ (سرہ فی اسرائل) اور کہنے لگے ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک یہ کام نہ کرو۔ (۱) یا تو ہمارے لئے زمین میں سے چشمہ جاری کر دو۔
(۲) یا اپنے لئے بھروسے اور انگھوں کا باٹھ پیدا کر دو اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دو۔ (۳) یا جیسا تم کہا کرتے ہو ہمارے اوپر آسان کے گھوڑے لاگراؤ۔
(۴) یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لکھ راؤ۔ (۵) یا تمہارا گھر سونے کا بن جانا چاہیے۔ (۶) یا تم آسان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہ مانیں گے جب تک کہ کوئی ایسی کتاب نہ لاؤ جئے ہم پڑھ بھی لیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام فرمائشوں کا جواب اپنے تخبر سے اس طرح
وَلَلَّا يَقْلُلُ شَهَادَةً زَبَقَ فَرِمَادِجَبَّےٰ کہ میرا رب پاک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کام
میرے نہیں ہیں یہ کام نہ میرے رب کے ہیں وہی سارا اختیار رکھتا ہے۔ اور رب
وائل کام میں جب کر سکوں کر میں نے اس کے شریک ہونے کا دھوکی کیا ہو میرا تو
سمی اعلان ہے شہادَةً زَبَقَ کہ میرا رب شریکوں سے پاک ہے۔ میرا سوال پیدا

ہتا ہے کہ جب تم یہ انتیارات نہیں رکھتے تو پھر اپنی حیثیت واضح کرو اس کے لئے فرمایا گل کُنْتَ إِلَّا بَشَرًا زَمَّلُوا کر میں تو صرف بشر رسول ہوں۔ یعنی بشر بھی ہوں اور رسول بھی ہوں۔

گرامی تدریس احمد بن اغور فرمائیں اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے خبریے سے بشریت کا صاف اعلان کر دیا۔ کیا اتنے واضح اعلان کے بعد بھی کوئی شخص آپ کی بشریت وحدت کا انداز کر سکتا ہے؟

احدیث کس رو سے:

اماریٹ شریفہ میں بھی یہ مسئلہ بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

☆ ایک رفعہ خبر طیہ الحلاۃ والسلام نے صحابہ کرام کو عمر کی نماز چڑھائی اور آپ نے چار رکعات کی بجائے پانچ رکعات پڑھا دیں۔ بعد میں صحابہ کرام نے سوال کیا ہوا رَسْوَلُ الْكَوْلُ زَنْدَلِيُّ الْقَلْوَقُ کَمَّا كَرَ اللَّهُ كَرَ رَسُولُ اللَّهِ كَمَّا كَرَ انساً ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا "لَا" نہیں میں تو نہیں ہو۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ آپ نے تو پانچ رکعات پڑھائی ہیں اس موقع پر آپ نے فرمایا اُنّا أَنَّا بَشَرٌ مُّلْكُكُمْ أَنْتُمْ كَعَافَتُّونَ فَلَا دَائِرَتُ لَذَّكَرِ زَنْبَقِ (سلم شریف) کر میں بھی تمہاری طرح بشر اور انسان ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جانا چاہوں اور جب بھی میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کر دیا کرو۔

اس حدیث میں آپ نے واضح طور پر اپنی بشریت کا اعلان فرمایا ہے۔

☆ خبر طیہ الحلاۃ والسلام بھرت فرمایا کہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ انصار تاہیر غفل یعنی سمجھروں کو پیدا کرتے ہیں۔ آپ نے انہیں شہزادیا کرایا کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو وہ رک گئے۔ خدا کی تقدیرت کی اس طرح ان کے پہلوں میں کی آگئی۔ انصار نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ

نے ارشاد فرمایا۔ ائمہ آنہ بُشَرٌ را کا اکثر تکمیل پسندیدوں میں دینہ کم کی مغلزارہ قرار دیا
اکثر تکمیل پسندیدوں میں زانی، فائضنا آنہ بُشَرٌ (سلم شریف) کر میں ایک بشر ہوں جب
حصیں کسی دلی سماطلہ میں کوئی حکم دوں تو اسے اپنا لالا کرو اور جب دینوی معاملہ
میں اپنا مخوبہ دوں تو بس میں بشر عی ہوں۔

اس حدیث پاک میں بھی آپ نے واضح طور پر اپنی بشرت کا اعلان
فرمایا ہے۔

☆ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا ائمہ آنہ بُشَرٌ وَ ائمہ تَعْصِيمَنَ
وَ کُلُّ بَعْضِكُمْ أَنْ يُكْرَمُ الْحَقُّ بِحَجَّجهِ مِنْ بَعْضِهِ وَ أَقْصَى لَهُ كُلَّ نَعْوَدِ
مِنْ أَنْتَعَدْ لَمَنْ قَطَّبَ لَهُ مِنْ حَقٍّ أَمْنِيْرُ كَنْيَا مَكَارًا أَعْذَلْ كَلَائِمًا أَقْلَعَ لَهُ
بَلْفَغَةً مِنْ الْأَلْأَرِ (سلم شریف) کر میں بھی بشر اور انسان ہوں۔ اور تم میرے پاس
جھوڑوں کے بیٹھ کرانے آئے تو ہو سکتا ہے کہ تم میں سے ایک شخص دوسرا کے
نیست زیادہ چالاک اور باقوں میں حیز ہو اور میں تو لاکی ہی کی بنیاد پر فیصلہ کروں
گے۔ میں اس طرح اگر کسی کے حق میں میں فیصلہ کر دوں تو وہ جان بوجھ کر اپنے
بھائی کا مال نہ لے لے گا۔ اس کے لیے آگ کا ایک بکھرا ہے۔

☆ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا ائمہ آنہ بُشَرٌ اَزْمَنِيْ
الْبَشَرُ اَنْقَضَ كَعَادَ يَقْبَبُ الْبَشَرُ (سلم شریف) کر میں بھی ایک بشر ہوں
میں بھی کبھی خوش ہوتا ہوں جیسے لوگ خوش ہوتے ہیں اور کبھی ناراض ہوتا ہوں
جیسے دیگر لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی آپ نے اپنی بشرت اور
ناراض بشرت کا ساف اعلان فرمایا ہے۔

☆ جمع الوداع سے والہی پر غدری ختم کے موقع پر آپ نے ایک خطبہ دیا اور
اس میں ارشاد فرمایا اکہ یہا آئیہا النَّاسُ لَيَأْتُمُّ آنَّا بُشَرٌ يَوْمَكُ اَنْ یَأْتُنَّ

رَسُولُ رَّبِّنَا كَأْجِيبٌ لِّغُونَ (سلم شریف) لوگو انور سے سن لوئیں ہی ایک بڑا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ عقرب میرے پاس اللہ کا احمد (فرشتوت) آجائے اور میں اس کے پیغام کو قول کرلوں۔ پھر آپ نے کتاب اللہ اور الٰہ بیت کی فضیلت بیان فرمائی۔ اس حدیث میں ہی آپ نے واضح طور پر اپنی تحریت اور اپنی وفات کا انکھار فرمایا ہے۔

* ایک موقع پر حضرت سیدہ ماکش صدیقہؓ نے ارشاد فرمایا کہاں رَسُولُ الْهُوَ مَلِئُ الْأَذْمَلَهُ وَسَلَّمَ مِنْ الْهَنْدِ (تلہ) کے رسول اشکنیہ جس بڑی میں سے ایک بڑھے۔ آپ اکثر گمراہ کام کا جان میں براہ رحمت نہیں تھے۔

* علاؤ الدین عقاد کی کتابوں میں دعا تھی اُنہیں ہو انسان کو بخوبیہ اللہ یُنَبِّئُنَّ الْأَخْكَامَ کہ نبی ایک انسان ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ تخلیق احکام کے لیے سبوث فرماتا ہے۔

کیا آپ خود بھی تھے؟

بعض لوگ اس بات پر بذازور دیجتے ہیں کہ آپ کو رجھے اور بڑھتے۔ اور اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ایک آیت کا سہارا لیتے ہیں کہذ بجاہ سُکُنٰ مِنْ الْهُوَ نُورٌ وَ سَكَابٌ مُّبِينٌ (سوس ۱۰۶) کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب میں آگئی۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ یہاں (نور اور کتاب میکن وہ حقیقتیں) کا بیان ہے۔ نور سے نرالا آپ ہیں اور کتاب میکن سے مراد قرآن مجید ہے۔ علاؤ الدین نے بیان فرمایا ہے کہ ان کا یہ استدلال درست نہیں ہے۔ «اس طرح کہ نور اور کتاب میکن سے یہاں ایک ہی چیز مراد ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔ اسے اور بھی کتاب میکن سے یہاں ایک ہی چیز مراد ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔ کہا گیا ہے اور کتاب بھی۔ اور اس کا ترتیب یہ ہے کہ آگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے یقینوئی پیدا کر انسان کے ذریعے ڈایت دیتا ہے۔ اگر ایک الگ جنگوں

مراد ہوئیں تو اللہ تعالیٰ "یہ" فرمانے کی بجائے "بھائی" فرماتا۔ یہ میں واحد کی خیر استعمال فرمائیں اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ یچھے ذکر شدہ دو چیزوں میں بلکہ ایک علاحدہ ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔

بالفرض اگر ان کے اختلال کو مان کر یہاں نور سے مراد حضرت نو رسول اللہ ﷺ کی ذات القدس لے لی جائے تو بھی نور کا مجازی حقیقی ہو گا اور کہ چیزیں نور کی تعریف یہ ہے جو خود بھی نور ہو اور دوسری چیزوں اُس کی روشنی کی وجہ سے روشن نظر آئیں۔ جیسے سورج چاہ چماں دوغیرہ کا نور ہوتا ہے۔

تو کیا آپ اس طرح نور ہتے کہ سورج پاک دی طرح مادی روشنی کی کرنیں آپ کے وجود سے کل رہیں؟ ذرا سچے! اس طرح تو اللہ تعالیٰ نے ہمارا قرآن کو بھی نور کا ہے ایمان کو بھی نور فرمایا ہے دین بھی نور ہے۔ تو کیا قرآن مجید حقیقی طور پر نور ہے؟ انہیں میں جگھتا ہے؟ کیا قرآن مجید کا سایہ ٹھیک ہوتا؟ قرآن کے حروف سیاہ ہیں۔ کیا نور کالا ہوتا ہے؟

گرائی قدر سامنے اہل اہل بات یہ ہے کہ قرآن بھی مجازی طور پر نور ہے اور آنحضرت ﷺ بھی مجازی طور پر نور ہیں۔ صرف نور نہیں بلکہ آپ سورج خیر ہیں۔ آپ ذات کے انتبار سے بھر ہیں اور آپ مفت کے انتبار نے نور ہیں۔

آپ کی ایک لمحیٰ دعا، حدیث میں مذکور ہے جس میں آپ نے اپنے ایک ایک خدو کے نور ہونے کی دعا مانگی ہے اللہُمَّ اجعلنِي نُورًا لِّلنَّعْلَامَاء مقتدا ہے کہ آپ ﷺ کی یہ دعا یقیناً قولِ ہولی اور آپ سرپا نور ہیں۔ آپ کا پڑنا ہمارا الحنا بیٹھنا کھانا پینا، ہونا ہاگنا، غریب کر آپ کی ایک ایک حرکت اور اور نور ہی نور ہے مگر کیسا نور؟ کیا سورج جیسا نور؟ کل کے تقویں جیسا نور؟ چہارخ جیسا نور؟ اگر سورج چاند جیسا اسی اور مراد لیا جائے تو ہمارا آپ کے مگر میں چارخ

کیوں جلتا تھا آخوندی رات بھی حضرت عائشہ صدیقہ حرامی ہیں کہ تم نے ادویہ را
خیل لیکر چنانچہ جلایا تھا مدد کی کہب میں آپؐ کے بالوں کی بھی تفصیل ہے کہ
آپؐ کی رخصی سیاہ تھیں آپؐ کی داڑھی مہارک بھی سیاہ تھی۔ آپؐ کی آنکھیں سیاہی
کی وجہ سخت سیاہ اور سنیدھی مگر سنیدھی تھیں۔ بیکی تو آپؐ کا خس نہ تھا۔

رات زخموں سے کرے شوغ اندھروں کا سوال
روشنی لوحِ جہن سے سر نیاں مانگئے
تائیے کیا نور کالا ہوتا ہے؟ اگر آپؐ کی رخصی آپؐ کی داڑھی مہارک نور
ہے تو پھر یہ کمال کھیل ہے؟
گرایی فدر سامن! اصل بات یہ ہے کہ آپؐ ہدایت کا نور تھے۔ جہن
آپؐ کی ذات بشری اور آپؐ کی صفت بشری۔
اللہ تعالیٰ تھیں بجمہ عطا فرمائے۔ آمین

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صرا کر دیا
کس نے قطروں کو ٹلایا اور دریا کر دیا
کس کی محنت نے تیجوں کو کیا درجتم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولی کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے سمجھا کر دیا

۵:- اطاعت مصطفیٰ ﷺ

الْعَنْدَ بِهُوَ كُنْتَ رَسَلَمَ عَلَىٰ يَادِكُ الدُّنْيَا افْطَلْتَ حُضْرَمَا
عَلَىٰ سَبِيلِ الرَّسِيلِ وَ تَحْاتِمَ الْأَكْبَارِ وَ عَلَىٰ أَلِمِ وَ أَفْحَابِهِ الْأَكْبَارِ وَ الدُّنْيَا
مُمَّ حَلَّاصَةً لِلْغَرْبِ الْمُرْتَبَا وَ تَحْرِزَ الْعَلَاقَيْ بَعْدَ الْأَكْبَارِ . أَمَّا بَعْدُ فَلَا يَعْرُوْ
بِالْأَذْوَانِ النَّبِيَّنَ الرَّجِيمَ يَشْعِي الْفَرِيزَخَمِ الرَّاجِيْمَ . فَلَمَّا كُنْتُمْ تَعْبُرُونَ
اللَّهُ كَاتِبُكُمْ بِعِنْدِكُمْ اللَّهُ الْعَلِيُّ (سورة آل عمران) صدق الله العظيم .

گرایی قدر سامن! قرآن و حدیث کے اندر اگر گمراہ سے غور کیا
جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ اللہ جا رک د تعالیٰ نے یہ ساری کائنات
انسان کے لیے سخر فرمادی ہے اور ہر جیسے کوئی خدمت پر لگا دیا ہے۔ اور ہر
انسان کی جنگلیں کا مستخد و حید اللہ تعالیٰ کی مہادت ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَخْلُدُوا (سورۃ ذاریات) کہ ہم نے جن و انسان کو محض اپنی
مہادت کے لیے بیدار فرمایا ہے۔

جا لور بیدا ہوئے تمہری وفا کے داسٹے
چاند سوریا لور ستارے ہیں خیاہ کے داسٹے
کمیتیاں سربزی ہیں تمہری غذا کے داسٹے
سب جہاں تمہرے لیے اور تو ہے خدا کے داسٹے
انسان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے رب کی مہادت کرے اور ہر
لئے اس کی رضاہ و خوشبوی حاصل کرے اور ہر اس قول و فعل سے پہنچ جس سے
اللہ تعالیٰ کی ہماری تکمیل ہوتی ہے۔ کویا اپنے اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا انسان کے
لیے از جو ضروری ہے۔ درست وہ خاکب و خاکسر اور ما سر اور ہے گا۔

گرای قدر سامن! انسان کے پاس تو کوئی لکھی صورت ہو رہی تھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی معلوم کر سکے کہ اللہ تعالیٰ کی حقاً نہ اور کن احوال سے خوش ہے اور کن سے ناراضی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے نبوت و رسالت کا قائم قائم فرمایا، انجیاہ کرام کو سمجھوت فرمایا، ان پر وحی ہازل فرمائی اور لوگوں کو اپنے نکات سے آگاہ فرمایا۔

نبوت کا یہ سلسلہ حضرت آدم طیب السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد رسول اللہ پر اختتام پذیر ہوا۔ واضح ہو کہ سب انجیاہ کا دین ایک ہی قابلۃ النبیان کی زبانی عقیقی ہے۔ آخری خبر حضرت محمد رسول اللہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کو ایک مکمل خابطہ حیات ایک کامل شریعت اور کامل دین مررت فرمایا۔ آپ نے المکت عالم کے لیے ایک ابھی دستور کامل و مکمل صورت میں بخشی زیارتی۔ رفقاء الہی کے حصول کے جتنے طریقے میں ہو سکتے تھے ان سب کے حوصلہ و قواعد بیان فرمادیے۔

بالآخر جزو الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا **اللّٰهُمَّ أَنْتَ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَأَنْتَ لِكُمْ هُدًىكُمْ فَلَا يُغَيِّرُ اللّٰهُمَّ إِنَّمَا يُغَيِّرُ أَنفُسَ النَّاسِ** (سورۃ المائدہ) کہ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پھری کر دی اور تمہارے لیے میں نے دین اسلام کو بخوبی کر لیا۔

خبر طیب الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر لوگوں سے سوال فرمایا **مَنْ لَكُمْ؟** تاؤ کیا میں نے تمہارے سک افس کا دین پہنچا ریا؟ سب لوگوں نے جواباً کہا **لَكُمْ لَهُ لَكُمُ الْرِّحْمَةُ وَأَنْتُمْ أَنْعَصُتُ الْأُمَّةَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُنَذِّرْهُ** کہ بے شک آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ کی امانت ہم سک بنا کم:

کاست پنچا دی، اس مت کی خیر خواہی فرمادی لور را حق سے دیکھ پرے ہٹا کر حق کو
 واضح فرمادیا۔ میر آپ نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر فرمایا اللہمَ اخْهُدْ کِ ابَے اَذْرَ
گواہ ہو جا کر میں نے ان تک حیرے احکامات پنچا دیے۔

اصحہ کامل:

گرامی قدر سماں! علیہ الحلاۃ والسلام نے زندگی کے ہر موز پر
تاریخ را ہماری فرمادی۔ اختیاراتِ حکماں، مسلطات اور اخلاقیات (الائی) مگر
رسے آپ نے ہمیں انجامی مہمول ہاتوں کی بھی تضمیں دے دی۔ کھانے، پینے
سوئے جائے اگئے بیٹھنے، جتنا پہنچے اتا رئے حتیٰ کہ پیشہ کرنے اور تمکے تک
کے آداب بیان فرمائے اور زندگی کا کوئی گرش تھے محیل نہیں مہمدا۔

زندگی کے جس گھٹ میں ہمیں راہنمائی و ہدایت کی ضرورت ہواں گا
مونہ آپ کی سیرت کے اندر موجود ہے۔ دللتِ مدد کے لیے کہ کمرہ کے تاج،
عرب کے لیے شعبِ نیاشم کے قیدی، ہارشا کے لیے سلطانِ عرب و عجم، پرہ
سالار کے لیے بدر و حسن کے پرہ سالار، استاد اور معلم کے لیے صن کے مدرس،
قائم کے لیے مکہ کمرہ کے قائم، یتیم کے لیے مہدِ اللہ کے یتیم، ہنپی و عج کے لیے
 مدینہ منورہ کے منف شہر کے لیے خدیجہ و عائشہ کے مقدس شہر، صاحب اولاد
کے لیے نسبِ ارتقی، امام کثوم اور قاطر کے والدِ حکرم کا اصولہ اور نمونہ موجود ہے۔

گرامی قدر سماں! زندگی میں ہزار ہادیات اور حادیات (توسیع پذیر)
ہوتے ہیں۔ کبھی شادی ہے تو کبھی حسی ہے۔ کبھی محنت ہے تو کبھی بیماری ہے۔ کبھی
سر ہے تو کبھی حضر ہے۔ کبھی بیک ہے تو کبھی اس ہے۔ کبھی بیباش ہے تو کبھی
موت ہے۔ کبھی شادی کی ہارات ہے تو کبھی جہاز کی مزموں پر ہے۔ زندگی کے ہر
موز پر ہر نشیب دفر از میں ہمارے لیے حضرت مسیح جل اشرف کی سیرت طیبہ کا

بہترین نسخہ موجود ہے۔

اگر یہ دنیا انسانی حراجوں ملاجتوں اور استھادوں کے اختلاف کا نام ہے تو یعنی کچھ کہ حضرت پیر رسول اللہ ﷺ کی جامع شخصیت کے سوا اس کا کوئی آخري رائی اور عالمگیر را ہنا نہیں ہو سکتا۔

اطاعتِ مصطفیٰ نورِ قرآن:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار مختلف امداداز میں اطاعتِ مصطفیٰ کا

حکم دیا ہے۔

☆ ایک مقام پر خوبیر طیبِ اصلہ و السلام سے زور دار اعلان کروالیا۔ قلْ إِنْ كُنْتُمْ تَجْهِيزًا لِّهُ لَا يَعْلَمُونَ بِعِينِكُمْ أَلَّا هُوَ الْأَكْرَمُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سے بہت رکھتے ہوئے پری ہجرتی ہو رہی کہ وہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے بہت رکھے گا۔ اس آہت کر رہے ہے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی بہت اطاعت رسول میں خوب ہے اللہ تعالیٰ سے بہت کرنے کا ایک ہی امداداز ہے وہ یہ کہ اس کے محبوب حضرت پیر رسول اللہ ﷺ کے لشکر قدم پر چلا جائے۔

☆ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا تھا کہ ان کلمہ یعنی رسول الہ اشرف علیہ السلام (رسا حزاب) کو تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زرعگی میں بہترین نسخہ ہے۔ تم جو بھی ہو جاں بھی ہو رسول اللہ ﷺ کی پوری پوری اچانع کرو۔

گرایی قدر سامنے ہیں! اگر آپ قرآن مجید میں غور کریں تو ہمارا بار اللہ تعالیٰ کا یہ تکیدی جلد آپ کی نظر میں آئے گا۔ أَعْلَمُهُ أَنَّهُ رَأَيْتُمُوا الْوَكْزَلَ۔ کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کی کہی اطاعت کرو اور حضرت پیر مصطفیٰ ﷺ کی بھی اطاعت کرو۔

☆ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گما ہی کلمہ الرَّسُولُ لَعْلَتُهُ وَغَانِهَا سُكُونٌ عَنْهُ فَأَنْتُهُوا (رسا حزاب) یعنی رسول اللہ ﷺ کی تسبیح جس چیز کا حکم دیں اسے بلا

چوں چوں التحول کرلو اور جس سے تمہیں سچ فرمادیں اس سے بلا جیل و بجت رک جاؤ۔

☆ بہکد ایک مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کرائی اطاعت قراردیا اور فرمایا وہ من تعلیمِ الرَّسُولَ لَكُمْ أَنْتُمْ عَلَيْهِ (سرہ حمادہ) کہ جس نے اطاعت مصلحت ﷺ کو اپنا یا کریا اس نے اطاعت خدا کا حق ادا کر لیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم سے ذہریکث قابل ثبیح ہوتا ہے بوساطہ رسول لپئے احکامات ہم کے بیٹھتا ہے، اس لیے اس کی اطاعت کا ذریحہ بھی رسول ﷺ کی اطاعت

۴۷

☆ ایک مقام پر تو اعلان فرمایا کہ اطاعت مصلحت ﷺ سے روگردان کرنے والا دارکرہ ایمان سے بھی خارج ہے۔ آپؐ کے سورہ میں ایک بیہودی اور ایک رسی مسلمان (منافق) کا کسی سلطان میں بخواہ ہو گیا۔ وہ رہنوس کافی بحث و سماذ کے بعد اس بات پر رضا صندھو کر کے اس کا فیصلہ حضرت مولیٰ مصطفیٰ سے کرتے ہیں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

بیہودی پھر کسے اس سلطان میں پچاہا تھا آپؐ نے رہنوس کے بیانات دیکھ کر اس کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ منافق کو یہ بات بڑی شانگزیری اور وہ باہر نکل کر کہنے لگا کہ ایک دفعہ حضرت مولیٰ مصطفیٰ سے بھی اس کا فیصلہ کروالیجئے ہیں۔ مقصود اس کا یہ تھا کہ شانچہ « جلال میں آ کر کلہ گو ہونے کی وجہ سے میری رعایت فرمادیں۔

بیہودی اس پر بھی راشی ہو گیا اور رہنوس سیدنا عمر بن خلابؓ کی خدمت میں بھی گئے اور آپؐ کے سامنے ساری صورت حال رکھو گئی۔ دریں اٹھاہ بیہودی نے یہ بات بھی بیان کر دی کہ قل ازیں اس کا فیصلہ آپؐ کے تغیری حضرت مولیٰ

سخنگشائی بھی سر برے ہوئی میں فرمائے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ صافی سے اس بات کی تصدیق کردا کہ فوراً اگر کے اندر تشریف لے گئے اور اپنی آرولی کوارٹر تک پہنچ لائے اور صافی کا سرتوں سے جا کر دیا اور فرمایا فیکھدا آنفی علیٰ نئی نئی بڑھنی پکھلا افسوس زمزیلہ کہ جس کے دل و دماغ میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نیطے کا احراام نہیں اس کے لئے سماں بھی قبضہ ہے۔

بعدازاں اس صافی کے رشتہ داروں نے خوبیر ﷺ کی خدمت میں حضرت عزیزؓ کے خلاف قتل کا دہنی رہا کر دیا۔ کہ حضرت عزیزؓ نے بھل میں آکر ایک مسلمان کو ہاتھ قتل کر دیا ہے۔

آپؐ یہ بھیب و فریب و اقصی کر سکتے میں آگئے فرا حضرت مرثیہ بلوایا اور ان سے جواب دہنی طلب فرمایا کہ ایک مسلمان شخص کو آپؐ نے خواہد کھوں قتل کیا ہے؟ حضرت عزیزؓ بھی جواب دیا ہے چاہے قتیل کو موتی ہی ہے یا کہ جرماں کیا ہے؟ اسی لمحہ حاضر ہو گئے۔ کلاؤ رَزَّيْكَ لَا تُؤْمِنُوْكَ بَخْشِي
تَعْجِيزُكَ إِنِّي مَلَكُ الْجَنَّةِ تَسْهِيمُكَ لَمَّا لَا يَجِدُوا إِنِّي أَنْقِيْمُكَ سَعْيَ جَاهِيْمَ
لَهْيَتْ أَتَتْلِمُزُكَ أَتَلْبِيْمَا (سیدنا ابراهیم) کہ سبھے بھیب ﷺ اپنے رب کی حرم ہے کہ یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے بھروسوں میں آپؐ کو بیصل اور حرم نہ مان لیں ہم آپؐ کے نیطے کے ہارے میں اپنے ہوں میں کسی حرم کی عجیب محسوسی نہ کریں اور اسے دل و جان سے حلیم کر لیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا ہے کہ آپؐ کے کسی بھی نیطے پر حرم سے سرتباں کرنے والا اور اس کو دل و جان سے حلیم نہ کرنا خواہ گز نہ ممکن ہو سکتا۔

* * * ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے بھی حقیقت اس ادعا میں بجان فرمائی

ہے۔ وَمَا كَانَ لِلّٰٰٰ مِنْ وَلَّا مُرْسَلٌ بِذٰلِكُنِي اهْوَرَ رَسُولُهُ نَسْرًا أَنْ يَعْكُزُنَ لَهُمْ
الْعِزَّةَ وَلَمْ يَنْتَهِ دِينُهُمْ (سرہ احزاب) کہ کسی موسیٰ موسیٰ اور کسی موسیٰ اورت کے لئے
ہرگز یہ بات مناسب نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی کام /
فیعلٰ فرمادیں تو ہمروہ لپٹنے سhalb میں کسی حرم کا اعتیار رکھیں۔

ہمایوں کہ آپ نے اپنے آزاد کردہ علام سیدنا زید بن حارثہ کے لئے
امی پھوپھی زاد بچن سیدہ نسبت بنت جعیش کا احتساب فرمایا اور پیغام لکھ بھیجا۔
چونکہ سیدہ نسبت کی خاطر انی حیثیت حضرت زینؑ کے مقابلے میں انجائی ہندی تھی اس
لئے انہوں نے اور ان کے بھائی حضرت مجدد بن جعیش نے اس پیغام کو قبول
کرنے میں بھی دیجیش سے کام لایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات ہاڑل فرمائی کہ ان کو
حربہ فرمادی کہ کسی بھی ایجاد ادارے کے لئے اطاعت خدا اور اطاعت ﷺ کے
بخیر کوئی چاہئے نہیں ہے۔ اگر ایمان ہوئی ہے تو ہم رہنا اعتیاز اپنی مرثی اپنی اناخ
کرنا ہوگی۔

کراچی قدر سامنے! اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن مجید میں اطاعت
ﷺ کا ہمیں حرم دیا ہے اسی طرح آپؐ کی ہاڑل سے بھی خفت اور ایسا
ہے۔ اسی آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا وَمَنْ يَعْصِي اهْوَرَ رَسُولَهُ فَقَدْ خَلَّ
كَلَأْنَأْ مُهِمَّا (سرہ احزاب) کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہاڑل
کرنا ہے تو وہ کمال گرفتاری اور عذالت کا ٹھار ہے۔ لیکن اس کے گواہ ہونے میں کسی
حرم کا ابہام اور ٹکنگ نہیں ہے۔

☆ ایک اور حکام پر ارشاد فرمایا وَمَنْ يَعْصِي اهْوَرَ رَسُولَهُ فَلَأَنَّ لَهُ نَار
بِهِنْمَ تَحَالِيلَتَهَا أَهْمَانَ (سرہ جن) کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ
کی ہاڑل کرنا ہے اسکے لئے جنم کی آگ ہے جس میں وہ بیدار بیٹھ کے لئے

رہے گا۔

☆ پیغمبر ﷺ نے حج کے موقع پر جب مومنوں سے بیعت ل تو بھکم خداوندی ان کے سامنے چھڑا کلارکیں کہ اگر ان چھڑا کلار کا راستہ پر کار بند ہونے کا وعہ کرنی ہو تو بیعت تحمل ہے۔ ان شرائیں میں سے ایک شرط یہ ہی تھی کہ کلا پھٹک لئی مغز زپ (سمہ سحر) کہ کسی معاملہ میں بھی آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ اور امامت مصطفیٰ کا حق قادہ اپنے گے سے شاہاریں گی۔

اطاعت مصطفیٰ ﷺ اور حدیث:

اماریت شریف میں بھی مختلف انداز میں امامت مصطفیٰ ﷺ کا حکم دیا

گاہے۔

☆ آپ نے ارشاد فرمایا لا ۴۰ میں تَعْدِیْكُمْ حَتّیْ تَكُونُوْنَ هَوَاءً تَبَعَّلُوْنَا چشت یہ کرم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکا جب تک اس کی جمل خواہشات اور جذبات سیرے لائے ہوئے دین کے نتائج نہ ہو جائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ خواہش کا تعقل دل سے ہوتا ہے لیکن دل میں جب تک امامت مصطفیٰ ﷺ کا ہما جذبہ نہ ہو، خواہشات کی باگ اور دین مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں نہ ہو اس وقت ایمان کا لال نہیں ہو سکا۔

☆ ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا ۶۰۳ حنزہ الخیث بحکم الظروز حنزہ الہنی ہنی تھئی علی اللہ علیہ الرحمۃ الرحمیۃ و مُخَرَّ الْأَمْرِ مُعَذَّکَہ (حضرت) کے بہترین بیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین حکومت اور بیرت حضرت مصطفیٰ ﷺ کی بیرت ہے اور برے ہیں وہ کام جو یے مجھے گھرے جائیں۔ اس حدیث میں آپ نے اپنا ہدی اور بیرت کا بدعت سے تقابل کر کے یہ واضح فرمادیا ہے کہ آپ کی سنت بیرت کے خلاف جو کچھ بھی ہو گا وہ بدعت اور گراہی ہو گا۔

☆ جو الوداع کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا تو سُكْتُ بِنَكْتُمُ الْمُغْرِبِينَ کا
انْ تَسْكُنْتُمْ بِهَا لَنْ تَبْلُوَ أَعْيُّنِي سِخَابُ الظُّرُورَ مُشَدُّدَتِيهِمْ کر لوگواں
تھارے درخان دوچیزیں پھوڑ کر جا رہا ہوں اگر ان کو مخصوصی سے قبے رکھو
کے تو بھی گراہت ہو گے۔ (۱) اللہ کی کتاب قرآن مجید (۲) اسکے نبی گی ہے۔

☆ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا عَلَيْكُمْ إِيمَانٌ وَ مُشَدُّدَةُ الْعُلَفَاءِ
الرَّأْيِيْنَ الْمُهَمَّيْنَ تَسْكُنْتُمْ بِهَا لَوْ غَطَّوا عَلَيْهَا بِالْوَاقِعِ (حدائق)
تھارے اور لازم ہے کہ تم بھری اور یہ رخفاہ راشدیں خوکر ہائیت یا خدا ہیں
کی ہست کو مخصوص طبقہ اور اپنی داڑھوں سے حکم طور پر اس کو قابو رکھو۔

☆ ایک موقع پر ارشاد فرمایا مَنْ أَنْهَا مُسْتِقْنَى بِعَذَابِ كَثَابِ مُمْبَعِنِ كَلَّا
آتَيْتُ مَا تَحْتَ ذِهْنِكُو (سخرا) کہ کسی زائل شدہ اور میں ہوئی ہست کو اگر کوئی زندہ کرنا
ہے تو اسے روشنیدوں کے ہمراہ احمد و اب طے گا۔

☆ ایک رفعہ چند سماپ کرام نے بعض ازواج مطررات سے آنحضرت ﷺ
کی رات کی عبادات کے معمولات پوچھتے تاکہ تم بھی آپ کی بھروسی کر کے زیادہ
ہے زیادہ عبادات کریں۔ ازواج مطررات نے جب رات کے معمولات تائے تو
انہوں نے آپ کی عبادات کو کم سمجھا کہ تھم تفالوں کا پھر خودی اس کا جواب دل
میں ہو چاکر آپ تو خدا کے تبلیغ ہیں اور مخصوص ہیں ان سے ہماری کیا نسبت؟ اس
لیے تیک تو ان سے اگر زیادہ عبادات کرنے چاہیے۔

بہر ایک کہنے لگا آئا آنا فَأَنْتَيَ الْقَلَّ أَهْدَى كہ میں بھو کے لے
سامنی رات عبادات کروں گا جیسی رات کی خیزد کو عبادات کے لے قربان کروں گا۔
دوسرے بھلا و آتا أَصْوَمُ اللَّعْزَ أَهْدَى وَ لَا أَفْطَرُ کہ میں بھو کے لے روزانہ روزہ
رکھا کروں گا کبھی نافذ کروں گا۔ تیسرا کہنے لگا آنا فَأَنْتَيَ الْبَسَاطَةَ لَكَ الْكَرْفَاج

انداز کرنے میں بیخ دھوکوں سے بیچھے کی اختیار کروں گا اور بھی شادی نہ کروں گا جیسی
ال و عمال کی لفڑ سے آزاد ہو کر بکھری سے دن رات ہمارت میں مشغول رہوں
گا۔

جب تذکرہ کو ان کی ہات پتہ چلا تو آپ نے ان تجھوں کو بلوالیا اور
خت صحیہ فرمائی اور ناگواری کا انکھار فرمایا اور ارشاد فرمایا تو اخلاقی لائھے کا حکم بھو
وَقَدْ أَنْهَاكُمْ لِنَكْيَتِنَّ أَمْوَأْمَ وَالْوَطْرُ وَأَعْيَنَ وَأَزْكَلْ وَأَزْرُقْ وَالْبَشَاءَ بِحَمَّةِ اللَّهِ
کی حمّہ ہے کہ میں تم سب سے زیادہ خدا سے ذرخدا ہوں تم سب سے زیادہ تقری
اختیار کرنے والا ہوں جیکن میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں اور ناخ بھی کرتا ہوں۔ رات کو
نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور میں نے شادیاں بھی کر رکھی ہیں۔
بھرا شاد فرمایا فتنہ ریبٹ کعن مُسْتَقْنَقْ فَقْتَسْ مِنْہِنْ جو میری ختنے سے ہٹ گیا
اس کا رشتہ مجھے کٹ گیا۔

گرایی قدر سامنگی ان غور فرمائیں ان صحابہ کرام کے دلوں میں کتنا خلوص
اور تقری تھا، ہمارت الہی کا کتنا سچا چذبہ تھا، مگر آپ نے تصریح فرمادی کہ جو
الاطمیعہ مسئلہ سے ہٹ گیا اس کا سب سے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ علاوہ
ازیں آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اگر دل میں بھی
محبت رسول نہیں ہے تو وہ شخص دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

میلو محبت:

آپ نے محبت کا معیار بھی بیان فرمادیا اور ارشاد فرمایا منْ أَحَبَّنَنَّ لَفَدْ
اکلاغنی ہے سب سے ساتھ محبت ہو گی وہ میری اطاعت کرے گا۔ اور جو اطاعت
مسئلہ سے روگروانی کرے گا اس کے دوستی محبت کی کوئی حیثیت نہیں ہے وہ
برابر جھوٹا اور فریب خود ہے۔ ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

الْخَصِّ الرَّحْمَنُ زَوْلَ زَوْلَ تَنْهِيَهُ مَجَّا . هَذَا لَعْنَرْغِي بْلَى الْقِيَاسِ كَلْبِنْجَعْ
لَوْكَتَ بِنْ حَمْ صَابِلَا لَأَطْنَهْ . فَيَانَ الْمُحِبَّ بِنْ تَجَبَ مَبِيَعْ
كِيَا توْ رَسُولَ الْمُحَمَّدَ كِيْ تَفْرِمَانِ بَجِيْ كَرَنَا هَے اور آپ گی محبت کا دم گی
بُرَنَا هَے مجھے میری زندگی کی حرم یہ راسِ انہوں اور بیک بات ہے۔
اگر تو آپ گی محبت میں ہمچا ہونا تو یقیناً آپ گی اطاعت کرنا کیونکہ محبت تو
بہر حال محبوب کا مطلع اور فرمائیا ہوتا ہے اور اس کے اشارہ امہد پر مرثیے کے
لیے تیار ہوتا ہے۔

اطاعتِ مصطفیٰ نَبِيْ كَهْ لازواں فَمُونَهْ :

گرای قدر سامنِ اصحابِ کرام چونکہ آپ کے پچھے محبت تھے اس لیے
انہوں نے یہ حقیقت ابھی طرح بیجوہ کر آپ گی اطاعت و اباجع کو اپنی زندگی گا
اوڑھانا پچھوٹانا لایا تھا اور ہمارے لیے امامیٰ مصطفیٰ نَبِيْ کے بے مثال اور
لازواں فسونے قائم کر دیے۔

☆ خیر علیہ الحلوة والسلام ایک دفعہ حدید خودہ کے قرب و جوار میں
تحریف لے گئے، آپ نے ایک ٹان قبری شدہ بیگر دیکھا اور صاحبہ سے پوچھا کہ یہ
کس کا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فلاں انصاری کا ہے۔ یہ سن کر آپ نے سکوت
فرما۔

گئی طوں کے بعد وہی انصاری صاحبی خدمتِ القدس میں حاضر ہوئے تو
آپ نے پہلے جیسا لغات دفرِ ملادہ خت پر بیان ہوئے کہ پچھلی محنت نے
کہوں احراف فرمائے ہیں۔ دیگر صاحبِ کرام سے اس بارہ میں پوچھا تو انہوں نے
تایا کہ ہمیں دانتا مسلم ہے کہ اگلے دن تمہارا بیگر دیکھ کر یہ پوچھا تھا کہ یہ کس کا ہے
وہم نے تحریک تایا تو بجاۓ اکھما رسروت کے خاصویٰ اختیار فرمائی۔

انصاری صحابی یہ بات سن کر حقیقت تجھے فرا اٹھے اور کوہل لکھر
اپنے خواصورت بندگ کو زمین بوس کر دیا کہ جو بندگ اور مکان میرے اور میرے
محبوب کے درمیان دوری کا باعث بنے میں اس کو برداشت نہیں کر سکا۔ میر کی
ذوق کے بعد آپ کا اس طرف سے دوبارہ گزر جو اتو آپ نے دیکھا کہ اب ”
بندگ موجود نہیں ہے۔ آپ نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا کہ وہ خواصورت بندگ
کہاں گیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی بے اتفاقی لور اور ارض کی وجہ سے اس
انصاری نے وہ تو ز پھر ز دیا۔ آپ کے چہرہ انور پر صرفت کے آثار نمایاں ہوئے
اور ارشاد فرمایا کہ ہر قیمت آدمی پر دہال ہے سوائے اسکے جو ضرورت ہو رہی مجبوری کی۔

جس سے ہو۔

گرامی قادر سماں! غور فرمائیں آپ نے اس کو بندگ کرنے کا واضح حکم
نہیں دیا تھا صرف ہاگماری کا اثر رخ انور پر ظاہر ہوا تھا۔ اس خفیہ اشارہ پر بھی
اس صحابی نے کس طرح اطاعت میں مصلحت مکمل کا حق ادا کر دیا۔

* * * ایک دفعہ حضرت مذیفہ بن یحیاں ایک دفعہ لے کر سرٹی (شہزادہ) کی
دہوت پر اس کے ساتھ نماکرات کرنے تحریف لے گئے۔ سرٹی نے انہیں
مرحوب کرنے کے لئے ایک پر ٹکٹک دہوت کا اہتمام بھی کیا۔ اس دہوت میں
ایمان کے تمام وزراء اور امراء موجود تھے ان سب کی نظریں مسلمانوں کے سینیوں
حضرت مذیفہ پر بھی ہوئی تھیں اور وہ ان کی سادگی لور و قار پر حیران ہو رہے تھے۔
خداؤ کی تقدیرت کر کھانا کھاتے کھاتے حضرت مذیفہ کے ہاتھ سے کھانے کا کوکو
حضرت مذیفہ کے ہاتھ سے کافر میں یاد آ گیا کہ اگر لوگوں کی یہی گرفتاری ہے تو
اسے اخفا کر صاف کر کے کھایا ہا یے۔ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے رزق کے کس
 حصہ میں برکت رکھی ہے۔

چنانچہ حضرت مذید اٹھے اور گئے ہوئے لئے کو اخلياً پھر اس کو جہاز اور کانے لگے آپ کے پاس بیٹھے آپ کے ایک ساتھي نے آپ کو کہنی ماری کر یہ کیا حرکت کر رہے ہو؟ تمہیں پڑنے نہیں کہاں بیٹھنے ہو۔ یہ دنیا کی متدن اور مہذب ترین سلطنت کے باڈشاہ کسری کا دربار ہے۔ لوگ آپ کے ہارے میں کیا ہڑ لس گے آپ گولالی اور فیر مہذب سمجھیں گے۔

حضرت مذید اٹھی فیرت وحیت اور اطاعت مصلحت کا سچا جذبہ دکھنے نہ رہا آواز بلند فرمایا۔ اللہ کو شُجَّعْتُ عَنِّيْرَتْ بِهِلَّاؤْ الْعَمَّالِوْ کہ کیا میں ان بے دوقون کی وجہ سے اپنے محوب سلطنت کی سوت اور طریقہ چھوڑ دوں؟ لقرگ جائے تو اپا کر جہاڑ کر کھالیتا ہیرے نی سلطنت کی سوت اور طریقہ ہے۔ یہ ہیرے ہارے میں کچھ بھی سوچنیں میں اطاعت مصلحت سلطنت کا دام نہیں چھوڑ سکتا۔

☆ ایک دفعہ تغیر طبلہ اصلۃ والسلام نے دوران خطاب کی شخص سے فرمایا "انجلیش" بیٹھ جاؤ اسی لئے حضرت سیدنا عبداللطیف مسعود صبر کے دروازے سے داخل ہو رہے تھے ایک قدم امداد تھا اور ایک باہر۔ جب اسکے کاؤں میں یہ آواز پڑی تو وہیں بیٹھ گئے۔ کافی دری بعد آپ نے دیکھا اور یہ چھا کر مہدا ظاہراً تم دہاں جو تجویں والی ہجگہ پر کوئی بیٹھے ہے؟ جو اما عرض کیا کہ آپ کی آواز ہیرے کا ان میں پڑی تھی "انجلیش" اس لئے میں فوراً اسی ہجگہ بیٹھ گیا۔ تاکہ اطاعت مصلحت سلطنت کی درستگئے۔ آپ نے فرمایا اللہ کے بندرے ہا میں نے کسی اور کو حکم دیا تھا جسے تو نہیں کہا تھا۔

☆ سو مل سالہ مدینیہ کے سوق پر سیدنا حضرت مہمان ہو آپ نے شرکیں کے ساتھ مذاکرات کے لئے کوئی کمرہ روانہ فرمایا۔ آپ نے وہاں آپنے بھائی کے پاس قیام کیا۔ جب خاکرات کے لئے جانے لگے تو آپ کا تہذیب سوت کے مطابق

خوش سے اور بھا۔ اگے بھائی نے یہ حالت دیکھ کر مشورہ دیا کہ عرب لوگ تہذیب
نئے لانے والے کو معزز سمجھتے ہیں آپ بھی تہذیب نہ کر لیں ورنہ وہ لوگ آپ پر
عزم اور بخت کی تلاوہ سے نہ رکھیں گے۔ اور مذاق ازاں میں گے۔

حضرت مُحَمَّدؐ نے اطاعت مسْلِیْمَ کے جذبے سے مر شارہ کر دی
میں جواب دیا کہ میں ایسا ہر گرفتار کر سکا کیونکہ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الَّذِي
عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَالْكَلَمُ۔ میرے محظوظ کے تہذیب ہامہ میں کا طریقہ بھی ہے۔ فدا کرات
کا ہمایاب ہوں یا ناکام۔ میری عزمت بنے یاد بنتے ہجے اس کی پرواداں نہیں ہے میں تو
اطاعت مسْلِیْمَ سے مر سو بھی انحراف نہیں کر سکا۔

گرائی قدر سامنے! میں نے صرف چند واقعات ذکر کیے جیس ورش
تاریخ اسلامی میں اطاعت مسْلِیْمَ کے ایسے بیکھڑوں بے مثال اور لا زوال
نہونے موجود ہیں۔

بدعت سے اجتناب:

گرائی قدر سامنے! اطاعت مسْلِیْمَ کا بھی حق اسی وقت ادا ہو سکا
ہے کہ جب ہم بدعتات سے مکمل احتساب کریں۔ آپ کو معلوم ہوتا چاہیے کہ
بدعت سنت کی خوبی ہے لیکن آپ سنت کے خلاف جو کچھ بھی ہو گا وہ بدعت کے
ذرے میں آئے گا۔ علماء کرام سے تابے کہ جب بھی کوئی بدعت جانی کی جائی
ہے اس کی جگہ اللہ تعالیٰ ایک سنت اٹھا لیتے ہیں اور بدھتی بدعت کا ارتکاب کر کے
ایک سنت سے بھی عفرم ہو کر اطاعت مسْلِیْمَ کے دائرے سے باہر لکھ جانا
ہے۔ اس لئے احادیث شریفہ میں بدعت اور بدھتی کی شدید نہست بیان کی گئی
ہے۔

* حضرت حدیث سے روایت ہے کَلَّا رَسُولُ الْفَوْقَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَمَ لَا يَقْبِلُ اللَّهُ لِصَاحِبِ بَدْعَةٍ صَرُومًا وَلَا حَلْوَةً وَلَا سَخْنَةً
وَلَا جَهَادًا وَلَا حَرَفًا وَلَا عَلَالًا بَخْرَجَ مِنَ الْإِسْلَامَ تَحْمَلُهُ تَعْرِضُ الشَّغْرَةَ
مِنَ الْعَجَيْبِ (اَنْ هُوَ) كَأَسْبَابِهِ نَهَى اِرْشَادَ فِرْمَاءِ كَذِيفَتِي كَانَ
رَوْزَهُ تَحْوِلُ كَرَّتَهُ بَهْ نَلَازَهُ نَهْ صَدَقَ تَوْلَ كَرَّتَهُ بَهْ اُورَنَجَ، نَهْ عَرَهَ نَهْ جَهَادَ اُورَنَتَهُ كَوْلَي
فَرْضِي مَهَارَتَ تَحْوِلُ كَرَّتَهُ بَهْ اُورَنَجَيِي مَهَارَتَهُ بَهْ مَهَارَتَهُ اِيَّيَهُ خَارِجَهُ
جَاهَتَهُ بَهْ جَهَيِي بَهْ جَهَيِي اَنْ لَيَهُ بَهْ اَنْ لَيَهُ بَهْ اَنْ لَيَهُ بَهْ اَنْ لَيَهُ بَهْ

☆ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **الْعَيْنَةُ**
عَزَّمَ عَائِنَنْ عَيْنَرَ إِلَى قَوْزِ لَكَنْ أَخْدَثَ بِنَهَا عَنَّدَأَلْ أَوَيْ مَعْيَنَهُ فَعَلَيْهِ
لَكَنَّهُ الْهَرَقُ الْمَلَكُ الْكَلَوْرُ الْعَلَيْنِ أَجْعَيْنَ لَا يَقْتَلُ بِهِ صَرْفٌ وَلَا يَعْذَلُ (مختصر)
کہ دینے میزدہ تمام گھر سے ٹکر چاہم تو ریک ہر ہم ہے جس نے اس میں کوئی بدعت
انہار کی یا کسی بیگنی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی
لخت ہو۔ نہ اس کی فرضی مهارت تحویل کی جائے گی اور نہ علیؑ مهارت۔

☆ حضرت اُس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا۔ **الْحَسَبُ التَّوْهِيَهُ عَنْ كَلِّ صَاجِبٍ بَدْعَهِ** (بیہقی) کہ اللہ تعالیٰ
نے ہر بیگنی پر قوبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسے قوبہ کی وجہ کیسے ہو
سکتی ہے جبکہ وہ بدعت کو کاررواب سمجھ کر کرتا ہے۔

☆ ایک محدثؓ آپؓ نے ارشاد فرمایا۔ **أَقْرَبَتِ الْحَسَبُ** (مختصر) کہ جس نے کسی بیگنی کی تعمیر کی تو اس نے اسلام کو
سمدم کرنے میں اس کی حدودی۔

☆ حضرت اُس بن میان کرتے ہیں کہ آپؓ نے بدهیوں کے متعلق اس حدیک
تهدید فرمائی کہ **لَا تَعْجَلِ السُّزْفَمْ وَلَا تُثَارِ بُوْهُمْ وَلَا تُوَكِلُوهُمْ وَلَا تَتَّهَـ**

یک مخوہم کر اگے ساتھ نہ بخواہ، نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ بخوہ، اور نہ ان کے ساتھ
شیری بیاہ کرو۔ بلکہ ایک روایت میں یہاں تک فرمایا لا تُخْلِرَا عَلَيْهِمْ
ازْأَخْفِلُ أَعْتَهُمْ نَا لَا جازِدٌ پڑھو اور نہ اگے ساتھ مول کرنا ز پڑھو۔

ای طرح حدیث میں آتا ہے کہ بچوں کو قیامت والے دن حوض کوڑ
کے دھکار دیا جائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں حوض کوڑ پر کھڑا اہم است کو
بام کھڑ پڑا رہا ہوں گا کہ کچھ لوگ میری طرف آنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے
لئے میرے درمیان پردہ حائل کر دے گا۔ اور اکارخ سوڑ کر حوض کوڑ سے انہیں
عزم فراہمے گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے کہوں گا یا اللہ اے (میرے ساتھی اور میرے
ان تھے کہاں پڑے گئے؟ کہوں عزدم کر دیے گئے؟ اللہ تعالیٰ جواب فرمائیں گے
لیکن لاکن تینی تبا آخندہ نُوا بَعْدَكَ میرے خبرنا آپ تھیں جانتے کہ آپ
کے بھوپالیوں نے دن کے اندر کام کی ابتداعات جاری کر لی تھیں۔

پھر شانعِ محشر ساتی کو نہ مل سکی اور فتح کے عالم میں
زماں کے سخاں تھاں میں غیر معمولی وہی لخت بور دوڑی ہواں کے
لئے جس نے میرے بعد میرے دین کو بدل دیا۔ اس طرح وہ لوگ بدعاں کے
ملٹاں کی وجہ سے خوف کا اثر دھکار دیے چاہیں گے۔

گرای قدر سامن! آپ حیران ہو گئے کہ جگتی پر اتنی سخت دھمکیں
بکھل آئیں؟ اس پر اٹھ تھاں اور رسول اللہ ﷺ کا اتنا خسر کیوں ہے؟ مغلی طور
پر اٹھ جا دیں و جہات بکھا آئیں۔

(۱) قانون ٹانا اور حدود مقرر کرنا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کی یہ جیشیت نہیں کہ وہ قانون کی کوئی ایک نئی رفعہ ی تراش لے۔ بدھی بولتے کہ اس کتاب کے گویا اللہ تعالیٰ کا یہ منصب چھیننا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی دوچھ

میں خداوی کا دو بیدار ہے۔

۲) اسی طرح بدھتی جب کوئی نما کام نکالتا ہے جس کا دین میں حکم نہیں دیا گی تو گویا وہ اپنے لیے منصب رسالت کے اختیار کا تصور رکھتا ہے اور اس طرح،
جتنا خلیل رسول کا بھی سر جگب ہوتا ہے۔

۳) بدھتی بدھات کا اجراء کر کے گویا اس بات کا مدھی ہے کہ محاوا اللہ نبی علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے احکام اُنیٰ پہنچانے میں خیانت سے کام لیا ہے۔ کچھ باقی
آپ نے پھیوزدی تھیں جن کی محکمل اب میں کر رہا ہوں۔

۴) اسی طرح گویا وہ یہ بھی دوستی کرتا ہے کہ محاوا اللہ آپ کا علم ہقص فہ
آپ کو اس نگلی اور کار خیر کا علم نہ تھا اور مجھے علم ہو گیا ہے گویا وہ چیزات رسول کا
مدھی ہوتا ہے۔

اجتناب بدھت اور صحابہ کرام:

☆ ایک شخص نے میرے کے دن نماز عید سے قبل نوافل پڑھتے کا ارادہ کیا تو
حضرت علیؓ نے اسے سخا فرمایا۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ آپ مجھے ایک نگلی
کرنے سے مت کر رہے ہیں؟ میرے خیال میں اس نگلی کے کرنے میں کوئی
قباحت نہیں ہے یقیناً اللہ تعالیٰ مجھے اس پر پکڑنا کرے گا۔

حضرت علیؓ نے اسے قصیر کا «سر از خ دکھاتے ہوئے جو بہار شاہزادیا
کر یقیناً اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت رسول کی وجہ سے سزا دے گا۔ کوئی نہیں نوافل نہ آپ
نے خود پڑھے اور نہ ان کی ترفیب دی۔ اس لیے تمرا یہ نوافل پڑھا ضلیل مبت اور
حرام ہے۔

☆ اسی طرح ایک بوقت پر حضرت سید بن الحسین نے عمری نماز کے بعد
نوافل پڑھنے والے کو روکا۔ تو وہ حیران ہو کر کہنے لگا۔ أَعْلَمُ بِنِي أَنَّهُ عَلَى الصَّلَاةِ

کی اللہ تعالیٰ مجھے نماز کی وجہ سے عذاب دے گا؟ آپ نے برجستہ جواب دیا "لا"۔
ولیکن یعنیہ کہ یہ خلاف الشیعہ کر نماز پڑھنے پر تو سرانہ دے گا صحن وغیرہ
نیشن کی سنت کی فحالت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔

☆ ایک شخص نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عزیز کے پہلو میں کفرے ہو کر
جینک ماری اور کہا "الحمد لله رب العالمین" علی رسول اللہ آپ نے فوراً رشاد
زیما آتا کہ قول الحمد لله رب العالمین علی رسول اللہ و آئس فیکن حملت رشتن
الحمد لله علیہ و سلمت علیک اُن تقریل الحمد لله علی ٹھیل حالی (محظوظ) کر
میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ علیکم السلام بھیجیں کا قائل ہوں
لیکن آپ نے ہمیں اس طرح تعلیم دیں تاکہ یہ تعلیم دلی ہے کہ ہم برحال میں
حمد کیں۔

☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود نے ایک موقع پر بعض لوگوں کا صرف اس
لئے مسجد سے نکال دیا کہ وہ آواز بلند لا الہ الا اللہ اور خود شریف پڑھ رہے تھے
اور فرمایا کہ مَا زَأْكُمْ رَأْلَمْ تَدْعِيَعِينَ کر میں حسین ہمیں خیال کرتا ہوں۔

☆ اسی طرح ایک دفعہ آپؐ کو اطلاع میں کی قرار سمجھ کے نمازی نماز کے
بعد صحیح و عجیب و جلیل سکریج میں بلند آواز سے پڑھنے لیں۔ چنانچہ آپؐ خود وہاں
تشریف لے گئے اور انکو حاطب ہو کر فرمایا میں عزیزین لفظ عزیزین و میں لام
عزیزین لکھا عزیز افون من منقوصو کہ جو بھوکو جاتا ہے سو جاتا ہے جو نہیں جاتا
وہ جان لے کر میں عبداللہ بن مسعود صحابی رسول ہوں۔ اور پھر فرمایا تجب ہے
تمہارے اور تم کوئی جلدی ہلاکت میں پڑے گئے ہو۔ ابھی تک تو کثرت صحابہ کرام
تمہارے اندر موجود ہیں اور ابھی تک (آنحضرت علیہ السلام) کے کپڑے بھی پرا نہیں
ہوئے ابھی تک (آپؐ کے برتن) بھی نہیں ٹوٹے اور تم نے بدعت نور گمراہی کا

در روازہ کوں لیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم فرمیں اور ان کے صحابہ کرام سے زیارت ہدایت پر ہو؟

بھروسے نے ارشاد فرمایا اللہ جستم بیندھن عظیم اولقد لعلتم انتمن
سَعَدَ بِعِلْمٍ تَمَّ نَعْلَمُ أَيْمَنَهُ بِعِلْمٍ أَنْتَ مَنْ
صحابہ کرام پر علم دہانی میں فضیلت حاصل کر پکے ہو؟ (نکاح معاشر)

گرائی قدر سامنگن! غور فرمائیں! سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کئے
مہدک لذات ہیں۔ سچے اجر و ثواب کا سرجب ہیں؟ مگر جب ان لوگوں نے ایک
محضوں پرست اور صورت بنا لی اور آواز بلخی (رسول اللہ سیدنا محمد اللہ بن
مسعود نے اسے "گرعاں" - "بدعت یاہ" اور بدعت ملکی" سے تبریر فرمایا۔

اس لئے یہ بات سمجھ لیں کہ ملک اکٹھی خوش لامکھیں نہ ہو جب تک اس
کا نبوت ملکیتی اور آپ کے صحابہ سے نہیں ملتا، بلکہ افراد ملکی ہو سکتے
مغل میں جان تب تی پڑتی ہے جب اس پر تقدیقی رسالت موجود ہے۔ اس لئے
بھن امال شاد ارض درہوتے ہیں مگر جاندار نہیں ہوتے۔

گرائی قدر سامنگن! قرآن مجید کی حکایت کردا آہت سے احاطت
مسئلہ ملکیت کی صفت کا اندازہ لگائیں کہ یہ عجمیں دولت مل جانے کی وجہ سے ہیں
کیا ہے گا؟ "لَمْ يَجِدْ كُمْ لَهُ" تم اللہ کے محبوب ملن جاؤ گے۔ یعنی جو صحیح محتوى
میں غلام مسئلہ میں کیا وہ گویا اللہ تعالیٰ کا محبوب ملن گیا۔ وہ حقیقت بہت الگی کا راز
پائے مسئلہ ملکیت میں ضرر ہے۔ کسی شامرنے کیا خوب کہا ہے۔

تمہری سزا کے تو لوح و قلم تھے
بھروسی سزا کے میں تمہرے قدم تھے
اللہ تعالیٰ نے احاطت مسئلہ ملکیت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

٦:- فقر مصطفیٰ

**الْخَدُولُ هُوَ حَسْنٌ وَ سَلَامٌ عَلَى رِبِّابِ الْبَيْنَ اَشْفَقَ حَسْرَمَا
عَلَى نَبِيِّ الرَّسُولِ وَ حَسَنَ الْأَنْبَيْلَ وَ عَلَى الْهُمَّ وَ اَشْحَادِ الْأَنْبَيْلِ وَ الْبَيْنَ هُم
عَلَاهَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبِ اَوْ كَبِيرُ الْعَلَاهَةِ بَعْدَ الْأَنْبَيْلِ اَمَّا بَعْدَ فَانْزَلَ بِالْفَرِينَ
الْكَتَنَانِ الرَّجِيمِ يَسِيمُ الْفَرِيرَ السَّخِيمِ الرَّجِيمِ . وَ كَلَّوا لِكَلَّ الْأَنْزَلِ لَهُمَا الْفَرْقَانُ
كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الْقُرْبَانِ عَظِيمٌ (سورة الزمر) صدق الله العظيم**

گرای قدر سائنس! آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا
دار الفرد ریعنی دھوکے کا گمراہ ہے۔ اس کا سارا مال و مالع مارضی اور قالی ہے۔ حقیقی
دور بالی رہنے والا گمراہ آخوت ہے۔ **إِنَّمَا هُلُمُونَ الْعَيَاةُ الَّتِي كَتَبَتْ كَذَانَ
الْآخِرَةِ وَهِيَ دَارُ الْفَرْقَادِ** (سورة سوہن) کو دنیا کی زندگی (محسن) ایک مارضی فائدہ
ہے درحقیقت آخوت ہی "بالی رہنے والا گمراہ" ہے۔

قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے اندر زہدِ محنت دنیا سے بے رنجی کی
بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔

* آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَغُولُ هَذَا هُنْدَادُهُ جَنَاحَ**
بَهْوَ حَدَّهُ مَاتَقْبَلَ بِهَا كَابِلُهُ أَفْرَيْهُ خَابُ (زندگی) کرا گردنا کی تدویریت افسوس
 تعالیٰ کے نزدیک ہمارے پر کے برادر بھی ہوتی تو انش تعالیٰ کسی کافر کو اس میں سے
ایک محنت پالی کا بھی نہ دیتا۔ وجہ تو صرف موسمین کو دیتا۔

* حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ المصطفیٰ و السلام نے میرا موڑ ہا
کو کر بھے ارشاد فرمایا مگن، فی اللہ تبارکَ کانگَ عَرَبَتْ اُو عَلَبُرْ سَبِيلْ (بخاری)
کو دنیا میں اس طرح گزارہ کر جس طرح کہ تو سافر اور پروردگار ہے۔

☆ ایک رفع آپ نے ارشاد فرمایا الَّذِي أَنْلَمْعَنَهُ مَارِبُهَا إِلَّا ذُئْرٌ الفُوْقَالِيُّ الْخَ (زندی) کہ دنیا اور اس کی سب میش و عشرت سب مال و مہن ملوں ہے سوائے ذکر الگی کے۔

☆ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ إِنْجَلَقَتْ لِي الْجَنَّةُ فَرَأَيْتُ أَنْجَنَّ أَنْجِلَهَا الْفُقَرَاءُ الْخَ (بخاری) کہ میں نے جنت کا سماں کیا تو میں نے دیکھا کہ دہاں امیروں کی نسبت نعمیر لوگوں کی تعداد زیاد ہے۔

گرامی قدر سامنے! آج میں آپ کے سامنے بھی عرض کروں گا کہ نبی اکرم نے دنیا کے مال و دولت اس کی لفڑوں اور راحتوں سے کتنا حصہ لیا اور آبا نبوت درسات کے عظیم منصب کی وجہ سے آپ نے دنیا میں میش و آرام اٹھایا جہاں اور کلائف برداشت فرمائیں۔

یاد رکھیے! آپ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حرم و مطع سے اس حد تک دور کیا ہوا تھا کہ آپ کی اصل دولت فخر و فاقہ ہی تھی اس لیے آپ نے ارشاد فرمایا الْفُقَرَاءُ لغیری کہ مجھے فخر اور زہد پر فخر ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ آپ کا زہد اور فخر اقتداری تھا کہ خطراری آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جاک و تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ میرے خبر! اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لیے کہ کی زمین اور پیاڑوں کو سونے سے بھروں؟ میں نے عرض کیا کہ "نمیں" بلکہ مجھے قبیلہ پسند ہے کہ ایک دن پہت بھر کر کماں تاک تھرا ٹھر کروں اور ایک دن بھوکا رہوں تاک تھیرے سامنے ماجھی کروں۔ آپ نے خود اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اللَّهُمَّ اسْجُنْ رِزْقَ الْمُكْفَرِ فُوقَنَا (حقیقت نہ) اے اللہ اکمل النعمانی کی اولاد کی روزی بقدر کافیست دے یعنی دنیا کی میش و عشرت کے فرد و اسرے میرے اور میری اولاد پر نہ کھوئا۔

کفار کو یہ بات بھوند آلی وہ آپؐ کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ
قرآن مجید طائف باکر کے کسی امیر ترین آدمی پر کیاں ہازل نہیں ہوا۔ اسکے خال
میں نارت اور بیش پرستی علقت کی دلیل تھی جبکہ آپؐ ترماتے ہیں الْفَقْرُ الْعَظِیْمُ۔
گرائی قدر سامنگی اتنا رخنگی کا ایک طالب علم اچھی طرح جانتا ہے کہ
نبوت کے ابتدائی پندرہ میں سال تک آپؐ کے حالات واقعی اس طرح رہے کہ
دنیا کے بیش دار امماں کا بظاہر امکان بھی نہ تھا لیکن بعد ازاں حالات بدل گئے۔
عرب کا خاص دربق آپؐ کے ذیروں افتخار آگیا۔ مغلی فتوحات اور دوسری راہبوں سے
دولت کے ذمہ کے ذمہ آنے لگے۔ غیرہ دو حسین کی فتوحات سے آپؐ کے
دوسری میں دولت کے انبار مگ بھے۔ گر آپؐ کے طرز زندگی میں کوئی فرق نہ
آیا۔ وہی فریبات اور سادہ زندگی وہی فقر و زہد قائم ہاتھ رہا۔ جو کچھ بھی آپؐ کے
پاس آیا غرباء اور فخراء میں تھیں کر کے کپڑا بھجا دیا۔

حدیث شریف میں ہے ﴿كَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَجْزَدَ بِالْحَسَنِ مِنْ
الرِّيحِ النَّرْسَلَةَ كَأَنَّهُ تَبَرَّزُ آنَدِيْلَى تَحْتَهُ دَنَانِيْرَةَ حَنَّ
تَحْكَمَ بِهِ لَنَّ مِثْلَ أَنْتَمْ كَفَىٰ تَسْرِيفِنِيْنَ أَنْ لَكُمْ
عَلَيَّ لِكَلَّتْ تَقَالِيْزَ
هَنْبِقَ وَنَمَّةَ كَمِيْعَ (حَنَّ طَيْر) كَمَا كَرِيرَے پَاسْ أَحَدَ پَهَازَ جَنَّا سُونَا بَھِيْ آجَانَے تو
نگھے نوشی اسی بات پر ہو گی کہ تم نے سے پہلے پہلے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر
کے ختم کر دوں۔﴾

* ایک مرتبہ آپؐ کے ہاں اُسے ہزار روپیہ آئے آپؐ نے ایک بوریے پر
ذال دیے اور دو ہیں پڑے پڑے سب تقسیم کروادیے۔ ان کے ختم ہونے کے بعد
ایک ساکن آیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ سرے پاس تو اپؐ کچھ بھی باقی نہیں رہا
کہ سے سیرے نام پر قرض لے لے جب سیرے پاس ہو گا تو ادا کر دوں گا۔

☆ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ کانَ النَّبِيُّ تَبَعَّثَ لَهُ بَهْرَہُ
فَبَنَالْغَدْرِ کہ آپ دوسرے دن کے لیے کسی جیز کو خبرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔

☆ حضرت رقع بنت سودہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک موقع پر آپ کی
خدمت میں کچھ بھروسیں اور سکریاں ہدیہ کیں لامعظلانی ملائے تھے خلیلہ ز دکیا تو
آپ نے مجھے اپنا دست مبارک بھر کر سونا اور زیورات عطا فرمائے۔ یہ آپ کی
کی شان تھی کہ ہدیہ لیتے بھی تھے اور بدالے میں دیتے بھی تھے۔
گرامی قدر سامنگن ازہر و فخر کی یہ دولت اللہ تعالیٰ نے آپ کے مکہ مکہ
در کمی تھی بلکہ آپ کے بچے محبت بھی اس سے مستفید ہوئے۔

☆ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں ماضر ہو کر عرض کیا ہوا
رَسُولُ الْفَلَقِ وَ الْوَارِقِ لَأُجْتَمِعَ اے اللہ کے رسول ﷺ تم بخدا میں آپ
سے محبت رکھتا ہو۔ آپ نے فرمایا ابھی طرح سوچ لے کیا دھوکی کر رہا ہے۔ اس
نے قبضہ مرتبا کیا جلد دھرا کر میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے
ارشاد فرمایا انْ كُنْتَ تَحْسِبِي لَكَعْدَةً لِلْفَقِيرِ يَنْجَلِلُ لَأَنَّ الْفَقْرَ أَشْرَعَ إِلَى مِنْ
تَحْسِبِي مِنَ الشَّرِيلِ إِلَى مُنْتَهِيَةِ (زندگی) کہ اگر تو میرے ساتھ محبت رکھتا ہے تو
بھر فقر کے لیے تیار ہو جا۔ کیونکہ میرے ساتھ محبت رکھتے والے کی طرف فخری
طرح تحریک سے آتا ہے جیسے پہاڑی سلاپ کا پانی تحریک کے ساتھ نہیں آتا ہے۔
کب حدیث میں آپ کے فخر اسے گزارہ کے باوجود میں بے شمار احادیث
 موجود ہیں۔

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کا بزر مبارک میں اقدم حسنۃ میں
لینپڑ چڑے کا قما جس میں بھروسی کچھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حضرت حرماتی ہیں
کہ میرے گھر میں آپ کا بزر ایک ٹاث تھا جس کو دوہرا کر کے یہم حضور کے بیچے

بیوگرافی

☆ ایک دفعہ حضرت انس نے ماضرین کو ایک کلوی کا سرو پالا۔ جس میں
لوگوں کے بڑے لگے ہوئے تھے دکھایا اور فرمایا۔ لہذا کلذع رَسُولُ الْفَرْخُلِ اللّٰهُ
علیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر رسولِ اٹھلی اتفہیہ سُلْطان کا پالا تھا۔

☆ آپ کے گرمی اکٹھ جو کی روئی کمالی جاتی تھی اور تھان آنحضرتؐ خیر وہم
خیر الشعیر لورا ۱۰ بھی بخیر چھنے ہوئے آئے کی بلکہ آپ کے زمات میں آتا
چھانے کی چلنجوں کا رواج فیض تھا۔ ایک روز حضرت سلیمان سخت سے کسی نے
بھاکر جب اس دار میں چھنیاں لیں گی تو تم جو کے آئے کی روئی کس طرح
پاکتے اور کھاتے تھے؟ فہول نے جواب از فرماۃ اللہ علیہ تھے قَبِطِرِ مِنْهُ مَا كَلَّا فَلَمْ تَعْجِلْهُ
کہ ہم اس آئے میں پھر کاریا کرتے تھے جو موئے ہوئے مجھے ہوتے تھے وہ
از باتے تھے بالی کا گندہ لینے تھے۔

گرائی قدر سامیں! اس نو میت کی جو کی روئی بھی آپؐ نے ختم از پیش
مہر آکر نبھیں کھائی۔

☆ حضرت عائشہؓ را مالی ہیں مافائع آل مُحَمَّد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
وَمَنْ خَرَجَ فَعِیْرَ بِنُوْ مَقْبِنَ تَشَابَکَتْنَ حَتَّیْ قِبْرَ (عنق طے) کے نبی اکرم ﷺ کے
گمراہوں نے جو کروں بھی متوازن دواں پیٹ بھر کر پہنچ کھائی۔

☆ حضرت افسوس فرماتے ہیں لئے ہماں کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم
غلوتی خواہ تھی مات و ما آتکل خیزنا مُرْفَقًا تھی مات (بخاری) کہ آپ
نے ساری زندگی چوکی (سیز) پر کھانا رکھ کر نہیں کھایا یہاں تک کہ آپ کی وفات
ہو گئی اور نبی ماری زندگی آپ نے میدے کی روٹی (چپاٹ) کھائی یہاں تک کہ
آپ کا انتقال ہو گیا۔

☆ غزوہ خدق کے موقعہ پر صحابہ کرام نے آپ سے بھوک کی شکایت کی۔ اور اپنے بیت پر پھر بندھے ہوئے دکھائے فَرَأَيْعَ زَمُّلُ الْفَوْحَىٰ إِنَّهُ عَلَيْهِ وَتَلَمُّعَ عَنْ نَظِيْهِ عَنْ حَجَزِيْهِ تَوَآپَ مَكَّةَ نے اپنے بیت پر دو پھر بندھے ہوئے دکھائے۔ لیکن آپ ان سے بھی زیادہ تکلیف اور شدت میں تھے۔ مگر ای قدر سامنے! اکثر قاقوں سے رہنا آپ کا معمول تھا اور بھی بکھار جو کی روئی میں جاتی تھی تو سالن کیا ہوتا تھا؟ حدیث میں ہے کہ آپ اکثر سر کے کوبطور سالن استعمال فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے نَعْمَ الْإِذَانُ التَّغْلُلُ كَرر کر بہترین سالن ہے۔

☆ سچ کے موقعہ پر آپ حضرت ام ہاشمؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ پچھے کھانے کو بھی رکھا ہے؟ انہوں نے مرض کیا کہ حضور اسکی روئی ہے جس کو پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دی لے آؤ۔ وہ لے آگئی تو حضور نے اس کے گھوڑے کیے اور پانی میں بھجو کر ننگ ملا یا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ کچھ سالن بھی ہے؟ انہوں نے مرض کیا کہ سر کے سوا اور پچھے نہیں۔ آپ نے سر کے مخکوایا اور اس پر ڈال کر نوش فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ام ہاشم! جس گھر میں سر کے موجود ہو وہ گھر سالن سے خالی نہیں۔

☆ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ سفر سے واپس لوٹے تو ان کے گھر والوں نے ان کو کھانا پیش کیا۔ کھانے میں گوشت اور روئی تھی۔ حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ اس کو دیکھ کر رونے لگے۔ مجلس میں موجود حاضرین نے پوچھا کر رونے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے جوابا فرمایا هَلَكَ رَسُولُ الْفَوْحَىٰ إِنَّهُ عَلَيْهِ وَتَلَمُّعَ وَلَمْ يَنْتَهِ هُوَ وَالْهُلُّ تَنْهِيْهِ مِنْ حَجَزِ الشَّعْبِيْرِ کہ مجھے تو حضور اکرم ﷺ کی حالت یاد آگئی کہ آپ نے اور آپ کے گھر والوں نے ساری زندگی

جو کی روئی ہے بھر کر نہیں سکتی۔ ۲ آنکھ اپنے دفات پا گئے اور ہمیں آج گشت اور گدم کی روئی پس رہے۔ جہاں تک بھرا خیال ہے ہم لوگوں کو یہ دولت و ژوٹ کا اعل جانا ہمارے حق میں بہتر نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں ہمارے امال کا بدلت دنا میں ہی دے کر قاریٰ کر دیا جائے۔

☆ حضرت سیدہ ماکشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ **إِنَّمَا يَحْكُمُ اللَّهُ عَلَى الْأَهْلَالِ** **فَمَنْ أَهْلَلَ لِمَنْ أَهْلَلَ لَلَّهُ أَهْلَلَهُ فَهُوَ فَهُوَ فَهُوَ** کہ ہمارے دیکھتے دیکھتے ایک چاند چڑھ جانا ہے اسرا چاند چڑھ جانا ہے تمرا چاند چڑھ جانا، اس طرح وہ وہ سینے گز رجاتے تو ما ازیلہ بقیٰ آئیات رسول اہم حکیم اہم علیہ و سلّم نما کش اور رسول **النَّبِيُّ** کے گرد میں چوہا گرم ہونے کی نوبت ہی نہ آتی۔ یعنی چوہا تو ب طے جب گمراہی کھانا پکانے کا سامان موجود ہو۔ حضرت عائذؑ سے ان کے بھائیے حضرت مردہؓ نے حیران ہو کر پوچھا یہ **حَالَةُ كَانَ يُعْتَشَكُمْ** اے خالد جان! ہمara اپنے زندگی کس جیز سے رہ جے تھے؟ فرمائے لگیں **أَلَا شَرُّ دَانِ** **الْفَتْرَةُ الْخَاءُ دَوْدَى** جیز حسی پالی اور سمجھو کے والوں پر زندگی کے دن کئے

تھے

☆ حضرت فضال بن عبیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول **النَّبِيُّ** جب جماعت کرتے۔ **يَخْرُجُ رَبِيعًا مِنْ قَانِتِيْمُ بِلِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخَصَاصِ** تو بعض لوگ بھوک اور فاقوں کی وجہ سے کھرا ہونے کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے اور نماز کے اندر عیش کیا کر گر جایا کرتے تھے۔ اور یہ اصحاب مفت تھے۔ امرابی اور دیہاتی لوگ کئے تھے **هُؤُلَاءِ مَجْحُولُوْنَ** کہ شاید یہ لوگ بخون ہیں اور انہیں جنون کا درود پڑتا

ہے

رسول **النَّبِيُّ** جب سلام پھیرتے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر انہیں تسلی

دیتے اور فرماتے تو نَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْ دِيْنِنَا لَهُمْ^۱ کہ اگر تمہیں پڑھ جائے ان مصروف اور عکسیوں کی بدولت اللہ تعالیٰ تمہیں کیا سمجھ دینے والا ہے لا خوبیں اُن تَزَادُوا لَهُمْ وَسَاحِجَةٌ (ترذی) تو یقیناً تم اس سے بھی زیادہ عکسیوں اور فاقوں کی خراش کرنے لگو۔ لہذا ان مصروفوں کو خودہ دلی سے برداشت کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر حطا مفرما رہے گا۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب صد کو اس حال میں دیکھا کہ تغلی اور حضرت کعبہ سے ان کے پاس تن احادیث کے لیے صرف ایک ہی چادر تھی تھے وہ اپنی گردون میں باخندہ کر دیجوڑا چاہئے تھے۔ لَتَجْعَلَنَا يَنْهَا مَكْرَاهِيَّةً آتَنَا تَبَلُّوْ عَزَّزَةً (بخاری) اور اپنے ستر کو چھانے کے لیے اسے ہاتھ سے پکڑے رکھتے تھے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ خود اپنے ہارے میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے زمان میں بھوک اور افلاس کی یہ حالت تھی کہ کئی کئی دنوں تک کھانے کو کھو دیتا تھا اور ضعف اور کمزوری کی وجہ سے میں آپؐ کے پیچھے کھڑا ہو کر نماز بھی نہ پڑھ سکا تھا بلکہ غسل کھا کر گر جانا تھا۔ اور ہارہا ایسا ہوا کہ میں منبر اور محراب کے درمیان بے ہوش پڑا ہوتا لوگ کہتے شاید ابو ہریرہ کو کوئی جنون یا مرگی کا درد نہ ہوتا ہے۔ اور وہ بطور علاج میری گردن پر پاؤں رکھ کر دباتے تھے وَ أَفْلَمْ مَا يَرَى مِنْ جَنَوْنِ اللَّهِ حُمَّمْ بَحْرَهُ كُوئی جنون و فیروز تھا۔ وَ أَفْلَمْ مَا يَرَى إِلَّا الْجَنَوْنُ (بخاری) اللہ کی حکم یہ سب کچھ بھوک اور فاقوں کی وجہ سے تھا۔

☆ ایک دفعہ تغیریطیہ الحصۃ والسلام نے تمن سو صحابہ کرامؐ پر مشتمل ایک سری یہ بھیجا اور حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراحؐ کو اٹھا اسیم مقرر فرمایا۔ مخدوسی اس افلاس کا یہ عالم تھا کہ آپؐ نے اس پورے شکر کو زادراہ کے طور پر صرف بگورہ دل

کی ایک محلی مہمازی۔

حضرت جابر فرماتے ہیں لکھاں آؤ عبیدۃ بعینت نعمۃ نعمۃ کر
 حضرت ابو عبیدۃ تھیں روزانہ فی کس صرف ایک ایک بھور کھانے کو دیتے تھے اور ہم
 اسے کھا کر اور پر سے پانی پانی لیتے تھے۔ حضرت جابر سے لوگوں نے 2 سال کیا کہ
 صرف ایک بھور ہم سے پر آپ کا گزارہ کس طرح ہوتا چاہے فرمانے لگے کہ اس بھور
 کی تدریجی اس وقت معلوم ہوئی جب سارا زادہ ختم ہو گیا۔ اور آپ ہمارا گزارہ
 صرف گھلیلوں پر فائمعصہا گھنائیمیں الشیعی قُمَّةٌ نَزَبَ عَلَیْهَا النَّاءُ ہم
 ان کو مجھوں نے بھول کی طرح چوں لیتے اور اور پر سے پانی پانی لیتے تھے۔ راتے میں
 ہم اپنی لاطیسوں سے درختوں کے پتے جھاؤتے تھے اور انہیں پانی کے اندھر بھوکر
 کا لیتے تھے۔ درختوں کے پتے اور گھلیلوں کھانے کی وجہ سے ہمارے منہ اور
 ہونٹ زخمی ہو گئے اور درختوں کے پتے کھانا اور لٹکنا بھی دشمن ہو گیا۔ ہمارے جسم
 اسی کمزور اور خلک ہو گئے کہ ہماری جلد پہنچے گی۔ ہمارا پانچاں اس طرح ہوتا چاہے
 جس طرح بکری کی جنگیاں۔ مگر ہم نے مت ہماری اور لالہ فی سکل اللہ کے
 لیے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ ایک محلی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہماری
 فتحی کا مذکور ہے۔ (بھری)

* آپؐ کی زندگی کا ایک اہم واقعہ واقعہ امام ہے وہ یہ کہ جلب عرب کے
 ایک حصہ پر آپؐ کا حکومتی انتظام رکھا گیا اور مختلف علاقوں سے مال و دولت
 مدینہ منورہ میں وارد ہونے لگا اور اطراف و اکناف سے مال غنیمت کمی کمی کر
 آپؐ کے قدموں میں آنے لگا۔ صحابہ کرام کے گردیں کے حالات بدل گئے۔ مال
 ٹھیکیاں دور ہو گئیں۔ صحرائیں اور قاتے ختم ہونے لگے اور رقابت کا دور دورہ ہو
 گیا۔ مگر بھی آپؐ مل خلیلہ علم کے گردیں کا وہ پرانا نقشہ قائم رہا۔ وہی فخر و قادر

، علی زہد و تنازعت و می افلاس اور سمجھوتی بحالہ موجود رہی۔

اور یہ سب آپ کے جودو کرم کی وجہ سے قاکر جو آتا اللہ کی رضاۓ کے لئے فربائیں تسمیم فرمادیتے۔ ازواج سلطبرات نے جب یہ صورت حال دیکھی کہ عام مسلمانوں کے گروں کے حالات بدال گئے ہیں اب وہ پہلے کی سمجھوتی نہیں رہی تو ہام مشورہ کر کے آپ سے درخواست کی کہ اب تو اللہ کا فعل و احسان ہے ہم یہ چاہتی ہیں کہ گھر کے گزارہ میں کچھ آسانی کی صورت پیدا ہو جائے۔ کم از کم ہمارے گروں میں اتنا راشن ذخیرہ ہونا چاہیے کہ ایک ٹھیک کے بعد دوسرا فصل تک ہآسانی گزارہ ہو سکے۔ اور بار بار پڑ دیکھوں سے ادعا و غیرہ نہ مانگنا پڑے۔ اور روزمرہ کی ضرورتی آسانی سے پوری ہو جائیں۔ آپ سہریانی فرمایا کہ اس کا استظام فرمائیں۔

گرائی قدر سامنے! ازواج سلطبرات نے جو مطالبہ کیا وہ یہاں تک مطالبہ نہ قانع نہ زیج رات کی فرمائش کی اور نہ تھی جوڑوں کی۔ صرف ہان و نظر کے لئے کچھ سامان مخوب کرنے کی درخواست تھی۔

چونکہ ان کی اس درخواست سے خرمسنگھی پر زد پڑتی تھی اس لئے آپ نے ان کو قصور وار سلطبرا کر ان سے ایک ہا کے لئے ترک تعلق فرمائیا جس سک کہ ہات کرنا بھی ممکن نہیں اور ایک ہالا خانہ میں تحریف فرماؤ گے۔ آپ جانتے ہیں کہ کوئی محبوب شوہر سب سے بڑی سزا اپنی بیویوں کو سمجھا رہے سکتا ہے۔

سنافرمن میدنے تو اس صورت حال سے خوب فائدہ اٹھایا اور ختنی پر پہنچنے کیا۔ مگر ٹھیک مسلمان نہایت پریشان تھے ازواج کی حالت تو انجام کرنا کا کچھ۔

حضرت عمر فاروقؑ ایک دفعہ اجازت لے گئی بانخانے پر تعریف لے چکے تو کیا دیکھا کہ آپؑ ایک کمر دری چھائی پر تعریف فرمائیں اور آپؑ کے جسم بہادر ہے اس کے خصائص پڑ گئے ہیں۔ ادھر ادھر نظر انعامی تو وہاں چند سویں کے برتن تھے۔ ایک پیالہ پانی پینے کے لئے ایک برتن دھوو کے لئے ایک چھوٹا سا مٹلیزہ جس میں پانی قما۔ ایک حمل جس میں جو کا آتا تھا۔

یہ اسہاب دیکھ کر حضرت عمر فاروقؑ کی جیجی کل میں اور رونے لگئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ قصر کریں تو دنیا کے حرے لوٹنی میں و آرام میں ہوں اور آپؑ اسی میں دفترت میں؟ آپؑ امکن کریں گے اور حضرت عمر فاروقؑ جیب نفرود سے دیکھا اور فرمایا و اُنتَ تُرِنَّهُ بَأْعْزَ زِيَّةَ الْحَيَاةِ اللَّذِي أَنْتَ عَرَافٌ تو بھی دنیا کی زیب و نیخت کی باتیں کرنے کا مجھے تجویز کیا تھی۔ بعد آپؑ نے ارشاد فرمایا عالیٰ کو للہتی بھی دنیا سے کیا غرض؟ عاًلَمًا إِلَّا مَنْ أَكْبَرَ إِنْ تَكُلُّ تَعْثَثَ کَجْزِيَّةَ نَمَاءٍ زَاهِيَ وَ تُرْكَهَا بِمَرْيٍ مَثَلٍ (ایک سافر کی سی ہے جس نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے تھوڑی دیر آرام کیا اور پھر اسے چھوڑ کر میل پڑا۔

پھر آپؑ نے کہا کہ متعلق ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو کچھ دعا قرار دیا ہے ویا اور یہ میں اللہ تعالیٰ آخرت میں دے گا۔

بَنَا عَنْتَ أَكَانْتَ هَذِي أَنْ كَتُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَكَلَّ الْآتِيزَةُ أَمْ إِنْ
تَوَالَّ تَقْسِيمُ اُولَئِكَهُمْ بِرَاهِنِيْنِ؟ حضرت عمرؓ رور کو عرض کرنے لگے تو یہ بتھیت ہا
رَمَّلَ الْفَوَاءِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِالْأَنْوَاعِ

گراں قدر سامنے! از را غور فرمائیں آپؑ نے اپنی اڑوانچ سے یہ
بلیحیگی کوں اختیار فرمائی؟ صرف اس لیے کہ ان کے دل میں دنیا کے مال و حاصل
لور اسہاب لذت کی طرف رغبت کوں پیدا ہوئی؟

بلا خر پورا ایک مہینہ گزرنے کے بعد آپ پر انہوں تعالیٰ کی طرف سے وہی آئی اور حکم ہوا کہ اپنی بیویوں کے سامنے اس طرح دلوں کی بات رسمی۔ یا ایسا کہ **اللَّهُ أَكْبَرُ** فَلَمَّا رَأَيْتَهُ كَفَرْتَ بِهِ إِنَّ الْحَيَاةَ الْمُنْدَنَىٰ فِي زَيْنَتِهَا فَعَلَيْنَهُ أَثْقَلْنَا عَلَيْهِنَّ مَرْءَاهَا بِجِهَنَّمَ لَا وَإِنْ كَفَرْتَ بِهِ فَنِيَّةُ زَرْمُلَكَةِ زَالَدَرِ
أَلْأَبْغَرَةِ كَلَانَ اللَّهُ أَكْبَرُ لِلْمُتَعَبِّدَاتِ (ضَكَنْ أَبْغَرَأَ غَطِيشَ) (سید جوہر) یعنی اگر تم یہرے اس مگر میں فخر و فاقہ کو برداشت نہیں کر سکتیں اور تم دنیا کا بھیں و آرام اور آسائش وزیبائش کی خواہاں ہو تو آؤ میں تمیں کچھ فائدہ پہنچا دیں لیکن اس دنی میں دل و حیا کے ساتھ میں تمیں اپنے ساتھ رکھنا گوارانہ کروں گے۔ وَأَنْتَرَتْ حَمْكَنْ مَرْءَاهَا بِجِهَنَّمَ مِنْ حَمْسِينْ إِنْجَمَهِ إِنْدَازَ مِنْ طَلاقَ دِكَرَ رَخْسَتَ كَر دوں گے۔ اور اگر تمیں اللہ تعالیٰ کی رضاخا اور اس کے رسول کی رضا اور آخرت کا بھیں و آرام مطلوب ہے تو تمہرے مگر میں انہی علیم اور صرقوں میں گزارہ کرنا ہو گا اور آخرت کے اجر و ثواب پر نظر رکھو۔

خطبہ نے جب اس طرح دلوں نات ان کے سامنے رکھی تو وہ انجامی ہام ہوئیں اور رورو کر مرغی کرنے لگیں یا غفتر ناک یا رَسْوَلَ الْهُوَ اے اللہ کے رسول ہم آپ کے ساتھی ہیں گی اور ہر حال میں فخر مسلطے کی لاج رکھیں گی۔

* آپ **حَمْكَنْ** کی پیاری بھی حضرت میدہ قاطرة الزیرہ کے مگر کی یہ حالت تمی کہ صرات اور علی کی وجہ سے مگر کے کام کا حق خود کیا کرتی تھیں۔ اپنے ہاتھوں سے بھل میں آؤ میں تھیں جس کی وجہ سے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے تھے خود ہی پانی بھر لی تھیں۔ ملکیزہ الحانے کی وجہ سے گردن کے پاس نکان پڑ گئے تھے۔ خود ہی مگر میں جہاڑو دیا کرتی تھیں جس کی وجہ سے پکڑے میلے رہنے لگے۔

ایک دفعہ خبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چکھے باندیاں اور خلام آئے تو آپ نے ان کو صحابہ کرام میں تقسیم کرنا شروع فرمادیا۔ جب حضرت علیؓ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے حضرت فاطمہؓ کے پاس بیجا تاریخ اپنے کام کا جنگ لے ایک خادم مانگ کر لائیں۔

حضرت فاطمہؓ نے آپؐ کے سامنے اپنے گھر کے سارے حالات بیان فرمائے اور خادم طلب کیا تو آپؐ نے خادم دینے سے انکار فرمادیا اور ارشاد فرمایا تھا کہ ممکن نہیں کہ بد کے عیم تم سے زیادہ سخت ہیں۔ اور آپؐ نے سب غلام اور باندیاں ایک ایک کے صحابہ کرام میں تقسیم فرمادیں۔ اور انہی بیٹی سے فرمایا کہ میں تھے خادم سے بہتر ایک چیز ہتا ہوں۔ وہی کہ رات کو سنت وقت اور نمازوں کے بعد ۳۲ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہہ لایا۔ تھارے لے یہ خادم سے بھتر ہے۔

ہاتھی روی کاموں کی بات تو فاطمہؓ گھر کے کام کا جن خود کر لے کرو۔ مخت و مشفق خود یہ اخالیا کرو۔ تھارے گھر میں لوگ اور توکرائیاں کام کریں تو فخر میں پڑھ کر حرف آئے گا کیونکہ الفقیر کی تحریق۔

گری قدر سامنگی! خبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بارہا یہے
ہوا تھا آئے کہ آپ شدت جوئی سے اس حد تک پہنچا رہے کہ گھر سے گھل۔
پڑے۔

* ایک دفعہ خبر علیہ الصلوٰۃ والسلام شدت کی گئی تھی میں میں دو ہمراں کے ات گھر سے گھل پڑے۔ ادھر سے دیکھا تو حضرت ابو بکرؓ آرہے ہیں اور دیکھا تو حضرت مزہبی تحریف لارہے ہیں۔ آپؐ نے ان دونوں سے پوچھا کہ مَا أَغْرِيْ جَهَنَّمَ مِنْ بُيُّونَكُنَّا هُذِهِ الشَّاغِعَةُ؟ اس وقت تھارے گھر سے لفکھے کا کیا

سب ہے؟ دخول حضرات نے بغیر لفٹ کے صاف صاف عرض کر دیا۔ الحُمُزُعُ ہے
رسُوَّلُ الْفَوَاءِ اللَّهُ كَرَمَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ! بھوک کی شدت اور بے قبر اوری کی وجہ سے
گرمیں نہ پھر سکے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ أَنَّا وَالَّذِي تَفَرِّقُونَ يَبْيَهُ لَا يَخْرُجُونَ
الَّذِي أَتَحْزَبُكُمْ بِهِ اس زات کی حم ہے جس کے بخنس میں میری جان ہے مگر
مگر اسی وجہ سے گرم سے گرم سے بے وقت تکل کھڑا ہوا۔

بھر یہ تجنیں حضرات پڑھنے پڑھنے ایک انصاری کے بااغ میں تعریف لے
گئے۔ ان کا کبھر دل کا ایک بڑا باغ تھا اور اہل ثروت حضرات میں سے تھے۔ گرم
کا کام البتہ خادم نہ ہونے کی وجہ سے خود ہی کیا کرتے تھے۔ جب یہ حضرات پہنچنے
تو وہ مٹھا پانی بھرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ یہ حضرات پہنچنے ہی تھے کہ وہ آؤ
گئے اور اپنی خوش تسمیٰ پر تاز کرنے لگے کہ آج یہرے گرمیں کتنے مبارک مہمان
تعریف لائے ہیں۔ خوبی گھر کو دیکھ کر قربان ہو رہے تھے۔ فوری طور پر ایک
خوش جس میں ہر طرح کی کمی کی اور ادھر کبھری کبھریں خیس میں سامنے حاضر کیا اور
عرض کرنے لگے کہ اس خوش میں ہر حم کی کبھریں موجود ہیں آپ اپنی مرخی اور
ذوق کے مطابق جو تناول فرمانا پسند کریں تناول فرمائیں۔ تجنیں حضرات نے
کبھریں کھائیں اور پر سے مٹھا پانی نوش کیا۔ خوبی ملے اصلوٰۃ والسلام نے ارشاد
فرمایا۔ عَرَا هَذَا وَالْيَقِنُ تَفَرِّقُونَ يَبْيَهُ لَا يَخْرُجُونَ
الْيَقِنُ عَلَى حَمْ يَجْزِي إِنَّمَا حَمْ مِنْ دَاخِلِهِ إِنَّمَا جَنَّ كَمَّ تَيَامَتْ كَ
وَلَنْ سُؤَالْ ہو گا۔

حضرت غُفران احمدان ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا غور تو کو یہ مٹھا
سایہ یہ کمی کی عنت حم کی کبھریں یہ مٹھا پانی! اکتنی محکم غصیں ہیں جو اللہ تعالیٰ
نے ہمیں عطا فرمائی ہیں۔

☆ اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ تغیر طی المصلوٰۃ والسلام کے
گھر میں شدید بحکمیتی تھی۔ کے سلسلہ چار دن سے آپؐ فائدہ فرمائے تھے۔ جنی
کا آپؐ بھوک سے بے تاب ہو کر گھر سے باہر نکل گئے۔ بوقت غیر وابس تشریف
لائے اور حضرت عائشہؓ سے سوال کیا اہلِ احیثیت نبیعیتی ٹھنڈا کیا کوئی چیز گھر میں
آلی ہے؟ انہوں نے نبی میں جواب دیا تو پھر باہر مسجد میں تشریف لے گئے۔
حضرت عائشہؓ نے دروازے کے سوراخ سے دیکھا تو آپؐ ہُنپلیٰ ٹھنڈا مرّہ وَ
ہُنپلیٰ ٹھنڈا نمرّہ ہُنپلیٰ کہ کبھی یہاں نماز پڑھتے ہیں تو کبھی یہاں اور اللہ تعالیٰ
سے دعا کرتے ہیں۔ مصر سے پہلے پھر تشریف لائے اور یہی سوال کیا اور جواب
نبی میں ملا۔ تو آپؐ پھر باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ فرمائی ہیں کہ مغرب
سے پہلے پھرے دروازے پر حضرت مہان تشریف لائے اور آپؐ کے متعلق پوچھا
کہ کہاں ہیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید حضرت مہانؓ انہی دعاویں کا جواب
من کر آئے ہوں۔ میں نے انہیں احرام سے بخایا اور انہیں آپؐ کا سارا حال
بیان کر دیا کہ حاکمیتِ الٰہ مُخْعَلِیو میں از تھوڑے آہم ٹھنڈا کہ مر رسول اللہؐ کے
گروالوں نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا۔ لیکن کیا عقیان حضرت مہانؓ رونے
گئے آنسو بھائے ہوئے جلدی سے باہر نکلے اور تھوڑی دریے بعد کافی سارا سامان
خوب و نوش لکھ رکھ آگئے۔ سامان کیا تھا؟ آئے! گدم لور کبودوں کی کلی یہ ریاں حصی
ایک بھنی ہوئی کہری تھی اور ایک حلی تھی جس میں تین سورہ ہم تھے۔ یہ سامان
پھرے خالے کرتے ہوئے فرمایا کہ خود بھی کھاؤ اور رسول اللہؐ کو بھی کھاؤ۔

حضرت عائشہؓ فرمائی ہیں کہ ان کے پڑے جانے کے بعد میں نے کہا تھا
”طیورہ تیار کر دیا اور برتن میں ڈال کر رسول اللہؐ کے لیے رکھ دیا کہ جو نبی آپؐ^ﷺ
آئی کے فوراً کھانا پیش کر دوں گی۔ تھوڑی دریے بعد رسول اللہؐ تشریف لائے

اہر سوال فرمایا۔ اُنکی بُخدا نبیت میں نے مگر اک مرض کیا۔ اُنکی تھی نے آپ کی دعا توں فرمائی یہ کہ کیسے کامہ تار ہے۔ جو بُخدا نبیت وہ سارا سامان دیکھ کر حیران رہ گئے اور سوال فرمایا۔ حُمیراء وَنِ ائْنَ هَذَا؟ اے عائشہ! یہ کہاں سے آبا؟ میں نے عرض کیا ہے عُفَّانَ تین عُفَّانَ کہ حضرت حمایا نے بھجا ہے اور پھر میں نے سارا واقعہ مرض کر دیا۔ یہ واقعہ سن کر آپ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور میں پر دیکھ کر حیران رہ گئی کہ آپ نے کہانے کا ایک لفڑی بھی نہ توڑا اور فوراً انہوں کو سمجھ میں تعریف لے گئے۔ میں نے دعا ازے کے سوراخ سے دیکھا کہ آپ سمجھ میں دلہس احمد اُنہوں کے حضور اٹھا کر دعا، ماگ رہے ہیں اللہُمَّ ابْنِي لَذَّ رَحْبَثَ عَنْ عُفَّانَ لَا زَلَّ عَنْ عَنْهُ اَءِ الْخَانَ مِنْ هَنْ سے راضی ہو گئی تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ آج حمایا نے مجھے خوش کر دیا تو بھی اسے خوش رکھا۔ تین وفع آپ نے یہ دعا فرمائی اور پھر واپس آ کر کھاتا ہاول فرمایا۔

گرامی قدر سائیں! جو بُخدا نبیت اصلہ اسلام نے فقر اور زہر کو اپنی زندگی کا اوڑھنا اور پھونا ہالیا تھی کہ مرض الوقایت میں آپ نے اپنے تمام خلاموں کو بھی آزو فرمادیا۔ ان طوں آپ کے گمراہیں کہنی سے آئے ہوئے تقریباً سالات دیگار موجود ہے۔ یہاری کے اندر آپ کو سب سے زیادہ گرانی کی تھی۔ ہارہار حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سے فرماتے کہ وہ رہا در صدقہ کر دیں۔

حضرت عائشہ چونکہ آپ کی خارداری میں صرف تمیں اور آپ پر ہزار بار غشی کی کیفیت طاری ہو رہی تھی اس وجہ سے ان دیگاروں کو صدقہ کرنے میں کوئی تاثیر نہ ہو۔ آپ کو جب بھی غشی سے اتا تو بھی سچے کہ کیا وہ دیگار صدقہ کر دیے ہیں؟ بہبیں ہر فرمایا کہ عائشہ اجلداز جلد ان دیگاروں کو اللہ کے راستے میں صدقہ کر دے۔ مگر اپنے رب کو اس حال میں نہیں ملتا چاہتا کہ یہرے گمراہیں

دولت موجود ہے۔ اس طرح تو فرستھے پر حرف آئے گا۔ حضرت عائشہ نے
وریانہ فرما صدقہ کر کے آپ کا اطلاع دی تو آپ نے صرفت کا انتہا فرمایا۔
گرائی قدر سامنی اذمکن کے آخری دن آپ کے گرمیں ایک بھی بھی
 موجود نہ تھا، حتیٰ کہ آپ کی زرہ تمی صاف جو کے بد لے ایک بھروسی کے ان
گروہی رکھی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ کی زندگی کی آخری رات
تھی اور ہمارے پاس چارغ میں تمل ڈالنے کے لئے ایک بھر بھی موجود نہ تھا۔
اس رات ہم نے چارغ میں جو تمل ڈالا، وہ بھی اور حاد پر لایا تھا۔

گرائی قدر سامنی! علیہ ازیں آپ جانتے ہیں کہ اسلامی حکومت کی
آمدی کی سب سے بڑی حد زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ افشاء سے لی جاتی ہے اور فقراء پر
تحمیم کی جاتی ہے۔ ہر حاصلہ استھان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے
مال کا چالیسوں حصہ بت المال میں جمع کرائے اور ہر ضرورت مند اور مستحق
ستان کا حق ہے کہ اس سے اس کی حد کی جائے۔ لیکن قربان جائے فقر مصطفیٰ پر
آپ نے اپنی اولاد اور اپنے خاندان والوں کو ہمیشہ کے لئے اس فائدہ سے محروم
فرادیا۔ اور اعلان فرمادیا کہ میرے خاندان والوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔
اب اسلامی شریعت کا آتون یہ ہے کہ آپ کے خاندان والے اگر فنی
ہوں تو ان سے زکوٰۃ دھول تو کی جائے گی لیکن اگر وہ مطلس ہوں تو زکوٰۃ کی حد
سے ان کی حد نہیں کی جائے گی۔ یہ بھی فقر مصطفیٰ کی ایک زبردست دلیل
ہے۔

علیہ ازیں آپ جانتے ہیں کہ ساری دنیا کا مسلم قانون ہے اور اسلام کا
بھی عام قانون ہے کہ سرخوال اپنے زکر میں جو مال دستہ جو فرمائی بھی مجوز
جائے وہ اس کی اولاد اور خاندان والوں کا حق ہے اور انہیں میں وہ مال و خانع

تقصیم کیا جاتا ہے۔

لیکن اس کے بالکل برعکس آپ نے یہ اعلان فرمادیا کہ میرا سب تر
اللہ کے راست میں صدقہ ہے۔ میرے درجاء اور گمراہوں کا اس میں کوئی حق نہیں
ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ہم ان جیسا کام کا گردانہ کسی کے دراثت ہوتے ہیں لہرنا کوئی
ہمارا دراثت ہوتا ہے ہم جو کچھ بھی پھوڑ جائیں سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہوتا ہے۔
ہماری دراثت مال نہیں ہوتی بلکہ علمی ہوتی ہے۔ آپ نے یہ اعلان اس لئے فرمایا
کہ دنیا والے یہ نہ کہن کر نہیں اپنے درجاء کے لئے مال جمع کرتا رہا اور ان کے لئے
جانبیاد رکھا کر گیا۔ یہ بھی ختم مصنفوں کی ایک روشن مثال ہے۔

حضرت جو یہی فرمائیں کہ مَلَكُوكَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْدَنَوْمِهِ وَزَفَقَ لَا يَنْتَرُ أَوْلَا أَمَةً وَلَا يَنْتَرُ الْآخِرَةَ
الْيَتَمَّةَ إِلَيْنَ كَانَ يَنْزَكُهَا وَ يَلْحَدُهَا وَأَزْهَرَ جَعْلَهَا لِإِنْ شَاءَ
سَلَّمَ (مری) کے آپ نے اپنی وفات کے وقت ترکہ میں نہ کوئی درہم پھوڑا
کوئی دنیا نہ کوئی خلام نہ کلی باعثی۔ اور نہ ہی کوئی اور چیز سوائے ایک سفید ٹھہر
کے جو آپ کی سواری کے کام آتا تھا اور کچھ احتراق جو جہاد کے لئے کام آتا تھا۔
اور کچھ زمین تھی جس کو آپ نے فرباد کے لئے صدقہ کر دیا۔

گرامی قدر سامنے! یہ اس خبر کا ہے سردار کائنات کہا جاتا ہے بد
الا و لکن دلآلی فریں کہا جاتا ہے کل سرمایہ اور کل امداد تھا۔ اس سے جوی ختم مصنفوں
کی اور دلیل کیا ہو سکتی ہے۔

آپ نے خود دعا مانگی اللَّهُمَّ أَتْبِعْنِي مُتَكَبِّرًا وَأَمْنِنِي مُشَكِّرًا
اللہ مجھے سکنی کی حالت پر نہ رکھنا اور سکنی کی حالت میں موت دینا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قول فرمائی اور آپ اتجہاں زند و فخری

شان تکردنیا سے رفتہ ہوئے۔

حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں اَنْتَ أَعْلَمُ بِكَائِنٍ وَمُبْدِئًا
وَقَدْ أَنْتَ بْنَ هَذَا تُرْبَعَ رُزْقَ الْبَيْتِ حَلَّ أَهْلَغَلْبَرْوَسْلَمَ (بخاری) کے حضرت
سیدنا عائض نے ہمیں ایک چیونگی ہوئی مرنے دھارے کی بنی ہوئی چاروں دکھائی اور
فرمایا کہ اسی پادر میں رسول ﷺ کی روح بمارک قبض کی گئی تھی۔ یعنی وفات
کے وقت آپ کے وجود مسحود پر کوئی تینی پڑھے نہ تھے بس یہ سادہ ہی پادر تھی۔
گرامی قدر سامیں ان خود اہدا کر لگائیں کہ آپ نے نبوت و رسالت کی
جہ سے دنیا کے بیٹھ و آرام کا کتنا حصہ حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا تھا اللہ فرما
لئے تھے۔ خوراکیاں! جو کہاں اس پر کس طرح عمل کر کے دکھلے؟
اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی گیا قدر کرنے کی لہر آپ کے اسوہ حسنہ پر چلنے
کی ذلتی مطابا فرمائے۔ آمين

زمیں پر جگ کے جو مرش بریک پر بچی تھی
ہمیں بھدی مقصود ہی جنمی سے ملی

خدا کے اسلے بجا بھی مرے بھی
یہ نزیت اب اہماز دل لشکی سے ملی
اسد نہیں در سلیمانی کا کیا کہا
کہ جس کو جو بھی سعادت ملی تھیں سے ملی



٧:- صلوٰة مصطفیٰ ﷺ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى عَبٰادِهِ الْبَرِّينَ اسْطَاعُوا حُضُورَنَا
عَلٰى سَيِّدِ الرَّسُولِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّا وَعَلٰى اللّٰمِ وَأَصْحَابِهِ الْأَكْرَبِينَ وَالْبَرِّينَ
هُمْ حَلاَضَةُ الْغَرَبِ الْعَرَبِيِّا وَخَيْرُ الْخَالقِينَ بَعْدَ الْأَنْبَيِّا وَأَمَّا بَعْدُ فَلَا يَرُدُّ
بِإِفْرِيمِ الشَّيْقَانِ الرَّجُلِيِّمِ بِسِيمِ الْفَرِيقِ الْوَشْقِيِّ الرَّجُلِيِّمِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَلِكُكُوكَ
مُبْصِلُوْنَ عَلٰى الْيَتَمِّيِّا إِلَيْهَا الْبَرِّينَ آمَّنُوا عَلٰى عَلَيْهِ وَنَلِمُّوْا
نَثِيلِيِّمَا (سرہ حزاب) صدق اللّٰهُ العظیم۔

گرایی قدر سائیں! اللّٰہ تعالیٰ کا ہمارے اوپر پے اجھا احسان ہے کہ،
ہمیں عدم سے دبودھیں لایا۔ اور ہمیں اشرف الخلائق "انسان" نایا اور ہمیں
صلان نایا اور امت محمدیہ میں سے پیدا فرمایا کرتھیتے کا تائج ہمارے سر دل پے
جیتا۔ اللّٰہ تعالیٰ کے بعد ہمارے اوپر سب سے زیادہ احسان ہمیں علیے اعلیٰ
وہ اسلام کا ہے۔ آپ ہمارے لئے دلیلہ رشد و ہدایت ہیں آپ نے جویں تکالیف
انداز کر ہمیں خدا کا دریں پہنچایا۔ آپ کی آمد ہی کی وجہ سے ہمیں اپنے خالق تینیں کی
صرفت حاصل ہوئی اور ایمان کی دوستی نصیب ہوئی۔

آپ کے دل میں اللّٰہ تعالیٰ نے امت کے لیے اتنی رُخت و رحمت رکی
جس کی نظر لانا ممکن ہے۔ آپ کے ہارے میں اللّٰہ تعالیٰ نے ترآلن مجید کے
اندر فرمایا ۲۱:۶۷ علیہمَا عَبْدُنَا عَزِيزٌ عَلَيْهِمْ عَلَيْكُمْ (سورہ قوبہ) اک امت کا مشقت
تکلیف میں ہے اس آپ کے لیے تاقابل برداشت ہے اور آپ ہر لحاظ سے امت
کے فائدے کے خواہاں ہیں۔

صرحان کی رات جب آپ پہلاں نمازوں کا حکم لکھ رہے ایں آربے تھے

حضرت موسیٰ طیہ السلام نے تخفیف کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ آپ تو پہاں نہ زیس پڑھ لیں گے اذ اَمْتَنَكَ لَا تُؤْلِقْ مگر آپ کی است اس کی طاقت نہ رکھ سکے گی۔ اور صفت میں گز کہ ہوتی رہے گی۔ یہ آپ کی اپنی است پر شفقت و رافت ہی تھی کہ آپ نے نماز میں تخفیف کرانے کے لئے اچکڑا کئے۔

حدیث شریف کی کتب میں بہت سے ایسے واقعات لئے جیس کہ آپ کوئی کام سخت طور پر کرنا ہا ہے ہیں مگر است کی تکلیف و صحت کی وجہ سے نہیں کرتے لہٰذا آئی اُخْلُقُ عَلَى أُمَّيْنِ کی تسبیرات اس پر شامہ چر۔

☆ ایک رجھ آپ نے قبل فرمائی 7 اپنی است کے غرہ کا خیال آگیا اور ذرا فرمایا اللہمَ هذَا عَبْدُكَ وَ عَبْدُنَ لَمْ يَعْلَمْ مِنْ أُمَّيْنِ (ہداود) کہ یا انسا یا قربانی میری طرف سے بھی تنوں ذرا اور سیرے ان معنوں کی طرف سے بھی تہوں فرمادی ترقی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

☆ میدانِ محشر میں جب الٰہ انجائی پریمان کے مالم میں عطف انجیا، کرم کے پاس فضامت کے لئے جائی گے اور وہ انجیا مخدودت کر لیں گے تو ہلا خر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے آپ اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک طویل بجدہ کریں گے اور جب اللہ تعالیٰ فرمائیں کے سُلْ تُعَظِّي لِتُخْفَعْ تُخَفَعْ کر مانگئے میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ شناخت کیجیے میں قبولت کے لئے تیار ہوں تو آپ کی زبان پر ایک ہی لکڑا گاہ کا رَبِّ اُمَّيْنِ اُمَّيْنِ اے اللہ میری است پر رحمت فرم۔

☆ ایک رجھ آپ نے ارشاد فرمایا لکھلَتَهُ دَخْرَةً مُشَجَّعَةً کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نی کو ایک دعا ایسی دی ہے کہ اس کا حوالہ دکروہ نبی جو کچھ بھی مانگے اللہ تعالیٰ نور اس کو قبول فرمائے ہیں۔ چاہے وہ نبی اس دعا، کو خیر کی صورت میں

ماں گئے یا بد رعاء کی خلک میں اللہ تعالیٰ فوراً شرف قبولیت سے نوازتے ہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ **التعجُّلَ حَكْلٌ تَبَرُّ** کہ ہر نبی نے دنیا کی خلک گزریوں اور لحاظت میں اس دعاوے کو استعمال کر لیا۔ **وَإِنِّي لِأَخْبَثُ الْمُخْرَقَنَّ ذَفَاقَةً لَا يُمْتَنَنُ بِهَا** اُپنی ناصۃ اور میں نے اس دعاوے کو قیامت والے دن اپنی امت کی بخاتعت کے لیے سنچال کر رکھا ہوا ہے۔

محترمے اور پڑھنے بڑے صاحب آئے۔ **كَلَيفَ آئِمْ** مگر میں نے اس دعاوے کو اپنی ذات کے لیے استعمال نہیں کیا۔ اسے صرف اور صرف قیامت والے دن اپنی امت کے گناہ گاروں کے حق میں استعمال کروں گا۔ **لَهُمَّ لَكَ لِلَّهُ إِنَّ كَانَ أَهْمَنَ ثَاثَ مِنْ أَمْنِنَ لَا يُنَكِّرُ بِاَهْوَنَنَا** (سلم) اور اس دعاوے سے سرماہر وہ اُستیٰ ٹاکہہ الٹائے گا جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو گا۔

كَرَأَيْ قَدْرَ سَمْكِنَ! زَرَاسِمْكِن! کیا ہم اتنے شخصی اور مہمان نبی کے احیانات کا بدلہ ادا کتے ہیں؟ ہمارے پاس صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہم آپ کی ذات عالی پر درود پاک پڑھیں اور آپ کے درجات کی حرید بلندی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا ہے **أَتَسْأَلُ اللَّهَ أَنْتَ مَنْ لَوْ أَعْلَمُ بِهِ وَ مَلَكُوا أَنْتَ لِمَنْ لَوْ أَعْلَمُ بِهِ** اے ایمان والو! آپ پر درود و سلام بکھرو۔

حکم کا جدا گکھہ انداز:

غُور فرمائیں! اللہ تعالیٰ نے درود پاک کا حکم دینے کے لیے ایک زلا انداز اپنایا ہے۔ یہ انداز پورے قرآن میں کسی اور عمل کے حکم لیے اختیار نہیں فرمایا۔ یعنی آپ پر درود پاک بھیجا ایسا عظیم عمل ہے کہ یہ میں بھی کہتا ہوں اور سب سے فرشتے بھی کرتے ہیں اُنَّ اللَّهَ مَلَكُ كُلَّ أَعْلَمٍ يَعْلَمُ كُلَّ أَكْثَرٍ لَهُ أَنْصَافٌ

بھی یہ مل کر تنا چاہے۔ اس انداز نغمیر سے درود پاک کی بہت بڑی فضیلت و اہمیت ثابت ہو رہی ہے۔ درود پاک بھینے کی ترقیب کا اس سے بہتر انداز اور گون سا ہوں گے۔

یاد رکیے! اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درود بیجے اور ہمارے درود بیجے میں بڑا فرق ہے۔ الحال اگرچہ مشترک ہیں کہ اللہ اور اس کے فرشتے "مُحَلِّوْنَ" لہذا تم بھی "مُحَلِّوْنَ" مگر حقیقتی میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے درود بیجے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتی ہو رہ کریں رہی ہے آپ کی حضرت دلکش میں اخافذ کرتا ہے۔ فرشتوں کے درود بیجے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے آپ کی حریمہ بندی مرتبت کی دعا کرتے ہیں اور رحمتوں اور برکتوں کے بھول آپ پر نجماز کر کے ہیں۔

مُومن کے درود بیجے کا مطلب واضح ہے کہ آپ کی بحدی درجات کے لئے اخْرَقَلی سے دعاء کرتے ہیں کہ اظْهَرْ آپ پر حربِ رحمتی اور خاتمی فرمائے کہ آپ کی شانِ قدس میں حرب یا اشاؤ فرمای۔

مروہ پاک کی خصیّت:

(۱) حضرت افس رخی اللہ مریم بان فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا میں
عکلیٰ علیٰ خلواۃ واجدہ خلیٰ اہل خلیٰ علیٰ خلواۃ خلواۃ و محدث عینہ
خلواۃ خلیٰ علیٰ خلواۃ و زینت لذ علیٰ خلواۃ خلواۃ (تال) کر جو شخص ہو ہے ایک مرجبہ
سودا یہی اللہ تعالیٰ اس پر دس رسمیں بازیں فرمائے ہیں اس کے دل گناہ صاف فرماتا
ہے مثلاً اس کے دس درجے بلند کردے جاتے ہیں۔

ایک لور حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں وَ تُحِبُّهُ لَهُمَا عَذَّرٌ
عُشَاقٌ یعنی اس کے حاب میں اس نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں۔ شرعاً یہ ہے کہ

آپ پر درود پاک پورے اخلاص اور نیک نتی سے بھجا جائے مُخْلِفًا مِنْ أَنْفُسِ
کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ خدا غیر است اگر ریا کاری اور دکھادا مستصور ہوا تو یقیناً اجر
ثواب سے محروم رہے گا۔

(۲) حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد
فرمایا اذکرِ النّاسِ بِنِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَخْبَرَهُمْ عَلَىٰ صَلَاةً (تفہی) کہ قیامت
کے دن مجھ سے قرب زیادہ اور مجھ پر زیادہ حق رکھنے والا سبرا وہی اُمّتی ہو گا جو مجھ
پر زیادہ درود بیجئے والا ہو گا۔ اس لیے قیامت کے دن ہمیں اگر آپ کا خرسی
قرب اور خرسی شفقت چاہیے (ہمیں زیادہ سے زیادہ درود بھیجنा چاہیے)۔

(۳) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن
رسول ﷺ مدینہ منورہ کی آہادی سے لکل کر سمجھوں کے ایک بائیگی میں پہنچ
آپ دہاں جا کر اللہ کے حضور مجده میں گردگی اور اتنا لباس مجده کیا تھی تھیجیت
آنہ بکھڑا اظہار لٹکا کر مجھے خطرہ پڑ گیا کہ کہن اللہ تعالیٰ نے آپ کو
فوت لونگی کر دیا۔

کافی دفعے کے بعد جب آپ نے سر ہمارک اخیالات میں انتہائی غریب
اعجاز میں آپ گو دیکھ رہا تھا۔ آپ نے سحری پر بیان اور فرم کا سبب ہمچنانہ میں
نے آپ کو وجہ جالی کر لیجئے تو یہ شہر پڑ گیا تھا۔ پھر آپ نے اصل وجہ بتا لی کہ
حضرت جبریل علیہ السلام سحری طرف اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام لائے تھے۔

اور ”پیغام کیا ہے؟ ایک قسم خوش خبری ہے إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَهْبُلُ
مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَاةً حَلَّتْ عَلَيْهِ وَمَنْ تَلَمَّ عَلَيْكَ سَلَّتْ
عَلَيْكُمْ (رواء امر) کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بندہ آپ پر درود بیجئے گا میں اس پر
خرسمی رحمت سمجھوں گا اور جو آپ پر سلام بیجئے گا میں اس پر سلام سمجھوں گا۔ آپ

نے ارشاد فرمایا کہ بعد بھل کر کر اللہ تعالیٰ کے اس خصوصی انعام و اکرام کی وجہ سے میں اس کے خصوصی بھروسہ شکر بھالا یا۔

(امام تیقیؑ نے لکھا ہے کہ بعد بھروسہ شکر کے ثبوت میں ہری نظر میں یہ سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے)

(۲) حضرت رسول ﷺ نے ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر اجر اتنی بھوپر سلوٹاً بیجیے اور یہ دعا کرے اللہمَّ أَنزِلْنَا مِنْفَعَ الظُّرُفَّ بِهذَا بَيْرُومَ الرِّيحَانِ كَرَأَ إِلَيْنَا أَنَّكَنِي حضرت مولانا مسیح فتح الدین علیؒ کو قیامت کے دن اپنے قریب کی لشتناشتگاہ طاہر فرمائی تھی تھے کہ

فَلَمَّا فَتَحَنَّتِي (رسول ﷺ) لِأَنَّكَنِي لَمْ يَكُنْ لَّيْسَ كَمْ لَيْسَ كَمْ فَلَمَّا فَتَحَنَّتِي وَاجِبٌ ہوگی۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ اس طرح آئے ہیں اللہمَّ سَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَّأَنْزِلْنَا مِنْفَعَ الظُّرُفَّ بِهذَا بَيْرُومَ الرِّيحَانِ

گرامی قدر سماں گن اکون نہیں پاہتا کر قیامت والے دن اس کو رسکار دو
مالک ﷺ کی شفافت نصیب ہو جائے اس لیے ہمیں چاہیے کہ آپ پر کوت سے
وروپاک بھجا کریں۔

الظُّرُفَّ الظُّرُفَّ کی مراد بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح الحدیث مولانا حمزہ ذریا اور افسوس قده نے اپنے رسالہ فناگی درود شریف میں لکھا ہے کہ یہ جنت میں آپ کا دہ مقام ہے جس کے اوپر کوئی دیجہ نہیں جس کے متعلق آپ نے لہذا خواب یوں بیان فرمایا کہ مجھے «لوں فرنٹے ایک گرمی لے گئے جس سے زیادہ جیکن اور بہتر مکان میں نے نہیں دیکھا تھا اس میں بہت سے بڑے ہے جوان لورٹیں اور بنیجے تھے۔ اس کے بعد وہ مجھے ایک درخت پر لے گئے دہاں ایک اور مکان کے اندر لے گئے جو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت تھا۔ ہرے پوچھنے پر

انہوں نے بتایا کہ پہلا مکان ہام سلطنتوں کا ہے اور یہ شہدا ہا گا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا زارِ راٹھائیے تو میں نے سراخا کر دیکھا تو ایک ابر سافٹر آیا۔ یعنی وہ مکان انجائی بلندی پر تھا فرستوں نے مجھے بتایا کہ اس کی مفت لٹک کر یہ آپ کا گر ہے۔ میں نے کہا مجھے اس کے اندر جانے والا کر میں اس کو بھی دیکھ لوں تو ان درنوں فرستوں نے کہا کہ ابھی آپ کی عمر باتی ہے جب آپ کی مر پڑی ہو جائے گی (آپ اس میں تحریف لے جائیں گے)۔ (تلہ)

بخاری شریف کی اس حدیث پاک سے جہاں آپ کا خداوند مقام مسلم ہو گیا وہاں یہ ابھی پڑھ جل گئی کہ تھیل عزیزین وفات کے بعد آپ اس مکان میں تحریف فرما ہئے۔

۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ان الدُّخَانَ مَنْقُوفَ الْمَنَاؤِرِ الْأَرْجُنِ لَا يَفْعَدُ بِهِ فَيُنْهَى عَنِ الْمُنْهَى عَلَى كِتْبَكَ (ترف) کہ دعاہ آسان و زمین کے درمیان میں رہتی ہے اور پھر جا گئی جب تک پاک ~~اسٹکنکٹ~~ پر درود نہ بھجا جائے۔

گرامی قدر سامنے اس حدیث کا مطلب ہاں واضح ہے کہ درود شریف دعاہ کی قویت کا ذریعہ ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ درود شریف جو رسول اللہ ﷺ کے حق میں ایک اعلیٰ و اشرف دعا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ ضرور ہی قبول فرمائی ہے۔ پھر جب بندہ اپنی دعا سے پہلے بھی درود پاک پڑھئے اور آخر میں بھی درود پاک پڑھئے تو اس کے لطف و کرم سے یہ بہت ہی بعید ہے کہ وہ اول و آخر کی دعا میں قبول کر لے اور درمیان کی دعا اسے قبول نہ کرے۔ اس لئے دعاہ کے اول و آخر درود پاک پڑھنے والے کو قویت کی پوری امید رکھی چاہیے۔

۶) حضرت سیدنا الیا بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ

آپ کی خدمت میں عرض کیا کر میں چاہتا ہوں کہ آپ پر زیادہ سے زیادہ درود پاک بھجا کرو۔ آپ مجھے ارشاد فرمائیں کہ اپنی دعاء کے اوقات میں سے کتنا حصہ آپ پر درود بھیجئے کے لیے تقصی کروں؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا مفادیت کر جتنا کر سکو کرو۔ پھر میں نے عرض کیا کہ چھٹائی حصہ آپ پر درود بھیجئے کے لیے تقصی کروں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا قلائلِ ذکر فہرستِ حکیم، لکھ کر اگر وقت بڑھا لو تو تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کیا پھر آدھا وقت اس کے لیے خصوص کرتا ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا مفادیتِ لذتِ فہرستِ حکیم، لکھ کر جتنا چاہو کر لو اگر وقت اور بڑھا لو تو تمہارے لیے بہتر ہے گا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ «تمہاری وقت تقصی کروں؟ آپ نے پھر بھی ارشاد فرمایا قلائلِ ذکر فہرستِ حکیم، لکھ کر تو میں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنی دعاء کا سارا وقت آپ پر درود کے لیے تقصی کرتا ہوں آنحضرت لکھ کر مخاطب تکھنہ تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا راضیٰ تکھنیٰ حقیقتِ زیکھر لکھ کر ذہنک کر پھر تو تمہری ساری رئی و دنیاوی مہمات کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو گا اور تمہرے سارے گناہ و قصور غسل کر دیے جائیں گے۔

مطلوب یہ ہے کہ درود پاک پر سارا وقت صرف کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے سارے مسائل و مہمات جن کے لیے تم دعاء کرنا چاہیجے ہو اپنے کرم سے مکن اٹکے گل کر دے گا اور تمہارے سارے ہو گناہ جن کے لیے تم استغفار کرنا چاہیجے ہو مکن اٹکے حساف فرمادے گا۔

اگر ہرود نہ ہوڑھا جائے تو؟

گرامی فدر سامنگن! جس طرح درود شریف پڑھنے کے نتائج کب حدیث میں موجود ہیں اسی طرح درود نہ پڑھنے پر امیدیں بھی موجود ہیں۔

(۱) حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تخبر طی المثلہ والامان نے ارشاد فرمایا **الْجَنِیْلُ الْدَّنِیْنِ مَنْ ذَکَرْتُ هَذِهِ الْكَلْمَ بَعْلَ مَحْلَیْنَ** (زندی) کے اصل بخل اور سخوں وہ آدمی ہے جس کے سامنے سہرا ذکر آئے اور وہ بھجہ پر درود نہ بیجے۔

مطلوب یہ ہے کہ عام طور پر بخل اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مال و دولت خرچ کرنے میں بغل سے کام لے جیں اس سے بھی جو ابخل وہ ہے جس کے سامنے محسن انسان ہے کا ذکر سہارک آئے اور وہ زبان سے درود کے دو گلے کہنے میں بھی بخل کرے۔

(۲) حضرت قادوہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ **لَمْ يَأْتِيْنَاهُمْ بِمَا كَانُواْ يَكْفُرُونَ** نے ارشاد فرمایا ہیں **الْجَنِیْلُ وَأَنَّ أَذْكَرْ عِنْدَ رَجُلٍ كَلَّا بُطْهَلَيْنِ مَحْلَیْنَ** (زندی) کہ کسی آدمی کے سامنے سہرا ذکر کیا جائے اور وہ بھجہ پر درود نہ بیجے تو یہ اس کی جھا اور قلم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس شخص نے کاحد آپ کی قدر نہ کی اور آپ کی قدر و منزلت نہ پہچانے سے بڑی زیادتی اور کوئی ہو سکتی ہے؟

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا **جَلَسَ** **لَوْمَةَ مَجْلِسًا لَمْ يَدْكُرُوا إِلَهَ إِلَهُوْ وَلَمْ يَقْلُوْا عَلَىٰ يَتَبَرَّهُمْ إِلَّا سَاقَ عَلَيْهِمْ بَرَّةً قَلَنْ كَاهَ عَلَيْهِمْ وَلَذَا كَاهَ غَفَرَ لَهُمْ** (زندی) کہ جو لوگ کسی بھگ پر بیٹھے اور بھل دشست میں انہوں نے نہ تو اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور نہ ہی اپنے نی **مَجْلِسَهُ** پر درود بیجا تو یہ بھل س قیامت والے دن ان کے لیے حضرت وخران کا باعث ہوگی۔ بھر چاہے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے اور چاہے معاف کر دے۔

یعنی اسکی بھل س پر نہ تو اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہوتی ہے اور نہ ہی وہ بھل باعث برکت ہوتی ہے۔ اس لیے اسکی اپنی مجالس کو ذکر اللہ اور درود پاک سے

غایل نہ رکھنا چاہیے۔

۲) حضرت کعب بن مغرب و مسی افسوس فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ نے صحابہ کرام کو جمع ہونے کا حکم دیا ہم لوگ منیر کے زیر بیٹھ ہو گئے جب آپ سنبھال پڑے جسے لگے تو محلہ بیٹھ گی پر اپنے قدم رکھتے ہوئے فرمایا "آمن" پھر اسی طرح دوسری اور تیسری بیٹھ گی پر "آمن" فرمایا۔

جب آپ اپنے خطاب سے فارغ ہو گئے تو ہم نے مرض کیا ہاڑ رُسْلَنَ
الْفَرَسِعَارِمِنَكَ الْكَوْمَ كَهْنَةَ الْمُكَانَسَةَ اے اللہ کے رسول آج ہم نے
آپ سے ایک ایسی فخر کی ہے جو پہلے ہم بھی ختنے نہیں۔
(یعنی آپ کا ہمارا بار آمن فرمادا۔)

آپ نے ارشاد فرمایا منیر کے بزر درجے، جسے ہوئے جبریل امن
علیہ السلام بد دعا کرتے تھے اور میں نے آمن کہا۔ صحابہ کرام نے خوف زدہ
ہو کر سوال کیا کہ وہ کون بد بخت اور دشیاہ لوگ ہیں جنی کو جبریل علیہ السلام نے بد
دعا دی اور آپ نے آمن فرمائی۔ (آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام
نے فرمایا تھا بعد میں اقویٰ رُمَحَانَ لَكُمْ يَظْرَأُوا كَرَدَهُ خُصُّ چاہ و بِرَادَهُ اور
خاک و خاکر ہو کہ جس نے رمضان الہا ک کالمیت پایا اور انہی مفترضت کا سلام
نہ کر سکا۔ رسول امرتہ حضرت جبریل نے فرمایا تھا میں ذکر نہ کریں یعنی اللہ
نَهْلِيْ عَلَيْکَ کہ وہ خُصُّ بھی خاک و خاکر ہو ہیں یہ بھی ہے جس کے سامنے
آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہیں۔ تمہری مرتبہ جبریل علیہ السلام
نے فرمایا تھا میں اکثر نو الکھر نو الکھد مکا لکم ہندھلی الجھہ کرو
خُص بھی خاک و خاکر نام اور ہے جس نے اپنے ماں باپ پا اور نوں میں سے
ایک کو بلا ہاپے کی حالت میں پایا اور بھر ان کی خدمت کر کے جست نہ کسا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل علی السلام کی ان تینوں بد دعاؤں کے
جواب میں میں نے آپ میں کمی کر اللہ کرے ایسا ہی ہو۔
گرائی قدر سامنے اتھر فرمائیں! تجوہ فرمائیں! بد دعا و دینے والے جبریل علی السلام
تو روحانی کے سردار ہیں اور آمن کئے والے لام الائچیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ
جس بھلا لکھی بد دعا کی قویت میں کوئی نیک ہو سکتا ہے؟
اللہ تعالیٰ ہمیں ان تینوں بد دعاؤں سے محفوظ رہنے کی توفیق نصیر
فرماتے۔ آمن

کیا آپ کو درود شریف کی ضرورت ہے؟
ہو سکا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ کیا تخبر علی المصلحت
والسلام کو ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے؟ کیا ہم درود پڑھیں گے تو رب اللہ تعالیٰ
آپ پر رحمت نازل فرمائے گا؟ آخوندیں آپ کے لئے رحمت و برکت مانگنے کا
حکم کیوں دیا گیا ہے؟

جناباً مرض ہے کہ آپ ہرگز ہمارے درود کے عناج نہیں ہیں۔ اگر روزے
زنی کے سارے لوگ درود پڑھنا بالکل بند کر دیں جب بھی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر
اپنی رحمتیں اور برکتیں بسروقت پھاڑ کر رہا ہے۔ ہر ہر لمحہ آپ کا درجہ بلند سے بلند
تر رہا ہے وَلَلَا يُخْرِجُهُ كُنْزٌ لَكَ مِنَ الْأَوَّلِ (سورة عبس)

ہم آپ ﷺ پر درود پاک پڑھ کر آپ سے بھی حقیقت اور محبت کا
اعمار کرتے ہیں تو اس طرح آپ سے نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر بھی
نظر رحمت فرماتا ہے۔ تو رحمت اور حقیقت درود پاک پڑھنے میں کہہ ہمارا ہی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ كَمْنَسٌ صَلِّ دَازٌ :

ہو سکا ہے آپ کے زہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمیں آپ
پر درود بھیجے کا حکم دیا ہے اور ہم بجائے اسکے کر آپ پر بذات خود درود بھیجنے والا
اللہ تعالیٰ کو کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ تو آپ پر درود بھیج۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے
”مَلَّوْا“ تم ملاؤ کہجو وہ ہم جواب میں کہہ رہے ہیں ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ“ اے اللہ
ملاؤ بھیج۔ وہ حقیقت ہمیں تو یوں کہنا چاہیے تھا ”الْعَلِيقُ عَلَى مُتَحَمِّدٍ“ ہا
”اَلْعَلِيقُ عَلَى مُتَحَمِّدٍ“

اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ غیر برطیہ الملازۃ والسلام کی ذات ہر لفاظ
سے پاک اور بے میب ہے۔ اور ہم انتہائی گز کا رخا کار اور میب ہو رہے ہیں۔ مگر
جو خود سراپا محب و مخالف ہواں کی کیا بھل کر آپ کی تحریف تو صہب کا حق ادا
کر سکے اس لیے ہم الی ہمروں اکاری اور دماغی کا اقرار کرتے ہوئے اللہ
تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ تو خود ہی اپنے نبی کی نایابی شان ان پر
رمت بھیج۔

غائب شانے خوبجہ پر یزدان گزا حکم
کان ذات پاک مرتبہ والنا مهر است
یہ ایسے ہی ہے جیسے غیر برطیہ الملازۃ والسلام نے با رگہ ایزدی میں عرض
کیا اللہُمَّ لَا أُغْمِنْ فَأَلْمَکْ اکٹ کنکا کنکت هلکن کلک ک کر کے
اللہ میں نیری تحریف کرنے سے قاصر ہوں۔ تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی شان
فرمائی ہے۔

یہاں ہمیں مطلب ہے کہ اے اٹا! ہاری کیا سچال کر ہم تم ہے نبی
کے شایبان شان تحریف تو صہیف کر لیں۔ تو ہی اپنے نبی کی تحریف دشانہ کا حق ادا

گر سکا ہے۔

خدا در انکار مر مانیست تو جنم براہ شانیست
خادم آفریں مسلط بس محمد حامد مر خدا بس

درود صورت شوک کا خلفیت:

گرای قدر سامن! آپ بانٹے ہیں کہ درود شریف ایک دعا ہے وہ
ہم اللہ تعالیٰ سے پیغمبر ﷺ کے حق میں مانگتے ہیں۔ پیغمبر ﷺ کے مرتبہ اور شان
سے کوئی واقع نہیں آپ کے ہمارے میں ہائل بجا کہا گیا ہے۔

بعد از خدا بزرگ آپی قدر خضر

بھی آپ کی آپی صفت اور شان کے باوجود تین یہ عزم دیا گیا ہے کہ
آپ سے نہیں مانگنا بلکہ آپ کے لیے مانگنا ہے صرف گرای ایک لمحے پر فوراً کہا
جائے تو خالق اور علیق کا فرق واضح ہو جاتا ہے اور شرک کی جڑ کش جلتا ہے۔
اسی طرح اذان کے بعد کی دعا ہے جس میں ہم پیغمبر طیہۃ الحصاۃ والسلام
کے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا مقام طلب کرتے ہیں۔ وہاں بھی سچی س حق دیا گیا
ہے کہ آپ سے نہیں مانگنا بلکہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے آپ نے آپ نے خدا
ارشاد فرمایا **تَلُوا الْهُدَىٰ إِنَّ الْوَيْلَةَ كَمَرْبَرَےٰ** لے کر اللہ تعالیٰ سے جلد
(جنت کا اعلیٰ سماں) طلب کیا کرو۔

کون نصادر وہ ہو ہیں؟

گرای قدر سامن! ہمارے محاشرہ میں مختلف حرم کے قصور مانگ ہیں
تقریباً ہر سہو اور ہر مولوی کا درود چما ہے۔ سو چاہیے ہے کہ آئت کریمہ کی راستے
ہم اللہ تعالیٰ کا حرم مانتے ہوئے کونا درود پڑھیں؟

اس کا فیصلہ خود کرنے کی بجائے امام الانبیاء حضرت محمد رسول ﷺ
کے کردار میں ظاہر ہے کہ آپؐ کے مبارک فیصلے کے بعد ایک مسلمان کے
لئے چون دھماکی گھنائش باقی نہیں رہ جاتی۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ جاگر کر تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی
یہ آیت (إِنَّ اللَّهَ زَيْدًا لِلْكَوْنَاتِ الْعُظُمَ) تازل فرمائی تو اس وقت صحابہ کرام نے
آپ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہیں اس آیت میں دو حکم ارشاد فرمائے ہیں
(ا) حُلَّا لِيَنِي مُلُوَّةٌ بِحِجْرٍ (۲) مُتَلَّزِّداً لِيَنِي سَلَامٌ بِحِجْرٍ

اے اللہ کے رسول! بے لیک اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ نہ آپ کی معرفت تباہی دے ہے کوئی اہل کلام خلقتاً گھبف نصلیم غلنیک
لیکن نماز میں ہم تشهد کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق آپ پر یاں سلام بھیجے
یہی السلام غلنیک آئیں ایسی وَرَحْمَةُ الْفَرِيقِ وَرَحْمَةُ کافر۔ اب آپ ہمیں ارشاد
فرامیں گھبف نصلیم غلنیک؟ کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھجا کرسیں؟

مشیر مکتبت نے سماپت کرام کے اس سوال کے جواب میں فرمایا قبول نہ کر
یعنی کہا کرو اللہم صلی اللہ علی مُحَمَّدٍ وَّخُلُقْهُ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا خلَقْتَ
نَبِيًّا وَّخُلُقَ آلَ نَبِيٍّ إِنَّكَ حَسِيدٌ تَعَجِّلُ اللَّهُمَّ بارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى نَبِيِّنَا وَّعَلَى آلِ نَبِيِّنَا
إِنَّكَ حَسِيدٌ تَعَجِّلُ (بهری، مسلم)

گرائی قدر سامن! اب آپ خود فیصل کریں کہ آپ کے حکم کے مطابق
ان علا پڑھنے والا کون ہے اور نہ پڑھنے والا کون ہے؟ کون ہے جو اس درود مبارکی
کو پڑھ کر انقدر تعالیٰ اور آپ کا حکم بجا لاتا ہے؟ اور کون ہے جو من گھرست الفاظاً کو
درود کا بیجہ دیکھ آپ کی حکم صدیل کرتا ہے؟

افضل درود:

حدیث شریف کی کتب میں درود شریف کے اور سب سے بھی آئے ہیں مگر ان تمام میخنوں میں سے انفضل درود بھی ہے کوئنکہ یہ آیت شریفہ کے اختال اور میں سکھایا گیا ہے۔ لام نووی نے اپنی کتاب "روضہ" میں یہاں تک لکھ دیا کہ اگر کوئی شخص یہ تم کھا بیٹھے کہ میں سب سے انفضل درود پڑھوں گا تو اس درود (درود ابراہیمی) کے پڑھنے سے تم پوری ہو جائے گی۔

اس درود پاک کی الفضیلت کا ایک ثابت یہ بھی ہے کہ اسے نماز میں جگہ دی گئی ہے۔

بھرپور اسلامی درود ہے کہ اس میں آپ کی آں کا بھی ذکر ہے برکات اُبھی ذکر ہے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے لفظ سے اللہ تعالیٰ سے درخواست بھی کی گئی ہے۔ برخلاف اس کے جو درود آج کل اذان سے اول لا ڈا پیکر دل پر پڑھا جا رہا ہے ندوہ خشور کا تاباہوا ہے نہ اس میں آں کا ذکر ہے نہ برکات کا نہیں ابراہیم علیہ السلام کا اور نہیں اللہ تعالیٰ سے درخواست کی گئی ہے۔

ہمارے والد حکرم شیخ الطیر حضرت مولانا ناصر احمد صاحب لودھا رقدہ، موام کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ اس درود ابراہیمی میں "الله" کا لفظ سے پہلے آیا ہے اور جو لوگوں نے تجویز کر رکھا ہے اس میں لکھا "اللہ" سے آخر میں آیا ہے۔ اب بتاؤ انفضل کونسا درود ہے؟

گمراہ قدر سامنے! ازرافتار فرمائیں ایک درود ہے جو نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے لکھا ہوا ہے اور ایک درود ہے جو مولویوں نے بذات خود تجویز کر لیا ہے۔ ثبوت کی زبان سے لکھے ہوئے البتہ زیادہ قیمتی ہیں یا مولوی

صاحب کی زبان سے لیئے ہوئے؟

حدیث شریف میں ہے کہ جنگی علیہ الحصۃ والسلام نے ایک موقع پر حضرت سیدنا براء بن عازبؓ کو ایک دعاء سکھائی جس میں یہ الفاظ تھے "آئت بِ رَبِّكَ الَّذِي أَنْزَلَتْ وَبِرَبِّكَ الَّذِي أَرْسَلَتْ" حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دعاء یاد کر کے جب آپؓ کو سنائی تو ربِیتِ کَ الَّذِي أَرْسَلَتْ کی بجائے بِرَبِّكَ الَّذِي أَرْسَلَتْ کہا۔ مگر آپؓ نے میری غلطی کا اعلان کیا اور کہا جو جو میں نے سکھایا تھا ربِیتِ کَ الَّذِي أَرْسَلَتْ۔ (بندی وسلم) کراچی قدر سامنے! خور فرمائیں! الفاظ بالکل ہم معنی ہیں نہیں کی بجائے رسول کہ دیا۔ معنی میں کلی فرق نہیں ہے۔ مگر آپؓ نے غلطی کیوں کیا؟ غلطی اسی لئے کیا کہ آپؓ کی زبان سے لیئے ہوئے الفاظ بااعد بھی ہیں اور باہر کت بھی ہیں اسی طرح ہم وہی درود پاک پڑھیں گے جس کے الفاظ لمان نبوت نے سکھ دیے ہیں۔

سلام کہہن گیا؟

بعض اال بدعت پر اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی آئت میں ادو حکم ہیں ایک صلوٰۃ کا دوسرا سلام کا اور درود و ابراہیمیں میں تو سلام ہے یعنی یہ تو ہکم ہے اس سے بہتر تو ہما دار ہے جس میں صلوٰۃ بھی ہے اور سلام بھی ہے۔ "الْقَلْرَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ سَمَاءَ مَلَكَ الْفُرُونَ" اس لئے یہ درود پڑھنا چاہیے تاکہ بیک وقت دھوں کام ہو جائی۔

جو بسا عرف ہے کہ حدیث پاک کی رو سے بتایا جا چکا ہے کہ آپؓ کے لئے صحابہ کرام ہم تو سلام بھیجے کا کیا طریقہ سکھایا تھا۔ اسی لئے تو صحابہ کرام قرأتے ہیں کہ سلام کا طریقہ تو ہمیں بتایا جا چکا ہے کہ ہم نماز میں حالت قدرہ میں پڑھتے ہیں

اللَّهُمَّ عَلِنِكَ أَنْتَ الْيَوْمَ وَرَحْمَةُ النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ كَاتِبِهِ ثَابِتٌ هَا كَرَآبُ نَسَابَةٍ
صحابَةِ كَرَامَةِ مُحَمَّدٍ كَمَا دِيَارُ صَلَوةِ كَافِي.

یہ ضروری نہیں کہ دلوں کو بیک وقت ایک ہی جملہ میں ادا کیا جائے۔
ویکھئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے آتَيْتُهُمُ الْعَلْوَةَ وَأَنُورًا
الْزَعْكَرَةَ کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ بیک وقت دلوں
کام کرو۔ جب بھی نماز پڑھو ساتھی زکوٰۃ بھی دو؟ آپ جانتے ہیں کہ دلوں کا
سوچ جو جدا ہے نمازوں میں پانچ مرتبہ اور سال میں انمارہ ۲۷ مرتبہ پنجیں چل
ہے جبکہ زکوٰۃ سال میں صرف ایک دفعہ دی جاتی ہے۔

درود پہنچتا ہے :

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارا پڑھنا ہمارا درود و سلام غیر علیہ المصلاۃ والسلام کو
یقیناً پہنچتا ہے۔ پہنچانے کی ذمہ داری ہماری نہیں اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ہمارا یہ ایمان
ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں بھی اور بعد ازاں وفات بھی ہمارا درود و سلام آپ کو
پہنچتا ہے۔ مگر سمجھنے والی بات یہ ہے کہ پہنچنے کا مطلب کیا ہے؟ کیا ہر درود پڑھنے
والے کا ہم لے کر آپ کو بتایا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پڑھنے
ہے؟ حقیقت علماہ کرام یا ان فرماتے ہیں کہ پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ درود پڑھنے
والے کی دعا، آپ کے حق میں قول ہوتی ہے۔

گرایی قدر سامنے از راستے آپ کی زندگی میں آپ کو درود کی
طریقہ پہنچتا تھا۔ اگر زندگی میں ہم لکھرا ہٹلائی دی جاتی تھی تواب بھی ہام لکھرا ہٹلائی
دی جاتی ہوگی۔ اگر زندگی میں پڑھنے نہیں تھا تو یقیناً اب بھی نہیں ہے۔ ہمارے
پاس ایسے قرآن ہیں کہ زندگی میں آپ کو درود پڑھنے والے کا ہم و پڑھنے تھا
جاتا تھا۔

☆ ۶۰ میں آپ صرف کے لیے تشریف لے گئے۔ شرکیں کرنے دراحت کا ارادہ کیا تو آپ مدحیہ کے مقام پر رک گئے طرفن میں بات چیت چلنے کی تو آپ نے حضرت سیدنا ھلان فیضی کو اپنا سخیر ہاکر کہ کمرہ روانہ فرمایا۔ شرکیں کرنے آپ کو قید کر لایا اور انواد ازا دی کہ حضرت ھلان کو شہید کر دیا گا ہے۔ غالباً یہ انواد پھیلانے سے وہ مسلمانوں کے جذبات کا انعام زدہ نکالا چاہتے تھے۔ خلیل علی اصلہ و السلام نے اس انواد کو سمجھا کہ کرآن کے قصص کے لیے صحابہ کرام سے بیعت لی جو بیعت رشوان کے نام سے مشورہ ہے بعد میں آپ کو پڑھا کہ یہ انواد تو جھوٹی تھی اور حضرت ھلان تو کہ میں زندہ موجود ہیں مگر آپ نے ان کو بھی بیعت میں شامل فرمایا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ھلان بب زندہ تھے (یقیناً نازیگی پڑھتے تھے اور نماز میں آپ پر درود و سلام بھی پڑھتے تھے اگر آپ کو نام لکھ لہلاس دی جائیں ہوں تو حضرت ھلان کے سعد پڑھنے سے آپ کو پڑھنے میں جاتا کہ حضرت ھلان زندہ ہیں اور درود پڑھ رہے ہیں۔

سوچی! مگر آپ نے ان کو محظی کیوں کرآن کے قصص کے لیے بیعت کیں ہیں؟

ای مدرسہ حسنه کا انساک واقع ہے کہ جب لکھارنے ایک منسوب کے تحت آپ سے مسئلہ اور تکمیلی طلب کیے ہوں جہاں یہ کہا کہ یہ مسئلہ ہمارے علمائے میں لوگوں کو اسلام کی اہلت دیں گے اور احکام دین سکھائیں گے۔ آپ نے ان کے ساتھ حضرت قاری صحابہ روانہ فرمائیے۔ جو انجامی اعلیٰ درجے کے قاری تھی اور پہنچنے کا رخ نہیں دیکھا گیا۔ اور رات خدا کی محفلات میں گزر دیتے تھے۔

جب یہ لوگ بھر موند کے مقام پر پہنچتے تو کفار نے انتہائی بے درودی کے ساتھ ان کو شہید کر دیا۔ کافی مرصوک ان کی شہادت کا آپ کو علم نہ ہو سکا۔ بالآخر حضرت جبریل نے آکر بحکم خداوندی اطلاع دی کہ وہ تو اپنے رب کے پاس پہنچے ہیں۔ پھر کافی مرصوک آپ ان کفار کے لیے بد دعا افرما تے رہے۔

گرای قدر سامنے! غور فرمائیں اگر ہام ہام درود پہنچتا تو ان ستر مجاہد کرام میں وفات کے بعد جب ان کا درود پہنچتا بند ہو گیا تو آپ کو معلوم ہو جاتا چاہیے تھا کہ وہ دنیا میں زندہ نہیں رہے۔ اگر زندہ ہوتے تو یقیناً نماز پڑھتے اور درود بھی پڑھتے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو رہا معلوم ہوا کہ درود دسلام یقیناً آپ تک پہنچتا ہے مگر ہام ہام خبر ملا خود مرنی نہیں ہے۔

☆ اسی طرح حدیث پاک میں ہے کہ آپ نے صحابہ کرام ہم الیات کے القاظ سکھائے اور مبارکہ الصالحین پر سلام بیجئے کے القاظ بھی سکھائے کہ اس طرح کہ کہ "اللَّهُمَّ عَلَّكَ وَّ عَلَّلَى عِبَادَتِ الظَّالِمِينَ" مگر آپ نے فرمایا کہ "لَا إِنْكَشْفُ إِذَا فَلَّتُكُمْ أَهَابَتْ كُلُّ عَنْتَدٍ هُوَ صَالِحٌ فِي الشَّاءِ وَالْأَذْهَنِ" (بخاری) کہ جب تم اس طرح سلام پر ہو گے تو زمین و آسمان کے ہر نیک بندے تک تمہارا سلام پہنچ جائیگا۔

گرای قدر سامنے! غور فرمائیں! کیا ہر نیک بندے کو اس سلام کے سخت تباہ جاتا ہے کہ قلاب بن قلاب نے یہ سلام بھیجا ہے؟ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ اسی نماز اور اسی صفائی میں بیٹھے ہوئے ساتھ دو اے نمازی کو بھی پہنچنیں چلا اور حدیث کہتی ہے "آهَابَتْ" سلام پہنچتا ہے۔

معلوم ہوا کہ پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ ۱۰ دعا، اس نیک آدمی کے حق میں

قول ہو جاتی ہے اور اذن تعالیٰ اس پر سلامتی پہنچا دی کرتا ہے۔
 اسی طرح نبی اکرم ﷺ پر جب سلام پڑھا جاتا ہے اللہمَ عَلَيْكَ
 آللَّهِ التَّبَعُّ اللَّمَّا أَنْتَ مَوْلَى دُرُودَ شَرِيفَ پڑھا جاتا ہے (یہ دوائیے کلامات یقیناً آپ
 کے قلم میں قول ہوتے ہیں اور آپ کے درجات بندے سے بلدر تر ہو جاتے ہیں اور
 پڑھنے والے کو بھی اجر و ثواب حاصل ہے۔

* ایک اور ضروری بات ہے کہ جب ہم نے کہ دیا اللہُمَّ صلِّ اللَّمَّا
 اللہ تعالیٰ سے خاطب ہو کر درود پہنچانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے پرداز کرنے
 ہیں۔ اب آگے اللہ تعالیٰ کا اپنا نام ہے «جس طرح پہنچائے اس کی سرخی ہے
 ہمیں اس میں بحث و تجویض اور تکرویش کرنے کی کوئی خرد رہت نہیں ہے۔ ہمارا
 نام ہے کہ اخلاص و ذمہ داری کے ساتھ درود پاک پڑھیں اور بس۔
 اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی بھی محبت طامہ فرمائے اور آپ پر زیادہ سے زیادہ
 درود پاک پڑھنے کی توفیق حطاہ فرمائے۔ آمن

خدا در انوار مر نیست
 حُرُّ جسم بده شا نیست

خدا در آفرین مصلیٰ بس
 حُرُّ حاد حمر خدا بس

حُرُّ از تو ہی فراہم خداما
 خدالی از تو عشق مصلیٰ را

۸:- مُبَرَّزاتِ مُصْطَفَیٰ ﷺ

الْحَنْدُ بَهْرَةُ كُلِّ وَ سَلَامٌ عَلَى يَعْبُودُ الَّذِينَ اسْتَطَعُوا حُضُورَهُ
عَلَى نَبِيِّ الرَّسُولِ وَ حَاتِمِ الْأَنْبِيَا وَ عَلَى إِلَيْهِ وَ أَخْصَاصِهِ الْأَنْبِيَا وَ الَّذِينَ هُم
خَلَائِصُ الْقَرْبَاءِ وَ خَيْرُ الْعَالَمِينَ بَعْدَ الْأَنْبِيَا。أَمَّا بَعْدُ فَأَغْرِيَ بِالْفَوْرِ مِنْ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِنَسَعِ الْفَرِّ الرَّحِيمِ الرَّجِيمِ。شَهَادَةُ اللَّهِيْ أَشْرَى بِعَيْنِيْ
لِلَّهِ مِنَ التَّشْهِيدِ الْعَرَمِ إِلَى التَّشْهِيدِ الْأَلْفَيِّ (سورة نور آیہ ۲۶) مدد و مدد
گرایی قدر سامنی اے "بیہرہ" کا لفظ "بیہر" سے تلا ہے جس کا لغوی
معنی ہے ماجز کرنے والا۔ یعنی وہ کام جس کے کرنے سے لوگ ماجز ہوں۔ اسکی
کی تعریف ہوں جیسی کی جاسکتی ہے کہ بیہرہ خدا تعالیٰ کا وہ خوبی عادت فضل ہے جو
انجیاں کرام کی تائید و صرفت کے لیے اسکے ہاتھ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

یہ ایک بیوادی بات ہے کہ بیہرہ کا قابل الشدائی ہوتا ہے اسی کی تقدیرت
کامل اہمیت سے اس کا اکابر ہوتا ہے۔ اسکے لئے میں نبی اور رسول کا زندہ
ہمارے دخل نہیں ہوتا۔ وَ كَانَ لِرَسُولِنِيْ أَنْ تَعْلَمَنِيْ بِمَاهِدِيْ أَلَا يَرَنُونِيْ بَهْرَوْ (سرہ سوون)

یعنی کسی نبی اور رسول کی طاقت نہیں کہ وہ کوئی بیہرہ خدا تعالیٰ کی مرضی و اجازت
کے بخیم خاہر کر سکے۔ انجیاں کرام سے کفار نے مرتباً بیہرات طلب کیے تو
انہوں نے بھی جواب دیا وہ کانَ لَنَا أَنْ تَأْتِيْكُمْ بِشَرْكَانِ إِلَّا يَرَوْنُ
بیہرہ (سرہ ۱۹ آیہ ۴) کہ یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں کہ ہم خدا کے حرم کے بغیر کوئی
بیہرہ دکھان سکیں۔

مقابلی جائزہ:

ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے حالات اور ضرورت کے مطابق میہرات عطاہ

فرمائے۔ اسی طرح آخری تخبر حضرت محمد رسول اللہؐ کو بھی اشتعال نہے بے شمار بھروات عطا فرمائے۔ آپؐ اور دیگر انویاں کے بھروات میں ایک فرق ہے کہ آپؐ کے بھروے تعداد میں ان سے زیادہ ہیں جیسا کہ بعض علماء کرام نے آپؐ کے بھروات کی تعداد تقریباً تین ہزار بیان فرمائی ہے۔ اور بعض نے اس موضوع پر مستقل کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ آپؐ کے بھروات میں تحریک پایا جاتا ہے جبکہ دیگر انویاں کے وہی بھروے ہار ہار دہراتے جاتے رہے۔ مگر اگر ہم دیگر انویاں کرام علیہم السلام اور آپؐ کے بھروات کا قابلی جائزہ لیں تو آپؐ کو دیے گئے بھروات ان سے زیادہ اقویٰ اور حیران کن ہیں اور ان میں اعجازی پہلوزیا وہ نہیاں اور واضح ہے۔

دراغور فرمائی! حضرت مولیٰ علیہ السلام کا ایک مشہور بجزہ ہے کہ آپؐ کی قوم نے جب پانی کی نکتہ کی تھات کی تو آپؐ نے اٹھاعی کے حرم سے بختر پر اپنے صمام کی خرب لگائی۔ ضرب کا گناہ تھا کہ بختر کی اس چنان سے پارہ خشے جانشی ہو گئے۔ کلاپِ اشتعل متوسلی بالغورہ نکلتا اضطررت یَتَحَاجَىْ
الْحَمْرَ لَا لَفْجُورَثْ وَنَهْ لَفْقَأَ عَنْرَةَ عَيْنَاً (سید البر) اور جب مولیٰ نے اپنی قوم کے لیے خدا تعالیٰ سے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لامگی بختر پر مار د تو بھروس میں سے ہارہ خشے بہوت لگلے۔

گرائی قدر سامنگن! بختر کی ایک بیان سے پانی لکھا واقعی ایک اعجاز ہے جیکن یہ ہاتھ بھی زاہن میں رکھیں کہ خشے عموماً بہاؤں اور بخروس سے عی برآمد ہوتے ہیں۔ کرنے والوں نے تو اس کی پہنچ دیل بھی کر دی کہ خشے پہلے سے موجود تھا ان کے منہ پر مٹی جسی ہوئی تھی لامگی بادنے سے وہ مٹی ہٹ گئی تو پانی بہنا شروع ہو گیا۔ اگرچہ مکریں بھروات کی پہنچ سراہاں ہیں ہے مگر انہوں نے

بہر حال انوار کا ایک پیلو کال لیا۔

اس سے زیادہ سمجھو متعقول سمجھو، ہمارے دُغیر حضرت مسیح رسول اللہؐ کا
ہے جبکہ آپؐ اپنے چنان سوچا پر کرامؐ کے ساتھ مددیہ کے مقام پر موجود تھے۔ پانی
کا ذخیرہ اس حد تک نہ ہو گیا کہ صحابہ کرامؐ ایک گھونٹ کے لیے بھی ترس کر رہے
گئے۔ دُغیرؐ کو حالات سے آگاہ کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ جتنا پانی پورے
لٹکر سے اکٹھا کیا جا سکتا ہے لے کر آؤ۔ چنانچہ ملکیزدین کو نیچو نیچو کر قدرہ قدرہ،
ایک بھونے سے برتن میں جمع کر کے خدمت انقوں میں خیش کیا گیا۔ ملکیزدین
صحابہ کرامؐ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جوئی آپؐ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ادا ہو
کر اذ تعالیٰ سے برکت کی دعاء فرمائی لَمَّا جَعَلَ اللَّهُ مَنْ يَفْرَزُ مِنْ هَنْنَ أَهْبَأْ يَعْصِيَهُ تَرَانِی
آپؐ کی الگیوں سے جسموں کی طرح پھرئنے لگا۔

صحابہ کرامؐ نے اپنے ملکیزدے سبھر لئے جاؤ رہوں کو پلاں لائے سب ضروریات
پوری کر لیں سکر ہانی فتح نہ ہوا۔ گرائی قور سامنی! الگیوں تو گشت پختہ ہڈی
اور خون کا مجموعہ اس ان سے تو پانی لکھانا ممکن ہے۔ اب دلوں سمجھووں کا موازنہ
کیجئے کہ زیادہ سمجھو متعقول اور افوی سمجھو کہنا ہے۔

ای طرح حضرت سیدنا مسیح طیب السلام کا ایک حصہ سمجھو ہے کہ آپؐ اللہ
تعالیٰ کے حکم سے مردیں کو زندہ کر دیتے تھے۔ وَأَنْبَيْتُ الْعَوْنَىٰ بِإِذْنِنِ الْهِيِّ.
احیاء عروقی کا یہ سمجھو، اتنی بڑا احمد ان کن ہے کہ جس شخص پر صوت وارد ہو
ہجکی لہو روح اس کے جسم سے خارج ہو جگی وہ دوبارہ زندہ ہو جائے ایکسیں اگر غور
کیا جائے تو ہاتھ صرف اگنی ہے کہ خارج شدہ روح دوبارہ اس جسم میں داخل ہو
گئی۔ جس کل سے کل جھکی اسی کل میں لوت آئی۔

اس سے زیادہ سمجھو متعقول سمجھو، سبھرے دُغیر حضرت مسیح رسول اللہؐ کا

ہے۔ کہ جب آپ نے لکڑی کا مخبر تیار ہونے کے بعد سچہن بھری میں موجود کمر کے اس ٹنگ ستوں کا سہارا پھوڑ دیا جس کے ساتھ مذلوں سے کفر ہوتے تھے تو وہ ستوں پہلوں کی طرح فراق بھری میں بلکہ پلک کر لانے لگا۔ پنکڑوں صاحب نے یہ مختار اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کے رونے کی دددناک آواز اپنے کالوں سے سنے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ستوں اب پھر جائے گا۔ آپؓ اس کی یہ حالت دیکھ کر مخبر سے اترے اس کے قریب آئے اس پر ہاتھور کھا بلکہ اس کو سینے سے لگایا تو وہ آہستہ آہستہ خاموش ہو گیا۔ اسی لیے اس ستوں کا نام امطلاع حاذر پڑ گیا۔

گرامی فدر ساسیں! غور فرمائیں کمر کے اس نھیختے میں کس طرح زندگی آگئی۔ اگر صرف اتنی زندگی آتی کہ وہ ہر اب ہو جاتا، اس پر پہنچے اور پہل وغیرہ لگ جاتے تو عجب کی بڑی عجیب بات تھی۔ مگر بناالی زندگی آنے کی بجائے اس میں حیوانی زندگی آگئی کہ وہ فراق و مصل کو حسوس کرنے لگا۔ بلکہ انسانی زندگی آگئی کہ وہ رونے لگا۔ بلکہ حرقانی زندگی آگئی کہ اس میں حق بھری لا جھی بند پڑا ہم مارنے لگا۔

اب اس بھروسے کا حضرت میںؐ کے بھروسے کے ساتھ موافقت فرمائی کہ زندگی وہاں بھی آتی مگر اس وجود میں جو روح کا محل ہو رہا تھا۔ ہاتھ صرف اتنی ہے کہ پہلے بروح اس کے اندر تھی مہر تکل اور پھر واپس آگئی اور یہاں زندگی اس وجود میں آ ری ہے جو روح کا محل تھا۔ صرف زندگی نہیں آتی بلکہ فراق و مصل کا احساس بھی پیدا ہو گیا اور وہ دالم سے رونے بھی لگا۔

اب بتائیے دھروں بھروس میں سے زیادہ، مگر امتحل بھروس کہنا ہے؟

اے طرح حضرت مسیح ناسیمان علیہ السلام اور اگے والدگر ای حضرت
داود علیہ السلام کا یہ سچھرہ ہے کہ وہ پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے وَ عَلِّيْنَا مُنْبِئِي
الْكَفَرِ (سورة نمل) پرندوں کی بولیاں سمجھ لینا واقعی ایک حیران کن بات ہے اور
میکب سچھرہ ہے۔ اے طرح حضرت ناسیمان علیہ السلام نے ایک موقع پر ایک حیران
کی صحیحی آواز کوں کر کے سمجھ لیا تھا پر بھی بڑی حیران کن بات ہے۔

اس کے بالمقابل ہمارے خبر حضرت محمد رسول اللہؐ کا سچھرہ ہے کہ
ایک موقع پر الہ تعالیٰ اپنا بندھی میں چڑھکریاں لے کر آپ کی خدمت میں آیا
اور طعنہ آمیز لمحے میں آپ سے سوال کرنے لگا کہ اگر آپ اللہ کے خبر ہیں تو
تائیں ہمارے ہاتھوں میں کیا ہے؟

آپ نے اللہ کے حرم سے جواب دیا کہ الہ تعالیٰ اکیا میں مذاہ کر تھے
ہم میں کیا ہے یا ۱۰ جن خود ہم لے خود تھے ہم میں موجود ہے۔ ۱۰ حیران ہو کر
کہنے لگا کہ کیا ہمیں مٹی کے اور والی جیسی بھی بدل سکتی ہے؟ آپ نے جواب دیا
کہوں لگیں اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے۔ پھر سب ماخزن نے شاکر اس کی بدن
مٹی میں ہے جان ٹکریاں کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حقیقت اور عقیدت کرنے
گئیں۔

گرامی قدر سامنگن اغور فرمائیں کہ یہ سچھرہ حضرت ناسیمان علیہ السلام
کے سچھرہ سے زیادہ آوت والا نہیں ہے؟ وہی تو صرف پرندوں کی چیزیات کو کہنے
کی بات تھی لور بھال بے جان بھر بولنے لگے اور ان کی حقیقت سب لوگوں نے
جسے۔

گرامی قدر سامنگن ای چہ مثالیں میں نے اس لیے بلوور نہون مرض کی
جیں کہ آپ کو تباہا جامسکے کہ خبر علیہ الحصۃ والسلام کے سجزات میں دیکھا انجیاہ

کرام کے بھرات کی نسبت اپاڑی پبلوزیادہ نمایاں اور واضح ہے۔

اپ کیم عظیم مصجزات:

قرآن و حدیث میں اگر فور کیا جائے تو آپؐ کے چار بھرات بالی سب بھرات سے زیادہ نمایاں تھر آئے ہیں۔ (ا) قرآن مجید (ب) سحرن (ج) شن (د) شش صدر۔

(ا) قرآن مجید:

یہ تخبر طیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے ہاصلی اور رائی بھروسہ ہے۔ جس طرح آپؐ کی نسبت دائلی اور ابدی ہے اسی طرح آپؐ کی نسبت کی دلیل (قرآن مجید) بھی دائلی اور ابدی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پڑھتے ہے کہ ہر نبی کو اس کے زمانہ کے مطابق بھرات عطا فرماتا ہے۔ حضرت موسیٰ طیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا بڑا ازور قہا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو صاحب اور یہ بیان کے بخوبی دینے جنمیں نے جادو کو مات کر دیا اور ما بر جادو اگر آپؐ کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئے فَلَيَقُنِ الشَّعْرَةُ مُسْجَدًا لَكُلُّهَا
أَتَابَتْ فَارُوقٌ وَّ مُوسَى۔

اسی طرح سیدنا حضرت میسی طیہ السلام کے زمانہ میں طباعت اور حکمت کا بڑا ازور قہا اور یہ فتن پورے عروج پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت میسی طیہ السلام کو اسی نسبت کے بھرات عطا فرمایا اور اٹھنہ کو عاجز کر دیا۔ ماورزا اونچے اور بدل کے مریض میں انہوں بھرنے سے شفاء پانے لگے حتیٰ کہ مردے زندہ ہو گئے۔

اسی طرح ہمارے تخبر حضرت محمد رسول اللہؐ کے دروں میں نھایت و

بلافت کا زور تھا۔ اہل عرب اس ان میں بڑھوئی رکھتے تھے اور انہیں اس پر اعتماد
تھا کہ غیر عربوں کو گونھا سمجھتے تھے۔ وغیر طیہ الحلوة والسلام الی محفل تھے زکر
جانے تھے نہ پڑھنا۔ آپ نے ان کے سامنے ایک ایسا کلام پیش فرمایا کہ جس
کے سامنے ان کی ساری صفات و بلافت علم و ادب علم و تعریف فتواء نہیں

تھے کہ ناکرده قرآن درست

کب خانہ چھڈ ملت بشو

اس پر مسترد ہے کہ میر انہیں تخلیق ہی دیا گیا کہ اس کلام جسی ایک سوت
ایک آہت ایک جملہ ہی پیش کر دو۔

مگر ای قدر سامنگی! آپ جانے چیز کے کفار عرب اس تخلیق کو ہرگز قبول
نہ کر سکے۔ بلکہ ان کے بڑے بڑے شعرا اور ادباء اپنے بغیر کا احتراف کرتے
ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ یہ تخلیق صرف زند
نبوی سکھ محدود نہ تھا بلکہ قیامت تک آنے والے کفار کے لیے تخلیق موجود ہے
دشمنان تخلیق اسلام ہر قسم کا ساحر فہرست متبادل اور جمالت کر رہے ہیں اور کریم گے مگر
اس تخلیق کو قبول کرنے کا راستہ ہرگز اختیار نہ کریں گے۔

مگر ای قدر سامنگی! بالفرض والحال اگر قرآن مجید کی مثل کلام پیش کر دیا
جائے تو قرآن کی اعجازی حیثیت ختم ہو جاتی ہے اور قرآن کی اعجازی حیثیت ختم
ہو جائے تو آپ گی نہوت درسات پر بہادر راست زد پڑتی ہے اس لیے یہ بالکل
نا ممکن ہے کہ کوئی اس کلام کا مقابلہ کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قل لَّيْنِ الْجَنَاحَتُ لِلْأَنْشَاءِ وَ الْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُ
تُوْ رِبِّكُشْ هذَا الْقُرْآنَ لَا يَأْتُ تُؤْمَنَ بِمُؤْمِلِهِ وَلَا كَانَ بِقُطْعَتِهِمْ لِيَعْلَمُ
ظَاهِرًا (انی اسرائیل) اطہان فرمادیجیے کہ اگر سارے انسان اور جنات اس بات پر

انکھے ہو جائیں کہ قرآن مجید کتاب ہا کر لائیں تو ہرگز نہ لاسکھ گے اگرچہ وہ ایک درسے کے دو گارا اور معاون ہی کیوں نہیں جائیں۔

ب) صراحت النبی ﷺ:

یہ آپ کا درس ابراہیم بجزء ہے کہ آپ ایک رات برقان پر سوار ہو کر جبریل کی ہمراہی میں پک جیکے کی دری میں سکھوں میں کا سزر کے لئے کمرہ سے بیت المقدس پہنچ کر انجیاء کرام علیہم السلام کے امام بننے ہیں اور انجیاء کرام آپ کے مقداری میں کراپٹا دھرہ بھاق پر رکرتے ہیں۔

بھروسہ میں سے ایک شہری زینے کے ذریعے آسمانوں کی طرف عروج شروع ہوتا ہے۔ آنا فنا پہلے آسان پر پہنچتے ہیں تو آدم علیہ السلام استقبال کے لئے موجود ہیں اور وہ آپ پر تہذیت و ترجیب کے پھول بر ساتے ہیں تزخیم بالائین
الصَّرَاجُ وَالثَّيْوَ الْعَالِحِ.

بھروسی طرح درسے آسان پر حضرت میں و محبیٰ علیہ السلام تیرے آسان پر حضرت یوسف علیہ السلام چوتھے آسان پر حضرت اور یس علیہ السلام پانچمیں آسان پر حضرت ہارون علیہ السلام پھٹے آسان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسان پر بیت المبور کے پاس جدا انجیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے۔ یہ سب انجیاء کرام آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور آپ کو تیرے اسلام پہنچ کرتے ہیں۔

بھر بیت المبور سے آگے سدرا انتی کی تعریف لے جاتے ہیں جبریل علیہ السلام وہاں سے آگے گئے جانے کی مددت کر لیتے ہیں کہ یہری پرواز کی صورتیں ہیں۔

اگر یک مرسمے بر زخم فوج غلی بسوزد پرم

یہاں آپ جنت و جہنم کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ ہر اس سے بھرنا کے
شام صرف الاظلام سے گزرتے ہوئے ہارگاہ قدس میں پہنچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ
سے شرف ہم کاہی حاصل کرتے ہیں۔ ہارگاہ ایزدی میں آپ تمدن تھے
الْتَّعِيْنَاتُ بِهِلْوَةِ الْقَلَّاَتِ وَالْأَلْيَّاتُ پہنچ کرتے ہیں۔ جو ماں آپ پر تمن
انعامات پہنچوں کے جاتے ہیں **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَنْهَا وَالْئَيْنَ وَرَحْمَةُ الْهُدَى**
و زہر کافہ پھر دلائی پر امت کے لئے بھی تمن تھے ملتے ہیں۔ (۱) پانچ نمازیں جو
پہلے بھاوس تھیں اور حضرت مولیٰ طیبہ السلام کے مسودہ سے آپ نے تخفیف کی
درخواست کی تو تخفیف ہوتے ہوئے ہلا خرابی پائی رہ گئی۔ (۲) خواتم سورۃ البقرہ
یعنی سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔ (۳) امت کے ہر اس آدمی کی مختارت کی خوش
خبری جس نے شرک کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

بھر لف کی بات یہ ہے کہ یہ تمام معاذل میں کرنے کے بعد چھلات
میں آپ والیں زمین پر بھی تحریف لے آتے ہیں۔ دعاویے کی کتفی اسی طرح
مل رہی ہے دسو کا پانی جل رہا ہے۔ بہر اسی طرح کرم ہے ایسے سطوم ہوتا ہے
جیسے اللہ تعالیٰ نے زمان و مکان کے تمام مادی احکام و قوانین اس حیم سوچ پر بکھرے
ہو رہے سطل کر دیے تھے جو نبی آپ والیں تحریف لائے تمام کائنات
بھر جا دیا گیا۔

کھلڑوں کی مکنیب اور مکنید دہلی:

سچ جب آپ نے یہ سارا دا تھاں مل کر کے سامنے ہوئا تو کفار نے
اس کا خوب خاقی اڑایا اور اس کی مکنیب کر دی۔ بعض نے لفڑیم کے سوالات
کیا شروع کر دیے۔ ان میں سے اکلاؤگ تھارت کی غرض سے شام سفر کر رکھے
تھے اور بیت المقدس کو بار بار دیکھنے پچے تھے۔ آخر میں خاتم دلائی کے مدد پر سب

نے کہا کہ آٹاؤں کے حالات تو ہم نہیں جانتے۔ البتہ بیت المقدس ہم کی بار دیکھے سچے ہیں۔ اگر واقعی آپ بیت المقدس گئے ہیں تو ہمیں بتائیے اس کے دروازے کتنے ہیں؟ کمزوریاں کتنی ہیں؟ اس کی بہت بکھری ہے بہت کی کمزوریاں کتنی ہیں اس میں متون کتنے ہیں؟

~~بخاری~~ فرماتے ہیں کہ میں کوئی بیت المقدس کے دروازے کمزوریاں اور کمزوریاں تو نہیں مختاراً تھا اور نہ یہ گھے اس کے ساتھ کوئی فرض تھی جب انہوں نے اس طرح سوالات شروع کر دیے لیکن تمثیل کرنے والے مظلہ تو یہ اتنی اذیت ہوئی کہ اتنی بکھری نہ ہوئی تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سبزی مدد اور تائید فرماتے ہوئے بیت المقدس کو سبزی اکھوں کے سامنے جلوہ گرفتار دیا۔ وہ سال کرتے جاتے تھے لور میں بہت المقدس کا حصہ دیکھ دیکھ جواب دیتا جاتا تھا۔

ج) شق القمر:

ایک سورہ پر شرکیں کہ آپ کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے کہ اگر آپ پچ سو نیمیں تو ہمیں اپنی نبوت کی تائید میں کوئی خاص نشان دکھائیں اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم ہے کہ جادو کا اثر زمین نک محدود رہتا ہے۔ آپ بکھری آٹائی نشان دکھائیں۔ چاروں کو روکھوئے کر کے دکھائیں۔

رات کا وقت تھا جو ہوئیں کا چاند آسمان پر جلوہ گرتا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اپنی ایکتہ مبارک سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا تو اس وقت چاند کے دلکھوئے ہو گئے ایک نکرو جبل اپنی قبیس پر تھا اور دوسرا نکرو جبل تبعان پر تھا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اللَّهُ أَكْبَرُ الْفَقَرُ عَلَى عَهْدِ

زَيْلٌ افْرَهُلٌ اهْنَعْلِدُ وَتَلَمُّ بِلْزَلِنْ لِزْلَهْ لَهْ لَوْنَ الْجَلِلُ زَ لِزْلَهْ لَهْ لَوْنَ
آپ کے مہد مبارک میں چاند دکلوے ہوا ایک گڑا پیاز کے اوپر تھا اور دوسرا اس
کے درے تھا۔ لوگ حیران کے عالم میں دریک کڑے یہ مخدر دیکھتے رہے۔ حیران
کا یہ عالم تھا کہ بار بار اپنی آنکھوں کو کپڑے سے چھپتے تھے اور چاند کی طرف
دیکھتے تھے۔ آپ رہاب فرماتے تھے اٹھئُنا اٹھئُنا اے لوگو! کہا رہیو گو
روہ۔ کافی دریک چاند اس حالت پر رہا اور پھر دیکھا ہو گیا۔

مشرکین کرنے ایمان لانے کی بجائے یہ کہا شروع کر دیا کہ موت بہت
بڑے چادو گریں ان کا جادو تو آسمانوں پر بھی مل جائی ہے۔ مشرکین کہ یہ کہنے
گئے کہ باہر سے آنے والوں مسافروں سے ہم پوچھیں گے کہ وہ اپنا مشاہدہ ہوان
کریں۔ ہو سکتا ہے آپ نے ہماری نظر پر جادو کر دیا ہے۔ چنانچہ باہر سے آنے
والے مختلف قطیوں سے اسکے حق پوچھا گیا تو انہوں نے بھی تصریح کر دی کہ
ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ مخدر دیکھا ہے۔ مگر انہوں کہ ان شہادتوں کے باوجود
بھی معاشرین دولت ایمان سے محروم رہے۔

قرآن مجید میں اس عظیم اور بے مثال سمجھے کو یوں بیان کیا گیا
ہے۔ **أَنْتَمُ السَّاغِدُونَ وَأَنْتُقُ الْفَقَرُونَ وَلَذِنْ يَرُوا أَهْمَةً يَغْرِيْهُنَا وَيَنْقُلُونَا**
یغڑہ شیخوڑہ (سرہ تر) کر قیامت ترب آئی گی اور چاند شق ہو گیا اور کفار جب
بھی کوئی نشان دیکھتے ہیں تو اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک چلتا ہوا جادو
ہے۔

(نوٹ) آج کے اس جدید دور میں جب چادر کی ترب سے تصویری لی گئی تو دو
خواجے گلنے کا واضح نشان اس میں موجود پایا گیا۔ اور فیر مسلم ماہرین فلکیات
بھی یہ حقیقت ماننے پر بھجوڑ ہو گئے کہ کسی دور میں چاند دکلوے کر کے دوبارہ جوڑا

کیا ہے۔

د) حق صدر:

یہ تعبیر علیہ المصلوٰۃ والسلام کا چوتھا عظیم الشان سجھہ ہے۔ بعض علماء کرام کی حقیقت ہے کہ حق صدر کا واقعہ متعدد و فخر میں آیا۔ ہم صرف لیلۃ المراءج والا دائرہ مرغی کریں گے۔

”اس طرح کہ مرحاج کی رات حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل نے آکر آپ کو جگایا اور آپ کو ہر زرم پر لے گئے آپ کے سینہ بارک کو اوپر سے اعلیٰ ملن تک چاک کیا گیا پھر آپ کا قلب بارک نکالا گیا اور جنت سے آئے ہوئے ہونے کے ایک لشک میں رکھ کر ابے آب زرم سے دھویا گیا۔ پھر ایک اور لشک جو ایمان و حکمت سے معمور تھا لایا گیا اس سے آپ کے قلب بارک اور سینہ کو ایمان و حکمت سے پھر دیا گیا۔ اور قلب بارک کو اس کے اعلیٰ مقام پر رکھ کر سینہ بارک کر دیا گیا (جیسا باری) اگرچہ آپ کا قلب اور سینہ بارک پہلے ہی مصلی اور بخشن خاگمرہ اس عمل سے اس میں مزید ترقی اور اضافہ ہو گیا۔

گرائی قدر سامنے! آپ کے یہ اہم بھروسات بیان کرنے کے بعد میں آپ کے مانندے چند حریم بھروسات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مشتے نمونہ از خروارے چند نوعیات کے بھروسات پیش خدمت ہیں۔

صحیحات انقلاب

(لئے گئی ایسے بھروسات جن سے کسی چیز کی امانت اور دعف اعلیٰ میں تبدیل آگئی)

لوفت کی شکست:

آپ ایک دفعہ ایک انصاری کے بارگ میں تشریف لے گئے۔ جوئی اس

کے اونٹ نے آپ کو دیکھا تو بے قرود ہو کر زور زور سے اکارنا شروع کر دیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جامدی ہو گئے۔ آپ اس اونٹ کے پاس تحریف لے گئے تو اس نے اپنی گردوان آپ کے قدموں پر رکھ دی اور رونا شروع کر دیا آپ نے اپنا دست شفقت اس کے پر پہنچرا تو وہ خاموش ہو دی۔ میر آپ نے اس کے مالک کو بلا یا اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ هلیو الہی یعنی کیا (اس جامد کے ہاتھ میں خدا سے نہیں ذرنا؟) انصاری حیران ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ افتکلی رائی لائیت تجنیفہ و لذیلہ کراس نے مجھے ٹھاٹت کی ہے کہ تو ان سے کام زیادہ لیتا ہے اور کہانا کم رہتا ہے۔ چنانچہ انصاری نے ایمان کرنے کا وصیہ کیا۔ دیکھئے کس طرح ایک اونٹ نے آپ کو بیجان لیا اور پھر کس طرح اپنی ٹھاٹت آپ بکھار دی۔

باقوں کا گھرنا:

جس کے موقد پر آپ گرم کعبہ میں تحریف لے گئے۔ کفار کے نہیں تھن سوسائٹ نصب کر رکھے تھے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک چہڑی تھی اور زبان پر یہ آہت چاری تھی جاءَ اللعْنُ وَ رَهْقَ الْبَوْلُلُ إِنَّ الْجَنَّةَ نَكَانَ زَهْرَقَا (نی اسرائیل) کو حق آ کیا اور باطل سٹ کیا ہاٹل تو شنے کی کے لئے آیا تھا۔ آپ اس چہڑی سے جس بست کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے چھوئے دم سے پینچے گر پڑا تھا (لدن جان) آپ کے اشارہ سے پتھر کے ایک وزن بست کے اندر رکٹ پیدا ہوتا اور پھر اس کا گزنا ایک بیگب امر ہے۔

درخشنوں اور پھلاؤں کا صلام گھرنا:

حضرت سیدنا علیؑ فرماتے ہیں کہ میں ایک انہ آپ کے ہمراہ کر کر۔

کے طرف میں نکلا۔ میں نے دیکھا کہ جو پہاڑ اور درخت بھی سامنے آیا۔ آپ کو سلام عرض کرتا اور میں ان درختوں اور پھردوں کی آواز کو سن رہا تھا۔ ایک درخت آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں مکے کے ان پھردوں کو اب بھی پہچانتا ہوں جو جل ز بنت مجھے سلام عرض کیا کرے تھے (بخاری)

(درختوں اور پہاڑوں کا بیان اور کلام کرنا ایک محیب امر ہے)

درختوں کا چلتا:

ایک درخت آپؐ قضاۓ حاجت کے لئے باہر لٹلے جبکہ حضرت جابرؓ پالی لے ہوئے آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے میدان میں اور اہم ریکھا تو کلی ج پہلو کے لئے موجود نہ تھی۔ میدان کے کارے صرف وہ درخت تھے آپؐ ایک درخت کے پس تشریف لے گئے۔ اس کی شیخی کو پکڑ کر فرمایا خدا کے حرم سے سیری اماعت کر۔ وہ فریاد بردار بیوی کی طرح آپؐ کے ساتھ ہوا۔ پھر اسی طرح دہرے کو پکڑ کر فرمایا وہ بھی ساتھ ہوا۔ آپؐ نے دہلوں کو بیٹھ کر فرمایا کہ ہام جو جاؤ۔ آپؐ نے ان کی آدمیں بیٹھ کر جب فراہم کر لی تو وہ درختوں اپنی الی ہجر پلے گئے (بخاری)۔ (درختوں کا پیانا والوں ایک محیب امر ہے)

جاءَتِ يَنْعَزِيْهِ الْأَنْجَلُ مَبِعَدَةً تَقْشِيْرًا تَبَوَّعَ عَلَى شَاقِيْلَ الْأَنْجَلِ

اندھیریہ میں روشنی:

ایک درخت آپؐ کے دو سماںی رات کو دیکھ آپؐ کی خدمت میں حاضر رہے۔ جب دلخیں ہوئے تو سخت اندر ہمرا اور ہماری کمی خدا کی تقدیرت کر ان کی لامی میں سے ایک روشنی نسوار ہونے لگی اور وہ اس روشنی میں بلا جبکہ چلنے گئے۔ جب دہلوں کا راستہ الگ الگ ہوا تو دہلوں کی لامیوں میں سے بجلی کے چارائی کی

طرح روشنی نہ سودا رہنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ فوں بغیر دعائیت اپنے اپنے گھروں میں قبیل گئے۔ (خاری)

صحیحات یمن و ہوگت

(یعنی ایسے بھروسات کے ہم سے کہ جیز میں حجت اکبر اخاذ اور رکت پیدا ہو گی)

ہلنس میں ہوگت:

ایک دفعہ آپ بعد صحابہ کرام میں تھے کہ پانی کی شدید قلت پیدا ہو گئی۔ آپ نے چند صحابہ کو پانی کی خلاش کے لیے روانہ فرمایا۔ راستے میں انہیں ایک حورت ملی جو وہ ملکیزوں میں پانی بھر کر اپنے گمر لے جا رہی تھی۔ صحابہ کرام نے اس سے پانی کے چھتر کا پہنچا تو اس نے تباہی کر یہاں سے ایک دلن اور ایک رات کی مسافت پر پانی کا چھتر ہے۔ صحابہ کرام اس حورت کو آپ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ملکیزوں کو چھوڑ دیا اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ جتنا پانی درکار ہے بھرو۔

صحابہ کرام نے خوب سیر ہو کر پانی لیا اور اپنے تمام ملکیزوں سے اور بتن بھی بھر لیے مگر خدا کی قدرت کے اس حورت کے ملکیزوں میں ایک گھونٹ پانی کی بھی کی پیدا نہ ہوئی۔ آپ نے وہ ملکیزے بھی اس کے حوالے کیے اور اس کے بال بچوں کیلئے کھانا بھی مرحت فرمایا۔ اور فرمایا کہ بی بی دیکھ لے تیرے ملکیزے دیسے ہی بھرے ہیں۔ بھیک تو اللہ تعالیٰ نے پانی پالایا ہے۔ اس نے مگر آپ کی بابت سارا حال یاں کیا اور اپنے قبلہ سمت خدمت اؤس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئی۔ (خاری)

بودہ میں بہر گت:

ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ بھوک کی شدت سے بیجا بہر اسے میں بینے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کا گزر ہوا تھوڑی دری کے بعد حضرت عمرؓ کا گزر ہوا ان دہلوں حضرات سے حضرت ابو ہریرہؓ نے کوئی مسئلہ پوچھا انہوں نے مسئلہ چادریا اور پلے گئے مگر حضرت ابو ہریرہؓ کا اصل مسئلہ بھوک ہے۔

بہر آنحضرتؐ کا دہاں سے گزر ہوا تو آپؐ ان کے پھرے کو دیکھ کر حقیقت حال بھوک گئے اور ابو ہریرہؓ کو ساتھ لے کر تحریف لائے۔ مگر میں سے صرف ایک پیالہ دوڑھ کا ملا۔ آپؐ وہ پیالہ باہر لے آئے اور حضرت ابو ہریرہؓ کو حکم دیا کہ جاؤ! اصحاب صد کو پلا کر لے آؤ۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات جذی ناگوار گز ری کر آخر ایک پیالہ تھا صرف دوڑھ کا ہے۔ حق تو بتا ہے کہ صرف مجھے دے دیا جائے اور میں اپنی بھوک مٹا سکوں۔ مگر آپؐ کے حکم سے چارہ نہ تھا۔ میکھرا اصحاب صد کو پلا کر لے آیا تو وہ تقریباً سڑ آ دی تھے۔

آپؐ نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا اور حضرت ابو ہریرہؓ کو حکم دیا کہ یہ دوڑھ ان کو پلاو۔ آپؐ ایک ایک کے سامنے وہ پیالہ قیش کرتے رہے جب وہ سیر ہو جانا تو پیالہ دوسرے کو دیتے۔ وہ سیر ہو جانا تو تیرے کو علی بند انتیاں۔

خدا کی قدرت کے ستر اصحاب صد کے پیٹے کے باوجود پیالے میں جوں کا اول دوڑھ موجود تھا۔

بہر آپؐ نے دیپیالا اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور ابو ہریرہؓ کی طرف دیکھ کر

سکرائے اور فرمایا کہ اب میں اور توہاںی رہ گئے ہیں۔ پھر آپ نے دو دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ کو پہلایا۔ جب یہ سیر ہو گئے تو فرمایا اور یہ۔ پھر سیر ہو گئے تو فرمایا اور یہ۔ اس طرح آپ دو دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ کو پہلتے رہے بھال لے کر ابو ہریرہؓ خود بول اٹھی کہ اب تو میں انہی سیر ہو گئے ہوں کہ ایک قدر وہ کی بھی محفل نہیں رہی۔ ہلا خڑاک نے دو یا لار تکر خود سب کا جو خدا دو دفعہ بسم اللہ کہ کر لیں
 لے (جہری)

کھانہ میں بیکٹ:

غزوہ ایا ب کے ملکہ پر آپ اور ہمایوں و انصارِ حنفیت اور از
کی حالت میں بہت پر تحریر پائید کر خشن کر دیئے گے۔

حضرت جاہزادے نے مگر جا کر بھی سے کہا کہ پچھو کھانے کا انعام کرو۔ مگر
بڑے روز ایک صائم چوتھے اور ایک بھرپول کا پھالا سا پچھے تھا۔ حضرت جاہزادے اس
کو آنکھ کے گشت نظایا اور ان کی بھرپول نے جو وہیں کر آتا گوئے تھا۔ گشت اٹھلی
میں دال کر چھٹے پر چڑھایا گیا تو حضرت جاہزادے آپ کو بیٹھنے کے لئے آگئے۔
آپ کو میسمودہ بدار کر چکے سے آپ کے کان میں کہا کہ میں نے آپ کی خاطر کہا
تیار کیا ہے۔ صرف چھادا دمبوں کی حرید مچائش ہے آپ کپنے چڑھا جاؤ تو میرے
مگر تشریف لا سکیں۔ آپ کے نامے نے ایک نیلے پر چڑھ کر سب ال خلق کو رحمت
دے دی کہ جاہزادے کے مگر کھانا تیار ہے آ جاؤ۔

حضرت جامِ انجائی پر بیان ہو کر مگر پہنچے۔ یہوی کو نارے اجراء
آنگاہ کیا تو اس نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ جب قنے حضور کو کھانے کی منوارتے
آنگاہ فرمادیا ہے تو اب آپ جائیں اور آپ کا خدا جائیں۔

وخبر نے حضرت جامہ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں چاہے

سے ہائی تر اور نادوستی میں بیٹھا پکانا۔ ہر آپ تمام صفات کرام کو لے کر جن کی
تعداد ہزار چند رہ سکے لگ بھگ تھی ان کے گھر پہنچنے اور ہاتھی اور آنکھوں کو اس
میں اپنا لحاب دیکھنا اور برکت کی دعا فرمائی۔ ہر آپ کے ہمراہ عم سے صفات کرام
گروہ درگروہ اندر جاتے رہے اور خوب سیر ہو کر کھانا کھاتے رہے۔ حضرت جابر
رماتے ہیں کہ سب اہل خلق کے کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھی میں اسی طرح
سالان اور پچھلے میں بیٹھا موجود تھی۔ ذرہ براہ راست کی نہ آئی تھی۔ (بعلت)

حضرت جابرؓ کا تھوڑہ:

حضرت جابرؓ کے والد گرائی اپنے اور بیویوں کا کافی قرض چھوڑ کر
انکا بھائی۔ قرض داروں نے تھانہ کہا تو حضرت جابرؓ آپؐ کی خدمت میں
ماضی ہو گئے اور اپنی حالت زار بیان کرتے ہوئے کہنے لگے کہ بھوک گھوڑوں کی
تصویزی کی پیداوار کے سبھرے پاس بود کہہ دیکھی ہے۔ اور اس پیداوار سے ڈکھی
سالن بھک قرض ادا نہیں ہو سکا۔ آپ سبھرے ساتھ میل کر سفارش فرمائیں کہ
قرض دار بھر پختی نہ کریں۔

آپؐ ان کے ساتھ ان کے نسلیتیں میں تعریف لے گئے۔ اور گھوڑوں
کے اسیم کے گرد چکر کر برکت کی دعا فرمائی اور بھروہاں بینچے گئے۔ پھر فرمایا کہ
تم قرض داروں کو بلوالو۔ جب وہ سارے آپؐ کے ڈکھی نے فرمایا کہ اپنا اپنا
قرض دھول کرتے چکا۔ وہ لوگ بوریاں پر بوریاں بھرتے گئے۔

آپؐ کی دعا کی وجہ سے ان گھوڑوں میں اتنی برکت ہوئی کہ تمام قرض
لما ہو گیا اور گھوڑیں ابھی اسی طرح موجود تھیں۔ (بعلت)

حضرت ابوہریرہؓ کا توضیح دان:

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ دور اسلام میں بھوپر
تمن الکی سخت مصیبتوں آئی ہیں کہ میں زندگی بھرنے بھول سکوں گا۔

(۱) رسول اللہؐ کی وفات۔ (۲) حضرت حمّان غنیؓ کی شہادت۔
(۳) میرا تو شدانگم ہو جانا۔

لوگوں نے سوال کیا کہ تو شدان کا کیا ساحلہ ہے۔ فرمائے گئے کہ ایک
غزوہ میں ہم رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ ہماری خوراک دغیرہ بالکل ختم ہو گئی تو
آپؐ نے بھوپال سے پہچاک کہ تیرے پاس کجھ ہے تے آؤ۔ میری حملی میں چد
کھجوریں تھیں جن کی تھوا صرف ایکس تھیں میں نے خدمت القدس میں پیش کر
دیں تو آپؐ نے ان کو حضرت خوان پر بچا کر برکت کی دعا فرمائی اور سب لوگوں کو
بلایا کہ دس دس آدمی آتے جائیں اور چینچ کر کھاتے جائیں۔ اس طرح ساری فوج
نے سیر ہو کر کھالیا اور کھجوریں ابھی باقی تھیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ان
کھجوروں پر میرے لئے برکت کی دعا فرمادیں۔ آپؐ نے دعا فرمادی تو میں
نے ان کو تھیلے میں ڈال لیا۔ ان کھجوروں میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت فرمادی کہ
میں جب بھی اس حملی میں ہاتھ ڈالتا کھجوریں لکل آتی تھیں۔ تقریباً دو سو من
کھجوریں میں نے اس سے نکال کر خیرات بھی کیں۔

آپؐ کے مہد مبارک میں میں اس تو شدان سے کھاتا رہا پھر حضرت
ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت حمّانؓ کے دور میں بھی میں اس تھیلے سے کھجوریں
نکال کر کھاتا رہا۔ حضرت حمّان غنیؓ کی شہادت کے ہنگامے میں جہاں اور چیزیں کم
اوکیس میرا وہ تو شدان بھی کہل گئیں ہو گیا۔ اس لئے حضرت حمّانؓ کی شہادت کے
ساتھ مجھے اس کا بھی بڑا فتح ہے۔ (ترذی)

آپ فرمایا کرتے تھے۔

لِكَاسْ هَمْ وَاجْدُ وَرْبِيْ هَفَنْ بِخَدَانْ جَرَابْ وَقْلُ عَنْدَانْ

صحیحات شفاعة اصرار

(جگہ ایسے بڑا تجھن سے لوگوں کو لفڑی ہاریں سے شکا، نصیب ہوئی)

لعل دھن سے شفاعة:

بارہا ایسے مواقع آئے کہ آپ کے لعل دھن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے
مریضوں کو شفاء عطا فرمادی۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ عمار
ٹور میں آپؐ کو سائب نے ذس لیا اور آپ شدت الہم سے آنسو بھانے لگے تجیر
طیب الحصلہ والسلام نے اللہ کا نام لکران کی ایذی پر اپنا لعل دھن لگایا تو سائب
کے زہر کا اثر کا فور ہو گیا اور انکو شفائے کا ماملہ مل گئی۔

اسی طرح سیدنا حضرت علیؓ کا واقعہ ہے کہ جب غزوه نجیر کے ہجود پر
آپؐ نے ان کو علم عطا فرمانے کے لیے بیانیات ان کی آنکھیں سرخ آشوب جنم کی
جہ سے شدید درد کر رہی تھیں اور اتنی حرمت تھیں کہ ان کا کھلتا ہمال ہو چکا تھا۔ آپؐ
نے اللہ کا نام لکران کی آنکھوں پر اپنا لعل دھن لگایا (غورا شفاء ہو گئی۔ حضرت
علیؓ فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے کبھی درد تھا نہیں۔ (بخاری)

حضرت حنفیہؓ کی آنکھ:

حضرت قیادۃ الرحمٰنی اللہ تعالیٰ حضرت آنکھ کو ایک تیر سبزی آنکھ پر اس طرح لگا کہ آنکھ کا اڈیل باہر نہیں
آیا جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپؐ
بڑی کہ آبدیدہ ہو گئے پھر آپؐ نے اپنے دست بہارک سے وہ آنکھ کا اڈیل اپنی

مجک پر رکھ دیا اور میرے لیے دعاء فرمائی کرائے اللہ! جس طرح قادہ نے تیر سے نیز
کے چیزوں کی حفاظت کی ہے اس طرح تو بھی اس کے چھپے کی حفاظت فرم۔ اور
فرمایا اللہُمَّ اغْلِطْ جَهَالًا اے اللہ! اسے خوبصورتی عطا فرم۔

حضرت قادہ میان کرتے ہیں کہ سبھی دو آنکھوں کی وقت بالکل سمجھ اور
سامنے لوگی پہلے سے نظر بھی زیادہ تیز ہو گئی اور خوب صورتی میں بھی اضافہ ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا فصیلہ:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے آپؐ کی احادیث حظٹ کرنے کا
شدید شوق تھا مگر مرض لیاں کی وجہ سے بھول جاتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے خدمت
اللہ میں اپنی اس چاری کا ذکر کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ابو ہریرہؓ چادر پچھاؤ!
میں نے پچھا دی تو آپؐ نے کچھ پڑھا اور دلنوں ہاتھوں سے کچھ دلتے کا اشارہ
فرمایا اور پھر فرمایا کہ ابو ہریرہؓ ای چادر سیست کر بننے سے کافی ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا
تو رؤوفؓ مائیتؓ خلیفہ کندھ اٹھ کی تم اس کے بعد میں نے آپؐ سے جو کچھ بھی
سنا وہ دل پر لکھ ہو گیا اور میں بھی کسی کی حدیث کا ایک لکھا بھی نہیں بھولا (بھری)

اندھا بیٹا ہو گیا:

حضرت مسلم بن حنفیہؓ فرماتے ہیں کہ ایک ناچیخ صحابی آپؐ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور مرض کیا کہ سبھی خدمت کے لیے کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں
بسارت سے محروم ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ
امبی طرح دھوکہ کرو دو رکعت لازم پڑھ اس کے بعد یہ دعاء مانگو۔ چنانچہ اس نے اسی
طرح کیا۔ حضرت مسلم بن حنفیہؓ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم اس مجلس سے اتنے ہی
ذکر کر دے تا بخدا دعاء مانگ کر پڑھا ہو کر داہم آ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس

کو پیاری بھی تھی نہیں (عامر)
ایک جلا ہوا بیچہ:

محمد بن عاصی ایک صحابی تھے۔ بھپن میں وہ ایک دفعہ اپنی ماں کے ہاتھ سے کرے اور سیدھے آگ میں جا پڑے۔ ان کے جسم کا کافی حصہ جل گیا۔ ان کی ماں ان کو خوبی کی خدمت میں لائی۔ آپ نے اپنا العاب دھن ان پر ملا اور دعاہ پڑھ کر دم کیا۔ ان کی ماں خود بیان کرتی ہے کہ پچھے کو تکڑا بھی میں وہاں سے اٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ پچھے کے ذمہ کامل طور پر نیک ہو گئے اور پچھتے ہو گیا۔ (سنہر)

صحیحات قبولیت دعاء
(آپ کی انکار دعا میں جو حجت الحجۃ ملحوظ ہو گیں)

بلوش کے دعاء:

ایک دفعہ خبر طیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرمائی تھی کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا ہا رَسُولُ اللہِ هَلْكَ الْخَالُ وَ جَامِعُ الْعِيَالِ فَلَدُغَ اَللَّهُكَ اَسَ اللہُ کے رسول اماں و مثال سب ہلاک ہو رہے ہیں پچھے بھوکے مر رہے ہیں ہاراں رحمت کے لیے دعاہ کیجئے۔ آپ نے اسی وقت دعاہ کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جب آپ نے ہاتھ اٹھا تو اس وقت آسمان پر بادل کا ایک اولیٰ سا گھوڑا بھی موجود نہ تھا۔

حضرت اُنسؑ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی ختم ہے جس کے قبیلے میں
بکری جان ہے۔ آپ نے ابھی ہاتھ اپنے چہرے پر نہیں پھیرے تھے کہ پیاروں کی مانند بادل اُنم آئے ہو۔ آپ ابھی منبر سے نہیں اترے تھے کہ بارش ہر سنتے گی۔

یہاں تک کہ بارش کے قطرات آپ کی داڑھی مبارک سے پھنسنے لگے۔ لوگ بارش کی وجہ سے بھاگ رہے تھے اور آپ نے سکرا کر فرمایا کہ ابھی تو بارش طلبی اب خود ہی اس سے بھاگنے لگے۔

راوی بیان فرماتے ہیں کہ بارش و قلنے و قلنے سے پھر ابخت نہیں رہی یہاں تک کہ اگلے جمع کو دینی اعرابی یا کولی اور آدمی کھڑا ہوا اور عرض کرنے والا میاڑ مُسْوَل الْفُتُحِ تَهْمِمُ الْبَيْتَةَ وَ الْعَرْقَ الْمَالُ كَذَّاعُ الْهَنَّةَ کے یا رسول اللہ ابتداءً بارش کی کثرت کی وجہ سے مکان بھی گرنے لگے مال و محتسب برہاد ہونے لگا۔ اب بارش کے حصے کے لئے دعا فرمائے۔

آپ نے پھر اللہ کے حضور ہاتھو اخدا دیے اور کہا اللہُمَّ حَوِّلْنَا وَلَا عَلَّبْنَا آپ اپنے دلوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے جاتے تھے اور دعاء مانگتے جاتے تھے۔ آپ نے جو نبی ہاتھو پھیلانے اور ہر کا باول اور چلا گیا اور اور ہر کا اور چلا گیا اور مطلع بالکل صاف ہو گیا۔ صحابہ میکتے ہیں کہ ابھی آپ نے ہاتھو پر نہیں بھرے تھے کہ باول بالکل رخصت ہو گئے اور سورج یہ روی تاہلی کے ساتھ پھیلنا اور کمل طور پر دھپ لکل آئی۔ (بخاری)

ابو ہریرہؓ کی صلی گیلپری دعا:

حضرت ابو ہریرہؓ کی ولادت کا فرقہ تھی۔ ابو ہریرہؓ ان کو دعوت اسلام دیے تو وہ نہ مانی۔ الا خود کرتی کہ ابو ہریرہؓ ابھی حالت کفر میں آجائے۔ ایک رات تو ان بڑھی نے خلیلؓ کو سخت بر ابھلا کیا اور جعلیخ دے دیا کہ یا تو تو ابھی آبائی دین میں آجائے گا یا میں بھوکی یا کسی مر جاؤں گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ اس کی یہ حالت دیکھ کر بوجمل قدموں سے باہر نکل آئے اور سیدھے خلیلؓ علیہ الحمدۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور سارا

وائق تفصیل سے عرض کر کے درخواست کی کہ یہ مری والدہ کے لیے جماعت کی دعا، فرمائیے۔ آپ نے فوراً بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اخادیے اللہُمَّ أَهْبِطْ أَمْ أَنْهِ
هُرَيْزَةً کو اے اللہ! ابو ہریرہ کی والدہ کو جماعت دے دے۔

آپ ابھی دعاء مانگتی رہے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ پر سرت انداز
میں تیز تیز قدموں سے گمراہی طرف میل پڑے۔ لوگوں نے پوچھا ابو ہریرہ اتنی
جلدی کیا ہے؟ کہنے لگے میں دیکھتا چاہتا ہوں کہ آج میں پہلے گمراہنا ہوں یا
آپ کی دعا وہ پہنچتی ہے۔

جب گمراہ کے دروازے پر گئے تو دروازہ اندر سے بند تھا اور پالی گرنے
کی آواز آری تھی۔ آپ ٹھو اندازہ ہو گیا کہ یہ مری ماں حصل کر رہی ہے۔ ماں نے
صل کر کے دروازہ کھولا اور کہنے لگی کہ میں نے سوچا کہ کل پڑھنے سے پہلے صل
کر لوں اور پھر کل پڑھ کر فوراً اعلان اسلام کر دیا۔ (سلم)

حضرت عمرؓ کا اسلام جیبول کرونا:

کسی دور میں تخبر علیہ المصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام انجامی شخص حالت
سے دوچار تھے۔ مسلموں کی مظلومیت انجام کوئی بھی نہیں تھی۔ ایک رات تخبر علیہ
المصلوٰۃ والسلام نے خاتہ کعبہ کا خلاف پکڑ کر اللہ کے حضور دعاء کی اللہُمَّ أَهْبِطْ
إِلَّا إِلَّا مَا أَخْدُ الْعُمَرَيْنِ يَعْتَرُونَ نَنِ الْيَهَىْمَأْ أَوْ يَعْتَرُونَ الْخَطَابِ كہ اے
اللہ کے کمرہ کے دو ہمدردی میں سے ایک کو اسلام کی توفیق حطاہ فرمایا کہ اسلام کو عزت
در بلندی عطا فرمایا تو ابو جہل کو توفیق جماعت دے دے یا یا ہمارے بن خطاب کو۔
وسرے ہی دن کو حضرت عربخوار لے کر آپ کو قتل کرنے کے لیے لگلے
راستہ میں پڑے چلا کہ یہ مری بھن اور بھنوی بھی تو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ آپ
شروع فرم کے عالم میں اپنی بھن کے گمراہ گئے انہیں مارا پینا اور زخمی کر دیا۔ جب

حضرت راشدؑ ابھا تو پہنچنے لگے کہ جو کلام تم پڑھ رہے تھے ۱۰ مجھے دکھاؤ تو سکیں ملائے تو سکی۔ بلا خبر بکن سے وہ اور ان میکر پڑھنا شروع کر دیے۔ سورۃ طالقانی ابتداء میں آیات حسینی اتنے حاذر ہوئے کہ فوراً پکار اٹھے مَا أَخْسَنَ الْكَلَامُ كُرِيْہ کوہ نہ صورت کلام ہے۔

بعد ازاں آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت القدس میں حاضر ہوئے اور کفر پڑھ کر مسلمان ہو گئے آپؐ کا اس طرح ایمان لانا یقیناً خیر بر علیہ اصلوۃ والسلام کی دعا وہ کا اثر تھا۔

حضرت انصارؓ کوہ لیسے دعہ:

خیر بر علیہ اصلوۃ والسلام مدینہ میں تحریف لائے تو حضرت انسؓ کی والدہ ان کو آپؐ کی خدمت میں لاگیں اور عرض کرنے لگیں کہ یہ پچھے میں نے آپؐ کو بولہ خادمِ خلیل کیا ہے آپؐ اسے قبول بھی فرمائیں اور اس کے حق میں دعا بھی کر دیں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا اللہُمَّ أَنْهِرْ عَلَى أَهْلَ زَادَةِ زَادَةٍ وَنَذِرْكَ لَهُ بِقِنْ مَا أَنْفَلْتَهُ کرائے اٹھا اس کے مال اور لار اور رزق میں برکت عطاہ فرم۔

حضرت انسؓ کا اپنا بیان ہے کہ آج اس دعاء کی برکت سے میرے پاس بکثرت دولت موجود ہے۔ اور میرے لاکوں اور ہتوں کی تعداد (۱۰۰) کے تریب بھی بھی ہے۔ اسی برکت کی دعا کی وجہ سے حضرت انسؓ کا باقی سال میں دو مرتبہ پہل لاتا تھا اور اس بارث میں ایک پورا ایسا بھی تھا جس کے پھلوں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (ترفی)

متنہ مثل ہو جائنا:

جنہیں کئے کے سامنے ایک مفتر و شخص نے باسیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا تو آپ نے منع فرمایا اور داسیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی تربیت دی۔ مکل بینیک کر داسیں ہاتھ سے کھاؤ۔ وہ شخص بھر میں آ کر کہنے کا لائستینیج کر میں داسیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا خدا کرنے ایسا ہی ہر اس بد رعایت کا اثر تھا کہ اس کا ہاتھ دیں مثل ہو گیا اور وہ ساری زندگی اپنے داسیں ہاتھ سے نہیں کھا سکا تھا۔

معجزات اطلاع علی الفیب

(ایہ ہدیۃ کر آپ نے یہب کی خبر سے ہی یقین کیلی زندگی)

عمر اور صفوان کا مشورہ:

غزوہ بدر کے بعد ایک دن حظیم کعبہ میں بیٹھ کر عمر بن وہب اور صفوان بن امیہ نے انجامی رازداری کے ساتھ آپ کے لئے کامیابی ہوا۔ عمر کے ترقہ اور بال پھون کی ساری ذمہ داری صفوان نے اٹھا لی اور عمر انجامی رازداری سے کھوار کو زہر میں بچا کر مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ یہ اتنا خفیہ راز تھا کہ پورے کم میں صفوان کے کسی کو اس کا علم نہ تھا۔

عمر مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں گھوم رہا تھا کہ حضرت عمر کو تک پڑ گیا اور اسے پکڑ کر خدمت القدس میں ہٹیں کر دیا۔ آپ نے اس سے سوال کیا کہ مدینہ ملتو کیسے آیا؟ اس نے آگے سے انتہائی محظوظ بہانہ ہٹیں کیا کہ میں تو اپنے جگل قبیل یعنی کوچجزانے کے لیے آیا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی اور عقدہ نہیں ہے۔ آپ نے سماز فرمایا کہ تو نے حظیم میں بیٹھ کر صفوان سے کیا پوچھ رکام بنا لیا ہے؟

میرنے جب یہ بات سن تو آنکھیں کھلی کی رکھیں اور تموزی در
کے بعد یہ لا اخْفَهُ الْكَلْمَ لَرْسُولُ الْفُلْ میں گواہی دیجاتا ہوں کہ آپ اللہ کے ہی
رسول ہیں۔ (صہد من حیاتہ اصحاب)

نام بنام مقتولین کی خبر:

بدر کی لڑائی سے ایک دن پہلے خبر ملیہ المصڑا و السلام صحابہ کرام ہوئے
میدان بدر میں تحریف لے گئے اور میدان میں کچھ دارے کھینچ کر ارشاد فرمایا کہ
یہاں ابو جہل قتل ہو گا۔ یہاں قتل ہو گا یہاں شبہ یہاں امن یہاں نظر ہے
مارٹ قتل ہو گا۔

یہ عجیب بیش گولی تھی جو اپنے نئے ساتھیوں کو اپنے سے تن گناہ کی فوج
کے پارے میں دی جا رہی تھی خاہی ممالک کے اختبار سے یہ ممکن التوقع تھی۔
صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ «سرے دن ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
کہ جو جگہ آپ نے جس شرک کے لئے ہائل تھی وہ میکن اسی جگہ پر قتل ہوا اس کی
لاش اس سے ایک اونچی بیگی اور ادھرنہ تھی۔» (سلم)

سوہنہ بکی لڑاضی:

۸۰۰ میں آپ نے تین بیڑا کا شکر حضرت زید بن حارثہؑ سر کردگی میں
سوند کی طرف شر محل کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔ دشمن کی دولاک کو فوج سے اس
شکر سے شکر کا مقابلہ ہوا۔ جب دلوں فوجیں آئنے سامنے ہوئیں تو آپ مدینہ
منورہ میں بیٹھ کر صحابہ کرام ہو اس جگہ کے حالات اس طرح بتاتے رہے کہ گوا
اپنی آنکھوں سے سارا مظہر دیکھ رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا اب زید بن حارثہ شہید ہو گئے۔ اب علم حضرت جعفر بن

ال غالب نے اخالیا ہے۔ اب وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب حضرت عبدالغفار بن رواحہ نے لکھر کی کان سنjal لی۔ مگر آپ نے فرمایا کہ اب اللہ کی گواروں میں سے ایک گوار حضرت خالد بن ولید نے علم اخالیا ہے۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کرنا دی (بحدی)

یہ آپ کا عظیم بجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح تجہیبات اخدادیے کہ آپ سیکھوں میں دو رینج کر سارے حالات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرماتے رہے۔

غلبه دوم کی پیش گوئی:

بعثت نبوی کے پانچویں سال بعد فارس کی «پیر طاقتوں» میں جنگوں کا سلسلہ جاری تھا۔ روی الٰل کتاب تھے اور الٰل فارس بھی تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر مسلمانوں کی احمدیاں روسیں کے ساتھ اور کفار کے کی ہمدردیاں قارصیوں کے ساتھ تھیں۔ خدا کی قدرت کے اس جگہ میں الٰل فارس کو فتح ہو گئی۔ کفار کے نے مسلمانوں کو ملٹنے دینے شروع کر دیے کہ دیکھو ہمارے جیسا ذہب رنگے والے جنت کے اور تمہارے جیسا ذہب رنگے والے ہو گے۔ اس طرح ہم بھی ایک دن تمہارے اوپر تلا حکم کر لیں گے۔

مکن ان حالات میں آپ نے باعلام اذکار ایک خبر دے دی کہ روی چند ی سالوں میں دوبارہ غالب آ جائیں گے اللہ گلیت الرؤوم لیق اذقی الاذیم
 رَفِعْ مِنْ يَكُونُ غَلِيظَهُمْ سَيَغْلِبُونَ الْحَمْ

کفار کے نے اس بیب و غریب پیش گوئی کا اذ منعاں ازاں طعنے والے اور شرطیں لائیں۔ مگر خدا کی قدرت کو نیک آنحضرت بعد وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا وہی دوبارہ الٰل فارس پر غالب آ گئے۔

اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جس دن روحیوں کے خلیل کی مسلمانوں کو
خبری یہ میں دی دی تھا جس دن میدان بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حج
معطا فرمائی تھی رَبِّكُمْ يَعْلَمُ بِمَا تَنْفَعُونَ يَنْهَا أَهْلُكُمْ (سورہ حوم)

کسوئی کی صوت کی خبر:

کسری شاہ ایران کو جب آپ کا دھوپی خط طا تو اس نے غرور و عجیب میں
کرنا سہارا کر کچاڑ دیا۔ بعد ازاں اس نے اپنے نائب بازان (یمن کے گورنر)
کو کھا کر چڑ کے اس رسول کو گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کرو۔
بازان نے دو قوی یہکن فوٹی آپ کی گرفتاری کے لیے مدینہ منورہ بھیج
دیے۔ دھلوں فوجیوں نے آپ تک کسری کا حکم نامہ پہنچا کر کیا کہ آپ ہمارے
سامنے چلیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ آج رات تو آپ یہاں گزاریں گل بھیجے
تمکن۔

جس جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
کسری تو آج رات اپنے بیٹے شیردادی کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہے۔ دھلوں فوٹی
جنماں ہو کر کہنے لگے کہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کس کے متعلق کہہ رہے ہیں؟
کلام یہ بات ڈائری میں ثبوت کر کے بازان تک پہنچا دیں؟
آپ نے ارشاد فرمایا آج کی تاریخ ۱۰ جمادی الاولی ۷۴ فوٹ کر لیں
اور بازان کو یہ بھی بتا دیا کہ میرا دین وہاں تک پہنچے گا جہاں تک کسری کی حکومت
ہے۔

دھلوں فوجیوں نے جا کر بازان کوں ہاتوں کی اطلاع دے دی۔ بازان
کہنے لگا کہ یہ بات بارشاؤں کی نہیں ہے انتظار کرو۔ اگر یہ بات بھی نکل تو، اسی
وہ خدا کے خبر ہیں۔

بکن سے ایمان بکن کئی نہوں کا فاصلہ تھا۔ کچھ دن گزرے تو بازان کے
ہام کرنی کے میئے شرودیہ کا خط آگیا کہ میں نے اپنے باپ کرنی کو اس کے مظالم
کی وجہ سے فلاں تاریخ کو قتل کر دیا ہے۔ آج کے بعد آپ پیرے زیر نگرانی ہو گئے
اور کرنی کے سابقہ تمام آرذہ مٹھوئے کھس۔ بازان نے تاریخ ملائی اور فوراً
سلان ہونے کا اعلان کر دیا۔ (صورت حیاۃ الصحابہ)

گرایی تدریس میں! میں نے آپ کے سامنے آپ کے تقریباً تیس
عجراں بیان کئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی علیحدگی کی معرفت عطا
زماں کر آپ کی پگی اطاعت نصیب فرمائے۔ آمن

وہ راتے سلیم فتح الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغِ دادی سینا

لہ، حلق و مسی میں دی اول دی آخر
دی قرآن دی فرقان دی یاسکن دی طاحا

حضور آئے تو بزر آفرینش پا گئی دنیا
اندھروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا

سچے چہروں کا زمگ اڑا بچے چہروں پر نور آیا
حضور آئے تو انسانیت کو جیسے کا شہر آیا

☆☆☆

۹:- نورانیت مصطفیٰ ﷺ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى عَبْدِنَا وَالَّذِينَ اشْفَقُوا حَسْرَمَا
عَلٰى نَبِيِّ الرَّسُولِ وَخَاتَمِ الْأَنبِيَاءِ وَعَلٰى أَلِيٰهِ وَآفَخَاهِ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ هُمْ
خَلَاقَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبِيَّةِ وَخَلَقَهُ الْخَلَقُ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ . أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ
الْبَطَانَ الْمُرْجِمِ يَشْعِي الظُّرُوفَ الْمُرْجِمَةِ . هَا إِلَيْهَا الْيَقِيْنُ أَنَّ أَرْسَلَكَ
شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًّا إِلَى الْهُدَى وَإِلَى الْفُلُوْذِ فِيهِ وَسِرًا جَامِنِيرًا (سورة الزاب)
صلوة الله العظيم.

گرامی قدر سائنسمن! یوں تو قرآن مجید میں بیہوں صفات پر اللہ تعالیٰ
نے امام الانبیاء، حضرت موسیٰ رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف فرمائی ہے مگر اس
آہت میں یک دلت اللہ تعالیٰ نے آپ کی اکٹھی پانچی صفات بیان فرمائیں گے کیا دریا
کو کوڑہ میں بند کر دیا ہے۔

قرآن و حدیث میں آپ کے بے شمار نام بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں
سے آپ کے پانچی مثالی نام بیان اس آہت میں ذکور ہیں۔ (۱) فَاعِدٌ.
(۲) مُبَشِّرٌ. (۳) نَذِيرٌ. (۴) فَاعِنٰی إِلَى اللّٰهِ (۵) سَرَاجٌ مُهِبِّرٌ.

عربی زبان کا معقول ہے خَتَّرَةُ الْأَسْنَاءِ تَذَلُّلٌ عَلَى كَرْفِ الْمَسْتَقْبَلِ
کہ ناسوں کی کثرت کی کے شرف و عظمت کی بہت بڑی دلیل ہوتی ہے۔ اگر
آہت بذا میں موجود آپ کی پانچی صفات پر سیر حاصل گنگوکی جائے تو سلسلہ
کلام بہت طویل پکڑ جائیگا۔

آج ہمارا اصل بحث آپ کی ایک صفت "سراجِ نیر" ہے۔ باقی صفات
کے صرف ترجیح پر اکتفاء کیا جائیگا۔ "شَاهِدٌ" کا معنی ہے گواہ بیان کرنے والا۔

یعنی آپ اللہ کی توحید کی گواہی دینے والے بھی ہیں اور اس کو کھول کر بیان کرنے والے بھی ہیں۔ اللہ کی توحید کو جتنی وضاحت و تفصیل سے آپ نے بیان فرمایا جتنی اس کی گواہی آپ نے دی اتنی کس اور نے نہیں دی۔ اسی طرح قیامت کے دن بھی ایک مرحلہ پر آپ اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے۔

یہاں میں یہ بات بیان کرتا چلوں کہ بعض حضرات نے اس لفظ سے تلاط استدلال کرتے ہوئے اس کا معنی کیا ہے کہ آپ حاضر ناظر ہیں اور اس معنی کی تائید و تقویت کے لیے ایک من پسند اصول وضع کر لیا کہ گواہ وہی ہوتا ہے جو موجود پر موجود ہو جو سب کچھ دیکھ رہا ہو۔ چونکہ آپ بھی اپنی امت کے گواہ ہیں اس لیے آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ حالانکہ جتنی بات یہ ہے کہ تو شاہد کا معنی حاضر ناظر ہے اور نہیں اس اصول کا کوئی سر پاؤں ہے۔

شاہد اور شہید کی صفت آپ کے لیے سورۃ الزاب سورۃ حم سورة حمل سورۃ تحریر سورۃ النساء سورۃ النحل اور سورۃ الحج میں موجود ہے۔ اور یہ بات سلم ہے کہ نازل کے اختبار سے ان میں سے کوئی سورۃ بھی آخری نہیں ہے۔ ان سورتوں کے نازل کے بعد بھی قرآن مجید نازل ہوتا رہا اور یہ بات بھی سلم ہے کہ سورۃ سافرون سورۃ تحریر اور سورۃ توبہ مذکورہ سورتوں کے بعد نازل ہوئیں۔ ان بعد میں نازل ہونے والی سورتوں میں عقیدہ حاضر ناظر کی تردید ہے۔

سورۃ سافرون میں حضرت زین بن اتم اور مجدد بن الی کا واقعہ سورۃ تحریر میں واقعہ تحریر مصل اور سورۃ توبہ میں صحابہ ضرار کی تحریر کا واقعہ ہے۔ یہ تینوں واقعات آپ کے حاضر و ناظر ہونے کا مبنی ثبوت ہیں۔

اگر شاہد اور شہید کا معنی حاضر و ناظر ہوتا تو ان بعد میں نازل ہونے والی سورتوں میں اس کی تردید ہرگز نہ ہوتی۔

گرامی قدر سامنے! میں نے یہاں اجھا لے یا بات عرض کی ہے تفصیل
کے لئے دیکھئے ہماری کتاب "شرک" کیا ہے اور بدعت کیا ہے"
"مُبَيْرَا" کا معنی ہے بھارت دینے والے خوشخبری دینے والے۔ اور
یقیناً الی ان کو جتنی خوشخبریاں اور تسلیاں آپ نے وہی ہیں کہ اور نہیں
دیں۔

"لَبِيْرَا" کا معنی ہے ڈرانے والے خبردار کرنے والے۔ اور یقیناً ز
مانے والوں کو جتنی تسبیحات آپ نے فرمائی ہیں جتنا آپ نے خدا کی عذاب و
اصاب سے اڑایا ہے اتنا کسی اور نے نہیں ڈرایا۔ آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر جو
پہلا حظ فرمایا تھا اس میں بھی یہ دو خضر موجود تھے۔ مانے والوں کو خوشخبری وہی تھی
نَطْعَكُمُ الْعَرَبُ وَالْعَجمُ اور نہ مانے والوں کو ڈرایا تھا فلائقِ نَبِيْرَا لَكُمْ هُنَّ
نَدِيْرٌ عَذَابٌ كَلِيْبِيْدِيْد.

اگر آپ غور فرمائیں تو آپ اس نتیجہ پر بخوبیں گے کہ آپ کی ہماری
تسبیحات میں وہ لوں پہلو ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ خبشر بھی اور مددیر بھی ترغیب بھی
اور تحریک بھی۔ اور انہی دو چیزوں سے کسی کو اعمالِ سعد سے بنا کر احوالِ صالحی
طرف لا جا سکتا ہے۔

"دَاعِيَا إِلَى الْهُوْ" کا معنی ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ کی توحید اور اس کی
عبادت کی طرف بلانے والے تھے۔ یعنی حق کو حق کی عبادت سے بنا کر اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق جو زنا آپ کا خاص وصف تھا۔ وَ مَنْ أَخْسَنْ لَهُوْ
يَعْلَمْ ذَخْرَ إِلَى الْفَرْمَى اسی کی طرف اشارہ ہے۔

"بِرَاجا مُبَيْرَا" کا معنی ہے آنتاب روشن۔ اور بھی لفظ ہماری آج کی
اس گنگوہ کا موضوع ہے۔

گرای قدر سماں ہیں! آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بات سماں کو جلد کسھے آسکن ہو یا اسکے عقل و فہم سے بالآخر ہو تو اس کو سمجھانے کے لئے تشبیہ اور حشیل کا مرتقد اختیار کیا جاتا ہے۔ چونکہ غیر علیہ الحلاوة والسلام کے اصل مقام اور علوٰ مرتبت کا اور اس کرنا ہر کس وہ کس کے اس کی بات نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو سمجھانے کے لئے تشبیہ کا طریقہ استعمال کیا ہے۔ یعنی مقامات بہوت شاہداتی امور نہیں بلکہ کیفیاتی امور ہیں جن کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آناب کی مثال دی ہے۔

صراحت منیر:

غور فرمائیں! یہاں اللہ تعالیٰ نے تشبیہ کے لئے دو اقتضاء استعمال کیے ہیں۔

(۱) سراج (۲) ضیحہ

سراج کے بہت سارے معانی ہیں مگر قرآنی زبان میں یہ فقط سورج کے لئے بولا گیا ہے۔ سورۃ فرقان میں ارشاد فرمایا تباز کَ الْلَّهُجَعَلَ فِي السَّمَاوَاتِ
تُرَوْجَأْوَجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَقَعْدَرَأَمْبِيزَا کہ جو بھی برکت والی ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برخ ہائے۔ اور رکھا اس میں سراج (یعنی سورج) اور چاند اچالا کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے یہاں سراج بول کر سورج معلوم کیا گیا ہے۔

ای طرح سورۃ قوہ میں ارشاد فرمایا اَلَّمْ تُرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ مُبْتَعِثَ
مُبْنَىً اَنْتَ طَبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ تُوَرَّا وَجَعَلَ السَّمَاءَ كَيْفَا کر کیا
تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان تہہ در تہہ بنائے اور ان
میں روشن چاند کو رکھا اور سورج کو سراج یعنی جو اس غمباٹا کر رکھا۔ (یہاں بھی سورج کو
سراج کہا گیا ہے)

ای طرح سورۃ نباء میں فرمایا وَبَيْهِنَّ فَوْكَكُمْ تَبْعَدُ دَادًا وَجَعَلْنَا

بِرَاجاً وَ خَاجاً کہ ہم نے تمہارے اوپر سات مطبوعات آسان بنائے اور بنا یا پھر
ہوا سراج (یہاں بھی سرانج سے مراد سورج ہے) میرے خیال میں سرانج اور
سورج کی لفظی صمائیت بھی اس پر دال ہے کہ سرانج سورج یعنی کو کہا جاتا ہے۔

یہ ہاتھ پادر بھگ کر چونکہ جماغ میں بھی سورج کی طرح آگی حدت
نہیں اور روشنی پائی جاتی ہے اس لیے جماغ کو بھی بعض اوقات سرانج کہہ دیا جاتا
ہے۔ حالانکہ سرانج سورج یعنی ہے۔

گرامی قدر سامنے! اللہ تعالیٰ نے اپنے دلائل قدرت بیان کرتے
ہوئے جس طرح قرآن مجید میں سورج کا ذکر فرمایا ہے اسی طرح قریبین چاند کا
ذکر بھی فرمایا ہے۔

سورة نوح میں فرمایا ہوا الیٰذی جَعَلَ الشَّمْسَ جِبَاهَةً وَ الْقَمَرَ نُورًا
کروئی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا۔ سورة نوح میں ہے
وَجَعَلَ الْفَقَرَرَ نُورًا۔ اور سورة فرقان میں ہے وَجَعَلَ لِهَا يَسِرًا جَاءَ وَ
قَتَرًا مُبِينًا۔ ظاہر ہے یہاں چاند کو نور اور منیر کہا گیا ہے۔

یہاں یہ ہاتھ فور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورج کی
صفت و ہائی بیان فرمائی ہے جیسا کہ سورۃ القباء کی آیت میں ہے وَجَعَلْنَا يَسِرًا جَاءَ
وَهَاجَا "وَهَاجَا" کا مطلب ہوتا ہے روشنی سخ المراہت یعنی جلا دینے والی حرارت
اور روشنی اور اتنی حرارت کو رہے ہر چیز کو ہم کر کے رکھ دے۔ یہ سورج یعنی کافر اس
ہے کہ اگرچہ وہ پورے عالم کو روشن کر رہا ہے مگر اس کی روشنی میں آگی یعنی آگ
ہے حرارت یعنی حرارت ہے۔ تو سورج میں دو منفات پائی گئیں ایک اس کی روشنی کا
کامل و مکمل ہوتا اور دوسرا اس کے اندر شدید ٹھیم کی حرارت اور گری ہوتا۔

ای طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چاند کی صفت "منیر" بیان فرمائی

ہے جیسا کہ سورہ فرقان میں ہے وَ كُفَّارًا مُّبْنِيًّا اور "منیر" نور سے مشتق ہے۔ نور اس روشنی کو کہا جاتا ہے جس میں حرارت اور گری ہے ہو۔ جس میں لحافت ہی لحافت ہو کسی تم کی تکلیف اور ایذا کا خشence ہو۔ تو سورج دہائی ہے جسی روشنی ہی ہے اور بلن اور پیش بھی ہے۔ اور چنان منیر ہے جسی روشنی بھی ہے اور لحافت و نزاکت بھی ہے۔

تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام سمجھانے کے لیے وہ لفظ استعمال فرمائے "بِرَبِّ الْجَمِيعِ" ایک صفت سورج کی لے لی اور ایک چاند کی لے لی۔ اور دنہوں صنات کو اکٹھا کر کے اپنے محبوب کا صاف بیان فرمادیا۔ کہ آپ سورج منیر ہیں جسی جامیعت والکلیعہ میں تو سورج کی طرح ہیں اور لحافت و نزاکت میں چاند کی طرح ہیں۔

گرامی قدر سامن! بعض لوگ آپ کو نور کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بڑی شان بیان کر دی جبکہ قرآن نے آپ کو منیر کہا ہے نور کا معنی ہے روشنی اور منیر اس کو کہتے ہیں جو دنہوں کو بھی نور والا بنا دے اور روشن کر دے تو آپ منیر نور نہیں بلکہ منیر ہیں۔ قائم و مقرر۔

گرامی قدر سامن! آپ کی اس قدر سچ خراشی کے بعد میں یہ ضرور مرض کروں گا کہ اگر آپ "سورج منیر" کا مطلب سمجھ پچے ہیں تو یقیناً آپ پر عکس مطلع گا ایک پبلورڈن ہو چکا ہے۔ اب اس بات کو میں آگے ہو جاؤں گا۔

سودج کی خصوصیات:

آسمان میں جتنے سیارے اور ستارے ہیں ان سب میں سے سورج کو جو کمال اور اتمام حاصل ہے وہ کسی اور سیارہ کو حاصل نہیں ہے۔ جسی روشنی اور جلالات اللہ نے اس کو عطاہ فرمائی ہے اتنی کسی اور سیارہ کو عطاہ نہیں فرمائی۔

(سائنس و ادب کہتے ہیں کہ اگر سورج کے صرف ایک شعلے کی اڑتی کو محفوظ کریں جائے تو اس سے دس کروڑ سال تک پوری دنیا کا نظام مل سکتا ہے) یہ بات بھی زہن نشین رہے کہ باقی بجتنے ستارے ہیں ان کی رادنی دراصل سورج سے مستعار ہے وہ خود اپنی ذات سے رہنی نہیں ہیں بلکہ سورج ہی کی رہنی کو محفوظ کر رہے ہیں سورج گویا ان تمام ستاروں میں بجزل یادشاہ کے ہے جس کی روشنی اور راثم سے کوئی ستارہ مستثنی نہیں ہے۔

اسی طرح تمام انجیاء میں سے جو کمال اور تمام اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطہر فرمایا ہے وہ کسی اور کو عطا نہیں فرمایا۔ آپ اگر سورج کی مانند ہیں تو باقی انجیاء کریم ستاروں کی مانند ہیں۔ تمام انجیاء کے علوم و کلامات اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات عالی میں جمع کر دیے ہیں۔ گویا دیگر انجیاء کی تعلیمات اسی بغرن و مجع سے باخوبی ہیں اور کوئی خبر بھی آپ کی ذات عالی سے مستثنی نہیں ہے۔

لَيْلَةُ الْخُشْبَرِ لَعْلَى هُنْمَكَوْا كَجْهَنَّمَ بُظْلِهِزَنَ لَنْوَازَ حَالَلَّاِسَ بِلِي الظَّلَمِ

سورج کی عظمت سے دھوکا:

بعض کوتاہبہ تم کے لوگوں کو سورج کی جالت روشنی اور اکملیت سے دھوکا لگا اور اسے اپنا معیوب بسمح لیا۔ وہ یہ نہ بکھر سکے کہ معیوب تر وہ ہے جس نے اس سورج کو ثرف عطا کیا۔

جوہیں بھی باشور قوم نے اس کی عالمی رفت و منتظر اور ہمہ گیر راثم دیکھ کر اس کی عبادت کرنا شروع کر دی۔ انہوں نے ستارہ پرستی کے سلسلہ میں جو عبادت گاہیں قبیر کیں ان میں سے سب سے بڑی عبادت گاہ اسی سورج کے نام پر تھی۔ پوری عبادت گاہ سنہری رنگ کی تھیں گئی اور اس میں آنکاب کی خالی صورت کا بستہ بنا کر رکھا گیا۔ جو خالص سونے کا تھا اور اس میں منوں سوہنے کیا گیا

اے طرح ملک بحقیقی جیسی عظیم ملک، جس نے مورث ہو کر اپنی دیران اور پایان مصالحیں کا لواہ منوایا اور کتنا عرصہ ایک مہمن ریاست پر حکومت کر کے دکھائی۔ اس نے بھی اسی سورج کی آب و ہب کے سامنے جیتنی نیاز جھگاری اور سرمودیت فرم کر دیا اور اس کو انہا درجتا حلیم کر لیا۔

قرآن مجید میں اس کی شہادت موجود ہے **بَشَّهُنَّ لِلشَّفَنِيْ مِنْ نَّوْنَ اَفْهَرُ كَوْدَ اللَّهُ تَعَالَى كَمَا سَوْرَجَ كَوْجَهَ كَرَتَ تَحْتَهُ اَوْ اَسَ كَيْ شَادَتَ كَرَتَ تَحْتَهُ**۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بھی ستارہ پرستی اور سورج پرستی کی ریاضت کی۔ آپ نے ان کو سمجھاتے ہوئے اسی سورج ہی کے متعلق سوال فرمایا تھا **هَذَا زَيْنٌ هَذَا أَكْبَرُ** کیا تمہارے خیال میں کیا سبھارب ہے جیسا سے یہاں ہے؟ مگر انہیں **هَذَا أَكْبَرُ** کے راستے سے **أَكْثَرُ أَكْبَرُ** کا جلوہ دکھا کر دعوت و حرج پڑی فرمائی۔

نبوسین میں قلنی قوم نے بھی اگر دنیا میں کسی کی ہاشمیہ اور تصرف حلیم کیا تو اسی سورج کا۔ وہ عالم میں ستاروں کی ہاشمیہ مانتے ہیں اور ستاروں میں سورج کی نائمی کے قائل ہیں گویا ان کے نزدیک بھی سورج ہاشمیہ اور تصرف کا شہنشاہ ہے۔

اے طرح روحانی آناب (سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ) کی رفت و ملکت شان دیکھ کر بعض لوگوں کو دھوکا لگا۔ آپؐ کے بے مثال علمی و عملی مہراں دیکھ کر لوگوں نے آپؐ کو عالم الغیب اور حقیقت کل سمجھ لیا۔ آپؐ کو مظلل کشا اور حاجت روا کر کر صاحب و بلیات میں آپؐ کی سورج پاکار کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں آپؐ کو شریک سمجھ لیا۔ وہ بیہاں بھک کہہ دیا کہ اگرچہ آپؐ کی عخل بذر

کی ہے گر در حقیقت آپ کو روح مدت کا بکرا اور حصہ ہیں (معاذ اللہ)

سودج کسی بھی چلادگی کا اعلان:

ای کیلے اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ القدس اور ذات عالیٰ کے مقابلے میں اس عظیم الشان سیارے کی بے چارگی اور بے بُگی کا اعلان فرمادیا۔ تاکہ لوگ اس کی عظمت شان سے دھوکہ نہ کامیس۔ اللَّهُمَّ تَرَأَنَّ أَهْلَهُ يَسْجُدُ لَهُ مِنْ بَلِي
السَّمَاوَاتِ وَمِنْ بَلِي الْأَرْضِ وَالشَّفَعَ وَالْقُبَرَ الخ (سرہ ع) کیا تم دیکھئے
نہیں کہ ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند بھی اللہ تعالیٰ ہی کو
مجده کرتے ہیں۔

یعنی جب وہ سورج خود ہماری بارگاہ میں مجده ریز ہے ہمارے سامنے ٹھوڑا
و اکساری کرتا ہے تو وہ تمہارا عبود کس طرح ہیں ملکا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا لا تَسْجُدُوا إِلَى النَّفَرِ وَلَا إِلَى الْقَعْدَ وَلَا جُنُدًا
بِطْرُ الْبَلِي خَلْقَهُنَّ الخ (سرہ مہد) کرنے تو تم سورج کو مجده کرو اور چاند کو مجھے
مجده تو اس اللہ تعالیٰ کو زیبا ہے جس نے ان کو حقیق فرمایا یعنی یہ تو حقوق ہیں
مجھوں کے لیے نہیں خالق کے لیے ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا وَالشَّفَعَ وَالْقُبَرَ وَالْجَنَّمَ مَسْخَرَانَ
یا مُغْرِم (سرہ الہدایہ) کہ سورج چاند اور ستارے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں یعنی
ان پر بھی سارا اختیار اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

ایک مقام پر فرمایا لا الشَّفَعَ يَتَبَعَنِ لَهَا أَنْ تُنْرِكَ الْقَعْدَ وَلَا
الْقَعْدَ سَابِقُ النَّهَارِ (سرہ بیہقی) کہ سورج کی محوال نہیں کہ چاند کو پائے اور نہیں
رات دن سے بستت کر سکتی ہے۔

گرامی قادر سماں یعنی! اللہ تعالیٰ نے سورج کی نقل و حرکت میں اس کی بے

بی اور بے چارگی کا انکھدار اور پھر اس کی مبدیت و اطاعت کا واضح اعلان اسی لئے فرمایا ہے کہ کوئی اس کا جادہ و جلال دیکھ کر اس کی پرشش نہ کرنے پائے۔

ایسی طرح آنلاب نبوت (سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ) سے اللہ تعالیٰ نے اعلان کروایا قلْ إِنَّمَا أَنَا بَخْرُ مَظْلُومُكُمْ إِنَّمَا لَعْنُكُمْ كَلْوَوْهُ میں بھی تھماری طرح ایک انسان ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے صبرے اور پرتوی ہازل فرمایا کہ صبرے سر پر نبوت کا نام سجادہ بیا ہے مگر اس کے باوجود بھی میں فوق البشری طاقتون کا مالک نہیں ہوں اس کے باوجود سیر اعلان ہے اَنْعَالَهُمُ الْكُمْ إِلَهٌ وَحْدَهُ (سورة کاف) کہ تھمارا لا ایک ہی اللہ ہے۔

ایک محقق پر جب کفار کے نے آپ سے بھی من پہنچ بھروسات اور ما فون الاسباب امور دکھانے کی فرمائش کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے وضاحت کے ساتھ اعلان کروادیا کہ آپ تینوں کی سب کام میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور میر اللہ ہر حرم کے شرک اور شرکوں سے پاک ہے قلْ مُبَحَّانَ رَبِّنَ هُنَّ مُكْتُمُ الْأَنْشَارُ أَرْسَلُوا (سورة همراء) فرمادیجئے کہ میر ارب پاک ہے میں تو ایک بزرگ اور رسول ہوں۔

ایک اور موقع پر اعلان کروایا قلْ لَا أَنْدِلُكَ لِلْقَبِيْنَ نَفْعًا وَلَا ضَرًا
لَا نَمَأْنَأُهُ وَلَوْكَتُ أَغْلَمُ الْقَبَتُ لَا يَكْنُزُتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ تَعَاقِيْنَ
الشَّرُّ (سورة هراف) لوگوں میں تو اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتا مگر ہوتا
وہی ہے جو خدا تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوں تو اپنے لیے سب منافع جمع
کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ یعنی میں اتنی علیحدت اور اتنی شان رکھتے
کے باوجود اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے
عاجز ہے بس اور لا چار ہوں میں تو خود اس کے حکم کا پابند ہوں اُنْ أَتَيْعُ رَلَّا مَا

مکہ حنی الفیض۔

گرائی تدریس میں آنے والے نبوت کی زبانی و اعلانِ عبادت اسی پر
آزادی کے جادے ہے جس کا کوئی ان کی علیحدگی شان سے دھوکہ کھا کر انہیں ازاں
صیبورن بکھر جائے۔

فلک آفتاب:

آپ جانتے ہیں کہ ماوی سورج کے لئے ایک مدار اور محور ضروری ہے
جس پر وہ حرکت کرے اور وہ لٹک ہے اور اس پر بے شمار چکنے والے ستارے
 موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح آنے والے نبوت جس لٹک پر چکنے والے ستارے آسان نہ ہو کہا
 جائیگا اور ریگہ انیاء کریم کو آسان نہوت پر چکنے والے ستارے کہا جائیگا۔

آپ جانتے ہیں کہ ابتداء شب میں آسمان کے نیچے زمین پر خفت اندر ہمرا
اور ستارے کی چھائی ہوتی ہے۔ اور وہ ستارے کی پوری دنیا پر اس طرح ملا ہو جاتی ہے
کہ کام کا کچ تقریباً مغلظ ہو کر رہ جاتا ہے۔ لوگ اپنی بساط کے مطابق محدود
روشنیوں کا انقام کرتے ہیں مگر وہ روشنیاں مکمل اور بس کیرنیں ہوتیں۔ کچھ
حکمات کی حد تک ضرور روشن ہو جاتے ہیں مگر باقی حکمات اسی طرح ہمارے
پڑے رہتے ہیں اور زمین ٹلکت کے تلا سے آزاد نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح آسان نہوت کے نیچے زمین عقب پر خفت اندر ہمرا اور ستارے کی چھائی
بھی ہے۔ بعض لوگوں نے اس ٹلکت دنارے کی میں راہ طی کرنے کے لئے محل و نہم
کی قندیلوں اور قنقوں سے مدد لی۔ للہیم کے معنوی لالثینوں سے کام چلانے
کی کوشش کی۔ مگر اس ساری محنت کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اور روحانیت کی سر
زمین ٹلکت کے تلا سے آزاد نہ ہو سکی۔

آخر کار رات کے مناسب حال اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ملٹ اور قدرت ہال

ے خود رُشیٰ کا بندو بست فرمادیتا ہے اور تدریجی طور پر آسان دنیا پر ستارے نسودار ہنا شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلے ایک لکھا بھر دھرا بھر تیسا بھاں سمجھ کر پہنچ کر پہنچ پے ستارے گلام کر کے آسان دنیا کو گیر لیتے ہیں اور بھرا آسان ان ستاروں سے جگتا ہوتا ہے جس سے رات کی اندر میری و تاریکی کی شدت میں کسی حد تک کم آ جاتی ہے اور یہ حالت نہیں راتی کہ ہاتھ کو ہاتھ بھائی تدے بلکہ ایک حد تک تکلیف دینا توں بیباخوں جگلوں پہاڑوں میدانوں دریاؤں اور سمندروں پر بھلیکی رُشیٰ آ جاتی ہے۔

ای طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی رحمت و خنقت سے عکوب انسانی کی سرزین کے لئے کچھ رُشیٰ کا انظام فرمادیا۔ آسان بخت پر ستاروں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلا ستارہ آدم ملے السلام طبع ہوا بھر جیٹے علیہ السلام آئے۔ بھر جو علیہ السلام آئے بھر ہوا اور صاف آئے۔ بھر بھرا جم و سوئی ملیم السلام آئے بھاں سمجھ کر آسان بخت پر پہنچ پے جو جنم بخت کا تغیر شروع ہو گیا۔ قلم آزت لٹا رُستنا اختر نی (سرہ سوئن) کر بھر جم نے یا پے رسول یسیے۔

ان جنم بخت کے طبع ہونے سے کسی حد تک سرزین عکب روشن ہوئی۔ حق و باطل میں انتیاز ضرور نظر آنے لگا۔ بھر یہ سب ستارے اور مصنوعی رہشیاں مل کر بھی زمین عکب پر چھاٹ ہوئی گلت کا مکمل استعمال نہ کر سکے۔

شب ظلمت کی ہزینہ:

بھر آپ جانتے ہیں کہ آخر شب میں گلت اپنے شاپ پر بھی جائے۔ ماں آتاب سے پہلے عجیب تھم کا سخت اندر میرا چھایا ہوتا ہے۔ لوگ مکمل طور پر گلظت کا شکار ہوتے ہیں۔ بھر لوگ اسی وقت واردات کرتے ہیں زرات کی بیکلی ہوئی ستاری اور ستاروں کا ناتمام نور گویا زبان حال سے فریاد کرتا ہے کہ اس

کی تخلیل کر دی جائے۔ ایسا کامل نور عطاہ کیا جائے جو رات کو دن بناوے۔
 اسی طرح روحاں ایسا آناتا ہے کہ طلوع سے پہلے شبِ ظلتِ مکمل طور پر
 حاوی تھی۔ جزیرہ عرب کے چاروں طرف شرک ی شرک تھا۔ عرب کے ایک
 جانب تھی فارس تھا۔ جس کے کنارے ایران فارس کی حکومت تھی وہاں ستادہ پرستی
 سورج پرستی عام تھی۔ لوگ ایک خدا کی بجائے دو خداوں کا عقیدہ اپنائے ہوئے
 تھے۔ دوسری سمت تھی روم تھا جس کے کنارے روم کی سلطنت تھی وہاں بھی مکمل
 طور پر بے دنیٰ چھائی ہوئی تھی۔ بیساخیت کا زور تھا ایک خدا کی بجائے لوگ تین
 خداوں کا عقیدہ لئے ہوئے تھے۔ تیسرا سمت بڑا ہند تھا جس کے کنارے
 ہندستان تھا۔ یہاں خداوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچی ہوئی تھی۔ پچھلی جانب
 تھی جہاں مصر سواں اور افریقہ کی آہادیاں تھیں وہاں مرے سے خدا کا تصریح
 یہ تھا بادی اور شہوت پرستی عام تھی۔

گویا زمین قلب فریاد کیا تھی کہ اسے ایسا کامل نور عطاہ کیا جائے جو
 رات کو دن بناوے۔

صیح صافع کی آمد:

بھر راست ایزدی تھجہ ہوئی ہے اور آسمان دنیا پر پہنچتی ہے اور روشی کی
 ایک بھلی کرن سمجھ صادق کی خلیل میں نسودار ہو کر آناتا ہے عالم ہاتھ کی خوشخبری
 دیتی ہے کہ عقریب «میچ نوزیر چشمہ خیاء» جس کے سب محرثے اور جس کی آمد
 کے بعد بھر کسی اور روشی اور نور کی ضرورت نہ رہے گی طلوع ہانے والا ہے۔

اسی طرح آسمان نبوت پر پہنچتی ہے پھولی اور حضرت سیدنا مسیح مطیعہ السلام کی
 ذات باہر بکات سمجھ صادق کی خلیل میں نسودار ہوئی اور دنیا کو یہ خوشخبری دے دی کہ
 اب آسمان نبوت پر آناتا ہے کی آمد آمد ہے۔ وَإِذَا قَالَ يَهُوسْتَى نَنْ مَرْزَبَمْ نَهَا

نہیں اس نے اپنی رسولؐ کا اعلان کیا تھا جو اپنے بندی میں التَّوْزِیْلَ وَ
تَبَرِیْلَ پر تسلیٰ تھا اسی میں بخوبی اشْفَعَ اَخْتَمَ (سرہ الف) کے جب حضرت
میں علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نبی اسرائیل! امیں تمہاری طرف بیجا ہوا اللہ کا
رہا ہوں۔ میں سامنے کی تواریخ کا صدور ہوں اور خوبخبری دیجے والا
ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام ہاں اس کو احمد ہو گا۔

شب گریناں نہ گی آفر چلوه خود شید سے
یہ چمن معمور ہو گا نفر توحید سے
گرای قدر سامنی! آپ جانتے ہیں کہ جس طرح بادہ گئے کے دن
کے لیے تقریباً اڑیسہ گھنٹہ کی سچ مصادق ہوں ہے اسی طرح بخت نبوی سے تکر
نیامت بند کے اس دن کے لیے سچ مصادق بھی لیتی ہے جس کی مدت تقریباً پانے
پہ ہو رہی ہوتی ہے۔

طلوع آفتاب:

ہر سچ مصادق کے آخر میں طلوع آفتاب سے قتل شنق مسودا رہتی ہے
اور آسمان ایک دم سرپنی ماں کی روشنی سے سرخ ہو جاتا ہے یہ طلوع شنق طلوں
آفتاب کی قریبی طامت ہوئی ہے اسی طرح آفتاب نبوت کی سچ مصادق کے بعد
شنق کی صورت میں کچھ اور ہدایات اور محیر الحقول واقعات دنیا کے سامنے آئے
محیر و مادویہ نکل ہو گیا، آتش کدھہ اور ان شخشوتوں کی اور دنیا کو اندازہ ہو گیا کہ طلوع
اونے والا ستارہ کوئی چھوٹا سوہنا یا معمولی نہیں ہے بلکہ کوئی صلیم ترین سیارہ ہے۔

ہر اس کی آمد پر زمین کے لائیں اور تفتے بچھنے لگے کہ ان کی اب
خودت ہی نہ رہی۔ حتیٰ کہ ستارے بھی ایک دم منہ پھینانے لگے ان کی مہمیٰ
بھولی نورانی ہستیاں اس نیزے اعظم کے انوارات کے سامنے معدوم ہونے لگیں۔

ای طرح آپ کی آمد پر سابقہ شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور آخری کتاب کے ساتھ ان کے صحف اور کتب کی خود رت باقی نہ رہی۔

آمد آمد کی خبر سن کر حیناں جہاں
ثرم سے مُسْتَعِنے پہنچاتے ہیں کہ «آتے ہیں
بھر جس طرح سورج شرقی افق کے بلند ترین کنارہ سے سوراہ ہوتا ہے
تاکہ اس کی کرنیں ہر طرف بکانیت سے بچیں اور کسی کو محرومی کا گھر نہ رہے۔ اسی
طرح آلات بnobut دنیا کے مرکزی مقام (مرتّۃ الارض) یعنی مکہ کفر مکہ سے سوراہ
ہوا۔

بھر جس طرح طلوع ہوتے ہی سورج الہی لورائی کرنیں نقط طلوع پر ۵۰
ہے اور یعنی مقام طلوع کو روشن کرتا ہے اسی طرح آلات بnobut نے بھی سب سے
پہلے اپنے نقط طلوع یعنی خامد ان کو منور کیا جیسا کہ حکم خداوندی ہے وَأَنْلِذْ
عَبْشِرُوكَ الْأَقْرَبَ فَرِيقَ (سرہ الشراء)، کہ اپنے کتبے قبیلے اور خامد ان والوں کو
ڈرایے۔ چنانچہ آپ نے کوہ صفاہ پر چڑھ کر دعا فرمایا۔

بھر سورج ذرا اور بلند ہوتا ہے اور مطلع کے ماحول کو روشن کرتا ہے۔ آس
پاس کی ساری فضاہ منور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آلات بnobut نے بعد ازاں مک
اور اس کے آس پاس کے لوگوں پر نصرخانی فرمائی۔ جیسا کہ حکم خداوندی ہے
لَا كُلُّ أُمَّةٍ أَقْرَبَ وَمَنْ خَوْلَهَا (سرہ الحمل) کہ آپ ام القری اور اس کے گرو
نوں والوں کو ڈرایے۔

بھر سورج ذرا اور بلند ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی کرنیں پوری دنیا پر
جادی ہو جاتی ہیں اور ہر طرف روشنی عی روشنی ہو جاتی ہے۔ اندر ہر دوں کا ہام و
نیٹن باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح آلات بnobut مکہ کے افق سے کچھ اس انداز سے

بلد ہوا کہ اس کی کرنیں چار دنگ عالم میں بھیل سکیں۔ سلامتیں عالم اور سب اقوام دل سمجھ اس کی دعوت اور اس کی آواز پہنچ گئی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے، لیکنْ رَلِّ الْعَالَمِينَ تَلَهُو (الفرہان) تاکہ ہمارا خوبیر تمام جہانوں کو ڈرانے والا ہو۔

فروزہ روشن ہو گیا:

پھر دنیا نے دیکھ لیا کہ سورج کی بھی بی شعماں اور کرنوں نے دنیا کے ذریعہ ذرہ کو روشن کر دیا۔ ہر طرف اسی سرچشہ نور کی فورانی چادریں چھا گئیں اور اس طرح چھا گئیں کہ عللت کا کہنی دھوٹنے سے بھی نہیں ہوا۔ اور جو کام اربوں کھربوں ستارے میں کرنہ کر سکے وہ تھا سورج اور اس کی روشنی نے کر دیا۔ حقیقت کے بعد کروں کے اندر اگر ڈائریکٹ سورج کی شعماں نہ بھی پہنچ سکی تو ان کے عکس اور پرتو نے اتنا اجالا ضرور کر دیا کہ کسی لاثم اور چہارٹی کی ضرورت نہ رہی۔ اسی طرح آسمان نجت پر آتاب نبوت کچھ اس انداز سے چکا کہ ہر کچھ اور کچھ کمر میں اس کی روشنی اور دعوت پہنچ گئی اور اس کی رحمت تمام جہانوں پر چھا گئی۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ، وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مَغْلَظَةً لِّلظَّمِينَ.

دیگر انہیاء کی نبوت محدود تھی دارہ کار بھی محدود تھا مگر آپ کی نبوت عالمیہ اور جہاںگیر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے **كَانَ الرَّبُّ يَنْهَا إِلَيْهِ قُوَّيْهُ خَائِئَةً وَيُعْطِيَ إِلَيْهِ النَّاسَ خَائِئَةً** کہ پہلے نی اپنی اپنی قوموں کی طرف خاص کر کے بیجے جاتے تھے (کیونکہ وہ جمیعت کے ستارے تھے) اور میں ساری دنیا کے انسانوں کے لیے (باناتغیریں قوم وطن) بسجا گیا ہوں (کیونکہ میں آناب نبوت ہوں)

اس لیے دیگر انہیاء کرم کی دعوت کا انداز یہ تھا **يَا كُوْزْمٌ، يَا قَفْرُمْ** اور آپ کی دعوت کا انداز یہ ہے **يَا أَبْهَأَ النَّاسَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَلِّيْكُمْ** جیسے ہے کہ

لاؤ! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

ہر جس طرح سومن کے طلوع ہو رہے ہے کے بعد کسی چوراگ اور لائیں کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ سومن کی موجودگی میں چوراگ اور لائیں کی نیشیت بھی کم نہیں ہوتی۔ لانا چوراگ جانے والے کو تجھی کی جاتی ہے۔ اسی طرح آتاب نبوت کے زمانہ میں کسی اور کتاب اور شریعت کی ضرورت بھی باقی نہ رہی۔ اگر وہ کب موجود بھی ہیں تو بھی قرآن کے مقابلہ میں ان کی جانے اور حیثیت نہیں ہے۔

حدیث شریف کی کتب میں حضرت عمرؓ کا واقعہ موجود ہے کہ انہیں تورات کے کچھ اور اقلیٰ کتب سے ملے تو ہزارے خوش ہوئے اور پس اور ان تک رسیدے ہی خدمت نبوی میں حاضر ہو گئے اور خوشی خوشی ان کو پڑھنا شروع کر دیا۔ غیرہ غیرہ علیہ الحلاۃ والسلام نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور رخ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو اس بات پر منتبہ فرمایا کہ دیکھو تو سکی! آپ کے اس طرزِ عمل سے غیرہ علیہ الحلاۃ والسلام ہم خوش ہو رہے ہیں۔ پھر غیرہ علیہ الحلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے عمر! کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن کتاب (قرآن مجید) کی آمد کے بعد بھی تورات کی تلاوت کی کچھ ضرورت باقی رہ سکتی ہے؟ جب آخری غیرہ علیہ الحلاۃ والسلام سبقہ کتب اور سابقہ شرائع منسوخ ہو گئیں۔ اب حکم قرآن کا چلے گا اور حمزی شان کا۔ پھر آپؐ نے زور دار القاطع میں فرمایا لَوْ كَانَ مُؤْمِنًا حَجَّ وَ أَذْرَكَ نُورُنِي نَأْوِي سَعَ لَهُ أَلَا إِنْدَاعُنِي كَرَآئِنَ اگر خود صاحب تورات غیرہ حضرت نبوی علیہ السلام بھی زندہ ہو کر آجائیں تو ان کو بھی میری ایجاد اور بھیروی کے بغیر نجات نہ ملے گی۔

حضرت عزّ نے مخدوم سرے انداز میں عرض کیا رہتی تھی بالفوجیا تو
بالا سلام دینا تو بالفوج آپ ہندی تو بمحکمہ بیٹھ کر میں انتقال کی رجی بیت

اسلام کی صداقت قرآن کی چدایت اور آپ کی نبووت پر دل و جان سے راضی اور خوش ہوں۔

گرایی قدر سامنگی! آلات بیت کی جامیت اور عالیگری کا اندازہ
مرف اس بات سے لگائیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کام بھی بھی ہے کہ لوگوں
کو اندھروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں اور آخری خبرِ امام الانجیاء مل
ظہر، علم کا کام بھی بھی ہے عمرِ دلوں کی ریش اور حدودِ الگ الگ ہیں۔ موسیٰ علیہ
السلام صرف اپنی قوم کو اندھیرے سے نکلنے والے ہے۔ وَلَقَدْ أَزْكَنَا مُوسَىٰ
بِالْكُوْنَكِ أَنَّ أَنْجِرَحَ لِغُونَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (سورة هم) کہ ہم نے
حضرت موسیٰ کو اپنی آیات دیکھ بھجا کر وہ اپنی قوم کو اندھروں سے نکال کر روشنی
کی طرف لے آئیں اس کے مقابلہ ہارے خبر حضرت محمد رسول اللہ علیہ
صلی اللہ علیہ وسلم پہری انسانیت کو اندھروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والے ہیں۔
بِحَكَّائِ الْكَرْتَافَاهِ الْكَنْكِ يَعْتَرِجُ النَّاسُ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (سورة هم)
کہ ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف اس لئے بھیجی ہے کہ آپ نہ کام لوگوں کو عذالت
سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں۔

گرای قدر سامن! نورانیت مسلط کی جامعیت کا اندازہ ان دو آیات
سے تکمیل کیا جاسکتا ہے۔

بھروسیے امادی آنکھاں پر تو زوال بھی آتا ہے مگر آنکھ نبوت زوال سے پاک ہے یہ لخو طخت اونچ دکال کی طرف بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ یہ زوال وہ اُول سے تکمیر پاک ہے۔

اللَّهُمَّ إِنَّمَا أَذْكُرُكَ فَأَنْتَ أَنْتَ عَلَىٰ أَنْفُقِ الْعَالَمِ لَا تَنْزَهُ
اللَّهُ عَالِيٌّ لِمَا يَحْكُمُ وَالْمُحْكَمُ لِمَا يَحْكُمُ

آنے اب نہوت اب بوستا ہی جائیگا اس کا نور پھیتا ہی جائے گا۔ حتیٰ کہ دنیا بھر کے کونے کونے میں اس کی نورانی کرنیں پہنچ کر رہیں گی۔ وَلَلَّا يَعْلَمُهُ خَيْرُ الْكُفَّارِ میں الگزالی کا معلوم یہی ہے کہ آپ کا ہر پھلاں پہلے لمحے سے بہتر ہی بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ ہر لمحہ آپ گی نورانیت میں اضافہ ہی اضافہ ہو رہا ہے۔

حدیث کی کتب میں آپ گی ایک دعا محتمول ہے۔ اللَّهُمَّ اتْحَلْ لِي
قَلْبِنِ نُورًا وَ لِلْمَلِئَةِ بَصَرِنِ نُورًا وَ لِلْمَلِئَةِ شَعْرِنِ نُورًا وَ عَنِ
شَعْرِ الْمَلِئَةِ نُورًا وَ كَلِيلِنِ نُورًا وَ مِنْ أَعْمَاقِ
عَقْدِنِ نُورًا وَ لِلْمَلِئَةِ لَعْنِي نُورًا وَ لِلْمَلِئَةِ فَعَلِيٌّ نُورًا وَ لِلْمَلِئَةِ
بَشِّرِي نُورًا وَ لِلْمَلِئَةِ لَعْنِي نُورًا وَ اتْحَلْ لِي نَجْسِ نُورًا وَ لِلْمَلِئَةِ
وَ اتْخَلَلْنِ نُورًا وَ اتْحَلَلَ مِنْ قَلْبِنِ نُورًا وَ مِنْ لَعْنِي نُورًا اللَّهُمَّ اتْخَلِي
نُورًا (اسلم) اے اللہ ہمارے دل میں اور بھا فرمادے۔ ہماری بھائی میں بھی نور اور
ہماری بھتوائی میں بھی نور بھا فرمادے۔ ہماری واقعی طرف بھی نور اور ہائی طرف
بھی نور اور ہمارے بھیجے بھی نور اور ہمارے سامنے بھی نور فرمادے۔ ہمارے لئے
ایک خاص نور بھا فرمادے۔ ہمارے پھول میں نور اور ہمارے گوشت میں نور اور
ہمارے خون میں نور اور ہمارے بالوں میں نور اور ہماری پہست میں نور اور ہماری
زبان میں نوری نور بھا رے اور ہماری جان میں بھی نور بھا رے اور مجھے نور حکیم
عطاء فرمادے اور مجھے سراپا نور فرمادے۔ ہمارے اوپر بھی نور اور ہمارے پیچے بھی
نور بھا رے یا اللہ مجھے نور عطا فرمادے۔

ہمارا لامان ہے کہ آپ گی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمادے آپ کو اور
آپ کے ماحول کا نور سے بھردیا ہے۔

(یاد رکھیے یہاں حقیقی حس نور مراد نہیں بلکہ جازی نور مراد ہے)

گرالی سانگن! جس طرح سورج کی شعاعوں اور روشنی سے کوئی مستغثی
نہیں ہو سکا۔ اسی طرح آتا بہ نبوت کے نور سے بھی کوئی مستغثی نہیں ہو سکا۔
یہ بات ہادریگی کے آپ خود صرف اور نہیں بلکہ آپ سنبھر ہیں؛ یعنی آپ
کے ساتھ جو لوگ گھاٹ جو جگہ گھاٹ جس کوئی بستی مل گئی وہ بھی رشد ہو گیا۔
الله تعالیٰ ہمکیں اور ہمیں سلطنت کی کمی قدر اور اس سے حد و افرادی
زمانے۔ آمن

جہاں روشن است از جمال مو
لم زده شد از خیال مو

خوشا مسجد و درس و خانقاہے
کہ در دے بود غسل و قال مو

نازاں ہے جس پر حسن و حسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدوسیں کی دھول ہے

اے راہ روایتی شوق! سر کے مل چبو
طیبہ کے راستے کا کانا بھی پھول ہے



۱۰:- انقلاب مصطفیٰ

الْعَنْدِ فَوْرَكُنْ وَسَلَامٌ عَلَىٰ يَعْبُدُونَ الَّذِينَ أَخْفَلُنَا حُكْمَهُ
عَلَىٰ سَيِّدِ الرَّحْمَنِ وَحَاجَتِ الْأَيْمَانَ وَعَلَىٰ إِلَيْهِ وَأَطْعَمَهُ الْأَيْمَانَ مُنْ
حَلَامَةُ الْعَرَبِ الْعَرَبِيَّةِ وَخَيْرُ الْعَالَمِيَّةِ يَقْدَمُ الْأَيْمَانَ أَمَّا بَعْدُ لَا تَغُرُّنَ بِهِ فِرْنَ
الشَّيْطَانُ الرَّجُسُ يُشَيْمُ الْفَوْرَكُنَّ الرَّجُسِيِّمُ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ الْمُرْسَلِينَ إِذْ
بَعْثَتْ فِيهِمْ رَسُولاً فَمَنْ أَنْفَقُهُمْ كَثُلُوا عَلَيْهِمْ آذِيَّهُمْ وَبُرْكَتِهِمْ وَمَعْلِمَهُمْ
الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ وَإِنَّ كَافَرَوْنَ إِنَّمَا لَهُنَّ ضَلَالٌ مُّبِينٌ (سورة آل عمران)

صدق الله العظيم.

گرامی تدریس اسکن! اس آئیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبری علی الصلوٰۃ
والسلام کی بخشش کے چار مقاصد یوں فرمائے ہیں۔ (۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ
نحوں (۳) تعلیم کتاب (۴) تعلیم حکمت۔ اگر چاروں مقاصد میں گھریلی سے فور
کیا جائے تو یہ بات پا یہ بحوث تک پہنچتی ہے کہ بنیادی مقصود تزکیہ نہ نحوں ہی ہے
اور سبی آج ہماری اس گفتگو کا موضوع ہے کہ خبری علی الصلوٰۃ والسلام نے اس
حاضرے کا کس طرح تزکیہ فرمائیں کے اندر کس حد تک انقلاب ہوا فرمایا۔

”وَلَوْ كَيْفَ ؟ اور آپ نے اپنی تعلیمات سے ۲۳ سال کے قبیل مرد
میں انہیں کہاں تک پہنچایا۔

شب ظلمت:

تاریخ کا ایک اولیٰ طالب علم یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ آپ کی بحث
کے وقت دنیا کی اور خاص طور پر اہل مغرب کی مجرموںی حالت کیا تھی اور ان پر کسی
شب ظلمت پھیلی ہوئی تھی۔

عرب کے ایک جانب صحیح فارس تھی جس کے کنارے ایران اور فارس کی حکومت تھی وہاں ستارہ پرستی۔ سورج پرستی اور آتش پرستی کا زور تھا۔ وہ لوگ ایک خدا کی بجائے دو خداویں کے قائل تھے۔ نسلی کا خدا ایک اور بدی کا خدا ایک مانتے تھے۔ ایک کو حیدر آن اور دوسرا کے کو ابر من کہتے تھے۔

عرب کی دوسری سنت بھی روم تھا جس کے کنارے روم کی سلطنت تھی وہاں بھائیت کا زور تھا۔ لیکن وہ لوگ حضرت میلی علیہ السلام کی تعلیمات کو چھوڑ چکے تھے۔ نہ ان کے پاس اپنی اصل کتاب تھی اور نہ یہ اصل تعلیم۔ وہ ایک خدا کی بجائے تمدن خداویں کی پوچھا کرتے تھے اور آسمان دین کے دوپیار ہونے کے باوجود کفر و مشرک کی اقامت گمراخیں میں گردے ہوئے تھے۔

عرب کی تیسرا سنت بھی هند تھا جس کے کنارے ہندستان کا ملاقہ تھا یہ بت پرستی کا مخزن تھا۔ یہاں خداویں کی تعداد ایک دو تکسیں ہلکے کروڑوں تک پہنچی ہوئی تھی۔ پہنچنے والی دوست انسانی امعناۃ چانور آلات حربی کر کھانے پینے کی اشیاء تک کو لوگوں نے خدا ہا کران کی صدارت شروع کر رکھی تھی۔

عرب کی چوتھی سنت نسلی تھی جہاں صفر سو زان اور افریقہ کی آبادیاں تھیں۔ وہاں سرے سے خدا کا تصور یہ تھا بدگلی یہ کاری شہوت پرستی اور سن ملن کا زور دورو تھا۔

خود عرب کی سر زمین اس وقت مختلف باطل خاہب کی جولان گاہ بنی ہوئی تھی۔ یہودیت، موسیٰ سنت، بیسانت، ستارہ پرستی اور بت پرستی نہایاں نہاہب تھے۔ اہل عرب طالبکہ کو خدا کی بیٹیاں مانتے تھے اور فرشتوں کی الوبیت کے قائل تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَلَا يَأْتُمُّكُمْ أَنْ تَتَعْجِلُوا النَّاسَ حَتَّىٰ وَالثَّيْمَنَ اُزْنَابًا (سورة آل عمران) حتیٰ کہ یہ لوگ جنات کی الوبیت کے بھی قائل تھے جیسا کہ

قرآن مجید میں ہے وَجَعْلَنَا إِلَهُ شَرَكَاءَ الْجِنِّ (سورة انعام) ستارہ پرستی اپنی یاد
تھی کہ اپنے امور میں وہ لوگ ستاروں کو دشیل سمجھتے تھے اور ان کی الوہیت اور اثر و
نفع کے قائل تھے۔ کہانت اور ادیام پرستی کا غلبہ تھا۔ کاہنوں کی فیض والی کامیابی
عام تھا اور ان کا ہر کام کہانت اور ادیام پرستی کا مرہون منت تھا۔

بت پر کی کا غلبہ اس حد تک تھا کہ وہ تقریباً ہر جنز کی عبادت کرتے تھے
مگر خدا نے واحد کی خالص عبادت سے برمد تھے۔ مرکز توحید خانہ کعبہ کے اور اگر
تمن سو سالہ بت نسب تھے۔ طواف کعبہ بھی کرتے جاتے اور ساتھ ماتھوں
جنوں کی عبادت بھی کرتے جاتے تھے۔ ایک بڑا بہت خانہ کعبہ کے دروازے پر کی
ہوا تھا۔ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو دبیں یعنے کو ہر چیز بت موجود تھے۔

ہر قوم کا بت جانا تھا اور ہر ضرورت اور موقعہ کا بت جانا تھا۔ ہر گمراہی میں ایک ایک بست رکھا تھا اور اس کی پوچھا کرتے تھے۔ سڑ میں لٹکتے تو خدا کو جیب میں ذال لیتے۔ اور اگر راستے میں کوئی خوشنا پھر نظر آتا تو اسے اخوا کر خدا نہ لیتے تھے اور پہلے کو پہلیک دیتے تھے۔ غرض ہر خاندان بکھر خاندان کے ہر فرد کا خدا بند ایجاد تھا۔ سڑ کا الگ خدا اور حضر کا الگ خدا تھا۔ پوچھتے والوں کی تعداد اتنی نہ تھی جتنی خداوں کی تھی۔

افراق و انتشار کی یہ مالتِ تحری کے ایک ایک لڑائی پہاڑ پہاڑ برس جلتی رہتی تھی۔ نسلوں کی نسلیں خالی ہو جاتیں تھیں مگر لڑائی کا خاتمہ نہ ہوتا تھا۔ ہارئے دانوں نے ان کی الگ طویل ترین لڑائیوں کی تعداد ۳۲۲ الکٹسی سے۔

بے رجی اور قسادت غلی کا یہ عالم تھا کہ خود اپنی اولاد کو قتل کر دینے تھے لڑکی کی بیٹائش کو عمار اور بے عزیز سمجھا جاتا تھا۔ اور باپ خود سے زمین میں گز حا کھود کر زندہ دفن کر دیتا تھا۔ اگر چار بیٹے ہیں اور رزق کی تنگی ہے تو باپ دو جوان

بیوں کو زخم کر دیا تھا۔ وَ لَا نُنْظَرُوا أَوْ لَا دَخْمَ عَلَيْهِ إِنْلَاقٍ (سرہ اسراء)
بے فیری آئی تھی کہ سوچی مان سے لکھ کر لیتے تھے۔ وہ بہنوں کو بیک
وہ لکھ میں رکھنا ان کا عام سصول تھا۔

بے انسانی آئی تھی کہ لوٹ مار چوری سنائی اور ڈاکر زدن کر کے
دہرے کے مال کو جیسیں لینا بھاری سمجھا جانا تھا۔ حرام خوری آئی عام تھی کہ سود
خوری تھی کہ مرد اور خوری کو میوب نہ سمجھا جانا تھا۔
حلال و حرام کی تیز سخون تھی جیکل اور گدھے کا گوشت جی کہ دم سلوخ
بک کھا جایا کرتے تھے۔

تمارہاڑی اور شراب خوری عام تھی۔ دن رات نشی میں دھت رہتے تھے
تھی کہ ہوت مہادت بھی اکڑنہ میں ہوتے تھے۔ بے حیائی کا یہ عالم تھا کہ اش
کے گمراہ طوف کرنے والے پکڑے اباد دیتے تھے۔ اور مرد اور مورثیں اکٹھے
ٹھواف کرتے تھے۔

تہذیب و تمدن اسی و انتظام ہام کا نہ تھا۔ بدائی پرے ملک میں بھلی
ہوئی تھی نہ الہ کوئی ہادشاہ تھا نہ امیر۔ تعلیم و تعلم ان میں نام کا بھی نہ تھا پرے
درجے کے جال اور راجہ تھے۔

دنیا کی قوسیں میں ان کی کوئی لذت اور وقار نہ تھا ان کو انجائی ذلت کی
نہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کوئی کہتا تھا اونٹوں کو چرانے والے۔ کوئی کہتا بیخی میں
کیکنے والے۔ مختلف اوقات میں دنیا کی قومیں ان پر چھاپ مارتی رہیں۔ کبھی
بریجیں نے چھاپے مارا تو کبھی فارسیوں نے ہر ایک کی غلائی انہیں قبول کرنی پڑتی
تھی۔ نہ دن میں جیسیں تھا نہ رات میں۔ گویا کہ حقیقی سخنوں میں وہ پرنے درجے کی
خلالات اور زلالات کا خلاصہ تھے۔

گرای قدر سانحمن! یہ اس معاشرے کا ایک اولیٰ سماجی خاکہ میں
نے عرض کیا ہے وہ دن کی داستان جہالت و خلالت تو بڑی طویل ہے۔

مقصد آمد رسول ﷺ:

ایسے معاشرہ اور ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر اپنا حکم
الثان رسول بھیجا اور اس رسول کی آمد کا مقصود وحید کیا ہیاں فرمایا؟ کہ وہ اس
معاشرے میں انتخاب لائے۔ وَنُزِّلَ كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ اُنکو ہر لحاظ سے حرکی اور عملی
ہائے۔ اس مقصود کو حدست پاک میں آپ نے اس طرح ہیاں فرمایا ہے بُغْثَتَ
تَيْمَ مُكَارَمُ الْأَخْلَاقِ کہ صبری آمد کا مقصد یہ ہے کہ میں تمہارے اخلاق اور
کردار کو تکھار دوں اور سخوار دوں۔

پھر دیکھئے آپ نے اس معاشرے کے اندر کیا حکیم انتخاب پا فرمایا اور
وہ بھی ۲۳ سال کے قابل عرصہ میں۔ حالانکہ کسی قوم میں امدادی سیاسی اخلاقی اور
حربی ہر لحاظ سے انتخاب لانے کے لیے یہ عرصہ انتہائی بخشندر اور ناکافی ہے۔

کیا دنیا کے اندر اس کی کوئی بغیر اور مثال موجود ہے کہ ایک شخص اپنی
حخت سے اتنے قابل عرصہ میں اتنا حکیم انتخاب لا کر ایک بدترین معاشرہ کو کامات
کا ایک بھترن معاشرہ بنادے؟ یہ انتخاب لانا بھی آپ کا ایک حکیم مجزہ ہے۔

انقلاب مصطفیٰ :

ایسے انتخاب مصطفیٰ کی ایک جملہ ملاحظہ فرمائیں۔

1) یقین بر علیٰ الحضرة والسلام کی آمد سے پہلے اس معاشرہ میں اس حد تک
فق و بلوز گرایی اور خلالت تھی کہ اس دور کا ہم بھی دور جاہلیت پر گیا۔ لفظ
”جاہلیت“ ہر حرم کی برائیوں کی ترجیحی کر رہا ہے۔

آپ کی آمد کے بعد اتنا عظیم احتساب آیا کہ وہ زمانہ سب زمانوں سے بہتر نہ ہونے لگا جیسا کہ آپ نے خود فرمایا "عَلَيْهِ الْفَرْزُونَ فَرَزَقَنِیْ کُرْتَانِ" ترجمہ اور ادوار سے بہتر زمانہ سما زمانہ ہے۔ **لَمَّا أَلْقَيْنَا مَلَكُوْنَهُمْ لَمَّا أَلْقَيْنَا** مہر اس کے بعد والے زمانے کا نمبر ہے جیسی دو رحاب کرام۔ مہر اس کے بعد والے زمانے کا نمبر ہے جیسی دو رحاب یعنی **الْفَرْزُونُ الْجَاهِلِيَّ** اور **الْفَرْزُونُ الْفَرْمَادِيَّ** بن گیا۔

۲) پہلے ان لوگوں کی یہ حالت تمی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل تھے۔ خدا تعالیٰ کے ذکر کی بجائے اپنے کنبہ قبیلہ لور آباد اہل دن کا ذکر ان کی زبانوں پر ہوا تھا۔ تمی کرچی صفات میں بھی وہ بھائے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے اپنے آباد اہل دن کے کامنے بھان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے **لَا إِكْرَارًا لِلَّهِ مَنْ كَلَّوْنَهُ كُثُرًا لِلَّهِ الْكَفُورُ الْغَلِيْخُ كَرِيمُ** الخ۔ کرچیں جائے کہ بتا ذکر اپنے آباد داجداد کا کرتے ہو کم لا کم اتحادی خدا تعالیٰ کا کرو۔ گویا وہ اس آئت کا مصدقان تھے لا بل نہ کھڑوی اللہ لا کلہ لا کر وہ اللہ تعالیٰ کو بہت عکیم یاد کرتے ہیں۔

آپ کی آمد کے بعد اتنا عظیم احتساب آیا کہ انہی لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں رسمائی **لَا تَلْهِيْنِمْ بِمَحَارَةٍ لَا يَنْعِيْخُ هَنْدَنِيْنِ** دستی گلہ (سورۃ لور) کے پولیسے لوگ ہیں کہ دران تھیات و سوداگری بھی خدا کے ذکر سے غافل نہیں رہتے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا **أَلْلَهُنَّ مَذْكُورُونَ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا يَعْمَلُونَ** لکھ دا گلہ **مَحْتَرِبُوْمُهُمْ الْخُ** (سورۃ آل مران) کے پولگز بڑے لور بیٹھے اور لیے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔

۳) پہلے ان کی یہ حالت تمی کہ جب ان کے سامنے خدا تعالیٰ اور اس کی صفاتیت کا ذکر کیا جاتا تو ان کے دل متغیر ہو جاتے تھے۔ جیسی انتہائی بھگ دل

اور پریشان ہو جاتے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور وہ کا ذکر کیا جائے تو خوش ہم
جاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ فَخَلَقْتَ
**الْمَخَازِثَ لِلَّذِبْ الْأَنْوَنَ لَا يُرَوُ مُنْزَنَ بِالْأَعْزَمِ وَلَدَى ذُكْرِ الْيَقِنِ مِنْ فُلْلَهِ رَأَى
هُمْ هَشِيرُونَ** (سورة زمر)

آپ کی آمد کے بعد اتنا عظیم احتساب آیا کہ انہی لوگوں کے ہارے میں
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دل کا ذکر کر اللہ وَ جَلَّ لَلَّهُمَّ وَ رَأَكَ الْيَقِنَ عَلَيْهِمْ أَهْمَّ
ذَادُهُمْ إِيمَانًا لِعَ (سرہ اخلاص) کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے
ہے تو ان کے دل خشیت الہی کی وجہ سے نرم ہو جاتے ہیں اور اور جاتے ہیں اور
جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات پڑیں جائیں جس لِإِذَا إِيمَانَ بَذَّهَ جَاءَ
اور سندھر کی طرح غافلگی مارنے لگ جاتا ہے۔

(۲) پہلے ان کی پہ مالت تھی وہ کملی گمراہی میں جھٹا تھے اور پر لے دئے کے
گم گشٹ رہا تھے وہ ان کا نئو این لَتَلُ لَقِنْ حَلَالِيْ تَهْنِيْن (سرہ آل مریم) کا س
سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے کبھی انہی کے ہارے میں حَلَالِيْ تَهْنِيْن کا
لفظ استعمال کیا تو کبھی حَلَالِيْ تَهْنِيْن کا۔ مقصود یہی ہے کہ وہ لوگ گمراہی کی آخری
حد تک بچنے کچے تھے۔

آپ کی آمد کے بعد اتنا احتساب آیا کہ وہی لوگ جو کل لکھ خود حَلَالِيْ
تَهْنِيْن کا خلاصہ تھے آج ہمایت کے میتار اور معیار بن گئے۔ آج ہمایت اور ایمان
انہی لوگوں کے لیے حلیم کیا گیا جو ان کے معیار پر پورا اتریں۔ لیکن آمنٹر ایمپلی
کٹ آئنسٹی یونیورسٹی نَفْعَلَتْنَوْا (سرہ البقرہ) کہ اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے
آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو جب یہ لوگ ہمایت یا فتویٰ شہر ہوں گے۔ اسی
حقیقت کو آپ نے حدیث پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ آف خواہیں

کا لحوم ہائیمُ الْخَنِيمُ افْخَذْتُمُ کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی ہاتھ واری کر دے گے ہدایت ہا جاؤ گے۔

خود نہ تھے جو راہ پر عالم کے ہادی ہیں گے
کیا نظر تھی جس نے مژدوں کو سجا کر دیا
(۵) پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کے عذاب کے سخت ہو گئے تھے جہنم اور ان کے درمیان گویا کچھ بھی فاصلہ باقی نہ تھا گئیمُ علیٰ نَكَّا حَفَرَ وَ مَنْ
الْقَوْ كرم گویا جہنم کے کنارے پر کھڑے تھے۔ میرا خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو سچی
کریمیں جہنم میں گرنے سے بچا لیا۔

آپ سچے کی آمد کے بعد اللہ تعالیٰ انگی لوگوں کے پارے میں ارشاد
فرماتے ہیں أَعْذَلُهُمْ جَنَابَتْ كَجْرَى لَعْنَهَا الْأَنْهَارُ تَحَالِيُونَ بِلَعْنَهَا أَهْكَمَ (توبہ)
کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنتے تیار ہی انگی کے لیے کی ہے۔ وہ ایسے باغات ہیں کہ
ان کے پیچے نہرس بہہ رہی ہیں اور وہ ان میں بیٹھے بیٹھ رہیں گے۔
گویا جو لوگ جہنم کے کنارے پر کھڑے تھے اب جنتے کے وارث ہیں
گئے۔

(۶) پہلے ان کے دلوں کی یہ حالت تھی کہ دل کفر و شرک کچھ سے ساہہ ہو چکے
تھے دلوں کے اعداء کفر و شرک کا تھا۔ دلوں پر تالے لگ چکے تھے اُمّ علیٰ قُلُوبُ
الْقَاتُلُهَا (سماوی) دل خفت ہو چکے تھے۔ نَمَّ لَكُتْ لَلْزُبْتُمُ (القرآن) دلوں پر میر
گئی تھی۔ مَذَلِيلُكَ سَطْبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ لَلْبِ شَكِيرٌ بَعْلَوْ (عاز)
مَذَلِيلُكَ سَطْبَعَ اهْدُ عَلَىٰ قُلُوبُ الْكَلَافِينَ (ہدایت) خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ
لَرْبِبِهِمْ (القرآن) قرآن مجید کے اندر اس حرم کی بیسمیل آیات ہیں جن میں کفار کے
دلوں کی حالت بیان کی گئی ہے۔

آپ کی آمد کے بعد اتنا اعلان آیا کہ دوی دل جو کل بکھرے ہیں
سے خالی تھے جن پر مہر لگ جگی تھیں۔ جو تمروں سے زیادہ سخت ہو چکے تھے
آج ان دلوں کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہیں بیان فرماتے ہیں وَإِنَّ اللَّهَ عَلَيْكُمْ إِلَيْنَا
الْإِنْسَانَ وَإِنَّمَا فِي لُقْلُقِكُمْ (سرہ بقرات) کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایمان کو
پسند کر لیا اور اسے تمہارے دلوں کے اندر سجا دیا۔ ایک اور شام پر ارشاد فرمایا
گواہیک سمجھتے ہیں لَقُلْبُهُمُ الْإِنْسَانُ وَأَلْهَمْنَا مُرْسَلَنَ^{رَبُّكُمْ يُرْزُقُهُمْ} (سرہ الحاد) کر دیا
لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے خدا پر کھڑکی طرح ایمان تحریر کر دیا ہے وہ
یعنی نجی سان کی مدد کی گئی۔

) پہلے ان کی یہ حالت ٹھی کہ سچ دشام نتا احمد بد کھری میں ملوث تھے اور
اسے اپنے لے بہت ڈالا اور فرستھے تھے کہ میں تھے اتنی ٹھروں سے زیادہ کہا
ہے۔ اپنے اشعار اور اپنی نگاروں میں اپنی بدکاریوں کا ذکر کر کے اترانا اور (کس
ان کا مسحول تھا۔

آپ کی آمد کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی کہ اگر کسی موقع پر انکی ظہی
ہو گئی تو عدالت سے ہاں پانی ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کا خوف اتنا عالب ہوا کہ دنماں
عی اس کی سزا بھینے کے لئے بے قرار ہو گئے۔

صہی کی کتب میں ایک محدث کا اسی طرح کا «الدیان کیا گا ہے کہ
وہ خدمت بھی میں صاف نہ کر سکتا اور حصہ مرغ کرنے گئی یہ رسول اللہ
سمحت سخت لگیتھے مکھی اے اللہ کے رسول! مجھ سے بدکاری ہو گئی ہے
میرے اور ہم جلدی بکھ۔ آپ نے اس فرمایا کہ ٹھیک چیخا گناہ ہم جلدی
کرنے کی حد تک نہ ہو۔ احراق کرنے گئی کہ اس میں لا کوئی شب نہیں اب نہ
کمرے بیہد میں ناجائز بھی موجود ہے۔ آپ کے ندار شاد فرمایا کہ جب تک

پھر پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک تجھے سزا میں دی جاسکتی۔ پنج کی پیدائش کے بعد آنادہ خورت روٹی ہولی چلی گئی کہ پنج بیس زندگی وفا کرے یا نہ کرے۔ پنج کی پیدائش کے بعد پھر خدمتِ خوبی میں حاضر ہو کر صد جاری کرنے کا طالبہ کرنے لگی آپ نے ارشاد فرمایا جب اس کا دوڑھ چھڑا لے عجب آئا۔ کچھ عرصہ گزرا تو پھر خاطر خدمت ہو گئی۔ اس کے پنج کے ہاتھ میں روٹی کا گھننا تھا اور کہنے لگی کہ اے اللہ کے رسول! دیکھیے اب یہ خود روٹی کھا رہا ہے میں نے اس کا دوڑھ بھی چھڑا دیا ہے برداہ سہر میانی مجھے پاک کیجیے۔

آپ نے پنج کی کھالت کا انعام فرمایا کہ اس پر صد جاری فرمائی اور اس کو سلکار کیا گیا۔

بعد ازاں آپ نے اس کا جائزہ پڑھا۔ تو حضرت حضرت نے حیران ہو کر سوال کیا تھا: علیہما یا ز بُرْلَ افروز لذَّرَکَ اے اللہ کے رسول! آپ نے ایک زانی خورت کا جائزہ کیسے پڑھا دیا؟ آپ نے جواب فرمایا لکھ تھا: لَوْلَبِتْ بَيْنَ شَيْخَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوْلَمْ يَخْتَهِمْ کہ اس خورت نے انکی بے مثال توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ مدینہ منورہ کے سرستیں خدا کن گھروں پر قسم کر دی جائے تو ان کی بخشش کا بھی سالمان ہو جائے۔

(۸) پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ پھر دن کی قسم اور پہ جا کرتے تھے۔ وہ ہر دن خورت پھر دن کی طاش میں رہتے جہاں سے بھی کوئی خوبصورت پھر ملا اسے اٹھایا اور اپنے سیبور کا تصور پاندھ کروں کہ اس کی پچھا شروع کر دی۔ اب تھوڑے اور فتح انسان کو پھر دن سے دامت بخت تھے۔

آپ کی آمد کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ حضرت سے نامہ رشی افسوسیں دیکھ دیں اور ان طواف مجر اسود کو پہنچنے لگئے۔ ملکہ خلیل کے لئے اور جنپ توحیح خواہ دیں

سے سرشار ہو کر یوں گویا ہوئے ہے تھے حججِ رانی اکلِمُ انگَ حجَرَ لَا تَنْقَعُ وَكَ
تَغْرَرُ فَلَوْ لَا يَأْتِيَ رَبُّكَ وَسَوْلَ اهْوَ خَلْقُ اهْلَ خَلْقِكَ وَسَلْمَ بَنِيْكَ نَا
بَنِيْكَ اے جبر اسود! میں جاتا ہوں کہ تو ایک پتھری ہے نہ تو فتح دے سکا ہے
اور نہ نقصان! اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے چھوٹے ہوئے نہ دیکھتا تو بھی تمہارے
نہ لیتا۔ یہ تو آپؐ کا فرمان اور طریقہ ہے درنہ پتھروں کی علیقت تو ہمارے ہاں
سے آپؐ کی تعلیمات نے کمرچ کمرچ کر لال دی ہے۔ درحقیقت یہ آپؐ کے
بوسرہ کو بوسرہ ہے۔

۹) پہلے ان کی قیادتِ قلبی کا یہ عالم تھا کہ زندق کی علیٰ کی وجہ سے اپنی اولاد کو
تمیل کر دیا کرتے تھے۔ بینی کی بیدائش کو عار اور ذلت بھختے ہوئے اسے زندہ درگہ
کر دیتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَدَّا مُتَّبِرَّ أَحَدَ هُنْ مَا لَأُنْتَيْ نَظَرٌ
وَجَهَهُ مُسْتَرٌ قَادِرٌ هُوَ خَلَقَتِمْ بَعْوَارِي مِنَ الْفَزْمِ مِنْ سُوْءِ مَابَتَرِبَهُ أَبْيَكَ
خللِ هُنْزِنِ أَمْ بَنَسَةُ بَلِي التَّرَابُ (سورہ الحلق) کہ جب ان میں سے کسی کو بینی
کی بیدائش کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ غم کی وجہ سے سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ خصے
بھر جاتا ہے۔ اور اس خبر بد کی وجہ سے وہ لوگوں سے چھپتا ہوتا ہے۔ اور سچتا ہے
کہ آپؐ اذلت برداشت کر لوں یا پھر اس لڑکی کو زمین میں دفن کر دوں؟

آپؐ کی آمد کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی کہ اس طرح اپنی کئی بیٹیوں کو
زندہ درگور کرنے والا ایک شخص اب اخبارِ حمل اور ریتیں الحلب ہو گیا کہ زمین پر
پڑتے ہوئے پہاڑ پاؤں نہیں رکھتا بلکہ ایزوں کے مل چتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی
بیجوٹی کوئی کیڑا اکھوڑا سیرے پاؤں کے پیچے روکنا جائے۔

۱۰) پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ مزتوں کو لوٹنے والے تھے بر سر عام ایک
مورت کی مزت کو پاہاں کر رہا ان کا شیخوہ تھا۔

آپ کی آمد کے بعد وہ عزتوں کے مخافن بن گئے۔ حاتم خاتی کی غنیمتانہ کو جب رسول اللہ نے گھر پہنچانے کے لئے مخابہ کرام ساتھی بیجھ تو اس کا بھائی عدی انتہائی حیران اور پریشان ہو گیا اور کہنے لگا کہ بہن! اسٹر میں تو اتنے دلوں تک فیروں کے ساتھ رہی۔ وہنگی گزے اور راتیں بھی گزریں۔ اغفار کے ہاتھوں میں کیا تیری عزت تو نیچی گئی؟ سخانہ جواب دیتی ہے کہ مجھے اس ذات پاک کی حرم جس کے قدر میں بھری جان ہے، تیری حوصلی اور چار دفعہ اوری کے اندر تیری عزت اتنی مخدود نہیں تھی جتنی حضرت ﷺ کے مجاہد کے ہاتھوں میں مخدود رہی۔

(۱۰) پہلے ان کی حالت یعنی کہ سالہا سال تک لا ایسا ہماری رہتی تھیں۔ قتل دعارت اور براہمی لڑائی ان کے لئے بھاری کا نشان اور وجہ عزت تھی اور ایک درہرے کا کوئی پاس اور لحاظ نہ تھا۔

آپ کی آمد کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ اب وہی لوگ بھائی بھائی میں کے۔ لَلَّفَّتْ تِينَ لَلَّفَزْ يُكْثُمْ فَأَفْبَخْتُمْ بِنَقْعَيْمِ إِنْخُوانَا (سورة آل عمران) کے اثر قتل نے تمہارے دلوں میں محبت والفت ذات وہی اور تم اس کی صربیان سے بھائی بھائی میں گئے۔ آپ ان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں زَحْشَاءُ نَهْنَهُمْ كَوَهْ آنِیں میں رحم دل بن گئے ہیں۔

(۱۱) پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ مخدودے اور اونٹ کو پانی پانے میں بھکرا ہو گیا۔ بھکرے کی بیمار صرف یہ نی کہ پہلے میں نے پانی پانہ تھا تو نے کیوں پالایا؟ اور بھر ہے بات اتنی بڑی کہ سالہا سال تک دلوں تھیلے باہم لڑتے رہے اور سیکھوں جانش خالی ہو گئیں۔

کہیں پانی پینے پانے پے جھڑا
 کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پے جھڑا
 آپ کی آمد کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی ہوئی روز نخلی اتفاق ہبہ
 کل لٹکانے یہم خصا گہ (سرہ خر) کہ وہ دوسروں کو اپنی جانوں سے بھی خود
 رکھتے ہیں اگرچہ خود کتنے ہی ضرورت نہ ہوں۔

حضرت ابو جہنم بن حذیفہ فرماتے ہیں کہ یہ سوک کی لا الہ میں میں تھوڑا سا
 پانی لکھ رہے چکاڑ او بھائی کی ٹلاش میں ملا کر اگر وہ مجھے زندہ مل گیا تو میں اس کو
 پانی پڑاؤں گا۔ چنانچہ وہ مجھے زٹیوں میں اس حالت میں ملا کر سوت دھات کی
 کھلکھل میں تھا۔ میں نے اس سے پانی پانے کا یہ چھاتا تو اسے اشارہ سے اٹھت
 میں جواب دیا۔ جوئی میں اس کو پانی پانے کا قریب پڑے ایک زخمی نے
 "آہ" کی۔ پھرے چکاڑ او بھائی نے اشارہ کر دیا کہ پہلے یہ پانی ان صاحب کو
 پڑائیں۔ میں دوڑ کر اس کے قریب گیا تو اس کی جان بھی لبوں پر چی۔ جب میں
 اس کو پانی پانے لگا تو ایک اور زخمی نے آہ بھری چنانچہ اس نے بھی بھی اشارہ کیا
 کہ پہلے ان کو پڑاؤ۔ میں دوڑ کر جب تیرے زخمی کے قریب گیا اور پانی اس کے
 حد سے لگانے لگا تو وہ اللہ کو پیاما ہو گیا۔ میں جلدی میں دوڑے زخمی کی طرف آیا
 کہ کم از کم اس کو تو پڑا دوں مگر جب اس کے قریب آیا تو وہ بھی جان بھن جھا
 تقد۔ پھر میں دوڑ کر اپنے چکاڑ او بھائی کے پاس آیا تو اتنے میں وہ بھی شہادت سے
 سرفراز ہو چکے تھے۔ اس طرح تجوں نے ایمار سے کام لیتے ہوئے پاس کی
 حالت میں جان دے دی۔

(۱۳) پہلے بھی لوگ بدود۔ وحشی اور غیر مسلم تھے۔ درستی بخوبی ان کو اپنا ٹھوڑ
 سمجھ کر پریشان کرتی تھیں۔

آپ کی آمد کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی کہ چند سالوں میں نصف دن
بیان کی حکومت قائم ہو گئی۔ بڑی بڑی پروٹوٹائیں ان کے زیر گھس آگئیں اور بڑی
بڑی متعدد گھوٹکیں ان کے سامنے سر گھوٹ ہو کر رہ گئیں۔

بات کیا تھی کہ ایران اور روس سے رہے۔ (۱) چند بے زیست افراد کو چنانے والے
جن کو ہوتا تھا کافور پنک کا دوکان بن گئے وہ دنخا کو اکبر ہلانے والے
(۲) پہلے بھی لوگ شراب کے اس عدجک رسما اور عادی تھے کہ گویا یہ ان کی
سمنی میں پڑ گئی ہے۔ (۳) پھر کامیاب اسحاقی اس کی پیدائش تھی۔ کوئی مکمل لائل
دفات اور کوئی پہنچرام اس کے لفڑی کا مکمل تھا۔ شراب ایک نہ ہے اور آپ جانتے
ہیں کہ نوش چھوڑنا کتنا مشکل کام ہے۔

آپ کی آمد کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی کہ جب وہ شراب کا حکم
نازل ہوا تو اہل مدینہ شراب کے سب ٹھیک گھوٹ میں آ کر توڑ دیے صرف
ٹھیک گھوٹ شراب پینے پانے کے برتن اور چامگی توڑ دیے۔ ایک مکمل میں
شراب کا دور مکمل رہا تھا ان کو جب وہ شراب کی نہیں ٹھوٹ میں (جنہوں نے
پہلے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا فوری طور پر پھر گرا دی۔

ایک سہالی شراب کے بہت بڑے جو خلائق نام سے جتنی شراب
ہتا مکرتے تھے۔ ایک دفعہ انی تجارت کی غرض سے انہوں نے ہر کی شراب مدینہ
منورہ میں لے آئے۔ ابھی ان کا گاؤں مدینہ منورہ سے باہر ہی تھا کہ انہیں اطلاع
تل گئی کہ شراب تو حرام ہو گی۔ بعد انہوں نے وہیں سارا مال اتار کر سب ملکوں
کو پھوڑ دیا اور ساری شراب خالع کر دی۔ اہل مدینہ بیان کرتے ہیں کہ کتنے
مروجع شراب کی تحریکیت کیجوں سے دہل سے شور اکٹا رہا اور کی ماہ بعد ہی جب
باہل ہوتی تر زمین سے پلٹے نکلتے تھے۔

(۱۵) پہلے یہ لوگ انجانی قسم کے بخل اور سمجھوں تھے۔ ایک ایک پہنچے ہے جو باندھتے تھے مال جمع کرنا اور گنگوں کا رکھنا ان کا شہود تھا اللہ تعالیٰ جمیع عالم اُز عَدَدَةٌ يَخْتَبِئُ أَنْ مَالَهُ أَخْلَدَةً (سرہ ۱۷، آیہ ۲) خدا کے نام پر فرج کرنے کا تصریر ان کے لیے جان لیوا تھا۔

آپؐ کی آمد کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی کہ حضرت جابرؓ نے صرف ایک ہی رات میں چھ لاکھ روپیے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور تب مجنون آیا۔ حضرت ابو طلحہؓ نماز میں اپنے خوبصورت بائی کی وجہ سے خلل یادا ہوا تو انہوں نے وہ سارا باغِ ہی اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا۔ حضرت عائشہؓ موعودہؓ کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ نے کہی لا کہ درہم بیسیجے تو انہوں نے ایک ہی مجلس میں وہ دراہ تم اللہ کے راستے میں تحسیم کر دیے۔ حالانکہ خود ان کو تین دن سے فاقہ تھا۔ اپنے لیے کوئی چیز رکھنا بھی یاد نہ رہا۔

(۱۶) پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ ان کی بدکواریوں اور بدالالہوں کی وجہ سے اللہ کے فرشتے ان سے نفرت کرتے اور دور رہتے تھے۔

آپؐ کی آمد کے بعد حالت یہ ہو گئی کہ حضرت حظۃ الرحمۃؓ حالت جذابت میں غزوہِ أحد میں شہادت پاتے ہیں تو ان کو حصلِ دینے کے لیے آسمانوں سے فرشتوں کا نزول ہوا۔ صحابہ کرام نے خود اپنی آنکھوں سے ان کے وجود پر حصل کے آہر دیکھے۔

(۱۷) پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ یہ جنگلوں سے گزرتے وقت اس حد تک ڈرتے تھے کہ جنگلی جانوروں سے بچاؤ کے لیے اس وادی کے جنوں کو اپنی مد کے لیے پکارا کرتے تھے و آنکہ کائناتِ بیجانی میں اُن انسانی پیغمبرِ ذوقیؓ پر بخالیؓ میں الجعنیؓ قرآنؓ فَرَأَهُمْ رَفِيقًا (سرہ ۱۷، آیہ ۱) کے بعض میں آدمؑ بعض جنات کی پناہ پکڑتے تھے اس

جسے جات اور زیادہ سرگش ہو گئے۔

آپ کی آمد کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی کہ جنگل کے شیر بھی ان کے مطیع ہو گئے۔ حضرت سفید نے خوناک جنگل میں جب شیر کو دیکھا تو اس کا کان پکڑ کر کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں راست بھول پکا ہوں گے راست دیکھا تو شیر دم ہلا کر ان کے آگے جل پڑا اور جنگل سے پار چکنا آیا۔

حضرت معاویہؓ کے دورِ غلافت میں حضرت جبہ بن نافع نے جب افرید کے ایک خوناک قسم کے جنگل میں فوجی چھاؤں تیر کرنا ہاں ہی جنگل کو سانپوں اور درندوں سے مالی کرنے کے لئے ایک کارے پر کٹرے ہو کر اعلان کر دیا۔ **بَعْدَهَا الْمُحَاجَثَةِ وَالْتَّبَاعِ إِذَا أَتَخْبَثَ رَسُولُ الْفُرْسَةِ الْمُكْلَبَةِ وَسَلَمُ الْمُؤْخَلَوْا أَعْنَى كَلَّا نَأْتُ لَوْنَ وَنَنْ وَجَدْنَاهُ بَعْدَ ذَلِكَ لَقَنَاهُ كَرَأَ جنگل کے سانپوں اور درندوں اہم رسول اشیخ الحجۃ کے صحابی ہیں ہم اس جنگل کو اپنا لکانہ بنانا چاہیے ہیں اس لئے تم بھاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد جو جانور بھاں پایا گیا ہم اسے سوت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ تاریخ شاہد ہے ایک نہیں ہزاروں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تمام سوڑی جانوروں اپنے بیچوں کو ساتھ لے دھاں سے لگل گئے اور شام تک وہ جنگل سوڑی جانوروں اور درندوں سے مکسر خالی ہو گیا۔**

(۱۸) پہلے ان کی یہ مالت تھی کہ ان کی دفا اور دوستی پر کسی کو احمد نہ تھا۔ صافت اور خود غرضی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ سوقد کے مطابق دوستی اور دقاوی بدلانا ان کا روز کا معمول تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ سے گفت و شد کے لیے قریش کمک کی طرف سے ان کا ایک با اثر اور جھاں رینہ آؤ دی غرددہ میں سود ٹھقیل آیا۔ وہ دریک آپؐ سے با تمنی کرتا رہا۔ اس نے اپنی ابتدائی مفتکوں میں

صحابہ کرام کے بارے میں آپ سے کہا کہ خدا کی حرم میں کسی وجہ اور شریف آہی کو آپ کے ہاں نہیں دیکھتا یہ سب آپ کے ساتھی انتہائی سمجھنا اور خود فرض حرم کے لوگ ہیں جو اپنے خواز کے لیے آپ کے اندگرد جمع ہو چکے ہیں ان کے بھروسہ ہے خدا ہے یہ تو آڑے وقت میں آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ وہ نے ابتدائی مُنگوٹ میں یہ اسات تو آپ سے کر دی مگر دورانِ مُنگوٹ اپنی سمجھیوں سے مکاہلہ کرام کے طرزِ عمل کو دیکھا رہا۔

جب آپ کے صحابہ کرام کے حالات دیکھ کر والیں اپنی قوم میں کہا تو اس کی رائے بدل چکی۔ اپنی قوم سے جا کر یہ حقیقت بیان کرتا ہے کہ اپنی قوم وَالْفَلَقَا وَكَذَّبَ عَلَى النَّعْلَوْكَ وَرَدَّلَهُ عَلَى الْعَزَّزِ وَبَخْرَى وَالْجَادِشِ وَأَهْلَهُ مَازَّكَتْ عَلِيَّاً لَظَّاهِرَتْ أَسْحَابَهُ مَا يَنْظَمُ أَسْحَابُ مَنْجِلَوْ مَحْمَدَدَا کے سامنے سیری قوم اسیں پاٹبہ بہت بادشاہوں کی طرف اقیرو کر رہی تھیاں تھی کی طرف آمد ہیں کر رہا ہوں۔ خدا کی حرم میں نے بھی کوئی بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے درباری اس کی ۷۰ تھیم کرتے ہوں جو تھیم اصحابِ نبی حضرت موسیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی کرتے ہیں۔ خدا کی حرم آپ کے رہن مبارک لا تھاب گرے تو یہ لوگ اسے بھی ہاتھوں پر اٹا لیتے ہیں۔ دورانِ خسرو جو ہال آپ کے وجود کو لگ کر گتا ہے اس کو لینے کے لیے اس طرح نوٹ پڑتے ہیں کہ خایہ لازمی ہو جائے گی۔ جب آپ کلام فرماتے ہیں تو آواروں کو پست کر لیتے ہیں۔ جب آپ کا کوئی ہال گرتا ہے تو اسے بھی ہاتھوں میں لے لیتے ہیں بھر غرہ پر دالانِ شیخ رسالت کی جاں ساری اور جاہاڑی دیکھ کر اپنی پہلی رائے کے ہالک برخس ہوں گوہا ہوتا ہے تَقْدُّمٌ وَأَنْتَ لَهُوَ مَا لَأَهْمِلَّمُ زَكَّةَ لِإِشْتَيْ إِنْهَادًا (برہتِ دلخواہ)

میں نے صحابگل ایک جماعت دیکھی ہے کہ وہ کسی قیمت پر بھی آپ کا ہال بیکاہ۔

ہنے دیں گے۔

گرائی تھوڑا سمجھن! اگر آپ عروہ کی بیکلی اور دھرمی رانے کا موازنہ کریں تو انتساب مسٹنگلے کی ایک علمی جھلک نظر آری ہے۔

۱۹) پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ خدا نے اپنے بھائی حضرت کی محنت پر سالاہ سال سمجھ لودھ کیا۔ وہ بہت بڑی مریضہ گوشامڑ تھی بڑے بڑے مجموعوں میں مر رہے پڑھتی خود بھی روتنی اور موام کو بھی رلاتی۔ تقریباً ایس سال سمجھ اس نے اس طرح بے صبری کا مظاہرہ کیا۔

آپ کی آمد کے بعد اسی خضاء کی یہ حالت ہو گئی کہ جنگ قادیہ میں اس کے چاروں بیٹے جان ٹاری سے لاتے ہوئے ہمید ہو گئے۔ ان کی شہادت کی خبر سن کر حضرت خدا کے مند سے بے صبری کا کوئی کلر لٹلنے کی بجائے بھی لکھا **الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَلِيِّ الْكَرِيمِ يَقُولُونَهُمْ كَمَا أَنْذَلَهُمْ كَمَا هُنَّ** کہ اللہ کا بے پناہ ہر ہر ہے کہ اس نے میرے بیٹوں کو شہادت دکنڈ مجھے یہ علمی شرف بنخا۔

۲۰) پہلے ان کی یہ حالت تھی کہ خود غرضی اور مختار پرستی اپنی انتباہ کو سچنی ہونی تھی۔ اینہاں نام و نشان کا نہ تھا۔

آپ کی آمد کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ حضرت ابو طلحہ حضور طیبہ الصلاۃ والسلام کے ایک مہمان کو گھر لے گئے گر میں معاونے ایک آدمی کے کمانے کے اور کچھ نہ تھا۔ انہوں نے یہی سے کہا کہ بچوں کو بہلا کر سلاہ اور وہ کھانا میرے اور مہمان کے سامنے پیش کر دو۔ اور خود چنان غلیق کرنے کے بھانے بھجاؤ یا۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ دنہوں میاں یہی اندھیرے میں خالی منہ ہلاتے رہے تاکہ مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھا سکے۔ اس طرح وہ خوبی اور ان کے بیچے بھی بھوکے رہے اور مہمان کو کھانا کھلا کر ایسا ہر کی اہلی روایت قائم کر دی۔

(۷) پہلے ان کی بدکار اربعوں اور بدالمالیوں کی وجہ سے ہر وقت ان پر شیطان کا تلاعہ وہ شیطان کے اشاروں پر تائیتھے تھے اللَّمَّا تَرَأَّثَا أَرْسَلْنَا الشَّيْطَانَ عَلَى الْكَافِرِينَ تُؤْزِّعُهُمْ أَزْأَمًا (سرور مریم) کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تم نے کہہ رہ شیطان کو مسلط کر دیا ہے وہ ان کو براہمجنۃ کرنے رہے ہیں۔

اب آپؐ کی آمد کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ انہی میں سے ایک شخص (سیدنا عمر بن خطابؓ) کے بارے میں آپؐ نے فرمایا (لہذا یا این الخطاب وَالذِّي نَفْسِي بِيَدِهِ نَالَقِبَطَ الشَّيْطَانُ تَالِكُ لَجَاهَلَطُ الْأَسْلَكَ لَعْنَاعِزَ لَعِبَكَ (۱۰۴) اے اہن خطاب! مجھے اس ذات کی ختم ہے جس کے بعد میں میری جان ہے شیطان راست میں اگر تیرے سامنے آ جائے وہ نیزی بیت اور رب کی وجہ سے راستہ تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

گرائی قدر سامن کا وہ پہلے کیا تھے اور نبوی تعلیمات سے کیا ہے مجھے؟
یہ بہت طویل مضمون ہے مختصرًا عرض ہے کہ آپؐ کی تعلیمات سے ایسا فرم اخلاقب آیا کہ آج ان کے قدموں کی آواز جست میں سنی جا رہی ہے۔ آج انہی میں سے ایک ناپیٹا کی طرف آپؐ مال سے دیکھتے ہیں تو فوراً آہان سے جیسا جاتی ہے۔ آج ان کی تعریفیں اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرماتا شروع کر دیں۔
الْأَنْبَيْتُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ الشَّالِمُونَ الرَّاجِحُونَ الشَّاجِلُونَ الْأَمِرُونَ بِالْغَرْبَرَبِ وَالنَّاهِرُونَ عَلَى النَّكِيرِ وَالْحَارِفُونَ لِلْمَدُودِ اللَّهُ أَكْبَرُ (۱۰۵)
کہ یہ لوگ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے سجدے کرنے والے نیک کاموں کا امر کرنے والے بھری باقیوں سے منع کرنے والے اور خطا کی قائم کردہ حدود کی خاتمت کرنے والے

گرای قدر سامن! میں نے چند باتیں عرض کی ہیں اگر اس لئے پر آپ
رسیں گے تو قرآن و حدیث سے انکا بحث کے سینکڑوں شواہد آپ کو
لیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلکہ بُر کر آپ کی تعلیمات پر مل ہوا ہونے کی
(ذلت) عطا فرمائے۔ آمن

زمیں پہ جھک کے جو عرش بریں پہ پہنچی تھی
ہمیں بلندی مقصود اسی جسمی سے ملی

خدا کے دانستے جینا بھی جرنا بھی
یہ تربیت اور اندراز دل نشیں سے ملی

اسر نوش در بھٹکے کا کیا کہتا
کہ جس کو جو بھی سعادت ملی یہیں سے ملی



۱۱:- خاتمیت مصطفیٰ ﷺ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالٰمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى الْمَنَّا دُوَّابِ الْبَرِّ افْسَطْنَاهُ خَفْرَهُ مَنْ
عَلٰى نَبِيِّ الرَّسُولِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلٰى أَمِّهِ وَأَخْصَابِهِ الْأَنْبِيَاءِ الْبَرِّ
هُمْ حَمَلَةُ الْعَرَبِ الْمَرْتَبَةُ وَخَيْرُ الْخَلَقِيْنَ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ، أَمَّا بَعْدَ فَلَا يَعْلَمُ
يَا فِيْهِ مِنَ النَّبِيِّكَانِ الرَّجُلُونَ بِشَيْءٍ إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الرَّاجِحِينَ، أَلْتَزَمَ أَكْمَلَتْ لَكُمْ
ذِيْكُمْ وَأَكْمَلَتْ عَلَيْكُمْ بِغَيْرِيْنِ وَرَهِيْتَ لَكُمُ الْإِلَّامَ وَبِنَا (سورة المائدہ)

صدق الله العظيم.

گرایی قدر سامنے! اللہ تعالیٰ کا ہے انجما احسان ہے کہ اس نے اسی
بیدا فرمایا، ہم مددم بھی نہیں اور اس نے اسیں دیکھو بخدا۔ صرف پیدا نہیں فرمایا
بلکہ اشرف الخلوقات انسان بنا یا۔ ساری کامیات کو ہماری خدمت پر لگایا اور اسیں
الٹاکھم ڈایا۔ اس مشت خاک کو گویا زمین سے الٹا کر ٹریا کے پہنچایا۔ ایک بھی
الدماغ انسان جیسا کے نہیں پایاں انعامات کا تصور کرتا ہے تو اسکا عجب شکر
انسان کے جذبے نے معمور ہو جاتا ہے۔ اسکی رضا اور خوشودی کے حصول کو ذریعہ
ہمیناں سمجھتا ہے اور اسکی تاریخی وہصہ کو موجب خرمان سمجھتا ہے۔

ضرورت رسالت:

یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کے پاس تو کوئی ایسا ذریعہ اور طریقہ نہیں ہے
کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مریضی معلوم کر سکے کہ وہ کن مقام کو دامال سے خوشنہ ہوتا ہے اور
کن سے ہراش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے نبوت و رسالت کا
 نظام قائم فرمایا۔ انجیاء کرام اور رسول نظام علیہم السلام میتوڑ فرمائے ان پر اپنی
نازل فرمائکر ھوئی کو اپنے احکامات سے آگاہ فرمایا۔ نبوت کا یہ سبزی مسلمان محدث

آدمیہ اللام سے شرعاً ہو اور حضرت محمد رسول اللہ پر اعتماد پذیر ہوا۔

گرامی قدر سائیں ایسے بات آپ کو جان لئی چاہیے کہ دین تو سب انجام رام علیم اللام کا ایک ہی رہا ہے البتہ شرعاً عکف نہیں، ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے اسکے زمانے اور وحالات کے مطابق احکامات دیے۔ جسے جسے انسان نہ ترقی کر لے احکامات بھی بدلتے رہے اور جب انسانیت پورے عروج اور کمال کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر کو سبوث فرمایا کہ مکمل مطابق حیات دے دیا۔

اکی خالی ایسے ہے جسے بھی میں ایک بچے کی نسبت اسکے وجود کے نتایج پھولی ہوتی ہے، پھر جوں جوں وہ بچہ بڑھتا جاتا ہے اسکے قد کا خون کے مطابق اکی نسبت کا ناپ بھی بدلتا رہتا ہے لور جب "ٹھنڈا" مدد کمال بھی بڑھتا جاتا ہے جتنا اسکا نہ بڑھتا جاتا ہے تو پھر اکی نسبت کا ایک ناپ تھیں ہو جاتا ہے اب اس ناپ میں کی بیشی ہٹکن ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ کے زمانے میں انسانیت کا خاتمہ تھا جب ہمن کے مدد کمال بھی بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے قیامت بھی کے لئے اُسیں ایک دستور العمل دے دیا اور نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا۔

نبوت کا سلسلہ ختم کیوں؟

سوال پیدا ہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم کیوں فراہم کیا؟ کیا قیامت بھک کے لئے عربی کے لئے ایک نبی کافی کافی ہے؟

جواب اعرض ہے کہ نبی ہاں۔ نبی ایک نبی اور نبی ایک دین قیامت بھک کے لئے کافی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی بھی کامل بھک اکمل بھج دیا اور دین بھی کمال دے دیا۔ نبی اتنا کامل ہا یا کہ جامع نعمات ہا دیا اور سابقہ تمام انجام کے نعمات تھا ذرات محمد رسول اللہ کے اندر رکھ دیے۔ اس پھول میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام ریگ اور خوبصورت میں جمع فرمادیں جو دیگر انجامات میں متفرق طور پر رکیں

-15-

<p>يُظْهِرُنَ تَوَازُّهُ الْأَنْسَى بِلِ الْفَطْمَ</p> <p>وَلَمْ يَمْدُودْهُ فِي عَلَيْهِ وَلَا كَبْرَمْ</p> <p>كَجَزْعِهِ الْعَشَنْ فِي هُوَ كَبُورْ مَنْكِبَهِ</p>	<p>فَإِنَّ كَنْسَرَ نَقْلَهُ مَمَّ كَرَادِكُهَا</p> <p>لَاقَ الْبَيْتَنْ فِي خَلْيَهُ وَنَقْلَهُ خَلْيَهُ</p> <p>مَنْزَهٌ عَنْ كَرِبَكَ فِي مَعَابِهِ</p>
--	---

اکمل نہیں کا اکمل دین :

اللہ تعالیٰ نے آپ سے نکاح کو جو ضابط دیا جو شریعت دی وہ بھی کامل بلکہ اکل ہے۔ جوہ الوداع کا ستر آنکھوں کے سامنے لائے 19 ذوالحجہ شعبہ یوم الحشر عروقات کے میدان میں آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اسکی صاف اعلان کر دیا کہ لوگوں رینگ آپنے حکم و احتجاج کی ان ریکھ کم و احتجاج قرآن پریکھ کم و احتجاج تحریر اب اپ بھی ایک ہے اور تحریر ارب بھی ایک ہے اور تحریر انی بھی ایک ہے۔ جس طرح کوئی شخص ایک اب کے علاوہ دوسرا اب ہنا پسند نہیں فرماتا بلکہ اگر وہ ہے غیرتی کی وجہ سے دوسرا اب ہنا پسند کر بھی لے تو بھر بھی حقیقت اسکا اب ایک ہی ہو گا۔ اسی طرح حقیقت میں تحریر ارب اور پورنگار بھی ایک ہی ہے اور تحریر انی بھی ایک ہی ہے۔

اس خطبے میں آپ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا تھا آخرِ الائجتہاد و ائمۃ
آخرِ الائمۃ لا نیئے تعلیوں کو لامعہ بحق کنم کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری
اُسٹ ہو۔ میرے بعد نبی کوئی نہیں اور تمہارے بعد اُسٹ کوئی نہیں۔ پھر آپ نے
لوگوں سے سوال فرمایا ہلکی تلفظ؟ کیا میں نے تمہارے لئے خدا کا دین پہنچایا؟
ب لوگوں نے ہاتھ ہلا کر جواب دیا تھا تلفظِ الرَّحْمَةِ وَالْإِيمَانِ
وَنَفْعَتِ الْأُمَّةِ وَعَجَّلَتِ الْفُتْحَہُ کہ آپ نے دین پہنچانے کا حق ادا کر دیا اور
دین کی امامت پوری ادا کر دی اور اسٹ کی مکمل طور پر خواہی فرمادی اور حق

پڑے ہئے دیکھ پر دے ہٹا کر حق کو واضح فرمادیا۔

بھر آپ دین پہنچانے کی ذمہ داری صحابہ کرام کے پرد فرمائی اور ارشاد

زیارتِ تسلیع الشایعۃ الدافت کے موجودین کو چاہیے کہ وہ گائیں تک یہ پیغام

پہنچادیں۔

بھر اسی دن بوقت فصر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمادیں آئیں

الْحَقُّ لَكُمْ وَبِكُمْ وَالْأَثْقَلُ عَلَيْكُمْ يَعْلَمُونَ وَرَبِّكُمْ لَكُمْ الْأَنْوَافُ

یعنی کہ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور انہی طرفت

نہ پر پھری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔ ظاہر بات ہے دین

کامل ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اب اسکی کمی، بیشی کی مجبائش نہیں ہے۔ اب

اسکی ترسیم اور تبلیغی کا سوال ہی یہاں تک ہوتا۔ اب قیامت تک کے لیے یہی

دین سب کے لیے نافذ اصل ہو گا۔ ہر صورت و محل کے لیے ہر طبقہ اور قوم کے لیے

ہر قرآن اور زمانہ کے لیے اسکی راہنمائی موجود ہے۔

گرائی قدر سامنے! جب دین کامل اور مکمل ہو گیا اور دین پہنچانے کی

ذمہ داری آپ نے امت کے پرد فرمادی تو آپ نے نی کی سمجھی طرح بھی۔

خودرت بھی باقی نہ رہی۔

• ملام اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

لما نی بعده زاحسان خدا است پرده ناموس دین مسلط است

لہی خدا برما شریعت شتم کرد بر رسول ما رسالت فتم کرد

او رسول راشم دا اقوام را روشن ازا محفل نیام را

خدمت ساتی گری بہا گراشت دار دارا آخریں جائے کہ داشت

دین محفوظ ہے

کسی کو تاہ فہم کو یہ شہر ہو سکتا ہے کہ دن جب آیا تھا اس وقت تو کامل اور
کامل تھا اور آپ نے کامل اور کامل انداز میں پہنچا رہا۔ ہو سکتا ہے کہ مرد انداز کی
 وجہ سے اسکا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہو اور دین محفوظ نہ رہا۔ جیسے اگلی کتابیں زمان
کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکتی۔ جو باہر پڑ ہے کہ ضائع کیونکہ وہ جبکہ اسکی
خطفہ کا ذرہ خوب خصالی نے لے گی اللہ تعالیٰ نے تھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تھی تھی کہ
لکھنے پڑے (سرد، ابر) اسکی دم نے علی اس ذرہ کو نازل فرمایا اور ہم ہی اسکے مکان
تیں۔

یاد رکھیں کہ سب ملکوں کی ہلکی کل کذ مداری انتظامی نے خوب کیا ہے
تھی بلکہ ان اخراج کے علاوہ پر ڈال کر گئی تھی اکالیں اکالیں اکالیں اکالیں
انتظامی اپنی سکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی انتظامی پڑھنے کا (سرد، ابر) کہ مٹاں اور علاوہ
اکوالیں اپنے کفا کام ہاتھ رہے کیونکہ وہ کتاب خدا کی کتابیں خود رکھے گئے تھے
اور وہاں پر گواہ تھے مگر آخریں کتب کی ہلکتی کی کذ مداری انتظامی نے خالی
نہیں ڈالی بلکہ اپنے لفڑی سخو بیڈ مداری اپنے افول۔

علاوہ ذریعہ ہلکتی خود رہنے کی کاریں انتظامی نے خالی ہے۔ کرام
سماں کے اتفاق کی قراءہ اور پختہ دین سماں سکھیں اپنی کل ملکی سماں سکھیں ام
اظہر کی، علامہ کرام سماں سکھیں معلم کی سکھیں امام سماں سکھیں محضیں کی اور فوجیہ
کے ذریعہ سکھیں اسراز کی ہلکتی کے ذریعے۔

گرانی تھے سماں سکھیں اپنی جلدیت ہیں کہ انتظامی نے قرآن مجید کے
بلدوہ احادیث میں سکھیں کی ہلکتی، میں ایسے کاریں ملکیت اسکھیں کیم جنمہ زندگی میں جزو
اسدیں ملکی ہلکتی کے ذریعہ میں کرام نے تھے۔ بنی اسرائیل کی کھلتوں میں کمالاً

بھی سخنوار کر دیے۔

اس لئے آج ہمارے نبی کا الحنا بیٹھنا، سوتا بیٹھنا، چلنا پھرنا حتیٰ کہ جو بھی پینا اور نہ کرنا بھی سخنوار ہے۔ آپ کی ایک ایک ادا صحابہ کرام نے سخنوار کے امت سکے پہنچا دی۔

ایک دفعہ خیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیت کے گمراہ نے والی عورتوں کے مخصوصی رو نے کا ذکر فرمایا کہ اگرچہ اکو حلقہ رونگٹیں ہیں مگر انہوں نہیں طے کر لیا ہے کہ اس مسیت پر اتنے طریقے تزویہ و گردی کریں گے کہ اور ہمارہ کچھ امداد یوں زوال کر "رال رال" کرتی رہتی ہیں۔ یہ بات فرماتے ہوئے آپ نے سلطاب کرام کا مخصوصی رو ردا کر دکھایا۔ صحابی نے جیسا یہ دعا پانچ شاگرد کی پہنچائی تو صرف الفاظ فہمیں پہنچائے بلکہ آپ کی لواکوں کا چلنے والے اسی طریقے سخنوار ردا کر دکھایا۔ ہمارا نے آگئے شاگرد کی سیڑیاں پہنچائیں اور آج یہ سبک معلمہ کرام یہ حدیث بیان کرتے ہوئے آپ سکنی ادا کو بھی نقش کرتے ہیں۔

ایک سوچ پر سیدنا حضرت عبدالغفار بن سعید رضی اللہ عنہ ایک سخنوار بیان فرماتے ہوئے ہستے لگے اور ہمارے شاگردوں سے پوچھ دیکر "اللَّهُمَّ لِلّهِ فِي رَبِّكَ رَءُوفٌ" کرنے مجھ سے پوچھ دیکر ہم نیکوں کیلئے کھلے جاتے ہوں مگر شاگردوں نے ارض کیا کہ ہمارے سامنے ملتانی خفیہ کیسی کہیں کھدھیں؟ تو پورا زندگی کو ملکناً خیوکت رہنے کیلئے اللہُمَّ لِلّهِ فِي رَبِّكَ رَءُوفٌ کر دیجئے۔ با بعد از امامت اسے اسی طریقے سے محبوب حضرت محمد مصلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام کے سامنے ختم کر دکھلیں۔ اسی مامن سے فرمایا تھا کہ مجھے پوچھ کرنے کیوں فہلانے؟ بحث کے بعد راوی ایمان نے ملکناً خیوکت رہنے کیلئے کہاں ہوئی پر شاگردوں کے سامنے ختم کر دکھلیں۔ اسی کی وجہ کے سامنے ملکناً خیوکت رہنے کیلئے بیک صرف آپ کے کفر ایمان اور الفاظ فہمیں

ہیں بلکہ آپ کی ادائیگی آج تک محفوظ ہیں۔ آپ کی جگہ اگر روزے ہیں تو
وہ بھی محفوظ ہے کسی چکنے سے ہیں تو وہ بھنا بھی محفوظ ہے۔

گرامی قدر سامنے اجب اس دین کی حفاظت کا اتنا حرجت انگریز خام
موجود ہے تو میر یہ کس طرح ضائی ہو سکتا ہے۔ یعنی دین آیا بھی عمل، آپ نے
تباہ بھی عمل، صحابہ کرام نے پہنچایا بھی عمل اور آج تک اسی طرح کامل اور عمل
شکل میں موجود ہے۔ تو میر کیئے نبی کی خرورت حق نہ رہی اور خاتمہ سنت
میں کوئی شک و شبہ نہ رہا۔

عالم گیوں دین:

اگر آپ قرآن مجید کے اندر فور کریں تو یہ پڑھنے گا کہ یہ آخری دین
عالیٰ دین ہے یہ کسی قوم، طبقہ، زمانہ اور ریاست نسل کا سرہون منت نہیں بلکہ ہرے
عالم کے لیے ہے قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے۔

(الف) کعبۃ اللہ جو مرکز ہدایت ہے اسکے بارے میں فرمایا انہیں اُنہوں
وَقِعَةَ الْمَثَانِيِّ لِلْلَّهِ يَعْلَمُ الْعَالَمَ (آل مران) کر بے شک وہ پہلا گمراہ جو تمام لوگوں
کے لیے سفر کیا گیا ہے وہی ہے جو کے میں ہے۔

(ب) قرآن کریم جو ضمیح ہدایت ہے اسکے بارے میں فرمایا اُنہوں رَمَضَانَ
اللَّذِي أَنزَلْنَا مِنْهُ الْقُرْآنَ هُدًى لِلْكَافِرِ (سورة بقرہ) رمضان کا مہینہ جس میں
قرآن مجید ہاصل ہوا جو تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔

(ج) امت میری جو ہدایت یافتہ ہے اسکے بارے میں فرمایا اُنہوں مُخْرِجُ الْمُكْفِرِ
أَخْرَجَ بَعْثَةَ الْكَافِرِ (سورة آل مران) تم سب سے بہترین امت ہو جو تمام لوگوں کے
لیے پیدا کی گئی ہو۔

(د) جیبِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بادی اور مہدی ہیں اسکے بارے میں فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَالْمُّهَاجِرَاتِ (سورة سـاء، آية ۱۰) کہ بے شک ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے بھوث فرمایا ہے

گرامی قدر ساصین المذاکر، بلائکس کا یہ تعبیری انداز بھی اپر وال ہے کہ کب کے بعد کب کی مجاہش نہیں۔ قرآن کے بعد کسی دوسرے قرآن کی خردوت نہیں۔ امت محمدیہ کے بعد کوئی دوسری امت نہ ہوگی اور امام الانجیاء حضرت محمد رسول اللہؐ کے بعد کوئی دوسرانی نہیں آئے گا۔ جس طرح اب کوئی علی یہ روزی کہبے نہیں ہو سکا، علی یہ روزی قرآن نہیں ہو سکا، علی یہ روزی کوئی امت نہیں اور علی اسی طرح آپؐ کے بعد کوئی علی یہ روزی نہیں ہو سکا۔

آب کا انداز تغطیہ

اس لئے آپ کا انداز تھا طب بھی دیکھ رہا تھا، کرام سے جدا ہے۔ دیکھ
انجیا، کرام کی نبوت چونکہ ایک خاص قوم، خاص علاقہ اور خاص زمانے میں موجود
تھی اس لئے انہوں نے دعوت دینے پڑتے اپنی قوم کو یہ خطاب کیا "یا گوئم" : "یا
قوم" کا انداز اپنایا۔ قرآن مجید کے اندر متعدد انجیا، کرام کا یہ انداز تھا طب موجود
ہے۔ لیکن جب امام للانجیا، حضرت محمد رسول اللہؐ نے خطاب فرمایا تو "یا گوئم"
ذکر کیا "یا اُنلِّ گُلْ" نہ کہا "یا اُنلِّ حرب" نہ کہا "یا اپنی حاشیہ" نہ کہا بلکہ ایک موی
انداز اپنایا۔ کیا اُنہوں اپنی رَسُولُ اللہِ اَنْبَثْمَ بِحِبْيَّنَا (سرہ مراف) اے
لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہنا کر بیسجا گیا ہوں۔ قیامت تک آنے والا
ہر فھر چاہے وہ کسی قوم کا ہو، کسی علاقے کا ہو وہ آپ کے اس خطاب کی نزد میں
ہے۔ اسے اگر چراحت چاہے، نجات ہا ہے تو بھر محمد رسول اللہؐ کی ایمان کے
تکمیل سکتی۔

جتنی کر اگر بالفرض گزشتہ انبیاء کرام میں سے آئیکے زمانہ العذیز میں کوئی

نی آجائے تو اس نبی کو بھی آپ کی اتباع دیوری کے بغیر ہدایت اور نجات نہیں
مل سکتی۔

حضرت موسیٰ افسوس کا آپ کی خدمت اللہ میں تورات پڑھنے کا واقعہ
کب حدیث میں موجود ہے کہ ان کے تورات پڑھنے سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے
اور ارشاد فرمایا لَوْ كَانَ مُؤْمِنٌ حَسْبًا وَأَذْكَرَ مُؤْمِنَيْ مَا زَيَّفَهُ إِلَّا هُنَّ عَنْ كُ
آنچ اگر خود صاحب تورات وغیرہ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انکو
بھی کامیابی اور یحییٰ کے بغیر چارہ کا رہ ہوتا۔ اور انھیں بھی بجز سیری یحییٰ
کے ہدایت و نجات نہ مل سکتی۔

حدیث کی کتب میں آپ کا روشن فرمان موجود ہے کہ تَكَانَ الْيَقِيْنُ
بِكَفَّتِ الَّتِي قُزِّيمَتْ خَاصَّةً وَبِعِظَتِ الَّتِي أَنْتَبَسَ خَاصَّةً كہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف
سجوت ہوا اور میں ساری اقوام دل کی طرف، سب لوگوں کی طرف سجوت ہوا
ہے۔

گرامی قدیر سائنسمن! آپ کا یہ اعجاز خالق بھی اس بات پر دل ہے کہ
آپ کی نبوت ہاصل ہوتی ہے اور آپ کے بعد نہ اور کوئی نبی آسکا ہے اور نہ یعنی
ضورت ہے۔

اختلاف کی صورت میں :

بعض دفعہ کی حاملہ میں تبیہری یا اشتریگی اختلاف پیدا ہو سکتا ہے۔ ان
صورت حال میں کیا کیا جائے گا؟ میں اس توں میں دستور تھا کہ جب بھی اختلاف
پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے ایک نبی بھیج دیا۔ نبی نے
آکر حق و باطل میں حد امتیاز قائم کر دی اور مسئلہ حل ہو گیا کیانَ الْأَئْمَاءَ
وَالْمُحَاجِلَ۔ یعنی سب لوگ ایک ہی دین پر تھے پھر اختلاف پیدا ہوا فیکَ اللَّهُ

البیتین مُبَشِّرین و مُنذِرین تو اللہ تعالیٰ نے وہ اختلاف فتح کرنے کے لئے خوشخبری سنانے والے اور ذر سنانے والے انبیاء کرام بھوٹ فرمادیے۔

حوالہ یہاں ہتا ہے کہ کیا اب الکی صورت میں کوئی نی آسکا ہے یا نہیں؟ جو باہر ہر ہے کہ الکی صورت میں کوئی نی آسیں آئے گا۔ آپ کی سوت آپ کے طریقہ اور آپ کے خلفاء راشدین کے طریقہ کوئی مشعل راہ بنایا جائیگا۔

آپ کا ارشاد یہ ہے اُنہاں میں بیوقوف و بستکم بخوبی تھکیراں اخیوں کیلئے اُنکا لکھنام و پیشوی و ایکھاں کا لکھنام، الرؤوفین المحبوبین اللع کر جو آئیں بھی تم میں صبر کر جاؤ از زندگی و زہبت سے الشناخت دیکھئے گے۔ الکی صورت میں سنتی میری ساخت اور میرے ہزار سے بیشتر خلفاء راشدین کی سوت اور طریقہ کوئی مشعل راہ بنایا جائیگا۔

ایکی مسالہ پر آپ نے ارشاد فرمایا اکالکت بخوبی اظہر لالن نئز شہم الالہیہ، اکالکت بخوبی اخلاقی بخوبی و اللہ اکیون بخوبی و سیکھوں تھلکائے کوئی توڑوں (جہادی) اگر انہا از راکٹیں کی سیاست اور اسلام خود انبیاء کرام کے ہاتھ میں قتل جیسا کیجئے کیونکہ کوئی مدد ملا جو مہبلان تھا تو رواں انہا کو ہم عالم ہر جگہ تھوڑا سیزے مدد کوں، کیونکہ انہا اخلاقی بخوبی اول سے کچھ دوسرے حصوں کے۔

اسی طرزِ اخلاقیات کے میں سے کیونکہ فتح مسلم کرام کا بھروسہ ہے جو اجہاد کر کے فتح لارکر دیتے ہیں اسی وجہ اور اس سے اولاد کی وجہ کے لیے دو برائی جو بھادر اگر درست دیکھائی مار کر کھڑے گئی مجھ پر کیا جائے گا۔

گروہ قدر سے سمجھنے ابھیا کرنے کا تھیں علم دیا گیا ہے کہ کوئی نیا نہ آئے مگر اگر جلد کیا ہے تو اسی وجہ پر اجہاد کی خروج استدھر۔

خلقیت مصطفیٰ اور حتوان :

قرآن کریم کی تعداد آیات ثم نبوت کی دلیل ہیں۔ آئے اختصار کے

ساتھ الاجازہ لیتے ہیں۔

دلیل اول: **اللَّوَّاْتُ لَكُمْ وَنِعْمَتُ لَكُمْ وَنِعْمَتُ عَلَيْكُمْ بِنَعْمَنِ (۱۷)**
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حکیم دین کا مژده سنایا ہے۔ اور میں بالتفصیل
مرض کر پچاہوں کر دین کا کامل اور مکمل ہوئا ثم نبوت کی عظیم دلیل ہے۔

دلیل سوم: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذْنِنَ رَسُولَ اللَّوَّاْتِكُمْ جَوَبْنِعَا (سورة اعراف)**
اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کی نبوت کی جاسیت اور بدگیری بیان کی گئی ہے
کہ آپ تمام لوگوں کی طرف نی ہا کر سیجے گئے ہیں آپ کا یہ انداز تعاطب بھی ختم
نبوت کی زبردست دلیل ہے۔

دلیل سوم: **عَمَّا كَانَ مُخْتَدِّاً أَهْبَأْ مِنْ زَجَاجَةَ الْكُفُّونَ وَلِكِنْ رَسُولَ اللَّهِ**
وَخَاتَمَ الْبَيْتِينَ (سورة الحوب) کو مجھے عَلَيْكَ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔
لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ یہ آیت کریمہ پیغمبر مطیعہ اصلہ
والسلام کی ختم نبوت کی واجحہ اور روشن دلکل ہے۔ ایکس آپ کا قاب اور صفت خاتم
النبویین بیان کی گئی ہے۔ لیکن آپ تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ سلطنت نبوت آپ کی آخر
پڑھم ہو چکا ہے اور آپ آخری نبی ہیں۔

ختم کا معنی: اس لفظ میں درود راتیں ہیں خاتم اور خاتم دنوں کا ماحصل
معنی ایک ہی ہے، اور دنوں خاتمیت مصطفیٰ پر دلالت کرتی ہیں۔ خاتم کا معنی
ہے ختم کرنے والا یعنی آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپ کی آخر سے سلطان
نبوت ختم ہو گیا۔ خاتم کا معنی ہوتا ہے "پیغمبر" مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کو اس طرح
مضبوطی سے بند کر دیا کہ کوئی چیز اندر سے باہر اور باہر سے اندر نہ جاسکے۔ ہماری

زبان میں کہتے ہیں "سل لگا دیا"۔ معنی یہ ہوگا کہ جو کچل آمد پر انہیاں کرام کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا اور اسکر میر لگا دی گئی۔ جسی اسے سلسلہ کر دیا گیا۔ اب کسی نے نبی کی آمد کی گنجائش نہیں ہے۔

گرای قدر سامنے! بعض احادیث میں آپ نے خود انی زبان سے
عاتم الحسن کا عین تشریح بیان فرمائی ہے۔ آپ کی تحریر و تفسیر کے بعد کسی شک
و شبہ کی صحبت باتی نہیں رہتی۔ (یہ احادیث آگے آئیں گی) علاوہ ازیں صحابہ کرام
اور علماء مسلمان نے بھی اس کا عین آخری نیجی کیا ہے (تحصیل کی یہ مباحثہ نہیں ہے)۔
دلیل چہارم : زَالْمِيقَنُ لَمْ يَوْمَنْ زَالْبَيْكُ بَلْ يَوْمَ زَالَ الْبَيْكُ وَمَا زَالَ الْبَيْكُ بِهِنْ
لَبِيكَ (سرہ بزرہ) کے جو لوگ اس دنی پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اعتماد گئی اور
اس دنی پر بھی جو آپ سے قابل اعتماد گئی۔ ظاہر ہے کہ یہاں صرف دو دعیوں پر
ایمان لانے کا ذکر ہے ایک دوسری جو آپ پر بازیل کی گئی اور دوسری دو جو آپ سے
قابل اعتماد پر بازیل کی گئی۔ اگر آپ کے بعد بھی کوئی دوسری بازیل ہوتی تو اپر بھی
ایمان لانے کا ذکر کہ ضرور ہوتا۔

دلیل پنجم: رَأَدْ لَأْلَعْبَسَى بْنَ مُرِيَّمَ كَائِبَقِيْنَ دَاشْرَانْجَلَ اتِّنَ رَسُولُ اللَّهِ مَا يَكُمْ نَفْتَلَلَمَا بَيْنَ يَدَيْ رِبِّ الْقَوْزَافِ وَمُخْتَرَهُ ابْرُوشَلِيْنَ يَعْنِيْنَ بَيْنَ يَغْدِيْنَ اشْعَةَ آنْجَعَهُ (سرہ الف) اور جب عَسَى بن مرِیَّم نے کہا کہ اے مکی اسراکل! میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہا کر بھجا گیا ہوں اور جو کتاب تورات مجھ سے پہلے آئی ہے میں اسکی صدقیں کرتا ہوں اور میں خوشنگری دینے والا ہوں ایک رسول کی حوصلے سے یعنی اے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

غور فرمائیں! یعنی علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے صرف ایک زوال کی خوشخبری سنائی ہے۔ مطلقاً خوشخبری نہیں لگکر آنے والے خوبخبر کا ہم ہی

اہم کرای "اصح" بھی بیان فرمادیا۔ لمحی ہو گا بھی ایک، آئے گا بھی سیرے بعد ہم اسکا احمد ہو گا۔ اگر ایک سے زیادہ رسول آنے والے ہوتے تو لازماً ان کا ذکر بھی ہوتا۔ یہ آیت بھی ہر لحاظ سے خاتمیت مصطفیٰ کی زبردست دلیل ہے۔

خاتمیت مصطفیٰ اور حدیث:

آیات قرآنی کے ملاوہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحدید احادیث بھی خاتمیت مصطفیٰ کے مسئلے پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اختصار کے ساتھ چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

حدیث اول: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ماذْ مَلِئَنَ وَمَكَلُّ الْأَنْبِيَا وَمِنْ قَبْلِهِ كَعْنَىٰ رَجُلٌ بَشَّرٌ لَمَّا حَتَّىَهُ وَأَخْبَلَهُ الْأَمْرَ بِجَمِيعِ لِئَلَّا مِنْ رَّأْيِهِ لَمْ يَحْلِمْ النَّاسُ بِغَوْلَوْنَ بِهِ وَيَعْجِزُونَ بِهِ لَيَغُلُوْنَ كَلَّا رَبِيعَتْ هَلِيُو الْإِلَهَ كَانَ اللَّهُمَّ وَأَنَا حَاتِمُ الْأَئْمَانِ (حدیث مسلم) لمحی سیری مثال اور مجھ سے پہلے انعام کرام کی مثال ایسے ہے جسے کسی شخص نے ایک مکان ہایا اور اسے خوب مضبوط اور حرین کیا مگر اسکے اپ کو نے میں ایک ایسے کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس مگر کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں اسکے اور گرد گھوڑے ہیں تو اس مکان کی خوبصورتی پر غصب ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ایسے کی جگہ کیون خالی چھوڑ گئی؟ یہ ایسے بھی کیون نہ رکھ دی گئی تاکہ یہ مکمل ہو جاتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قصر نبوت کو دی اُخْرَى اِنْدَى مُنْ هُوں اور مُنْ عَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَا هُوں۔

گرائی قدر سامنے! اس قابل مبلغ کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالی شان مغل ہے جسکے لارکان انعامات میں السلام ہیں۔ آپ سے پہلے یہ مغل تقریباً مکمل ہو چکا تھا صرف ایک ایسے کی منجات کی پھر آپ گئی آمد۔ سو جگہ پر ہو گئی اور قصر

نبوت مکمل ہو گیا۔ مکمل ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اب نہ کسی رسول کی گنجائش ہے نہ کسی نمی کی۔

حدیث دوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا قُلْلَتْ عَلَى الْأَنْبِيَا وَبِهِمْ أَغْوَيْتْ بِحَوَالِيْعِ الْكَلِيلِ وَنُصِّرْتَ بِالرَّغْبِ وَأَجْلَتَ لِقَ النَّفَارِمَ وَجَعَلْتَ لِيَ الْأَرْضَ خَلْهَارًا وَمَتَّجَدًا وَأَرْسَلْتَ إِلَيَّ الْعَلْقَنْ كَافِهً وَتَعْتِيمَ بَنِ النَّبِيْزَنَ (سلم) کر مجھے چھ باتوں میں تمام انبیاء کرام پر نسلیت دی گئی ہے (۱) مجھے جو اس الحکم دیے گئے ہیں (۲) حب اور بہت کے ذریعے سبھی مدد کی گئی (۳) سبھے لیے مال نیخت حال کر دیا گیا (۴) سبھے لیے ساری روئے زمین کو سب طہارت اور سبھر دیا گیا (۵) مجھے ساری حقوق کے لیے بھوٹ کیا گیا (۶) سبھی ذات پر سلطان انبیاء کو کشم کر دیا گیا۔

حدیث سوم: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا سَتَّكُزَنَ لَهُنَّ أَنْبِيَاءٍ لَلَّاتُؤْنَ كَذَّابُوْنَ كَلْهُمْ بَرَّ حُكْمَ اللَّهِ تَعَالَى وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَأَنَّبَيَّ تَعْذِيْنِ (ترمذی احمد رواہ) کہ سبھی امت کے اندر تھیں ہر بے ہوئے جھوٹے دجال آئیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا یہ گمان اور روتی ہو گا کہ میں وہ تھیں جوں ۔ حلاں کہ میں خاتم النبیین ہوں سبھے بعد کوئی نی نہیں۔

اس حدیث میں آپ نے خاتم النبیین کا صحن تعمیر خود بیان فرمادی
”لَأَنَّبَيَّ تَعْذِيْنِ“ کر سبھے بعد کوئی نی نہیں۔

حدیث چھلوٹ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا تَكَوَّنَتْ تَنْزُ اسْتَرَائِيلَ تَسْوُ سَهْمَ الْأَنْبِيَا وَكَلَّفَ اَخْلَكَ بَشَرَ خَلْقَهُ كَيْفَيَهُ وَلَمْ لَا كَيْفَيَهُ رَتَّكُزَنَ خَلْقَهُ كَيْكُزَرُونَ (عبدی سلم) کرنی اسرا مخلک کی بیاست اور انتظام خود انجیا، کرم کے ہاتھ میں تھا۔ جب ایک نبی کی وفات ہو جائی

تو دراں کے قائم مقام ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نی تکسیم برے خلقاء ہوں گے جو بہت سے ہوں گے

حدیث ہنجم: حضرت یحییٰ بن طیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: **أَنَا مُحَمَّدٌ وَإِنَّمَا أَخْمَدُ رَأْيَ النَّاجِينَ الَّذِي يَعْتَخِرُ اللَّهُ عَنِ الْكُفْرِ وَإِنَّ الْعَادِرَ الَّذِي يَعْتَخِرُ النَّاسَ عَلَى لِقَاءَنِي وَإِنَّ الْعَالِمَ الَّذِي كَيْنَ يَعْلَمُهُ** (سلم) کہ میں ہوں میں احمد ہوں میں مائی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو منانے کا میں حاضر ہوں کہ لوگ قیامت کے دن میرے بعد اخراجے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نی تکسیم۔ (یہاں آپ نے اپنا اسم گرامی عاقب بیان فرمایا کہ خود اسکا معنی ہی فرمادیا ہے)۔

حدیث ششم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: **إِنَّ الرَّبَّ الَّهَ وَالنَّبِيَّ فَلَمَّا أَنْقَطَتْ فَلَّا رَسُولٌ يَعْلَمُهُ** (ترمذی) کہ بے شک رسالت اور نبوت کا سلسلہ مختلف ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے اور نہ کوئی نی۔

حدیث هفتم: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے غزوہ تبوك کے موقع پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اُنہ میں **يَعْلَمُ لَهُ هَارُوزٌ مِنْ مُؤْمِنِي أَلَا إِنَّهُ لَا يَعْلَمُ بَعْدِي** (سلم) کا علی چھپے میرے ساتھ آج وہی لبست ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد نی کوئی نہیں۔

حدیث هشتم: حضرت یحییٰ بن عاصی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک موقع پر حضرت سیدنا علیؓ کے ہارے میں فرمایا: **لَمَّا كَانَ يَعْلَمُ بَعْدِي لَكَانَ عَزَّزَنِي الْخَطَابُ** (ترمذی) کہ اگر میرے بعد کوئی نی ہوتا ہو تو یقیناً عمر بن خطاب

ہوتے۔ اس حدیث میں بھی آپ نے حرف "کو" کی تعبیر سے خاتمیہ مصطفیٰ کا اعلان کر دیا۔

حدیث نهم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا لَمْ يَنْقُلْ مِنَ الْكُرْبَلَاءِ إِلَّا النَّبِيُّرَاتُ (عکاری) یعنی نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ میراث کے۔

حدیث دهم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا لَا يَنْقُلْ مِنَ الْكُرْبَلَاءِ إِلَّا النَّبِيُّرَاتُ فَالْأَنْوَارُ أَهَارَنَّ الْفُؤُدَ وَالنَّبِيُّرَاتُ كَالْأَرْبَلَاءِ الصَّالِحَةُ بَرَاهِيلُ الْمُكْتَلِمِ أَوْنَرِي لَهُ (سد امر) کہ یہرے بخوبی نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا جو میراث کے۔ صحابہ کرام نے رضی کیا یا رسول اللہ میراث کیا چیز ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا چیز خواب جو مسلمان خود کیے یا ان کے متعلق کوئی دوسرا دیکھے۔

گرامی قدر رہا سمجھن! ان دو احادیث سے یہ حقیقت روز روشن سے ریارہ واضح ہو رہی ہے کہ نبوت کی کوئی حرم عربی یا امیر عربی۔ علی یا بعد ازی باقی نہیں رہی۔ مرف میراث یعنی چیز خواب باقی ہیں جو لوگوں کو آئیں گے اور ان سے کچھ مصلحت ہو جائیں گی۔

تملک عَزَّرَةُ كَبِيلَةٍ

اجماع صحابہ

ظاہر ازیں تمام صحابہ کرام میں اس مسئلہ پر اجماع اور اتفاق ہے کہ آپ کے بعد مسلسل نبوت ہو چکا ہے اور آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہ آئے گا۔ صحابہ کرام میں یہ تجھیدہ قوایک کہ آپ کے بعد دوستی نبوت کرنے والا مرد اور کافر ہے۔ اسی لئے بعد از صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدین سے جہاد کیا اور مدحی نبوت مسئلہ کذاب کی

نبوت کو خاک میں لاد دیا۔ میلہ کتاب کے ساتھ لزاں میں تقریباً بارہ سو (۳۰۰) صحابہ کرام نے جام شہادت فوش کیا جن میں سے سات سو صحابہ اعلیٰ درجے کے حافظ قاری اور عالم تھے۔ یاد رہے کہ آپؐ کے ۲۳ سالہ دور نبوت میں تمام فزوات میں تقریباً ۲۶۹ مسلمان شہید ہوئے اور میلہ کتاب کے ساتھ لزاں میں اس سے تقریباً چار کھانے صحابہ شہید ہوئے۔

مسیلمہ کا دعویٰ:

کرای تدریس میں اشایہ آپؐ کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ میلہ نی
علیٰ الحصۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا انکار کرنا ہو گا؟ نہیں انکی کوئی بات نہیں وہ
آپؐ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرتا تھا۔ آپؐ کی نبوت نامنے کے ساتھ ساتھ امور
نبوت میں اپنے آپؐ کو ثریک کرتا تھا۔ گواہ اپنی نبوت کو ٹھنڈی نبوت کہتا تھا۔
از ان نماز اور دیگر اعمال تقریباً اسی طرح بجا لاتا تھا مگر اس کے باوجود صحابہ کرام
نے اسے کافر و مرتد کہ کر اس کی ساتھ جہاد کیا اور اس کے بیرون کاروں کو تہہ تھی کیا۔

نہر عیسیٰ اور خلقتی مصطفیٰ ﷺ:

تر آن وحدت سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت سیدنا مسیح مطیٰ السلام
کی ابھی طبعی وفات نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تدریت کاملہ سے ان کو آہنوں
پر زندہ اخفا لایا۔ **رَأَكُنْهُ أَفَهُ إِلَيْهِ (سورة الحاد) اور آپؐ قرب قیامت میں آہان
سے نازل ہو کر نبودیوں پر فتح پائیں گے۔**

حیات و نہر میں علیٰ السلام کا یہ عقیدہ تمام است مسلمہ کا اجماعی
اتفاق عقیدہ ہے۔ علامہ کرام نے اس موضوع پر مستقل کتب ہالیف فرمائی ہیں اور
ثابت کیا ہے کہ حیات میںی و نہر میںی کا مکمل راستہ اسلام سے خارج ہے۔

وَنَبِعْ عَلَيْهِ الْمُصْلَةُ وَالسَّلَامُ كَمَا يُكَلِّمُهُ مَدْحُوتٌ فَرْمَاهُ مِنْهُمْ۔ حَضْرَتُ الْجُوَزِيرَةُ
زَرَانَتِيْ تِيزَ کَمَا کَرَّمَهُ بِرَبِّيْ اَلَّذِيْ نَفَرَتِيْ بِنَدِيْمِهِ تَوْبَتْ بِکَمَنْ اَنْ يَتَرَنَّمَ
بِنَكْمَمَ اَنْ تَرَبَّمَ حَكْمَمَ عَذْلَمَ فَنَكْرَسَ الْقَلَبَتْ وَ يَقْعُلَ الْعَنْزَرَتْ وَ يَبْصَعَ
الْبَعْزَرَةَ الْعَخْ (بَلَادِيْ وَ سَلَمْ) کَتْمَ بَهْنَے اَسْ ذَاتَ کَیْ جَسْ کَے قَدْ مَیْ سَبِرَیْ جَانَ
بَهْ کَتْهَارَے اَندَرَ حَضْرَتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُرَيْمَ حَاَكَمَ اُورَ حَادِلَ بَنَ کَرَ ضَرُورَ رَنَازِلَ ہُوَنَ
کَے۔ آپَ مَلِیْبَ کَوَوَرَنَ گَئَ خَزِیرَ کَوَفَلَ کَرِیںَ گَے اُورَ جَرِیْخَمَ کَرَدِیںَ گَے۔
قَرَآنَ وَ حَدِیْثَ کَیْ بَیَانَ کَرَدَهُ اَسْ حَقِیْقَتَ سَے اَیْکَ سَوَالَ پَیدَا ہُوتَاَ ہَے
کَہْ جَبَ حَضْرَتُ مُحَمَّدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَے دَوَبَارَہَ آتَاَ ہَے توَ بَهْرَمَتْ نَبَوتَ کَیْ کَیْ مَنِیْ؟
آپَ آخَرِیْ تَمِیْ کَیْ کَیْ ہَوَے؟ لَانِیْ بَحدِیْ کَہَانَ گَیَا؟

واثقی ایک عام آدی کے لئے یہ حیران کن سوال ہے۔ جس سے معلوم
اگر ملک دشمنات میں پڑ جاتے ہیں۔ اس کا فخر جواب یہ ہے کہ تم نبوت کا
سچ یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص مدد و نبوت پر فائز نہ ہوگا۔ اور عیسیٰ علیہ
السلام تو آپ سے قبل نبی نہ ہے مگر لہذا اتنا آنحضرت نبوت کے مثال نہیں ہے۔
لہری بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی کی جیشیت سے نہ آئیں گے بلکہ ایک
انی کی جیشیت سے آئیں گے۔ انہی شریعت و حکمیت کے مطابق نیعلیٰ کریں گے۔
امن فوجی کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ہا احمد فراز کسیں گے۔ یاد رکھیے! تم نبوت
کا یہ حقیقتیں کہ نبی بندھو گئے بلکہ حق یہ ہے کہ اجراء نبوت بندھو گیتا۔ ناہم و تدریب۔
گرایی قدر سامنے! عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے تو ہمارے نبی حضرت موسیٰ
رسول ﷺ کی اکلیہ اور خاتمیت اور زیادہ واضح ہو گئی کہ آپ کے زمان میں
اگر ساقہ نبی بھی آیا تو اسے بھی آپ کی اجازی کرنی پڑی:

ایک ذہر دست دھوکا:

عوام کو ایک دھوکا ہے بھی دیا جاتا ہے کہ جس سعی کی آمد کی اطلاع دی گئی ہے اس سے مراد غلام احمد قادریانی ہے۔ جو باہر عرض ہے کہ یہ مسئلہ کوئی بھی نہیں پھر دیا گیا کہ جو آئے تھے موجود ہونے کا دعویٰ درمیں جائے۔ کامل نبی کی کامل تعلیمات پر قربان جائیں آپ نے جہاں آمد سعی کی خبر دی وہاں ان کی علامات اور نشانات بھی بیان فرمادیں کہ ان کا نام مسیٰ ہو گا والدہ کا نام مریم ہو گا القب تھے ہو گا حرام نزول دلخیل کی جامع مسجد کا شریق چنار ہو گا وقت نزول عمر کا ہو گا آپ کا طیبیہ بتا دیا گیا حتیٰ کہ آپ کے کپڑوں کا رنگ بھی تباہیا کر دو زور رنگ کی چادریں ان کے اوپر ہوں گی۔

گرامی قدر سماں! ذرا سچیے۔ اتنی واضح علامات کے بعد کیا مرزا صاحب کے لیے تھے موجود بننے کی اولیٰ نیت مجھاں بھی ہاتھ رہ گئی؟ کہا مرزا قادریانی کا حضرت مسیٰ علیہ السلام۔

چنان مردہ کہا زندہ آتا ب کہا
تھیں خاتوت رہ از کہا است ہائکو
الله تعالیٰ میں خاتم مصلی اللہ علیہ کے شہری خدیعے پر استحکام
نصب فرمائے۔ آمن۔

۱۹:- وقت مصطفیٰ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى هَمَادِو الْبَقِيَّ اَشْفَقُنِي حُصُورًا
عَلٰى نَبِيِّ الرَّسُولِ وَخَاتِمِ الْاِنْبِيَاءِ وَخَلٰى اِلٰهٰ وَأَمْحَارِيِّ الْاِنْبِيَاءِ الْبَقِيَّ
مِنْ خَلاصَةِ الْقَرِيبِ الْعَرَبِيِّ وَخَيْرِ الْخَلَقِيِّ بَعْدِ الْاِنْبِيَاءِ اَمَّا بَعْدُ فَاعْزُدُ
بِالْغُوُرِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ يَشِيمُ اَفْوَهَ الرَّجُمِينَ مَا تَرَجَّمَ وَمَا مُحَمَّدَ
الْاَزْوَلُ كَذَّ بَلَكَثُ مِنْ نَبِيِّ الرَّسُولِ الْكَلِمَاتُ اَذْفَلُ اَنْتَلَبَتْمُ عَلٰى
اَغْفَلِيْكُمْ وَمَنْ يُنْقِلَتْ عَلٰى عَيْبِيِّهِ كُلُّ يَهُضُّهُ اللّٰهُ كَتَنَا وَتَسْجِنُهُ اَفْهَمُ
الْمُّاَكِرِيْقَنِ (سرہ آلہ دریں) حدقی اَفَهُ المظیم وَحْدَقِ رَسُولِ النَّبِیِّ الْکَرِیمِ.

الله تعالیٰ کا افضل فیصلہ:

گرائی قدر سماں ہیں! موت اللہ تعالیٰ کا ایک اٹل فیصلہ ہے۔ جو بھی فس

دنیا میں آیا ہے اسے ایک نایک دن لازماً موت کا جام پہنا ہے۔

الْقَوْمُ فَذَعَ كُلُّ نَفْسٍ شَارِبُوْهَا وَالْفَرَّاتُ كُلُّ نَفْسٍ دَاجِلُوْهَا
موت ایک ایک حقیقت ہے کہ اس کا کوئی بھی سکرناکی ہے۔ دنیا میں آپ کو رسالت
دیانت ہی کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے عکروں میں جائیں گے مگر موت کا سکر کوئی ن
ٹے گا۔

موت ایک ایسا یقینی امر ہے کہ اب کا نام علی "یقین" پڑ گیا۔ جیسا کہ
قرآن مجید میں موجود ہے وَ اَعْلَمُ بِتَكَثِّيفِكُمْ خَشِيَّ بِإِيمَنِكُمْ الْبَقِيَّ (سرہ ابرہیم) اور
اپنے رب کی عبادات کیے جا یہاں تک کہ جتنے یقین (موت) آجائے۔

یہاں یقین سے مراد موت ہی ہے۔

موت اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا فیصلہ ہے کہ اس سے اسکی اپنی ذات کے سوا

کوئی بھی مستثنی نہیں ہے۔ مگر مُنْ غَلَيْهَا قَاهِنٌ وَّمُغْنِيٌ وَّجْهٌ رَّبِّكَ دُرُّ الْعَيْنِ
مُدَّ الْأَنْجَارِ (سورہ رعدان) کہ جو کوئی بھی اس دھریل پر ہے، لازماً فنا ہونے والا ہے اور
باقی رہنے والی ذات صرف اور صرف الشجاع ک و تعالیٰ کی ہے جو بزرگی اور عزت
و ملا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ اہل فتحہ اسکے قرب ترین یندوں انہیاء کرام علیہم السلام
پر بھی لا گو ہوا۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں پر بھی
موت آجائے گی۔ سہہ الملاجہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حتیٰ کہ ملک القمر
حضرت عزراائل علیہ السلام بھی موت سے ہمکار ہوں گے۔ حتیٰ کہ خود موت پر بھی
موت آجائے گی۔ موت سے اگر کوئی سکیں ہے تو وہ فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو
الْحَقُّ الْقَيُّومُ ہے۔ ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا ہوا تو عَلَى الْحَقِّ الْيَقِينِ لَا
يَخِرُّ كَرَ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھئے جو ایسا زندہ ہے کہ اس پر موت نہ
آئے گی۔

اللہ تعالیٰ یہ فتحہ امام الانعامہ سہہ الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی آیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہائک میت دلہم
بیٹھنے (سورہ ذار) کہ وہ کچھ آپ نے بھی مرتا ہے اور آپ کے دشمنوں نے بھی۔

جب تکہ بخبر علیہ الحصۃ واللام کی بخشش کا حصہ پورا ہو گیا تو آپ کو لفظ
قرآن سے اندازہ ہو گیا کہ اب کوئی کامت قرب ہے اور آپ نے آخرت کی
تمدنی شروع فرمادی۔ اور اشارے کنائے سے مختلف مواضع پر اس کا انکھار بھی فرا
ڈیا۔

سورة النصر کی نزول:

یہ کہ کے بعد ۹۵ اور ۱۰۰ کے سالوں میں آپ کے ہدایات، احسانات، فتویٰ

، احوال اور احوال وظروف نے الہوائی علامات کا تکمیر شروع ہو چکا تھا، گویا کہ آپ خود بھی پچکے تھے کہ اب کام کی حیلہ نہیں ہو جکی ہے۔ سب سے پہلے آپ کو سورۃ اذابحۃ نَفْرُ اللَّهُ وَالْفَتْحُ کے نزول سے یہ اندازہ ہو گیا کہ کفر کے مقابلے میں پیش نہیں کا جاصل ہو جانا اور لوگوں کا خود بخود اس دین میں گردہ درگردہ داخل ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ کا نئے نجیع و تجدید کا حکم دینا یہ اس بات کی نیازی کرتا ہے کہ مقصود پورا ہو چکا ہے۔

بعض روايات میں ہے کہ اس سورت کے بذول کے موقع پر آپ نے حضرت جبریل سے فرمایا کہ مجھے اس سے اپنا ہوت کی خوشبو آئی ہے۔ حضرت جبریل نے جواب دیا "وَلَلّٰهِ بَخْرٌ مُّخْبِرٌ لَكَ مِنَ الْأَذْوَالِ" کہ دنیا کی نسبت آخرت کی زندگی آپ کے حق میں بہتر ہے۔ چنانچہ آپ ا اللہ تعالیٰ کے حکم "لَيَعْلَمَ رَبِّكَ رَبِّ الْأَنْتَفِرَةِ" کے طبق اکثرت سے فتح خان "اللّٰهُ رَبِّ الْأَنْتَفِرَةِ" کو شکریہ کرنے لگے۔ ائمۃ بنی ایمان آئے جاتے تھیں اور دنیا ان تھا۔

کثرت کلوات در آن:

اگرچہ ساملی زندگی آپ نے حادثت قرآن قبیم قرآن، اور مذکور
ہا قرآن کو حرز جان بنائے دکھا، مگر زندگی کے آخری رمضان میں حادثت قرآن میں
زید اضافہ ہو گیا۔ عام مسحول تھا کہ ہر سال حضرت جبریل علیہ السلام رمضان
میں آپ سے ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور کرنے تھے مگر آخری رمضان میں حضرت
جبریل نے دوسری بار دو دو کیا۔ آپ نے خود حضرت قاطر رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ
جبریل الحن کے دو مرتبہ دور کرنے سے میں خیال کرتا ہوں کہ رواۃ کی کا دلت قریب
آگا ہے۔ اسی طرح عام مسحول تھا کہ رمضان میں ایک لفڑہ احکاف کیا کرئے
تھے۔ مگر آخری رمضان میں بیس دن کا احکاف فرمایا۔

حضرت معاذ بن جبل صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی مَیا:

ماہو میں آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو سکن کی طرز روائی فرمایا تو مشایعت فرماتے ہوئے درستک پڑے گئے۔ حالت یتھی کہ حضرت معاذ سواری پر سوار تھے اور آپ ساتھ ساتھ پیدل جل رہے تھے اور صحیر فرمائے جاتے تھے۔ چب آپ مدینہ منورہ واپس ہونے لگئے تو ان سے فرمایا "ماعاذ رَبِّکَ عَلَیْکَ أَنْ لَا تُقْرَأَنِي بَعْدَ خَامِنَ هَذَا اَسْمَاعًا" اہو سکتا ہے کہ اس سال کے بھوز بھوئے ملاقات نہ کر سکے لَفَلَكَ أَنْ تُقْرَأَ بَعْدَ حِجْدَتِ هَذَا أَوْ قُبْرَى ہو سکا ہے کہ تو مدینہ منورہ میں آئے تو فقط میری سجدہ نظر آئے، میں نظر نہ آؤں، یا بیری قبر نظر آئے اور بھوئے ملاقات نہ ہو سکے۔ آپ کی یہ بات سن کر حضرت حشمت شدت فرقان سے اس طرح لانے لگئی آپ بھی اپے آنسو بسط نہ کر سکے۔ (مکمل)

خطبہ حجۃ الوضاء:

۹ زوال الجریث: ماہو بدر حجۃ المبارک آپ نے مرقات کے میدان میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبے میں بھی آپ نے الوداعی جملے ارشاد فرمائے۔ خلا "خَلُوَّكُمْ لَنَا بَعْدَكُمْ لَكُلَّيْ لَا زَاكُمْ بَعْدَ خَامِنَ هَذَا" کہ بھوئے نے ٹوک کے طریقے اور مناسک سیکھ لو ہو سکتا ہے کہ اس سال بعد میں حصیں نہ دیکھ سکوں۔ حزیر فرمایا "تَرَكْتُ دِينَكُمْ أَمْرِنِي" کہ میں تمہارے اندر دو چیزیں پھرزوں کر جاؤں۔ حزیر فرمایا "أَبْتَرْ دِينَ اللَّهِ دِينَكُمْ" کہ میں حصیں خدا تعالیٰ کے خواں کرتا ہوں۔ نیزاں کی دن عمر کے وقت اللہ تعالیٰ نے آئیت سمجھیں دین ہازل فرمادی "أَتَوْمَ أَكْنَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الْحُجَّ اس آئیت کے نزول سے یہ بات بالکل عیا ہو گئی کہ آپ آپ کی ذرہ دری پری ہو چکی ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آئت سن کر اسی لیے رونے لگے تھے کہ اس میں آپ کے فرقی کی خوبیوں پر۔

خطبہ خدیجہ حرم:

مجتبی الوداع سے واپسی پر حضرت بریڈہ اسلیٰ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کچھ شکایت کی تو آپ نے تصریح پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبے میں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی فضیلت یا ان کرنے کے علاوہ اپنی وفات کا بھی اشارہ فرمایا اُنہاً آنَّهُمْ أَنْفَلُكُمْ بُوَيْدَكْ أَنْ يَمْتَهِنُونَ زَمْلَانَ فَأَنْجَبْتُ كَمْ مِنْ بھی تھاری طرح کا ایک انسان ہوں، ہو سکتا ہے کہ میرے پروردہ گارک طرف سے قائد (حضرت منراہ) مجھے بلانے کے لئے آجائے اور میں اسکی وہت تحمل کروں، لیکن وفات پا جاؤں۔

جبریل علیہ السلام کی سوالات:

مجتبی الوداع سے واپسی کے پچھے روز بعد آپ کی خدمت میں سید الملاجک حضرت جبریل علیہ السلام ایک فیر معروف محل میں تحریف لائے۔ اور آپ کے سامنے انجائی ادب و احترام کے ساتھ روز اتو بینہ کر صحابہ کرام کی تعلیم کے لئے آپ سے کچھ سوالات پیکے۔ یہ سوالات انجان، اسلام، احسان اور قیامت وغیرہ کے تعلق تھے۔ آپ نے اُنکے پاسخ دیا۔ جو باتوں ارشاد فرمائے اور جبریل علیہ السلام نے تصدیق فرمادی۔ آپ کی زندگی کے آخری ایام میں گویا اس طرح صحابہ کرام کے سامنے پورے دین کا خلاصہ رکھا دیا گیا۔

سرفہ انسابہ:

ماہ صفر کے آخر میں آپ نے حضرت سیدنا امام زین الدین سرکردی میں

میں روہوں کے مقابلہ کے لیے ایک لٹکر روانہ فرمایا۔ یہ آپ کا آخری سفر تھا اس میں جلیل القدر بہادرین و انصار شامل تھے۔ اس فوج نے مدینہ منورہ سے غل کر تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ آپ شدید بیمار ہو گئے آپ کی شدید بیماری کی وجہ سے یہ لٹکر اپنی منزل کی طرف روانہ نہ ہو سکا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلا کام یہ کیا کہ حرم نبوی کے مطابق اس لٹکر کو مالات کی انواعت کے باوجود جہاد کے لیے روانہ فرمایا۔

بیصلوی بھی ابتداء:

ماہ صفری ۲۸ یا تاریخ اور بدھ کا دن تھا کہ آپ جنتِ اربعین میں تشریف لے گئے۔ اہلِ حق اور شہداءِ احمد کے لیے انجائی رفت اُبیز دعا، فرمائی۔ وہاں سے دائمی تشریف لائے تو مراجع مبارک ناساز ہو گیا۔ ٹھوپی سر درد اور بخار کی تکلیف تھی۔ یہ ام المؤمنین حضرت مسیحہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا کہ آپ ربِ حصول ہارکی ازدواج مطہرات کے ہاں خلی ہوتے رہے۔ آپ کی خواہش تھی کہ میں حضرت مائیک کے ہاں قیام پر ہو جاؤں۔ ازدواج مطہرات نے آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپ کو حضرت مائیک کے ہاں قیام پر ہو گئے۔ اور ۱۰ بہری میہنی سے آپ کی تارداری میں صرف ہو گئیں۔ اس بیماری میں آپ نے فرمایا ڈارائیا کہ ہائے سیر سے سر میں شدید درد ہے۔ خدا کی تقدیر کر حضرت مائیک بھی سر درد کی تکلیف میں جاتا تھا مھموں نے بھی ورض کیا ڈارائی۔ جنی سر درد کی شکایت دلوں کو تھی۔

اس بیماری میں آپ نے ایک مرتبہ حضرت مائیک سے فرمایا کہ ایسا سلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی زبر کا اثر ہے جو بھے رکھوں میں خبر کے مقام پر کھلا گیا

تھا۔ وہلہ آوانِ رُبِّ جدتِ اُنقطعِ الْهُنْدُرِی میں ذکرِ الشیعَ اور اس وقت تھا
جسے ہن لگا ہے کہ اس زہر کچھ سے بمری رُگ جان کش رہی ہے۔
آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جب بیمار ہوتے تو موزات پڑھ کر اپنے
اور دم کرتے تھے اور بھرا بنا ہاتھ پہنے بدن پر بھیر لئے تھے۔ اس بیماری
میں حضرت عائشہؓ آنکھوں میں کرنل رہیں مگر آپ کے بدن پر بانہا ہاتھ بھیرنے کی
بجائے برکت نئے لئے آپؐ کا دستہ مبارک بھیر لیں۔

والله ہو طبع:

وقات سے چار دن قابلِ بعضی بصرات کے دن ماضین مجلس سے فرمایا
اللَّهُمَّ يَقِنُّنَا مَاهِيَّةَ الْكُلُوبِ لِئَنَّ تَهْلُكُوا أَنْفُسَنَا كَمَا خَلَقْتُمْ لَنَا وَأَنْتَ مَنْ
نَسْكَنَّ إِلَيْكَ وَمَسْتَكْحُونَ دُنْسَ اَكَيْهُ بَعْدَمْ كُرْنَاهُ دَهْ هُوَ مَنْ يَسْكُنَ الْمَلَكَيْنَ مِنْ
الْخَلَافَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا تَنْهَاكُمْ رَهْنَمْ رَهْنَمْ جَاهِنْ جَاهِنْ؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ شدید بیمار ہیں۔ تکلیف دینا
ناسب نہیں ہے۔ دین تو مکمل ہو چکا ہے کوئی نی ہاتھ آپ تائیں کے نہیں
زیادہ سے زیادہ کسی حکم کی آکیدہ فرمائی گئی اس لئے جنتہاں بکھاث اللہ
ہمارے لئے اللہ کی کتاب کالی ہے۔

آپؐ نے حضرت مریمؑ کی موافقت فرمائی اور هل مجلس کو فرمایا اب
خوبی نہ کرو میرے پاس سے انہوں جاؤ۔ اس کے بعد ہادی جو حاری کے آپؐ نے
تمنی چیزوں کی ویسیت فرمائی (۱) مشرکین کو جزیرہ عرب سے لکال دو (۲) دفور کو
ہبہ دے کر رخصت کیا کرو (۳) تیسری پات قرآن کریم پر مسموٹی سے قائم رہئے
کی تھی بالکل راسماں کی روایتی کی آکیدہ تھی۔

اس واقعہ کے بعد چار دن بعد آپؐ زندہ رہے مگر آپؐ نے نہ تو قلم

دوات منکوں کی اور نہ ہی حاضرین نے از خود قلم دوات پیش کرنا بنا سب کھا۔

آخری خطبہ:

اسی دن عمرہ کی نماز کے وقت آپؐ کی بیماری میں کچھ افراط ہوا۔ آپؐ نے اپنے وجود پر پانی کی سات مجلسیں والوں میں۔ اس طرح جمل فرمایا۔ یہ کون ہوا تو آپؐ حضرت سیدنا مہاس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سہارے مسجد میں تعریف لائے لور عمرہ کی نماز پڑھائی۔ نماز سے قارئ ہو کر آپؐ بھرپور واقع افراد ہوئے اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔

اس خطبہ میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ایج عَبْدَنَّ شَهِرَةَ اللَّهِ مُصْعِنَ أَنْ تُؤْتَ
مِنْ زَهْرَةِ الْأَنْتَيْهَا مَأْكَاهُ وَ تَبَيَّنَ مَا هَنَدَهُ كَمَا تَخَازَ مَا يَعْتَدُهُ كَإِنْ يَدْرِي
تعالیٰ نے یہ انتیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو دنیا کی زندگی لوار اس کی لذات کو قبول
کر لے اور چاہے تو آخرت کی زندگی اور اسکی نعمتوں کو قبول کر لے۔ تو اس بندے
نے اللہ تعالیٰ کے اس کی نعمتوں کو پسند کر لیا کامِ خارٰ الْأَعْجُزَةَ یعنی آخرت کو پسند کر
لے۔

جاہرین مجلس میں سے کوئی بھی یہ لطیف اشارة نہ کر سکا۔ دوسرے دو نبیت
سیدنا صدیق اکابر رضی اللہ عنہ اپنی خدا داد بھیرت کجھ سے کچھ ملے کہ اس بندے
سے مراد خود آپؐ کی ذات گرای ہے۔ چنانچہ بے ساختہ آپؐ کی بخشش تکلیفی اور فرمایا۔
نَهْدَنَكَ هَاجِلَنَا وَأَنْهَلَنَا وَأَنْفَقَنَا وَأَنْزَلَنَا وَأَنْزَلَنَا۔ کہ آپؐ کی جگہ ہم اور ہمارے
ہاں باپ اور ہمارا سب مال و متاع قربان ہو جائے اور آپؐ نے جائے۔

آپؐ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا۔ غلیظ پتلک
بیان انکلیز کر ابو بکر! اپنے آپ کو سنبھالو اور سبر کرو۔ اس خطبے میں آپؐ نے ارشاد
فرمایا لا تُكْفِنَ بِنِي الْمُسْجِدِ خَوْجَهُ إِلَّا خَوْجَهُ أَهْبَنْ بَكْنَمْ کہ مسجد میں لمحے

وائے تمام دروازے بند کر دیے جائیں، سو ائے ابو بکر کے دروازے کے۔ اسیں
گویا حضرت ابو بکرؓ خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

آپ یہ بات سن کر حیران ہو گئے کہ حرم نبی کی قیل میں اب تک چودہ
سو سال گزرنے کے پار وجودِ بارہ شہد نبی کی قصیر و تجھیہ کے پار وجود آج بھی
حضرت ابو بکرؓ کا دروازہ موجود ہے۔

اس خطبے میں آپ نے حضرت ابو بکرؓ کی حریفیت پیان کرتے
ہوئے ارشاد فرمایا ان دینِ آمنِ اللہ تعالیٰ علیٰ بنی ملہم و مُسْخَنِہمْ نہ کنْکُنْ وَلَوْ
كُنْتْ مُتَجَلِّداً شَعْلَةً لَا تَعْلَمُ أَهْلَكَنْكُنْ شَعْلَةً کرس لوگوں سے زیادہ
شکر اور مال کے اعتبار سے یہ مرے اور ابو بکر کا احسان ہے۔ میں نے دنیا میں
تمام لوگوں کے احسان کا جلد دے دیا ہے، مگر ابو بکر کے احسانوں کا جلد نہ اپنار
سکا۔ مگر قیامت والے دن اللہ تعالیٰ یعنی پھر پر بدله حطا فرمائے گا۔ اگر میں اپنے
رب کے سوا کسی کو لوئے سوانح قلب میں نہ کر دیتا تو یقیناً ابو بکر کو جانتا۔

اس خطبے میں آپ نے بھی اس اسی روشنی کا تذکرہ حرم فرمایا۔ انصار
مدینہ کے ساتھی خصوصی مردوں احسان کی صیحت بھی فرمائی۔ اوسی خطبے میں آپ
نے یہ پیغام دین پر لعنت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا *لَعْنَ اللَّهِ الظَّاهِرَةِ*
وَالْعَقَارِيِّ إِلَّا تَعْلَمُ الْأَفْرَادُ أَنْتَ وَهُنَّ مَكَانِنَا کہ اللہ تعالیٰ سبجد و نصاریٰ پر
لعنت فرمائی ہے کہ جنہوں نے انجیاء کرام کی قبروں کو سمجھا کاہر عالمیں۔

اس خطبے میں آپ نے اپنے آپ کو قصاص نہیں فرمایا کہ اگر میں
نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہوتی تو آج بدلنے سکتا ہے اگر کسی کا کوئی لین دین
ہو تو وہ مطلب کر سکتا ہے۔ اگر میں نے کسی کی پیشہ پر کوئی امداد ہے تو آج سبزی پیشہ
ماضی ہے۔ اگر کسی کی پیشہ کی ہوتی ہری آباد ماضی ہے آج بدل لے لو۔

ثیامت کا دن ہر اہل کا ہے۔

آپ نے اس خطبہ میں صحابہ کرام گورنریا کر میں اب تم سے رخصت ہے
رہا ہوں ای ان موعدہ کُمَّ التَّعْوِضُ بِرَبِّ الْحَمَارِی ملاقات اب قیامت کے دن
حوض کوڑ پر ہو گی۔ اور اس موقع پر آپ کا بجز اس طرح ظاہر ہوا کہ حوض کوڑ آپ کے
سامنے کر دیا گیا اور آپ نے فرمایا وَاللَّذِی تَفَرَّقَ بَعْدَهُ لَئِنْ لَا نَظَرَ إلَى
الْخَوْضِ مِنْ عَلْقَامِهِ هذَا کر بھے اس ذات کی قسم ہے جس کے بجھے میں بھری
جان ہے کہ میں یہاں سجد نبوی میں کھڑے حوض کوڑ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا
ہوں۔ حزیر فرمایا وَإِنَّمَا أَغْيَطُ مَوْلَاتِي خَرَزانَ الْأَرْضِ کہ بجھے زمین کے
خرازوں کی چاپیاں دے دی گئی ہیں۔ یہ کتابی ہے نعماتِ اسلام کا۔ کہ بھرے
بعد نعماتِ اسلام کی وجہ سے روئے زمین کے خزانے تمہارے قدموں میں
آئیں گے۔

حَرِيدَ فَرَمَاَوْ إِنِّي لَكُمْ أَنْخَشِي عَلَيْتُكُمْ أَنْ تُشِرِّكُوا بِعِدْنَى وَالْكَبَّنَ
أَنْخَشِي عَلَيْكُمْ اللَّهُ أَنْ تَنْكِسُوا إِلَيْهِمْ كہ بجھے اب تمہارے پارے میں ہے
خطرہ (نیکیں کہ تم اب شرک کی بیت میں آ جاؤ گے۔ لیکن یہ خطرہ ضرور ہے کہ دنبا
کی بیت میں گردنار ہو جاؤ گے۔

اہمیت ابو بکرؓ

آن جمعرات کے دن آپ نے صور اور ضرب کی لاز خود پر حال۔
ضرب کی لاز میں سورۃ الرُّثْرَةٍ حادث فرمائی۔ یوقت عشاء آپ کی طبیعت
حست نہ ساز ہو گئی۔ ہمارے بارے میں مکاروں کے ہونے لگے۔ نہاد کے لیے آئنے کا آب
نے ہمارا قصد فرمایا مگر شدت مرض کی وجہ سے ارادہ کی حکیمت ہو گئی۔ حتیٰ کہ ۴۰
ہارگز میں پانی مکھوا کر حسل فرمایا اور نہاد کی تیاری فرمائی تو پھر غش آگئی۔ لوگ سجد

بھوی میں نماز عشاء کی جماعت کے لئے بھتر بیٹھنے تھے۔ آپ بار بار سوال فرماتے
اُنہیں ائمّہ؟ کیا لوگوں نے نماز پڑھنی ہے؟ حضرت عائشہ اور دیگر حاضرین
جواب دیتے لا نماز شریل اللہ و رَحْمَةُ نَبِيٍّ وَبَرَكَاتُهُ وَسَلَامٌ عَلَىٰ کہ نہیں اے اللہ کے رسول اور
لوگوں نے آپ کی انتہا میں بیٹھنے ہیں۔ جب بار بار یہ سمجھتی پیدا ہوئی تو آپ نے
رشاد فرمایا مُرزاً أَهْبَأْنَاهُمْ أَنْ يَعْلَمُنَّ بِالنَّاسِ کہ ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز
پڑھانے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارضن کرنے کی کہ میرے لہا ابو بکر تو انتہائی
رقی القلب ہیں۔ آپ حضرت عرب کو حکم دے دیں وہ بخوبی دل کے آہی ہیں۔
آپ نے حضرت عائشہ کے اس مسئلے کا سچتی کے ساتھ اثار فرمایا اور ارشاد
فرمایا کہ ابو بکر عی نماز پڑھائے۔ (یہ گواہ حضرت ابو بکرؓی خلافت کی طرف اشارہ ہے)
چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر نے عشاء کی نماز پڑھائی اور پھر بدستور آپ کی وفات
کے نمازیں پڑھاتے رہے۔

حجیب واللہ :

ایک دفعہ کسی نماز میں حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ وقت پر بنائیں گے تو
لوگوں نے حضرت عرب کو مسئلے پر کھڑا کر دیا۔ حضرت عرب نے جب علامت شروع کی
تو آپ نے اُنکی آواز سن کر پہچان لیا کہ حضرت عرب جماعت کرا رہے ہیں۔ آپ
فربا اُنھی، حجرہ شریف سے جھالا اور فرمایا لا، لا۔ لا ایسا نہیں ہذا چاہیے،
ایسا نہیں ہذا چاہیے۔ دیکھ لیں یہم اُنہیں ایسیں۔ فوجاکہ نماز ابو قافلہ کا جیسا ابو بکری
پڑھائے۔ آپ کے اس فرمان سے لوگوں نے ٹھیک توڑ دیں اور حضرت عرب مغل
نحوی بمحاذ کے بیچھے ہٹ آئے مانقصنیت الظفروف و انصراف غُفران۔
حضرت ابو بکر شریف لائے اور انہوں نے نماز پڑھائی۔

(یہ بھی گویا آپؐ کی خلاف کی طرف واضح اشارہ تھا۔)

حفتہ والی من :

بخت مالے دن آپؐ کی طبعیہ ذرا سنجھل تو ایک رفہ بھر آپؐ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے سجادے مسجد میں تحریف لائے۔ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ تحریف کردار ہے تھے۔ آپؐ نے جب محسوس کیا کہ تحریر علیہ الحصۃ واللام تحریف لارہے ہیں تو مصلی نبوی سے بیچھے نہنا شروع کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا ملکانک نیا نام بھی کر ابکرؓ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ بیچھے بیٹے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر حضرت ابوالکھڑا اب نبوی کو الخود رکھتے ہوئے بیچھے بٹ گئے۔ آپؐ اگلے بائیں جانب آکر جنہے مجھے۔ اب حالت یہ تھی کہ آپؐ نام بن گئے اور حضرت ابوالکھڑا مکبر بن گئے اور اس طرح نماز تمام ہوئی۔

بعد از نماز آپؐ نے فرمایا غالک نیا نام بھی کردا ڈالنک اُن نعمۃ مخفیت کرے ابو بکرؓ جب میں نے تھے اپنی جگہ قائم رہنے کا ارشاد کیا تو پھر آپؐ بیچھے کھوس نہیں ؟ حضرت ابوالکھڑا نے جواباً مرض کیا میا کان تینجھیں لامنی اپنی لکھا کہ اُن یقینیم ہیں یہندی رسول اللہ علیہ وسلم کر ابو قافلے کے میئے کی کیا بحال کرآپؐ کی موجودگی میں مصلی پر کھڑا رہنکے

حاضرین مجلس نے آپؐ کی بیماری کو ذات الہب سمجھ کر دوا مخلوائی اور آپؐ کے من میں ڈال لئے گئے۔ آپؐ ابشارہ سے سچ فرماتے رہے مگر بھر بھی دوا آپؐ کے من میں ڈال دی گئی۔ بعد میں جب آپؐ کچھ اتفاق ہوا تو دوا ڈالنے والوں کو سچی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اب تمہاری زرایہ ہے مگر تم سب کے منہ میں یہ دوا ڈال جائے تو اسے حضرت عباسؓ کے کرچا بھی شریک نہ تھے۔

حضرت فاطمہ سے صریح وسیع

دروان طالعت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف نامیں تو آپ نے انکو اپنی دامیں طرف بخالیا اور انگے کان میں کوئی بات کی تو حضرت ہلشدت فلم سے زدنے لگیں۔ پھر آپ نے انگے درسے کان میں سرگوش فرمائی تو وہ عکرانے لگیں۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ سے اس بارہ میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تانے کی بات ہوئی تو آپ کان میں کیوں فرماتے؟

آپؓ کی وفات کے بعد پھر ایک سوچ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت فاطمہؓ سے سیکھی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اذناً آپؓ نے مجھے فرمایا تھا کہ مجھے یہیں گلا ہے کہ اس بیماری میں سیری سوت واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ جدائی اور فراق کے صدے سے مجھے روتا آگیا۔ پھر آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ بمرے الٰی خانہ میں سے سیری وفات کے بعد تو مجھے سب سے پہلے آگر ملے گی لائیک اول لفظی لا جعل بقیٰ لعججت تو می خبئے گی۔ چنانچہ آپؓ کی ہیں کمل کے مطابق آپؓ کی وفات کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ وفات پا گئی۔

اتوار والیہ ہن :

اتوار کے بن آپؓ نے اپنے تمام ظالموں کو آزاد فرمادیا۔ مگر میں جو کچھ بھی قابض اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ مگر میں تھاں کیا؟ صرف سات دینار ہی تھے جلیل الحلق آپؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا آنہ تھیں میں نبیل اللہ کی انہیں اللہ کی راہ میں صدقہ کر دو۔ پھر آپؓ پر غشی کی کیفیت بھاری ہو گئی۔ حضرت عائشہؓ آپؓ کی حارداری میں گلی ہوئی تھیں۔ فرمتے تھے تو ان ریهاروں کو صدقہ کریں۔ غشی سے جب افاقر ہوا تو آپؓ نے پھر سوال فرمایا۔ هل آنفقتی بلکہ اللہ تبت کیا

وہ دینار خرچ کر دیے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ابھی شکن ہو گئے۔ ہمارے نے فرمایا ماذلٰنَ مُحَمَّدٌ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَعَيْهُ عِنْدَهُ کہ اگر یہ دینار میرے گھر میں موجود ہو تو اور میری وفات ہو جائے تو میں اللہ کو کیا مند دکھا دیں اور اس لیے انکو جلدی صدقہ کر دیں۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ نے وہ دینار اللہ کی راہ میں دے دیے۔ آخری دن آپ کے گھر میں ایک جب ہمی موجود تھے۔ آپ کی زورہ تک صانع جو کے بدے ایک ہبودی کے ہاں گروہ رکھی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ آخری رات آپ کے گھر میں چارائیں تسلی (انٹے کے پیسے گئی) نہ تھے۔ اور حارے پیسے تکرچہ اس ارشاد کیا گیا۔

یوم الوصال :

۱۲ اربعین الاول ہموار کے دن شمع کی نماز کے دوران خبر علیہ الحلاۃ والسلام نے مجرہ کا پردا آٹھا۔ آپؐ نے جب دیکھا کہ الہکرہ جماعت کرا رہے ہی تو آپؐ کے پیڑے پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے کہ میں نے ۲۳ سال تک جس سمجھتے ہیں اس کی آج دہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔ سکر زخم اختریخ حفظہ فائزہ نہ فتح ملظہ فاشتوی غلطی سولہ بیعت الزوال اعالم (سمع) کر اس سمجھتی نے پہلے زمین سے ایک سویں نکالی ہمدردہ مصبوط ہو گئی ہمارے سویں ہو گئی اور پھر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی اور سمجھتی ہاں کو بھلی معلوم ہونے لگی۔

آپؐ پر مخدوم ریسک کھڑے دیکھتے رہے لئے تھے تم رسول اللہ علیہ السلام افلاکیو وَ تَلَمْ صَاحِبِکَا اور سکراتے رہے۔ صحابہ کرام نے جب اپنی سمجھیں سے آپؐ کا رخ اور دیکھا تو آپؐ کا پیدا ایسے چک رہا تھا جیسے قرآن کا ورنہ۔ کانَ رَجْهَهَا وَ زَلَّهُ مُضْعِفٌ سب لوگوں کو اندازہ ہو گیا کہ آج آپؐ کی طبیعت ایسی ہے اور آپؐ سبھی میں آتا چاہئے ہیں۔ قریب تھا کہ صحابہ کرام فرمادیں

کہجے سے میں توڑ دیتے اور حضرت صدیق اکبرؒ محل ہموز دیتے، مگر آپ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو مگر آپ نے پردہ ڈال دیا اور اندر تشریف لے گئے۔

بے صحابہ کرامؓ نے یعنیں کر لیا کہ آج آپ کی طبعیت پر سکون ہے اور سلطنت ہو کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر تھوڑی دری گزری تھی کہ آپ کی طبعیت بہتر خوب ہو گئی اور عالم نزد شروع ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو سہارا دے رکھا تھا کہ حضرت عائشہؓ کے بھائی عبد الرحمن بن الی بکر ہاتھ میں سواک لیے اندر آئے آپ نے سواک کی طرف دیکھا تو حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ آپ سواک لیا چاہیجے ہیں؟ آپ نے اشارہ سے "ہاں" فرمائی۔ مگر حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یہ سواک چیبا کر فرم کر دوں؟ آپ نے بھروسے اشارہ کر کے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت عائشہؓ نے وہ سواک لیکر اپنے منہ میں چیبا کر فرم کیا اور آپ کو دی۔ مگر آپ نے وہ سواک استھان فرمائی۔

حضرت عائشہؓ مگر لیے تھے حدیث الحسن کے طور پر فرمایا کرتی تھیں کہ

نَوْفَنِ النَّيْقَىٰ حَلَىٰ إِلَهُ غَلَبَهُ وَسَلَمَ بِنِي نَبِيِّنَ وَنَوْفَنِي وَنَبِيِّنَ سَخْرَىٰ
وَنَخْرَىٰ وَجَعْنَىٰ إِلَهُ بَهِنَ وَنَبِيِّنَ وَنَوْفَنَهُ كَآپ کی وفات سیرے مجرے میں میری باری کے دن ہوئی دراں حملیک آپ سیرے بننے سے لیک لگائے ہوئے تھے اور

الذغالے نے آخری وقت سیر العاب در میں آپ کے بھاپ دہن سے ملا دیا۔

بانی کا ایک ٹھنڈے پاس رکھا تھا۔ بار بار اسکیں ہاتھ دالتے اور منہ پر بھر لیتے۔ بھی کہنڑا چھرے پر ڈال لیتے تھے اور بھی ہٹادیتے تھے۔ زبان مبارک پر یا لقاۃ تھے لا رَبَّهُ إِلَّا اللَّهُ إِنْ يُلْفَزُ بِنَسْكَاتٍ كَرَاثَةَ کے سوا کوئی جیو نہیں۔

بے شک سوت کی بڑی تحریک اور جیسیں۔ اللہ ہم اُجتیح علیک سکرمان التمرید
اے اللہ سوت کی خیتوں میں سیری مدد فرم۔

آخری وقت بار بار لا الہ الا اللہ ان لِلّٰهٗ وَ مَنْ يُشَرِّكُ بِهِ
کر گویا آپ یہ چنان چاہتے ہیں کہ باوجود کئے میں ساری کائنات کا سردار ہوں یہو
از خدا طور ترتیب اور رفتہ شان میں سیرا کوئی صائم نہیں۔ سیرے اور سوت کی
کیفیات کا وارد ہونا اس بات کی دلکشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الرٹکیں ہے
واعی علیک لیلۃ میں ہے۔

بار بار زبان مبارک پر یہ القاذی بھی تھے اللہ ہم الرَّٰلِیقُ الْأَعْلَیِ بِلِ
الرَّٰلِیقُ الْأَعْلَیِ: بَعْنَ الْفَیْنِ اَنْکُمُ اللَّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّعْمَ اے اللہ! اُنکی رفتہ میں
میں چنان چاہتا ہوں۔ ستم علیہم یعنی انجیاء کرام صدیقین شہدائے عظام اور صالحین
کی معیت چاہتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ عزیزی میں کہ آپ کی زبان مبارک سے یہ القاذیان
کر میں سمجھ گئی راذن لائیخکار ناکار اب آپ ہمارے ساتھ رہنا پسند نہیں فرمائے۔
آپ نے طاہ اعلیٰ اور ترب خداوندی کو اختیار فرمایا ہے۔

آپ کی یادگاری کی یہ کیفیات دیکھ کر حضرت فاطمی حق تکلیف گئی لور کئے
لگیں ڈاکٹر ابہا کہ آج میرے بابا حضور سعی کی تکلیف میں ہیں! آپ نے نسل
دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کیسی علیک ایکٹک سخنر بعده الفوز کر آج کے بعد
تیرے بابا پر کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ پھر آپ نے حضرات حسن و حسین مکمل بولیا اور
جو ماں اور بیار کیا اور اسکے بارے میں وصیت فرمائی۔

پھر یہ بھی اعلان فرمایا گئے اللہ الیہ وَدُّ وَالصَّارِیْعُ تَعَلَّمُوا لَهُذَا
اَبْتَاءٌ هُمْ مَسَاجِدُهَا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ جنہوں نے

انہا کرم کی قبر دل کو بجھہ گاہہ بنالیا۔ حضرت عائشہ قریبی میں کہ میں سوچ میں ہے
میں کہ اس آخری وقت یہود و نصاریٰ پر لعنت کرنے کی کیا جہہ ہے؟ پھر تمہارے
ہال کے بعد مجھے سمجھ آگئی کہ یہ خلیل رامثہ کہ آپ اپنی امت کو ذرا رہے ہیں۔ کہ
میری رفات کے بعد میری قبر کے ساتھ یہ معاملہ کرنا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے نی
دعا، بھی فرمائی اللہُمَّ لَا تَجْعَلْ فَتْرَتِي عِنْدَكَ كَمْ إِنَّ اللَّهَ مِيرِي قَبْرٍ كَمْ مَوْتٍ
نَاهٌ۔ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ فَتْرَتِي وَكَمْ يَعْجِدُ أَسْأَلُكَ اللَّهَ مِيرِي قَبْرٍ كَمْ مَوْتٍ
بکھانا۔

حضرت عائشہ صدیقہ قریبی میں کہ اس وقت میں آپ کی پشت کے پنجھے
پینی ہوئی تھی اور آپ میرے سینے کے ساتھ پاک لگائے ہوئے تھے کہ اچاک
آپ نے اپنا ہاتھ مبارک آمان کی طرف اٹھایا لَمَّا نَفَتْ بَنَةُ الْمُنْبَتِي
فَأَشْعَرَ بَخْرَةً إِلَى السَّقْفِ اور پھر آپ نے چہت کی طرف نظر گردی اور
فرمایا اللَّهُمَّ الرَّبِيعُ الْأَعْلَى۔ اچاک میں نے دیکھا زمانت بندہ کہ آپ کا ہاتھ
نہیں لا حک گیا۔ جسم مبارک ذھلک مگیا اور آپ کے وجود مبارک سے لمحے ایک عجیب
کی خوبصورتی ہوئی کہ اسکی خوبصورتی کم میں نے نہ سمجھی تھی۔ فَلَمَّا خَرَجَتِ
نَفَّتْ لَمَّا أَجَدَ رِنْعَانَ قَطْ أَظْبَتْ بَثْ (سد ۲۰) اس طرح آپ کی روح مبارک
پر از کر گئی آپ کے وجود مقدس کو چار پالی پر لٹادیا گیا اور اور ایک کپڑا اذال دیا گیا۔
إِنَّ اللَّوْلَوِيَّا إِنَّ اللَّوْلَوِيَّا إِنَّمَّا يَعْمَلُونَ

اللَّهُمَّ حَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا هَلَّتْ عَلَى
إِنْزَالِهِمْ وَّ عَلَى آلِ إِنْزَالِهِمْ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَعِيزُ
مُحَمَّدٌ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا هَلَّتْ عَلَى إِنْزَالِهِمْ وَّ عَلَى آلِ إِنْزَالِهِمْ
إِنَّكَ حَمِيدٌ تَعِيزُ

صحابہ کرام کا حال :

گرائی تدریس سعیں اور انسو ہے! اس وقت صحابہ کرام پر کیا کیفیت
گزرنی ہوگی۔ آج انکی محبوب ترین بستی دنیا سے رخصت ہو گئی۔ آج وہی کے
نژول کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ رشد و ہدایت کا آنکھ دنیا سے رخصت ہو گیا۔
حضرت انس فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ پر زور دن ہے میب آئے۔ ایک دن کر
سے ہجرت فرمائیں کہ مدینہ منورہ میں آپ کی آمد کا۔ کہ اس دن الہ مدینہ کی خوشی کی کوئی
انجمن دشمنی اُضفہ بیٹھا نکل چکی گویا کہ پورا مدینہ اور اسکے درود بوار بھی شاداں،
فرماں تھے۔ اتنی خوشی قیامت تک مدینہ منورہ پر نہ آئے گی۔ دوسرا دن آپ کی
وقات کا۔ کہ اس دن الہ مدینہ کی میل اور دکھ کی کوئی انجمن دشمنی اُظہلم بیٹھا نکل
چکی گویا کہ پورا مدینہ اور اسکے درود بوار بھی غم دامدود سے لبرز ہے۔ قیامت
تک مدینہ منورہ پر اعتمام اور دکھنے آئے گا۔

صحابہ کرام میں سے کتنے ہی ایسے تھے کہ جو اس جانکاری خبر کی تاب نہ
لاتے ہوئے بہوش ہو گئے۔ کتنے صحابہ کرام ایسے تھے کہ جنکے جو اس اڑ گئے اور
لاشوروی طور پر پڑے چلتے چنگوں اور پہاڑوں میں پھیل گئے۔ کتنے ایسے تھے جو اپنا
بیٹائی چھین جانے کی تناکرد ہے تھے کہ آپ کے بعد ہم اپنی آنکھوں سے کسی کو دیکھا
نہیں چاہتے۔

حضرت علی روتے رہتے میں بہوش ہو گئے۔ حضرت عائشہ پر شدید
صدمہ ہے۔ حضرت عباس کی حالت دیکھوں ہے۔ فلکانٹو کا فرماں لیش فیہم
الازواج اسکے جسم مبارک اس طرح خٹکے اور جاہد ساکت ہو گئے گویا اسکے
اندر روح ای نہیں ہے۔ حضرت علی پر سکھ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ بالکل خاموش
ہو گئے۔ جیسا کہڑے ہیں وہیں کھڑے ہیں۔ جدھر کوئی ہاتھ پکڑ کر لے جاتا ہے

میں پڑتے ہیں۔ حضرت حسن و حضرت حسین بلکہ کروہ ہے ہیں۔
 حضرت نبیہ فاطمہؑ میں ہی ابتداءً اجابت زینؑ دعاءً ہی ابتداءً من
 بختُ الْفَرِيقِ تُؤْمِنُ مَا وَاهَا يَا أَبْتَاهُ إِلَى چِنْبَرِيْلَنْ تَعَاهُدَهُ مَنْ
 نَّأَبَنَهُ رَبُّكَ الْبَلَادِ اقْبُولُ كَرْلَابِ۔ ہائے میرے ابا جان! جنہوں
 نے اپنے رب کا بلا دا قبول کر لایا۔ ہائے میرے ابا جان! جو جنت افرادوں میں
 اپنے مقام پر ٹلے گئے۔ ہائے میرے ابا جان! اکرمؑ آج جہر میں کوہی آپکی صوت
 کی خبر سناتے ہیں۔ آپؑ فرمائی ہیں۔

مُبَشَّثٌ عَلَىٰ مُفَرِّجِ لُؤْلُهَا **مُبَشَّثٌ عَلَىٰ الْأَئْمَعِ هَرَبَّ لَهَا**
 کر آپکی وفات سے بھوپر اتنا صدر اور دکھ آیا کہمگرد دکھروشن دنوں
 پر بھی آنا تو وہ بھی باریک ہو جاتے۔

حضرت عمرؓ کا حال:

حضرت سیدنا عمرؓ کی حالت سب سے بھیب تھی اگرچہ آپ انتہائی
 محبت دل کے آدمی تھے مگر اس صدر جانکار کی تاب نہ لائے اور حواس کھو بیٹھے۔
 جنہیں علیہ الحسلۃ والسلام کی وفات کا آئکوہ یقین ہی نہیں آرہا۔ باہر باریکی کہتے ہیں
 کہ ابھی آپکی وفات نہیں ہوئی۔ آپ اسی طرح بے ہوش ہیں جس طرح حضرت
 سویلی علیہ السلام تھوڑی دری کے لئے بے ہوش ہو گئے تھے۔ آپ زندہ ہیں اور دوبارہ
 انہوں کرمانیقین سے جہاد کریں گے۔ شدید غصہ کی وجہ سے حضرت عمرؓ کے مذہب سے
 بھاک بنتے ہیں۔ حتیٰ کہ آپؓ نے تکوار کمال کر صحابہ کرامؓ کو لکار باثرونع کر دیا کہ
 کون ہے جو کہتا ہے کہ جنہیں علیہ الحسلۃ والسلام کی وفات ہو یہی ہے؟

مَنْ لَأَلِ إِنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَ مَاتَ مَا ضَرَبَ
عَصَمَهُ خَلْصَمَ يَكْبَهُ كَرْآبَ پَرْ صَوْتَ طَارِيْلَنْ ہَوْ گَنْ ہَنْ اسْ تکوار سے اسکی
زُرْوَنْ ازَادَوْنْ گَا۔

صحابہ کرام مسجد نبوی میں دم بخود بینتے ہیں۔ ایک رسول اللہ ﷺ کی وفات کا غم دوسری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت۔ اپنے گھنٹوں میں مردے کر زار و تظاہر ہے ہیں۔ یعنی ہذیا کی طرح اُنہیں رہے ہیں۔ بوئے کی طاز نہیں۔ کریں تو کیا کریں؟

حضرت ابو بکرؓ کا خطبہ :

حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے دیکھا کہ مسجد نبوی میں حضرت عزؑ علی کو اور لیکر کھڑے ہیں اور صحابہ کرامؓ کو الکار رہے ہیں۔ آپؐ مسجد سے گزرتے ہیں سیدھے سیدھے مسجد مبارکہ میں تشریف لے گئے۔ حالت یہ تھی کہ آپؐ کچھ بھی بندگی ہولی فی بیڈ غم و الحدوہ سے ہذیا کی طرح اُنہیں رہا تھا۔ آپؐ نے علمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رش انور سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا اَنْتَ أَعْصِيَةٌ وَّ أَخْيَلَةٌ بَأَنْتَ أَنْفُسِي آج یہ مرے پیارے نبی، یہ مرے محظوظ اور یہ مرے ٹھیک دوست دنیا سے تشریف لے گئے۔ پھر آپؐ کی جیجن الطہر کو بوس دیتے ہوئے فرمایا ہماقی آنتَ وَ ائِنْ هُنْ خَيْرٌ مِّنْ اَنْتَ مَالِ اور وفات بھی پاکیزہ ہے۔ لَنْ يَذْفَقَكَ اللَّهُ مَوْتَنِينَ وَانْقَطَعَ لِغَوْنِكَ مَا لَمْ يَنْقُطِعْ لِغَزْبَتِ أَخْلَقِنَ الْأَنْبِيَاءُ اللہ تعالیٰ یقیناً آپؐ کو دوستوں کا ڈانٹ نہیں چکھائے گا آپؐ کی وفات سے آنے اس چیز کا خاتمہ ہوئیا جسکا خاتمہ کسی نبی کی بھی وفات سے نہ ہوا تھا۔ بھی نزوں وغیرہ کا سلسلہ بند ہو گیا۔

حضرت ابو بکرؓ کی آنکھوں سے آنسو پک کر آپؐ کے رش انور پر کرے۔ زن اور پر صدیق اکبر کے آنسو آج چیلی دفعہ نہیں گرے ایک دفعہ غارثور میں بھی اسی طریقہ آنکھ کرے تھے۔ مگر اسی دن آپؐ نے آنکھیں سکھول دی تھیں اور فرمایا تھا نبیکیت یا آنکھیت کیا! اے ابو بکر! اونے کی کیا وجہ ہے؟ اور پھر تسلی دیتے فرمایا تھا

اُنْتَخَرْتُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى۔ مُحَمَّدٌ أَبْنَى نَزَّلَ تَوْآءِكَمْ كَهْوَلِ اَوْرَنْ شَفِيْ كُولَى تَشَلِ دَوِي۔
کیونکہ آج آپ کی وفات ہو چکی ہے۔

حضرت ابو بکرؓ اسی طرح روتے ہوئے صہبہ نبوی میں تشریف لائے۔ افہ
 تعالیٰ نے چونکہ آپ سے ایک عظیم کام لیا تھا اس لئے آپ کو بہت وحشی طلاق
 فرمادیا۔ آپ سیدھے ببر نبوی پر تشریف لے گئے۔ ماضرین کو اپنی طرف متوجہ
 فرمایا اور حضرت عربؓ کو بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ مگر حضرت عربؓ نے شدت صدر کی وجہ
 سے پرواہی نہ کی۔ پھر آپ نے زور دار لمحے میں فرمایا علی ڈیٹلک ہَا عَمَرْ،
 داعیلش کا عَمَرْ اس طرح آپ نے حضرت عربؓ کو بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اذن تعالیٰ کی حمد و شاد اور خیر علی الصلوٰۃ
 والسلام پر بعد اسلام بیٹھنے کے بعد فرمایا مَنَّ اللَّهَ عَغْرِيْ مُحَمَّداً ضَلَّ اللَّهَ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَأَيْقَاهُ عَنْ أَلَامِ يَقِنَ اللَّوَّا وَأَظْهَرَ أَكْرَمَ اللَّوَّا وَبَلَّغَ دِنَالَهُ اللَّهُ وَجَاهَدَ
 لِنَّ سَبِيلَ اللَّهِ لَمَّا تَوَلَّهُ اللَّهُ عَلَى دَالِيكَ وَفَدَ تُرَكَكُمْ عَلَى الطَّرِيقِ قَبْلَنَ
 تَهْلِكَتْ خَالِكَ رَأَيْتَنِيْ بَعْدَ الْيَتِيمَ لَوْكَ! اذن تعالیٰ نے اپنے خیر حضرت عمر
 رسول اشیکؓ کو ہدایت اور دین حق دیکھ بیجا۔ آپ کو اتنی زندگی اور سبلت دی کہ
 آپ نے اللہ کے دین کو ٹکم کر دیا۔ اللہ کے امر کو غالب کر دیا اور اذن تعالیٰ کے
 بیخاں کو محمل پہنچا دیا اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔ اس کام کی محمل کے بعد اللہ
 تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس ملا دیا اور تمیس ایک لمحے اور طریقے پر مجبور دیا۔ تم میں
 سے ہر آدمی پر سوت سے پہلے اذن تعالیٰ کی جنت پوری ہو چکی ہے۔

پھر آپ نے زور دار اور با دلیل انداز میں فرمایا فَعَنْ تَحَانَّ مِنْكُمْ بَعْدَ
 مُحَمَّداً لَيْلَ مُحَمَّداً لَقَعْدَاتْ وَلَيْلَ تَحَانَّ مِنْكُمْ بَعْدَرَثْ مُحَمَّداً بَلَّغَ اللَّهُ
 حَمَلَ لَأَبْعَزَثْ۔ ہم تم میں سے جس آدمی نے بھی خیر علیہ اصلوٰۃ والسلام کو جبو،

اور الٰہ بھر کھا تھا وہ سن لے کر آپؐ کی وفات ہو چکی ہے اور جس نے محلِ خدا تعالیٰ ہی کو الٰہ اور سبود بھر کھا تھا وہ سن لے کر ابتدہ تعالیٰ زندہ ہے اس پر سوت کسی نہ آئے گی۔

آپؐ کی یہ فراست ہے کہ اس اندازِ تھا طب میں آپؐ کی وفات کا انداز بھی کر دیا اور وفات پر دلیل بھی دی دی کہ ہمیشہ زندہ رہنا الٰہ اور سبود کا خاص ہے۔ آپؐ کو تم نے الٰہ اور سبود نہیں مانا تھا خدا کا رسول مانا تھا پھر آپؐ نے اس پر بطور استدلال تحدیر قرآن آیاتِ حلاوت کیں۔

(۱) وَمَا مُحَمَّدٌ أَلْرَسُولُ فَذَ خَلْتُ مِنْ قَبْلِهِ الرَّسُولُ الْأَقْرَانُ مَاتَ أَنْ قَبْلَ أَنْفُكُتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ إِلَيْهِ (سورۃ آل مرن) کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی خدا کے پیغمبر گزر چکے ہیں۔ کیا آپؐ کی وفات ہو جائے با آپؐ شہید ہو جائیں تو تم دین سے پھر جاؤ گے؟

(۲) إِنَّكَ تَبَيَّنُ وَإِنَّهُمْ يَتَبَيَّنُونَ (سورۃ زمر) کہ بے شک آپؐ بھی مرنے والے ہیں اور آپؐ کے دشمن بھی۔

(۳) كُلُّ نَفْسٍ ذَاقَةُ الْحُوتِ (سورۃ آل مرن) کہ ہر ایک نفس نے ہوتا جام ہوتا ہے۔

(۴) كُلُّ شَيْءٍ خَالِكٌ لَّا وَجْهَهُ (سورۃ قصص) اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالیٰ کے سوا ہر شے قابلی ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیات سن کر سیری جھٹتا عالم دور ہو گیا، غفلت کا پردہ انھوں گیا اور مجھے آپؐ کی صوت کا یقین ہو گیا۔ اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہ آیات گویا آج تازل ہوئی ہیں۔

آپؐ نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا۔ فَأَقْرَبُوا اللَّهَ

اُنہا الْأَسْ وَ اغْتَصَمْنَا بِدِينِكُمْ وَ نَوْ كُلُوا عَلَى زَرِّكُمْ فَلَنْ دِينَ اللَّهِ قَائِمٌ
وَلَنْ كُلُعاً اللَّوْنَاعَةً فَإِنْ كِتَابَ اللَّوْنَعِ أَظْهِرَ كَمْ هُوَ التَّوْزُرُ وَالتَّسْفَاءُ إِنْ
اللَّهُ خَلَقَ لِيَكُمْ كِتَابَ وَسَنَةً يَعْلَمُ مَا إِنْ تَعْلَمُكُمْ بِهَا لَكُمْ تَعْلَمُونَ يَعْنَدَهُ يَا
اُنہا الْذِيَنْ آتَيْنَا كُوْنُوا قُرْآنِيْنِ بِالْفَيْضِ وَلَا يَنْفُلُكُمْ الشَّيْطَانُ يَعْرُبُ
بِرِّيْكُمْ وَلَا يَنْفُلُكُمْ عَنْ دِينِكُمْ الْحَخَ اے لوگو! اللَّهُ تَعَالَیٰ سے ذردا اور اپنے دین
پر مضبوطی سے قائم رہو اور اپنے رب پر بھروسہ رکھو۔ بیک اللہ کار دین موجود ہے
اور کمال عمل ہے۔ بیک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے۔ جنور اور
خناک ہے بیک اللہ تعالیٰ نے آپکے بعد اپنی کتاب اور آپکی سنت ہمارے درمیان
موجود رکھی ہے جب تک تم ان دلنوں پر مضبوطی سے مل ہمارہ گے گراہی
تمہارے ذریب نہ سکے گی۔ اے ایمان والواحٗ و انصاف پر اس طرح مضبوطی سے
کام رہو کر تمہارے نی کی وفات سے شیطان حسک راہ حل سے پھلانہ کسکے۔ اور
شہید ای حق سے برگزندہ کر سکے۔

لتحفيظ بعض مساعده من اجتماع :

گرائی قدر سامیں! الارٹ کا پر اشتیاق کسی ونخی غرض کے لئے نہ تھا
لہک خوست دین کے جذبے سے تھا کہ یہ عظیم شرف اور سعادت ہمیں ملتی چاہیے۔

بعض انصار نے یہ بھی کہا کہ مَنْ أَمْرَأٌ وَمِنْكُمْ أَمْرَأٌ کے ایک امریکم سے اور ایک
بھاجرین میں سے ہو گا چاہیے۔ حضرت ابو بکرؓ نے انصار کی علیت (اعتراف و دین) کا
اعتراف کرتے ہوئے قطبیر طیہہ الحلاۃ والسلام کا فرمان بنا یا الائٹہ من فرنیش
کے امارات قریش میں دستی چاہیے۔

حضرت ابو بکرؓ نے کچھ اس انداز سے تقریر فرمائی کہ انصار مطہن ہو گے۔
آپؐ نے ہر یہ فرمایا لَعْنَ الْأَمْرَاءِ وَأَقْتَمَ الْوَرَّاءَ کہ امیر ہم ہو گے اور تم
ہمارے وزیر ہو گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ دیکھو حضرت عمرؓ و حضرت ابو عبیدہ بن
جراحؓ بھی شخصیات موجود ہیں ان میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرو۔

حضرت عمرؓ نے اور فرمایا تھا اسیا ہرگز نہ ہو گا۔ جب حضرت ابو بکرؓ
ہم میں موجود ہیں تو یہ افسوس کا حق بتتا ہے۔ کیونکہ آپؐ ہی وہ شخصیت ہیں جنہیں
قرآن نے ثانیتِ انہیں فرمایا ہے۔ آپؐ کی صحابیت اذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ کی نفع قصی
سے مثبت ہے اور إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ كَيْفَ يَنْهَا کی نفس قصی سے آپؐ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت
اور نصرت ہے۔ علاوہ ازیں رسول ﷺ نے آپؐ کو اپنے مصلی پر نماز کے لیے
کمزرا کیا۔ جب نماز ہیسے دینی معاشرے میں آپؐ ہمارے امام ٹھہرے تو دنیاوی امور
میں آپؐ ہی امام ہوں گے اور پھر با تھوڑا حکم حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی۔ پھر
ہر طرف سے بیعت ہے گی۔ بیعت خاصہ کے بعد پھر مسجد نبوی میں بیعت عام
ہوئی۔

تمنِ دن تک حضرت ابو بکرؓ بار بار فرماتے رہے کہ مجھے اسکا کوئی شوق
نہیں ہے۔ میں بیعت والہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ حضرت سیدنا علیؓ نے فرمایا
لَا يَقْبِلُكَ وَلَا يُتَقْبِلُكَ فَلَمَّا كَرِمَ اللَّهُ مَحْلَى أَنَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
فَقَنَّ ذَلِيلُكَ بُؤْخُورُكَ کہ ہم آپؐ کی بیعت والہیں لینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جب رسول اللہ نے آنکھ قدم کیا تو کون بیچے ہنا سکتا ہے۔ پھر حضرت ابو بکر نے فرمایا مان اخْتَنَتْ فَأَبْعَثْتُنِي فَإِنْ أَشَأْتُ لَقْوَمَ مُؤْمِنِي أَكُمْ سَيِّدُهَا جلوں تو میرے ساتھ معاونت کرنا اور اگر میں نیز حاصلوں تو تمہیں حق ہے کہ مجھے سید معا کروں۔

الحمد للہ کہ خلافت کا یہ حامل تحریر دخوبی اور بالاتفاق ملے پایا اور اس حاملہ کو رسول اللہ کی جمیعت میں سے پہلے ہی انجام پانا ہے تھا۔ تاکہ کوئی نہ اور اخلاف پیدا ہو تو اس کو خوش اسلوبی سے حل کیا جاسکے۔

تجھیز و تکفین :

بعد ازاں صحابہ کرام نے آپ کے وجود القدس کو حصل دینے کا ارادہ فرمایا تو سوال پیدا ہوا کہ آپ کے وجود القدس سے کہڑے اڑانے جائیں یا نہ؟ بعض روایات میں ہے کہ ایک شبی آواز آئی کہ آپ کے کہڑے نہ اڑانے جائیں کہڑوں میں حصل دیا جائے۔ چنانچہ حضرت علی اور حضرت عباس نے آنکھ حصل دیا اور حول کے بنے ہوئے تھن کہڑوں میں آنکھ کھن دیا گیا۔ پھر سوال پیدا ہوا کہ آپ کو لئن کہاں کرنا چاہیے؟ کہ میں یا مدینہ میں یا بیت المقدس میں؟

حضرت صدیق اکبر نے آپ کا ارشاد سن کر مسئلہ حل کر دیا کہ ناقبض اللہ تھا الابیلی التزوجیع الذی یجتَ اَنْ يَذْلَکَ رَبِّنِی کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ اسی بحد ذات رجتا ہے جہاں اسکی زندگی اسکو پسند ہو۔ اس لئے "انقلبڑہ فی تزویج طریقہ" نہجاں آپ کا بستر مبارک تھا اسی بحد ذات قبر مخدود۔ ہر سال پیدا ہوا کہ قبر کس طرز کی کھودلی چاہیے۔ بغلی یا اللہ تعالیٰ؟ مدینہ منورہ میں دھوں طرز کی قبروں کا رواج تھا حضرت ابو عبیدہ بغلی قبر کے ماہر تھے اور حضرت ابو علی الحدادی قبر مخدونے کے ماہر تھے۔ صحابہ کوام نے یہ نیعلہ کیا کہ دھوں کی طرف

پیغام بھیجا جائے جو پہلے آجائے اسی سے تم تیار کر دا لی جائے۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہ پہلے آئے اور آپؐ کی تهدی والی تبریز کھودی گئی۔

جتنلہ:

بھر جازہ کے بارے میں سوال پیدا ہوا کہ کس طرح پڑھا جائے؟ کون پڑھائے بعض الہی بیت نے بیان کیا کہ ہم نے آپؐ کی زندگی میں یہ مسئلہ آپؐ سے پڑھانا تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ مجھے کافی وغیرہ دے کر رکھ دیا فلان اول من لھلیں علیٰ خولانی و مخینی و مخینی ہنریلِ نُمْ وَنَحْكَاهِلُّ لَمْ إِنْرَالِلِ لَمْ ملکُ النَّزَّاتِ لَمْ ملَكَكُمْ مُكْبِرٌ سب سے پہلے مجھے پر مرے محوب اور غصہ دوست حضرت جریل علیہ السلام جازہ پر میں گے۔ بھر حضرت میکاٹل، اسرائیل اور عزرائیل ملائکہ کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ جازہ پر میں گے۔ لَمْ اذْخَلُوا عَلَيْنَا لَكُلْزَا عَلَيْنَا وَلَلْيَقْرَأَ ابْشِلَنَا بھرم لوگ داخل ہو کر میرے اور ملڑا دللام پڑھنا وَكَتَنَا بِالظَّرْبِ وَبِخَالِ أَغْلِيَتْ يَعْنِيْنِ لَمْ نَسَّادَهُ هُنْ لَمْ نَأَنْ كہ سب سے پہلے میرے خاندان کے الراد برا جازہ پر میں گے بھرم لوگ پڑھا۔

چنانچہ اسی طرح گھرہ شریفہ میں دن دس آوی جانتے گے اور بغیر امام کے آپؐ کا جازہ پڑھ کر داہم آتے گے۔

کافی مسائل رہاتے ہیں کہ مجھے بھی ہے کہ آپؐ پڑھنے والی جازہ پڑھیں گل اور مجھ کا سلک ہے اور اسی بات کو امام شافعی نے کتاب الفہم میں ۲۷۳ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آپؐ پر نماز جازہ پڑھی گئی۔ (ب سورہ برہہ المصلح) اس طرح تقریباً تیس سال بزرگ احمد کا پر کرام نے آپؐ کا جازہ پڑھا۔ حتیٰ کہ موتوں اور بھکریوں نے بھی جازہ پڑھا۔

تخفین :

نماز جازہ سے فارغ ہونے کے بعد مغل اور بدھ کی درسیانی رات آپؐ کو قبر نبارک میں رُن کیا گیا۔ صحابہ کرام نے اپنے دلوں پر چتر رکھ کر خون کے آنسو بھائے ہوئے آپؐ کی قبر بیار کی۔ کوہاں نما قبر تیار کرنے کے بعد اور پرانی چور کا گیا۔ حضرت فاطمہ نے انتہائی فرم و الم کے ساتھ صحابہ کرام سے فرمایا اخلاقیت آنفُكُمْ أَنْ تَخُوا خَلِيٰ رَسُولُ اللَّهِ كَرِمْ نَعَنْ كَيْمَهُ كَيْمَهُ بَعْدَهُمْ سَأَلَهُمْ وَجْهُهُمْ بِمُنْتَهِيَ الْأَذَالِيَّةِ يَقُولُونَ كَيْمَهُ كَيْمَهُ بَعْدَهُمْ سَأَلَهُمْ وَجْهُهُمْ بِمُنْتَهِيَ الْأَذَالِيَّةِ يَقُولُونَ

نَفْسِي الْفَدَاءِ بِقُبْرِكَتْ سَائِنَةِ
لِهِيَ النَّحَافَ وَ لِهِيَ الْجَوَادَ وَ الْكَرَمَ
لَا يَطِيبُ بَعْدُلُ نَزَّلَهُ ضَمَّ أَنْعَمَهُ
كِتَابَ وَ مِنْ طَيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَ الْأَسْكَمَ

لَوْ كَانَتْ اللَّيْلَ بَلْرَوْمَ بِلَأْخَمِ
لَكَانَ رَسُولُهُ فِيهَا مَنْدَلَدًا

أَلَا إِنَّا كَانَتْ رَلَةٌ مَنْجُونَ
دَلِيلًا غَلَى أَنَّ لَهُنَّ اللَّهُ عَالِبٌ

۱۳:- شان صدیق اکبر (۱)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
عَلٰى سَيِّدِ الرَّسُولِ وَحَاتِمِ الْأَنْبٰياءِ وَعَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ وَالَّذِينَ
هُمْ حَلَافَةُ الْعَزِيزِ الْعَزِيزِ وَحَمْرَةُ الْعَلَاقِ بَعْدَ الْأَنْبٰياءِ إِنَّمَا يَعْزَزُ فَلَمَّا عَزَّ
بِالْفَوْقِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ يَشَمُ الْفَوْقَ الرَّجِيمِ وَتَسْعَهُ الْأَنْتَقِ
الَّذِي تَحْمِلُونَ مَا لَهُ بِتَرْكٍ (سرہ الحبل) صدق الله العظيم.

گرامی قدس سماں! آج کی اس مجلس میں آپ کے سامنے میں ظیف
اول سیدنا صدیق اکبرؑؒ عہد، فضیلت یا ان کی سعادت حاصل کروں گا۔

تعارف:

آپؑؒ کا نام عبد اللہ کیتے ابو بکر اور لقب صدیق و میثاق تھا۔ آپؑؒ کے
والد گرامی کا نام عثمان اور کنیت ابو قافلؑ تھی۔ والدہ کا نام سلمی اور کنیت ام الحیر تھی۔
قبيلہ بن ثیم سے آپؑؒ کا تعلق تھا۔ آپؑؒ مسلمہ انبآٹھوں پشت میں تغیری طے
الصلوٰۃ والسلام سے جا کر مل جانا ہے۔ محمد اللہ عن عثمان بن عاصم بن عمرو بن کعب
بن سعد بن ثیم بن مرہ۔

آپؑؒ کا رنگ سرخ دسخید تھا جسم پھریاً گال ذرا دبے ہوئے نظر پنچی
پیشائی بلند اور عرق آلو دتی۔ داڑھی پر مہندی کا خفاہ لگاتے تھے آپؑؒ کا پڑھ
تجارت تھا کبڑے کی تجارت فرماتے تھے۔

قبل از اسلام:

تغیری طے الصلوٰۃ والسلام سے آپؑؒ متقرر یا دروس سال پھرئے تھے۔ پھر انہی
سے آپؑؒ کے ساتھ گھرے دوستان تعلقات رکھتے تھے۔ آپؑؒ کے ساتھ خصوصی

روتی ہونا بھی آپ کی نیکت اور رحمت اخلاق کی دلیل ہے۔

آپ نے ایک رخچ خواب دیکھا کہ چاند زمین پر اتر آیا ہے اور مختلف مکاروں میں تھیم ہو کر ہر گھر میں ایک گمراہنی گیا ہے اور پھر وہ سارے گھوڑے جس ہو کر آپ کی گود میں آگئے ہیں۔ آپ نے اس خواب کی تحریر تواتر و انجیل کے ایک بہت بڑے عالم بھرا راہب سے پوچھی تو انہوں نے تایا ہائے پیش، الیٰ انتیکھر وَ اللہُ يَكُونُ أَتَقْدَمُ الْأَنْبِيَا (سرت ملہ) کہ آپ نبی آخرالزمان کی اہلیت کریں گے اور ان کی رحمات کی خصوصی سعادت حاصل کریں گے۔ اس دن سے آپ قلبی طور پر ایمان لاپچھے تھے۔

ایک رخچ بزرگ تجارت آپ نہیں میں گئے تو وہاں آپ کو کتب سادوی کا ایک ازدواجی عالم ملا۔ اس نے آپ کو سمجھتے ہی گواہی کیا اور علیحدگی میں لے جا کر پہنچنے لگا۔ کیا تو کہ کاشیدہ ہے؟ آپ نے اٹھات میں جواب دیا۔ ہر ہمپئی کا تو قریشی ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" ہم کیا تو منی تھم میں سے ہے؟ آپ نے ہم اٹھات میں جواب دیا تو وہ ہمدرست و ماجت مرض کرنے لگا کہ سبھی ایک نکالی ہاتی رہ گئی ہے ذرا اپنے بھیت سے کپڑا اٹھائیے۔ اس کے خدو یہ ہمارا ہر جب آپ نے بھیت سے کپڑا اٹھایا تو وہ آپ کی ہات پر ایک گل دیکھ کر ٹھیٹ کر اٹھا اور کپڑے کر دیا۔ آپ دی ہیں جن کا ذکر کتب سادوی میں موجود ہے۔ آپ نبی آخرالزمان پر سب سے پہلے ایمان لائیں گے ان کے خصوصی حوالوں درج ہو گئے اور ان کی رحمات کے بعد ان کے جانشین ہو گئے۔

* آپ اس دن کے شکل ترین علم "علم لانا سب" کے بہت بڑے عالم اور ہمارے علم تبیر خواب میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔

* مجھمنہ سے آپ کی طبعیت میں تقویٰ پریز گاری اور دیانت و امانت

کرنا جن کا کوئی پر سان حال نہ ہوا پہ مٹا شدہ تھا۔

حضرت بلالؑ کو بھی آپؐ نے اسے سے خرید کر آزاد فرمایا تھا۔ اسی ایک دفعہ ان پر مظالم کی اتجاه کر رہا تھا اور اپنے مختلف خلاصوں کے ہاتھوں ان کو عین سزا میں دلوار رہا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ کو رم آیا اور اس کو سمجھایا۔ آگے سے اس نے سچ کر جواب دیا کہ ابو بکرؓ اگر تھے اتنا عی رم آ رہا ہے تو اسے خرید لے آپؐ نے فوراً فرمایا کہ بول کیا میگا ہے؟ اسی نے کہا آپؐ کے پاس ایک گردے رنگ کی انجامی تو کی اور زین غلام ہے اور وہ دو ہزار کی جمع پہنچی بھی رکھتا ہے وہ تھے دو دلیں اور یہ غلام لے لیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فوراً اس سودے کو منحوم کر لایا ہوا لے ہو چالے کے بعد اسی نے بھر کیا کہ میں اس کے ساتھ چالیس لوگوں کا تعلق جلد بھی لوں گا۔ آپؐ نے فرمایا یہ بھی منحوم ہے۔

حضرت ابو بکرؓ جب حضرت بلالؑ کو خرید کر لے چکے تو اسے چند گاہ کہنے کا کہیے شخص بڑا زین اور ماہر تحریر کا رہا تھا جو قضا کھر آجئے ہوئے کمالے کا ہوا کر کے جا رہا ہے۔ گرفت رنگت والا زین تین تریں غلام دمکڑاں کی نہیں اور سرایہ بھی دمکڑ خالیس اور قیچی چاندی بھی دے کر ایک کالے رنگ کا غلام لے کر جا رہا ہے۔

- ۴ -

حضرت ابو بکرؓ نے پلٹ کر فرمایا اسی تو اس کی قیمت نہیں ہانتا یہ تو ادا حقی غلام ہے کہ اس کے قدموں پر نکن کی ہادیت ہے بھی ثابت ہے۔ بھر آپؐ نے محفل اللہ کی رضاہ کے لئے حضرت بلالؑ کو آزاد فرمادیا۔

تاریخی کتب میں یہ ہاتھ موجود ہے کہ اس طرح کے آخر یا ماسات غلام آپؐ نے محفل رضاہ اللہ کی کے لئے خرید کر آزاد فرمائے۔ اللہ ہر کو دعائی نے آپؐ کی خدمات کو سراجی ہے ارشاد فرمایا اور سیخیت ہے انتقیل الہوئی گلشن

نالہ بزرگی و فارلائے جنڈہ میں یعنی تو نبڑی راہ ابتداءز جوں یہ الاعلى
ولائف بزرگی (سردار اللہ) اور ہم اس جنم سے اگئی (سب سے زیادہ ترقی) کو
چھائے رکھیں گے جو اپنا مال اس لئے دتا ہے کہ پاک ہو اور اس لئے نہیں دھماکہ
اس پر کسی کا احسان ہے جس کا دو بدل اتنا ہے بلکہ صرف اور صرف اپنے خداوند
اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے دیتا ہے اور وہ مغرب خوش ہو جائے گا۔

تام خیر کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہاں اگئی (یعنی سب
سے بڑا پر بیزگار) سے مراد حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ علی ہمیں۔ ملا ملن کیز
فرماتے ہیں مکانِ مصلیٰ تھی کہ نہیں تجوہ ادا بہلاؤ لایا مزاولہ

گرائی قدر سامنے! قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یہ رُنگی
اور غصیلت کا میعاد بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ان اکٹھنکتم یعنی اللہ تعالیٰ کا تم
کہ تم میں سے اللہ کے زدیک سب سے اونچے مرتبہ والا ہو ہے جو اگئی یعنی بڑا
بیزگار ہے۔ قرآن چونکہ بعض رند خود بھی اپنی تصریح کرتا ہے یہاں داش فرمادیا
کر اگئی حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ مکار بہ وحاص نام سمباپ کرام
میں سے ہیں ہیں۔

شعب ابی طالب:

حضرت ابو بکرؓ نے دشیر ملیے الحلوہ والسلام کی رفاقت کا قیام اس طرح
نہایا کہ ہر دکھنے میں برا بر شریک رہے۔ شعب ابی طالب میں جب بزم اشم کو
لصود کیا گیا تو اس وقت بھی آپؑ نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ چھوڑا۔ چنانچہ
اُس بات پر ابو طالب خود گواہ ہیں اور اپنے قصیدہ میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

هُنْ زَجَّعُوا سَهْلَ مَنْ تَحْكَاهُ رَأَيْتَهُ وَتَرَأَيْتُهُ كُنْهُهَا وَسَهْلَهُ
قریش نے بیخاء کے بینے سہل کو خوش کر کے واپس کر دیا اور ابو بکر اور

فَوْلَهُ بِنِ الدَّنْبَا وَ الْأَجْرَةِ (عَنْ هَر) امام اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور فرمائے گئے ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ جو ان میں صدیق نہ کسے اللہ تعالیٰ دنیا و آفرت میں اس کی تصدیق نہ کرے۔

حضرت اور ابو بکرؓ

تریش کرنے جب مظاہر کی انتہاء کر دی اور خبر علیہ الحلاۃ والام کے شہید کرنے کا پروگرام بنا لایا تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بھرت کا حکم دیا۔ آپؓ نے جیرل امن سے پوچھا کہ اس سفر میں ہماری تیک کون ہو گا۔ انہوں نے جواب یا کہ ابو بکر ہوں گے۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت سیدنا علیؓ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور فور رات کی تاریکی میں اپنے گھر سے مل کر سیدھے حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے۔ ملے شدہ پروگرام کے وقت پہلے سے یہ بھرت کے لیے تیار تھے۔ دلوں حضرت پاہر ہٹ جل پڑے۔

آپؓ کے پاؤں ہمارک جب زمیں ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے آپؓ کو کندھے پر اٹھالا اور خوب زور سے دوڑ کر غار کے دھانے تک پہنچا دیا۔ صاحب ملک حیدری نے اس واقعہ کو بول بیان کیا ہے۔

بھول رکھو چھٹے ہدلان دشت قدم لک سائے بھروس گو
دابکل آنکہ بدشش گرفت ولے زیں حدیث است جانے لگت
کہ درکس چٹاں قوت آمد پیدا کر ہار بخت تو اور کبھی
حضرت ابو بکرؓ نے پہلے غار کو صاف کیا۔ اس کے تمام سوراخ بند کیے
ایک سوراخ کو بند کرنے کے لیے اپنی ایڑی رکھی اور خبر علیہ الحلاۃ والام کو ادا
بلایا آپؓ اندر آ کر حضرت ابو بکرؓ کی گود میں سر رکھ کر لیت گئے۔ خدا کی قدرت کے
حضرت ابو بکرؓ کی ایڑی پر سانپ نے اس لیا۔ آپؓ میں آنکھوں سے آنسوؤں کے

نظرے لہک کر سیدھے رخ مصلحتے پر جا کر گئے۔ آپ نے بیدار ہو کر سوال فرمایا۔ میں بیکنک کیا آئتا ہے ؟ ابو بکر روتے کیوں ہو ؟ مرض کیا فذ لذ غمین سچی کر بھے تو سانپ نے اس لیا ہے۔ آپ نے فوراً دعا مانگی اور لحاب دین۔ آپ میں ایسا پر لگایا تو اللہ تعالیٰ نے شفاء حظاہ فرمادی۔

غار میں قیام کے دوران کھانا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر سے آتا رہا۔

آپ کا بیٹا عبد اللہ بن ابی بکر اور غلام عاصم بن فہرہ بکریاں چاٹے چاٹے گار کے ٹھہر لے آتے اور رو رہ کلائیں کر خدمتِ القدس میں پیش کر دیتے۔

شرکین کے نے دونوں حضرات کی ٹلاش کے لیے دوسرا ذریعہ کا انعام اعلان کر رکھا تھا۔ اس لیے بہت سے لوگ آپؓ کی ٹلاش کے لیے کل کرمانے والے ایک دن تو چند کفار بالکل گار کے دہانے پر پیغام گئے۔ حضرت ابو بکرؓ آپؓ کی گھر نماں گیر ہوئی تو آپؓ نے فرمایا لا تَخْرُجُ إِلَّا أَنْ أَنْهَاكُوكَمْبَرَأَنْتَ وَلَا تَرْجِعَ إِلَيْنَا قبائل کی مدد ہارے ساتھ ہے۔ مگر آپؓ نے فرمایا ناچنگی کیا فتنہ اُنہوں نے اپنے ایک بارے میں تمباکیا خیال ہے جو اسکے نہیں تیرا اللہ تعالیٰ مکمل اُن کو ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر بخوبی کے جانے سے ہم لَكُمْ الْكِلَافَةُ إِنَّمَا أَنْدَثْتُكُمْ خافت فرمائی۔

غار سے نکلنے کے بعد سفر کے جملہ اسباب حضرت ابو بکرؓ کی طرف پڑھنے والی تھی۔ دو اونٹیاں اور زاد را لے کر آپؓ کے غلام عاصم بن فہرہ تا خاطر پورچھی۔ اسی لیے آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔ مالا کھو چکننا ہے لیکن اولاد کی افتتاحہ میں خلا کیا ہے۔ فلان لہ چکننا یہ میکافیہ اللہ پر یہا تو مم الظیادہ (برنزیل) لہ کی اکنہ نے بھی ہمارے اور جو احسان کیا۔ ہم نے اس کا جواب دیا۔ اسکیں آجہ (لہ لہ) خدا کے لیے بکر کے کہ اس کے اتنے احسانات میرے اور

سونیہ مدینہ:

غارثور سے بگل کر حضرت ابو بکرؓ کی سپا کردہ دو اونچیوں پر سوار چار آدمیوں کا یہ قافلہ ایک غیر صرف راستے سے مدینہ سورہ روانہ ہوا۔ ایک اونچی پر غیر طبیعی اصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکرؓ سوار تھے جبکہ دوسرا پر آپ کے غلام عاصم بن الحبیرؓ اور راشد بن اقلیل عباد اللہ بن اُنفال سوار تھے۔ راستے میں خدا عنی حمایت و صرفت کے کئی بجزے ہوتے۔

ام سعد کے ذریعے پر ایک مریلی بکری کے حصوں سے آپ نے کثیر مقدار میں دودھ لالا۔ خود بھی بیبا اور تمام حاضرین کو بھی بیبا۔ کہ کرمہ میں اس وقت ہاتھ نہیں کے پر اشعار نے گئے۔

بَرْزَى الْأَذْرَقُ الْأَبْيَانِ بَرْزَى بَرْزَى
بَلْتَكْنَى حَلَّا حَلَّى حَلَّى حَلَّى
فَهَا كَرْلَا بَالْهَنْدَى لَفَغَتَتْ بَهَا لَفَدَ لَلَّازْمَنْ أَكْسَى زَلَقْ مُحَمَّدَ
شَلَّا أَخْكَمَ عَنْ دَرْوَهَا وَلَلَّوْهَا كَائِكَمْ إِذْ كَائُوا الشَّاهَ تَنَهَمْ

اسی طرح قریش کو کے انعامی اعلان کے لامبی میں آ کر بحمد اللہ کے سردار سراق بن مالک نے آپ کا تھا تب کیا۔ جب آپ کے بالکل قریب پہنچ کر حل کا ارادہ کیا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں جھنس گئے۔ تب اسے آپ کی عصمت و صفات کا بیتیں ہوا اور معافی کا طلب گار ہوا۔ اور حمزہ مرض کرنے کا کر مجھے اس وقت کے لئے امانت نامہ لکھ کر دیں کہ جب پورے عرب پر اللہ تعالیٰ آپ کو نظر اور حکومت دے گا۔ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ سے امانت نامہ لکھوا کر اس کے پرورد فرمایا۔

اسی طرح انعام کے لامبی میں بریدہ اسلی ستر سواروں کے ثبوت میں آپ تک پہنچا۔ خدا کی قدرت کو آپ کا رخ انور دیکھتے ہی اسے آپ کی صفات

کا بینن ہو گیا اور بعد اپنے سواروں کے لئے پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور آپ کو
دینے سورہ پہنچا کر اپنے گھر کی راہی۔

وردہ صدیفہ:

بلا خر ۱۲ اربع الاول نعمت سوار کے دن جب آپ کا وردہ صدیفہ
خونہ میں ہوا تو لوگ جو حق درحق ملاقات کے لئے حاضر ہونے لگے لوگوں کو
پہنچ آپ کا تعارف نہ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے سر اور داڑھی میں سخیدہ بال دیکھ کر
سب سے پہلے ان سے مصالو کرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت ابو بکرؓ سے یہ
صورت حال برداشت نہ ہو سکی اور آپ پر سایہ کرنے کے لئے ایک چادر ہاتھ کر
کر کے ہو گئے تاکہ لوگوں کو آقا اور نلام کی پہنچان ہو جائے۔

عویش بلو:

میدان بدر میں تمنی سوتیرہ نجیبے مسلمانوں کے مقابلے میں کار کا ایک
بڑا کسلی لٹکر موجود تھا اور اس رات صحابہ کرام کے لئے آپؐ کی ذات اندھیں کی
حافت ایک حصیم خلیج تھا۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کے لئے ایک بھروسہ سا جاری کیا
حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ بھروسہ بھدا ہوا کہ کون شخص رات کے وقت آپؐ کی
حافت ہے لیے مریش بدر پر پھرہ دے گا؟ فتو افو نادی مٹا آخذ ڈالہ آہون بکھو
ذیہرہ بالٹیب خدا کی حرمہ میں سے کوئی شخص بھی اس خطرہ کے ایجلہ کے لئے
تیار نہ ہوا سوائے حضرت ابو بکرؓ کے جو تووار بھیج کر سامنے آگئے اور پھرہ کی زبر
داری سنھال لی۔

حضرت علیؑ نے ایک دو صحابہ کرام کی بھروسہ بھیں میں سوال کیا تھی تو یعنی
من انجمع الائیں؟ کر نماز ہم سب میں سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا

وقت جارہا ہے۔ حضرت ابوکبّل نے غصہ میں آ کر حضرت عائشہؓ کی کوکھ میں کی
ضریب لگانے کیس اور پاراض ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کے آنسو جاری ہو گئے مگر زانوڑ
بلایا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود میں سر رکھ کر ہو رہے تھے۔
اسی موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے حتم کا حکم نازل فرمایا اور ہمیشہ کے لیے اپنے
مشکل لمحات میں ایک رہا ہتھ مل گئی۔

اب سب لوگ حضرت ابوکبّل کو مبارکباد ہے گے۔ ماقعہ بہاؤ
تو زنجیرِ حکم ہاں ال آپنی بیکنچ اے ابوکبّر کے خاندان! تمہاری وجہ سے ہمارے اپر
الہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عملی برکت نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی تمہاری وجہ سے
ہمارے اوپر بہت سی برکات نازل ہو چکی ہیں۔

صلح حبیبیہ لود ابوبکرؓ

صلح حبیبیہ کے موقع پر جب قریش مک کے ناصدے عزادہ بن سعید ثقیل
نے خبر طیہ الحلاۃ والسلام کو صحابہ کرام سے بدلنے کرنے کی کوشش کی کہ یہ کم
ذات لوگ مشکل لمحات میں آپ کو گھوڑ دیں گے۔ تو آپ اپنی انتہائی نرم دران ہوئے
کہ با وجود غنڈ و خب میں آ گئے اور جوش میں آ کر فرمانے لے اُنفخر
بیکنچ اللہ اکیت لئے خرخ نظر گفت و لئے لکھا گاہی دکھ فرمایا کہ کیا ہم اپنے محبوب آپؓ کو
تما گھوڑ کر ہماگ جائیں گے؟ ہم تو آپ کے سچے پرانا خون بھانے کے نہ
ہیں۔ آپ کے یہ تھا عظیم رسالت پر دال ہیں۔

اصلوت حجۃ:

لئے خبر طیہ الحلاۃ والسلام نے آپؓ کو اسی راجح مقرر کر کے روانہ فرمایا
ہوئی کا طلبہ آپؓ کی ثابت میں حضرت ابوکبّل نے دیا۔ اسی موقعہ پر آپؓ نے

حضرت علیؑ کو سورہ براءت کی تعلیخ کے لئے بھی روایت فرمایا تھا۔

غزوہ تبوک اور حضرت ابو بکرؓ

غزوہ تبوک کے موقع پر صحابہ کرامؓ کے محاشی حالات ابھائی ہانگفتہ ہے
خیل سالی کی وجہ سے بھروسے کی پیداوار بھی ابھائی کم تھی نزد در کا حقا اور گرفتار
ہے ابھائی تھی۔ اس لئے اس غزوہ کو بیشتر الحصر و کام بھی دبایا ہے۔ خبر طیہ
اطڑہ والسلام نے جگلی اخراجات کے لئے صحابہ کرامؓ سے چندہ کی اپیل فرمائی۔
مگر وہ موقود ہے کہ حضرت عمرؓ کے دل میں خیال یہاں کہ میرے بھائی حضرت
ابو بکرؓ ہر صاحبلہ میں بھی سے ہڑھ جاتے ہیں لہر نہ لے جاتے ہیں۔ آج میں اتنا
چدہ دلوں گا کہ ان سے سبقت لے جاؤں گا اللہ یومِ انتہیٰ کا نہ کچھ بھر آپ نے
اپنے گمراہ کا سارا اہم و معنی فرمادی کر دھرمیں تھیم کیا۔ آدھا گمراہ دلوں کے لئے
دکھا لہو آدھا سامان لا کر خدمت اللہ میں پیش فرمادیا۔

آخر سے حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی ایک معمولی گھٹڑی اخلاقی تعریف
اٹے اور خدمت اللہ میں پیش کر دی۔ خدا کی قدرت کر آپؐ نے دبرہ مام
سوال کر دیا کہ عمر! تم کتنا سامان لائے ہو اور کتنا گمراہ چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت عمرؓ
نے جواب دیا کہ میں آدھا سامان لایا ہوں اور آدھا گمراہ دلوں کے لئے چھوڑ آیا
ہوں۔ بھر آپؐ نے بھی سوال حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا تو انہیں نے اگداری سے
جواب دیا کہ گمراہ کا سارا اہم و معنی فرمادی کر لایا ہوں۔ آپؐ نے سوال فرمایا کہ گمراہ
دلوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو جواب دیا کہ ان کے لئے خدا درسل کی محبت کا
ضمیر یہ چھوڑ کر آیا ہوں۔ علام اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

پڑانے کو چماغ ہے بلبل کو پھول بس
صوبیں کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمرؓ کے دل میں جو صدیق اکبرؓ سے جسے کا خیال پیدا ہوا تھا
اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس کا علاج فرمادیا ہوا آپؓ نے برباد اعتراف کر لایا کہ میں
کس طرح بھی اکبرؓ سے بڑے نہیں سکتا لاآئنیفہٗ اللہ تھی اپنی آپؓ۔

ایک موقع پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے وجود کے پیروں میں افراد کی
راہ میں صدقہ کر دیے اور خود نات لکھ رہے جسم کو ذہان پ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے
حضرت جبریلؓ کو آپؓ کی طرف سلام دیکھ بھجا تو خبرِ ملِ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ابو بکرؓ جبریلؓ ائمہ کہتے ہیں کہ اللہ تھقہ لکھ السلام زینقُول لکھ آزاد ہے
اٹھ غتنی فتن فکر ک ملدا کہ اللہ تعالیٰ تھے سلام کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ
کیا تو اس فخر کی حالت میں مجھ سے راضی ہے یا ناراضی ہے؟ یہ پوچھام سن کر
حضرت ابو بکرؓ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی ہو فرمائے گئے اُنہوں نے علی زینؓ
کیا میں اپنے رب پر ناراضی ہو سکتا ہوں؟ پھر بار بار فرمائے گئے "أَنَا عَنْ زَيْنٍ
رَّاضِيٌّ أَنَا عَنْ زَيْنٍ رَّاضِيٌّ" میں تو ہر حالت میں اپنے رب کریم کی رضا و قیادہ پر
راضی ہوں۔

قین خواہشات:

حضرت ابو بکرؓ حرمایا کرتے تھے کہ تم جیسا بنتے ہوی محبوب ہیں۔

- (۱) **الظُّرُورِيَّةِ** مالی و تجویزِ رسولِ اللہؐ کے میں رسول اللہ علیہ السلام کے رخ انور کو
دیکھتا رہوں۔ (۲) آنے لگنے کرنے تھے رسولِ اللہؐ کے میری بیٹی آپؓ کے
ٹکاچ میں رہے۔ (۳) آنے لگنے کرنے تھے مالی علی زینِ رسولِ اللہؐ کے میرا مال
رسول اللہ علیہ السلام پر خرچ ہوتا رہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی فیکیل:

ناروں بھری ایک رات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ آسمان پر ستاروں کی
کثرت دیکھ کر حیران رہ گئی۔ خود فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے سوال
کیا۔ پھر بھکون لایا جلوہ میں الحکمات غذۃ النجوم الائمه؟ کہ کیا کسی شخص کی
نیکیاں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہی ہو سکتی ہیں؟ آپؐ نے جواب ارشاد
زیماں "نَعَمْ عَمَرْ" ہاں حضرت عمرؓ اتنی نیکیاں ہو سکتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سما مجھے اپنے ابا جان حضرت ابو بکرؓ کا خیال
آیا تو میں نے وہ سوال کر لایا تو انہیں حکمات لہیں بھکون تو بھر میرے ابا ابو بکرؓ کی
نیکیاں کا کیا ہا؟ آپؐ نے جواب دیا کہ ابو بکرؓ نیکیوں کا کیا ہے جو حقیقی ہوا حضرت
مر قاروںؓ کی ساری نیکیاں ابو بکرؓ ایک شکل کا مقابلہ ہی ہیں کر سکتیں (راہ و روزین)
اسی لئے حضرت عمرؓ نے اسی کرتے تھے لہو بھکون سُلْطَنَا وَ خَيْرُنَا وَ أَحْبَبُنَا إِلَيْنَا
رسولُ الْفُطُولِ عَلَى الْأَنْتِرَوْنَ لَمْ كَه ابو بکرؓ ہمارے سردار ہیں ہم سب سے
امثل ہیں اور رسول اللہؓ کو ہم سب کی نسبت زیادہ محیب لور پوارے ہیں (ترنی)

امید ہے کہ تو ہیں ہو گا:

خوبیہ الحصۃ والسلام نے ایک موقع پر اور شدہ فرمایا کہ جنت کے آخر
دروازے ہیں۔ ان کے نام لوگوں کے اعمال کی حسابت سے رکھے گئے ہیں۔
زیادہ لہازیں پڑھنے والے کو باب الحصۃ سے بلا و آئے گا اور وہ اس دروازہ سے
واپس ہو گا۔ اسی طرح صدقہ کرنے والے کو باب العذر سے رہنے رکھتے والے کو
باب الریان سے بلا و آئے گا اور داخل نصیب ہو گا۔

حضرت ابو بکرؓ پاس بیٹھے تھے عرض کرنے لگے یا رسول اللہؓ کسی ایک

دروازے سے بڑا آجائے تو کام تو بنی ہی جائیگا کیا کوئی ایسا بھی شخص ہو گا جس کو
ب دروازوں سے بڑا آئے گا؟ آپ نے تصوری دری وقف کر کے فرمایا اور پھر
آن تکون مُو بھے امید ہے کہ وہ تو ہی ہو گا جس کو جنت کے آٹھوں دروازوں
سے بڑا آئے گا۔

جہنم سے آزادی کا پروافہ:

ایک دفعہ آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا اَنَّ عَيْنَ الْهُوَ مِنَ الْفَلَّ كَ
جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزادی دی گئی ہے۔ اس دن سے لوگوں
میں آپ کا لقب عَيْنٌ بُنْجَیَا (ترنل)۔

حوض کوثر کا حلقوں:

ایک دفعہ آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا اَنَّ حَاجِيَّةَ بَلِي الْفَلَّ
وَ حَاجِيَّةَ خَلْيَةَ التَّعْزِيزِ (ترنل) کہ تو غار میں بھی سیرا سماں ہے اور حوض کوثر
بھی تو سیرا سماں ہو گا۔

امت صحمدیہ کا بہلا جنتی:

ایک سوچ پر خبر علیہ المصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا اما
رائک نہ آہانکمْ أَوْلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أَمْمَنْ (بیباور) کو اے ابو بکر اے
سیری امت میں سے جنت میں جانے والا پہلا شخص ہو گا۔

یعنی انبیاء کرام میں سے سب سے پہلے ہمارے خبر حضرت موسیٰ رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب میں سے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
جنت میں قدم رکھ گئے۔

اللہ تعالیٰ میں حضرت سیدنا ابو بکرؓ کی بھی محبت نصیبے فرمائے (آئینا)۔

۱۶:- شان صدیق اکبر (۲)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى مَنْ حَمَلَ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا هُنَفٰئِيْنَ حُمَرًا
مَلِلٰى سَهْوِ الرُّؤْسٍ وَخَاتَمُ الْاٰئِمَّاٰرَ وَعَلٰى اِلٰهٰ اِيمَّاٰرَ وَأَسْخَابِهِ الْكَوَافِرَ وَالَّذِينَ
مَمْ خَلَقَهُمُ الْغَرَبُ الْمُرَسَّاٰوَ وَخَيْرُ الْعَالَمِينَ بَعْدَ الْاٰئِمَّاٰرَ وَكَلَّا يَقْدَدَ لَا يَعْزَّزُ
بِالْفَوْزِ مِنَ الشَّيْخَانِ الرَّجِيمَ رَشِيمُ الْفَوْزِ الرَّجِيمِ وَلَكَ اللَّهُ الْحَمْدُ الَّذِينَ
أَتَّخَذُوا مِنْكُمْ وَمِنْهُمُ الْمُكَبِّلُوْنَ الْمُشَاهِدُوْنَ كَمْ تَعْلَمُ فَهُمْ بِالْأَذْرِيزِ مَعَ (سوناً وَرَوْرَ)
صدق الله العظيم.

گرای قدر سائیں! یہ بات اکبر من الحس ہے مگر دنیبہ طیہ احصار
والسلام نے اپنے بعد نیابت و خلافت کے لئے کسی کو نامزد و توانیں فرمایا کر آپ
نے اپنے اقوال و احوال و عروق سے اس بات کی طرف اشارے ضرور فرمایا
دیے کہ کون سب سے بعد خلافت کا مستحق ہے۔

ایک عورت کا سوال:

ایک دفعہ ایک عورت دنیبہ طیہ احصار و السلام سے ایک سلسلہ پر پچھے
آئی۔ آپ چونکہ اس وقت صروف تھے ارشاد فرمایا کہ کل آناء و عورت کہنے کی
از المکران چٹ کر کم آجٹا کی جائی گے تھرہ لہٰ المقرّر کر دیکھیں اگر میں کل
آؤں اور آپ موجود نہ ہوں یعنی ہوسکتا ہے کہ آپ کی وفات ہو جائے تو میرے
سوال کا کیا بنے گا؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ان کم کی یعنی تینیں کافیں کوں ہونکے
کہ اگر میں تھے زمتوں تو ابھکڑے کے ہل حاضر ہو کر سلسلہ پر پچھے یہاں۔

گرای قدر سائیں! اس حدیث میں آپ نے واضح اشارہ دے دیا ہے
کہ کم سے بعد سب اباٰب اور قائم مقام کوں ہو گا۔

خو خہ ابھی بکر:

بیت پر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مرضی الوفات میں مجاہد کرام گرو جو آخوندی
خطاب فرمایا اس میں بھی حضرت ابو بکرؓ کی خصیلت بیان فرمائی کہ آپ کی خلافت،
اشارہ دے ایسا رائے من آئیں اللہ تعالیٰ یعنی شخصیہ و مالیہ ایک بھکر کے جان و
مال اور محبت و رفاقت کے لحاظ سے میرے اوپر سب سے زیادہ احسان کرنے
والے ابو بکر ہیں۔ میں نے ہر ایک مسیحی مکالمات کر دی سوائے ابو بکر کے ان
کے احتمالات کا صراحت تعالیٰ ہی ان کو قیامت کے دن دے گا۔ لا تکفیر لی
التجویز خوش ہے لا خوش آئیں بھکر (بخاری) کہ مسجد میں بکلنے والے تمام
لوگوں کے دروازے بند کر دیے جائیں سوائے حضرت ابو بکرؓ کے دروازے کے۔
گرائی قدر سامسین اخور فرمائیں آپ کا دروازہ کھلار کھوانا اسی بات کی
طرف اشارہ ہے کہ آپ نبھی میرے بعد خلافت کے سخت ہوئے۔

اصحافت ابو بکرؓ:

جمرات کے دن باخت مشاہد آپ شدت مرض کی وجہ سے سمجھ میں
جماعت کرنے کے لیے تحریف نہ لاسکے۔ آپ نے بار بار حضور ما کر مسجد میں
آنے کی تیاری فرمائی مگر بھرپوری ہو جلانی تھی۔ بعد ازاں اقا آپ کا پیلا سوال یہ تھا
قَاتِلُ النَّاسِ؟ قَاتِلُ النَّاسِ؟ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ حضرت
عائشہؓ جواب دیتی لَا نَازْمُوْلِيْلْهُوْلِيْجِ اے اللہ کے رسول اُنْهُمْ بِسْتُرْجُونَك
وہ تو آپؓ کے انتقام میں بیٹھے ہیں۔ لہ آپ نے ارشاد فرمایا میرزا اکبر بھکرؓ آپ
بُشَّارِ بَشَّارِ کہ ابو بکر کو کچھ کہ ہو تو کہیں کو نماز پڑھائیں۔ اس میں بھی آپ نے
ان کی خصیلت و جائیگی کا واضح اشارہ دے رہا۔

حضرت مائشہ صدیقہ فرمائی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اُنکے رسول اپرے والد گرامی ابو بکر بڑے رَقْبَ القلب ہیں۔ شایدِ رات کی جو سے نماز پڑھا سکیں۔ لہذا آپ حضرت عمر گوناگون نماز پڑھانے کا حکم دیں۔

ذیمیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مائشہؓ کے اس مکارہ کو حق سے بیک رہا اور فرمایا لانگھن متوابعہ بُوقُش کہ تم مورثی یوسف کے ساتھ والیاں بوجیتی ان کو بھی مورثوں نے ہی لائیں سے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ یہ مورثوں کی رائے نہیں چلتی گی۔ پھر آپؐ نے بار بار فرمایا عمرؓ اکہ بھکری آن مکھیتیں بچالئیں کہ ابو بکر علی کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھا میں چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے اس دن سے آپؐ کے سلسلے پر کفر سے ہو کر خاصت کرانا شروع کر دی۔

عجب و العجیب:

ایک دفعہ بیج کی نماز میں حضرت ابو بکر کو ذرا تاخیر ہو گئی اور لوگوں نے حضرت عمر فاروقؓ کی امانت کے لیے آگے کر دیا۔ حضرت علیؓ نے جب ترأت شرمنا فرمائی تو چونکہ ان کی آواز نسبتاً اوپری تھی تو ان کی آواز رسول بناشک کے کاتوں میں پڑ گئی۔ آپؐ حضرت عمرؓ کی آواز کو بیجان گھے اور حالت ہندی میں انہوں کو نمازوں کے قریب آئے اور سر پارک چورا سے باہر کاٹاں کر تین حریت فرمایا۔ لہذا نہیں نہیں بھٹکی الا و ز مکوہہ اخذ تعالیٰ موراس کے رسول کو اس سے احتیاط لیکن ہے اور بھر فرمایا لیکن بھیم ہیں ابھیں فتحۃ ابو بکر کے سوا کوئی نماز نہ پڑھائے۔ آپؐ کا پر فرمیں سن کر فَتَحَتَتِ الْعَرْفُ وَ انْتَرَفَ عَسْرٌ تو لوگوں نے نہیں آواز دیں اور حضرت علیؓ نے عملی چھوڑ دیا۔ خخشی مطلع ہیں ابھیں فتحۃ دُصُلُی پالائیں بیجاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ تحریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھانی۔ (سیرت صلی)

گر ای قدر سامن! اس واقعہ کو معمولی نہ سمجھیں اس میں بے شمار حکیمی
ہیں۔ اسی واقعہ میں خور کریں تو پہ چنان ہے کہ حضرت ابو بکر اعظم النبی اور آپ امام
اور اروع الام اس تھے اور آپ کی نیابت کے آپ ہی سب سے زیادہ سُخن تھے۔
الحمد لله، ابو بکر:

لُقْنَ سِرِّتِ نَذَارُوْنَ لَنْ يَهَاكَ كَمَا هَيْ كَمَا هَيْ كَمَا هَيْ كَمَا هَيْ
نَمازِيْنْ بِرْ حَمَيْدِيْنْ مِنْ لَيْكَ نَمازِيْدِيْ بِحَمِيْدِيْنْ جَمِيْدِيْنْ
فَرِمَايَا اِيكَ نَمازِيْدِيْ بِحَمِيْدِيْنْ جَمِيْدِيْنْ کَمَا آپَ نَمَنْ پَرَدِيْنْ الْمَارِكَرِيْنْ
کَمَا بِلَوْ مَنْ بِنَخْرِ لَوْگُونْ کَنَمازِيْنْ بِرْ حَمَيْدِيْنْ آپَ الْمَامِنْ گَئے اور حضرت ابو بکر اپنی بُری
بُحُورِ کِسْرِ بَنْ گَئے۔ نَمازِيْنْ سَرِّتِ زَافِتِ کَمَا بَعْدَ آپَ نَمَنْ حَضَرَتِ ابو بکر اپنے ہِرِّ عالِیِّ
کِیا مَلَكَتِیْنْ یَا تَابِتَکَلِمِیْنْ رَأْدَأْرَ مَلَكَتِیْنْ آنَ لَقْوَمَ مَقَانِتِیْنْ کَرَانےِ ابو بکر اپنے
مَنْ تَجَيْ اِشارَهِ کَرَتا رَمَانِیْ جَمِيْدِيْنْ کَمِزَارِيْنْ ہے تو پھر تو بِجَهَیْ کَوَنْ ہَنَ؟ حضرت ابو بکر
مَرضِ کَرَنےِ گَئے مَائِکَانِ بَتَبِیْعِیْ لَا تَنِی اِبَقَ لَعْنَکَهِ آنَ بَعْلِیْمِ بَعْنَ بَعْلِیْ زَرْسِرِیْ
اَنْهُرُ مَلَکِیْوَرِسَلَمِ کَرَابوْلَانِہ کَمِیْ کَیا جِیْتِ ہے کَرَآپَ کی
سُوْجَوَلِ مَنْ سَعْلَتِ بَهْرَزِ اور جماعت کَرَائے۔

اُور ان نَمازوْنَ مَیں ایک نَمازِ دِوَبِیْ ہے کَہ جب آپ سَبِّ سَجَدِ مَنْ ہَا کِر
جماعت مَنْ شَرِیْکِ ہُو گے اور حضرت ابو بکر ایک اُنْدَادِ مَنْ نَمازِ بِرْ مَنْ چَنَانِجِ الْبَرِاءَۃِ
وَالْنَّهَبِرِ مَنْ ہے۔ حضرت مَاکِشِرِ مَانِیْ ایں خَلْقِ رَسُولِ اللَّهِ مَلَکِیْوَرِسَلَمِ
اَسَلَمِ خَلْفِ بَنِیْ بَکَرِیْنِ لَمَعْدَلِیْنِ مَرْجِوِ الْبَنِقِ مَدَثِرِیْنِ کَرَآپَ نَے اِلَیْ
آخِرِیْ بِجَارِیِ مَنْ ایک دَفَعَ حضرت ابو بکر کے بِجَهَیْ بِنَخْرِ کَرَنَمازِ بِرْ مَنْ ہی۔ اسی مَرِیا
حضرت اَنْسِ بَنِیْ مَالِکِ مَنْ ایک ایک روایت موجود ہے۔ نَبَرِ صَاحِبِ سِرِّتِ مَلِیْکِیْ
نَقِینِ بِریْ بَنِیْ ہے لَكَتِ اللَّهِ مَلَکِیْوَرِسَلَمِ خَلْفِ بَنِیْ بَکَرِیْ

متفقہ تباہ ہے لیکن مکر و ضمہ الذین مکث بِتِوَالِعَ کرے اس پا یہ ثبوت کا پتھر چلی ہے
کہ آپ نے اپنی آخری یماری میں حضرت ابو بکرؓ کے بیچھے ناز پڑھی
و وقت پیغمبر اود ابو بکرؓ

آپؓ کی وفات پر صحابہ کرامؓ کی حالت گز کوں تھی۔ حضرت عزیزؓ یہے
مغبوط دل کے آری بھی اپنے ہوشِ دھواں مکھو پڑھے اس وقت اس کو سنجانا ایسے
عیقاچیے کی ذوق کشی کر سہارا رانہ۔

اندر تعالیٰ نے چونکہ حضرت ابو بکرؓ سے عجم کام لیما قاہس لیے ان کو
مت اور حوصلہ خطاہ فرمایا۔ حالاً کہ حضرت ابو بکرؓ ابھائی مکر و دل دل کے آدمی تھے وہ تو
آبہت الکوہم آنکھٹ کے زندول پر پرانے لگے تھے۔

جب حضرت عمر مسیحہ بنی یمن کوارہنت کر آپؓ کی وفات کا انذار کر
رہے تھے وہ لوگوں کو بھی یہ باہر کارہے تھے اس وقت حضرت ابو بکرؓ تھے
جنہوں نے اس ساری صورت مال کمال ذہانت سے سنبھالا۔ اور اعلان فرمایا تھا
کہ ان شکتم بھائیہ مُخْتَنَہ کیا ؟ مُخْتَنَہ اللہ کر مَنْ كَانَ مُنْكَمْ بِهِمْ زَبَر
مُخْتَنَہ کیا ؟ اَلْهُ عَلَیْکَ لَا يَنْقُوتُ کرو گو انہی میں سے جو حضل حضرت مُحَمَّدٌ ﷺ کو ادا
اور سبیو ما نا تھا ذہون لے کر آپؓ کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص آپؓ کو ادا اور
سبو ما نے کی بجائے اللہ تعالیٰ کو ادا اور سبیو دکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے جو کبھی
زمرے گا۔ میر آپؓ نے اتفاق آیاتِ قرآنی سے احتدال کر کے ہونے یہ مسئلہ
 واضح فرمایا۔

بیعت خلافت:

آپؓ کی وفات کے بعد جب اخبار دینے تھے نبی مسیحؓ نے میں بھی ہرگے

اور حضرت سعد بن عبادہ کو آپ کا خلیفہ اور جائشیں بنانے لگے تو اس وقت حضرت ابو بکر اور حضرت مژہبی تھے جنہوں نے اس ساری صورت حال کو سنبھالا۔ اور انہیں اس بات کا قائل کیا کہ آپ کا جائش فریش میں سے ہو گا۔ پھر فریش میں سے حضرت ابو بکرؓ تھی وہ عظیم شخصیت ابتو ہوئے کہ جن کی خلافت پر تمام مهاجر ہیں، اس اسار کا اخلاق ہو گیا۔ حضرت عمر را رودھ نے آپؐ کے لیے احتیاط خلافت ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید کی رو سے آپؐ (۱) ہال اٹھنے ہیں (۲) ہال تھوڑا بلقاچھہ کی رو سے آپؐ کی حکایت نفس سے ثابت ہے۔ (۳) ہال تھا کی رو سے اللہ تعالیٰ کی حکایت دعمرت بھی آپؐ کے ساتھ ہے۔ (۴) اور پھر عجیب طریقہ حلواۃ السلام نے اپنی مرض دفاتر میں آپؐ کا اپنے محلہ پر کھڑا کر کے ہمارا امام ہنا دیا۔ پس جب آپؐ اپنی کاموں میں ہمارے امام نمبرے تو دنیوی امور میں بھی آپؐ کی امانت کے سُقُّ ہیں۔

لور پھر دھڑا دھڑا آپؐ کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہونے کی پہلی بیعت فاسد ہوئی لور پھر بیعت عار ہوئی۔ اور آپؐ ملی ہڈیہ مسلم کی تحریر و مخفی جذور، لور دلخیں کے جملہ امور بخبر کسی ذراع اور اختلاف کے آپؐ کی کھم سے لے ہوئے۔

وَعْدَ الْهُنْدِ بُورَا هُوَ كُيَا:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر الہ ایمان و اعمال صالح کے ساتھ جو خلافت کا وعدہ فرمایا تھا وہ آج پورا ہو گیا۔ وَعْدَ اللَّهُ لِلَّذِينَ آتُوا إِنْكَارًا عَبَّلُوا الصَّالِحَاتِ لَتُنْهَىٰنَّهُمْ لِنِسْأَلَنَّهُمْ لِنِسْأَلَنَّهُمْ مِنْ كُلِّهِمْ وَلَكُلَّ كَيْنَنْ لَهُمْ دِنَّهُمُ الَّذِي أَرْتَصَى لَهُمْ وَلَكُلَّ كَيْنَنْ لَهُمْ مِنْ كُلِّهِمْ أَتَأْتَ بِعَدْدٍ وَلَيْقَنْ لَا يُنْتَرْ كُلَّ زَرْ بَعْنَى وَمَنْ كَفَرَ بِعَدْدٍ دَالِكَ

فُلْلِیک فُمُّ الْقَابِسْغُرْنَ (سرہ نور) کر جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور بیک
اہم کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں حکومت دے گا جیسا
کہ ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو حکومت دی تھی اور ان کے دین کو ملک
میں مغلوبی طاقت کرے گا جو ان کے لئے خدا نے پسند کر لیا ہے اور خوف کے بعد
ان کو اس طاقت فرمائے گا۔ «میری حقیقت صادق کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو
ٹریک نہیں ٹائی گے یور ذکوئی اس کے بعد اٹھا کر کھا گا ہے یہ فہلوں کی
عاصت میں شکال ہو جائے گی۔

گرائی قدر سامنے! اس آمد سے صراحت کے ساتھ ہبہت ہو گیا کہ
حضرت ابو بکرؓ کے اور پیغمبر مسیحؐ نے نیز ان کے اہال و اقبال مالیٰ تھے کیونکہ
خلافت کا حصہ ایمان داروں اور اہال صالح دلوں کے ساتھ تھا۔ بھر جس طرح
حضرت مسیحؐ علیہ السلام کے بعد خود کی رشید داروں کے پادخون دہ کے رشید دار
حضرت یاشیا بن نون کو خلافت میں طرح تغیر علیہ الصلاۃ و السلام کی وفات کے
بعد حضرت ابو بکرؓ نے خود کے رشید دار تھے ان کو خلافت میں۔

ایسا بھی دسم کہم لیجئے کہ کس طرح حضرت ابو بکرؓ کے بعد میں اللہ تعالیٰ نے
اپنے دین کا تقویت حملہ فتحیل کر آپؐ کی حکمت میں کوئی ایک ڈان بھی ایسا
جادی نہ ہوا جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔ بھر لکھئے کس طرح مرتدینے نے علم
یقینت بلکہ کسی دینے خود پر چھ عالیٰ کا پروگرام لانا کر خوف و دھشت کی صورت
ہوا کر دی اور بھر کس طرح اخذ تحصیل کے فتحیل کر کرم سے ان تسلیمتوں کا استھان
ہوا کر ان قائم ہو گیا۔ اور یہ بات اظہر من افسوس ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سے
اسی طور و تصور تھے کہ بعد چالیت میں بھی اس کا ارجمند نہ کیا۔

لہذا اب بھی اگر کوئی شخص ان کی خلافت و مغلوبیت میں کو ظلم نہ کرے تو

وہ فاسق اور بد کردار تی اوجا۔

استعانت ابو بکرؓ

غیر ملیے اصلہ و اللام کی وفات حضرت آیات سے جو صیبٹ مہر کرامہ پر نازل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے پھر دوسری صیبٹ یہ تھی کہ مدینہ منورہ کے ارد گرد کے دیپاتی سردار باغی ۷۰ گئے اور مدینہ منورہ پر حملے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ان حالات میں آپؐ نے کمال حوصلات سے کام لیتے ہوئے ملکر اسراہ رہوانہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اکثر صحابہ کرام حقیٰ کہ حضرت علیؓ نے آپؐ کو خلعت سے منع کیا کہ اتنے بڑے ملک کو ملک شام سے دور رہا زمانے کی طرف روانہ کرنا اور کہ مدینہ منورہ کو خود یہ خطرے میں ڈالنا ہے۔ مصلحت یہ ہے کہ پہلے ان نزدیکی خطرات کا سر باب کیا جائے۔ مرکز کو پر ان امور مفہوم طی کیا جائے بعد ازاں یہ ملک روانہ کیا جائے۔

آپؐ نے ان تمام مشوروں کو رد فرمائے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس ملک کو خصور ملی اخطلے وسلم نے بتائے شام کے لیے تیار کیا ہے میں اس کو ہرگز نہیں رک سکا۔ اگرچہ اس کی روائی کے بعد صرے و جوڑ کی ہائل ہائل ہو جائے اور پرندے صرے و جوڑ کا نوچے لگتیں۔ بالفرض اگر بہتان بھی خواہ چھوڑ دیں تو بھی لمحے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں اس ملک کو ادھری روانہ کردن گا اچھا صرے محبوب نے روائی کا حکم دیا تھا۔

پھر جب ملکرین نوکری سے جدالت کرنے کا آپؐ کو خور دیا گیا تو انہیں آپؐ کے پائے استحکامت میں جنہیں پہنچاں ہوئی۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے ہمارے درخواست نے بھی سمجھی خور دیا۔ آپؐ نے کمال حوصلات سے حضرت عمرؓ کو فرمایا أَخْيَارُ الْجَاهِيَّةِ كَمُؤَاذِنٍ لِلْإِنْكَافِ؟ اے مرزا جاہیت میں تو دیر تھا۔

اسلام میں آ کر آج بزدل کیاں دکھانے لگا۔ اور پھر فرمایا وہ کوئی تعلق نبیع غلط
نہ آپ نہیں اللہ کی حرم اگر وہ لوگ زکوٰۃ کی ایک رسی بھی دینے سے انداز کریں کے
تو میں ان کے ساتھ تعالیٰ کروں گا۔ آتیقَعُ البَيْنُ وَ آتَى سَعْیً کیا میرے جیتے ہی
وہ دن میں رخڑا لالا جائے اور میں برداشت کروں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

آپ کی اسی پاروی اور استحامت کو دیکھ کر لوگ شش روہ گئے اور کہنے
لگا ان اکابر کلم قائم مقام الائچا کا کر آج حضرت ابو بکر نے انہیاں کام میں اسلام
بھی استحامت دکھائی ہے۔

منکرین ختم نبوت اور حضرت ابو بکرؓ

حضرت ابو بکرؓ کے حق تلاف پر بیٹھے ہی جو سب سے بیب نظر و نما
ہوا وہ مدیان نبوت کی کیپ تھی۔ بخ کے علاوہ میں اسود قصی نے نبوت کا دوہنی کر
دیا۔ یا اسر کے علاوہ میں سیلہ کذاب نے اپنا نبوت کا پرچار شروع کر دیا جو یہ
کے ملاق میں سچاں نہیں گھوت نے نبوت کا دوہنی کر دیا اور بخ اسد اور بخو ملے کے
مقبلہ میں طیبہ اسدی نے اپنا نبوت کا پر و پکنڈہ شروع کر دیا۔ پھر حران کن ہات یہ
ہے کہ لوگ ہزا ہزار مرد ہو کر ان کی نبوت کا حلیم کرنے لگے اور ان کا کام جل
گلا۔ سلسلہ ختم نبوت کوئی معمولی سلسلہ تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے پوری جرأت و
ازیست کے ساتھ اس کا تعظیٰ کیا اور مدیان نبوت کا قلع قلع کرنے کے لئے خلف
جهادی لٹھر روانہ فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے ضلیل درخت سے قلع مندی نے آپؓ کے
قدام چھے۔

قرآنی پیش گوئی:

مرقدین سے نال کے حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے ساتھی قرآن

مجید کی اس بیش کوئی کے سداق نہ رہے یا آئیہا اللہ عن آئُوا مَنْ يُبَرِّئُهُ مِنْكُمْ
عَزَّزَ فِينِي لَتَزَوَّفَ بَنِيَّ اَللّٰهُ يَغْرِمُ بَعْثَتُهُمْ وَيُبَرِّئُهُمْ اَذْلُلُهُ عَلَى الْمُزَمِّنِ
آهْرُوْغَلَى الْكَافِرِيْنَ يُخَاهِلُوْنَ بَنِيَّ تَبَلِّلُ الْفَوْرَ لَا يُخَاهِلُهُ زَوْجَهُ لَهُمْ
كَذِّلِكَ لَعْلَلُ الْفَوْرُ يُرَبِّيْهُ مِنْ عَيْنَكَاهُ (سرہ المائدہ) کے ایمان والوں اگر کوئی تم
میں سے دین سے پھر جائے گا تو خدا تعالیٰ ان کے مقابلے کے لیے ایسے لوگ
لائے گا جن سے وہ خود محبت کرنے والا ہو گا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے
والے ہوں گے۔ وہ لوگ سومنوں کے حق میں نرم ہوں گے اور کفار کے ساتھ میں
سے بیش آئیں گے۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت
کرنے والے کی ملامت سے نہ فریں گے۔ یہ خدا کا فعل ہے وہ جسے چاہتا ہے
روتا ہے۔

گرایی قدر سامنگیں! قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردیوں
سے جہاد کرنے والے لوگوں کی چھ صفات بیان فرمائی ہیں لہریے باتِ سلم ہے کہ
اویسی طور پر مردیوں سے جہاد حضرت ابو بکر صدیقؓؑ نے کیا۔ لہذا وہ اور ان کے
سامنی ہمی طور پر ان صفات سے متصف ہیں۔ ان صفات پر ایک نظر ڈال کر اپنے
ایمان کو ہاتھ فرمائیں۔

- ۱) **يَعْرِمُهُمْ** یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرنے والا ہے۔
- ۲) **يُبَرِّئُهُمْ** وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں۔
- ۳) **أَذْلُلُهُ عَلَى الْمُزَمِّنِ** وہ لوگ آئیں میں نرم دل ہو گئے یعنی رُحْمَةُهُمْ ہوں گے۔
- ۴) **آهْرُوْغَلَى الْكَافِرِيْنَ** وہ لوگ کفار پر بخت ہوں گے یعنی آبِدَّهُمْ عَلَى
الْكَفَارِ ہوں گے۔

۵) بُخَالِهِنْدُوَنْ بِلْقَ سَيْلِ الْفَوْ وَ خَالِصَ الْفَكِ رِضَا وَ كَلْ يَ لَيْ اَسَ كَ رَاتَنْ مَيْ جَهَادَ كَرَنْ دَالَهُونْ كَ.

۶) زَلَّا نَحَافُزُونَ لَوْمَهَ لَجَيْمَ اَنْ كَوَلَامَتَ كَرَنْ دَالَهُونَ كَيِ پَرَادَهَتَهُونَیِ۔
 (اور یہ بات آپ سن پچے ہیں کہ کس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے
 ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مرمذین کے خلاف علم جہاد بلند
 فرمایا)

حضرت ابو بکرؓ کا روزیہ:

خلافت کی ذمہ داری سنپتا تھے ہی درمرے دن آپؓ حب سابق
 کندھوں پر کپڑے کا گٹھا اٹھا کر تجارت کے لیے نکل کر گئے ہوئے۔ راتے میں
 حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا اتنی لفظ کا خوبیکہ رُمُولِ افسو کاے خلیفہ
 رسول! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ تمہارت کے لیے بازار جا رہا ہوں۔
 حضرت عمرؓ نے اتعجب ہوا اور فرمائے تھے کہ آپؓ کے اوپر تو خلافت کی ذمہ داری
 ہے آپؓ کا تو بھائی مسجد نبوی میں رہنا ضروری ہے۔ آپؓ نے فرمایا قیونِ اُنْہِنَّ
 نُکْبِیْمَ اَزْلَادِیْنِ کِیْ میں پھر اپنے بیویوں کو کہاں سے کھلاو؟

حضرت عمر فاروقؓ انہیں مسجد نبوی میں لے آئے۔ صحابہ کو جمع کر کے اس
 ہر ضرع پر مشورہ کیا کہ اب خلیفہ رسول کا باقاعدہ نلازیہ مقرر کرنا چاہیے۔ امن
 الامم حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور درمرے کا کار مکابہ نے یہ طے کیا کہ آپؓ کو
 نہ زانہ بہت المال سے خرچہ دیا چاہیے۔ اب بجٹ چل کر وظیفہ کتنا ہونا چاہیے؟
 کہانے پکھ کہا اور کسی نے پکھ۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے کہا ہے تو کہ فرمایا
 کہ میں اپنے وظیفہ خود مقرر کروں گا۔ صحابہ کرام حمایا ہے مگر کہ شاید ہم تھوڑا استقریر کر
 ہے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میرا روز بیان اتنا ہو گا جتنی حد تھے مشورہ کے ایک

ادنی حزور کی حزوری ہوتی ہے۔ سب حاضرین حمدان ہو کر کہنے لگئے کہ اتنے کم
وکیف پر آپ ہم کا گزارہ کیسے ہو گئے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ راجراہ اسی طرح ہو گا جس
طرح اس حزور کا گزارہ ہو گا۔ صاحبِ کرام نے عرض کیا کہ اب تو خلافت کی وجہ
سے آپ کے اخراجات میں ہر یہ اضافہ ہو گا یہ روزیتہ آپ کے لیے کفاالت ن
کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ راجراہ تھا تو میں پہلے اس حزور کی حزوری
بڑھاؤں گا پھر انہار روزیتہ بلا حادث گا۔

چنانچہ آپ کا انتخابی مسئول روزیتہ خیر ہو گیا جس میں آپ کے الہ
عیال کا بستکل گزارہ ہوتا تھا۔ آپ کی سیلیق شعاع یہوی نے روزانہ تھوڑی تھوڑی
بچت کر کے ایک دن کھانے کے ساتھ اضافی طور پر طوہ تیار کر لیا۔ آپ جب کھانا
کھانے لگئے تو طوہ بھی سامنے آیا۔ آپ نے فوراً سوال کیا ہم اُنھُنَّا کہ یہ طوہ
کہاں سے آیا؟ یہوی نے خوش ہو کر بتایا کہ یہ یہری سیلیق مندی کا نتیجہ ہے۔ میں
نے اتنے دنوں تک بچت کر کے آج ذائقہ بد لئے کے لیے یہ داش تاریکی ہے۔
حضرت ابو بکرؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ مدینہ منورہ کے چشم
بچے تو بھوک سے غریب ہوں اور ابو بکرؓ کے گھر میں طوہ پکے۔ فوراً اپنے غلام کو
بلایا اور فرمایا کہ جاؤ یہ طوہ کسی چشم یا چہہ کو دے کر آؤ۔

پھر آپ شہر سے بہت الال کے خزانی چشمی حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے
ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ روزے روزینے سے مٹی بھر آتا کم کر دو کیونکہ
تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ مٹی بھر کم آنے سے بھی ابو بکرؓ کے گھرانے کا گزارہ ہیں
سکتا ہے۔

آپ نے اس طرح تقریباً دو سال تک خلافت کی ذمہ داری بھائی۔
جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے کو بلایا کہ دھیت فرمائی کہ یہ

مرنے کے بعد دو سال کے وظائف کا حساب کر کے بیرے ترکے میں سے بیت
المال میں دامنی جمع کرا دینا۔ ابو بکر اس حال میں خدا سے نہیں ملنا چاہتا کہ اس نے
ہمام کا حق کھایا ہو۔ چنانچہ آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے بیٹے نے وہ ساری رقم
بیت المال میں جمع کرا دی۔ (بیتل)

جمع القرآن:

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اپنے دور
میں قرآنؐ کو باقاعدہ کتابی محل میں جمع فرمایا۔ آپؐ کے دور خلافت میں بھی
یہاں میں جب حفاظت مجاہد کرام کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی تو حضرت عمر بن ہرثیا
وائیں گیر ہوئی کہ اگر اسی طرح جگون میں حفاظت اور قاری شہید ہوتے رہے تو کہیں
قرآنؐ مجید کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے سیدنا صدیقؓ اکبر ہمود
ٹھوڑہ دیا کہ قرآنؐ مجید جمع کروالیا جائے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اولاً اس کام کے کرنے سے اثار فرما دیا کہ
جَنَّ الْفُلُّ مَا لَمْ يَتَعْلَمْ رَسَّالَ رَهْوَ حَلَّ أَهْلَهُ عَلَيْهِ وَحَلَّمْ كہ جو کام رسول
انھیلے نے نہیں کیا وہ میں کس طرح کر سکتا ہوں؟ حضرت عمرؐ اپنے مسجد میں سمجھاتے
رہے اور اس کام کے فواہ کے آگاہ کرتے رہے یہاں تک کہ سیدنا صدیقؓ اکبر ہمود
ٹھرنا صدر ہو گیا اور اس کام کے لیے آمادہ ہو گئے۔

آپؐ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو بلوکر فرمایا کہ تم سخنوار اور سخندا آدمی
ہو قرآنؐ مجید کی آیات کو تلاش کر کے کتابی صورت میں جمع کرو۔ چنانچہ حضرت
زیدؓ نے مجاہد کرام سے وہی پارہئے کاغذ کے ٹکونے کیجھوں کی شانسی دفیرہ
حکماً تکمیل ہن پر انہوں نے رسول انھیلے کی زیر ہمگانی قرآنؐ مجید کی آیات لکھی
تکمیل۔ پھر اس پر دو گواہوں کی گواہی تکمیل انہیں مرتباً کر کے باقاعدہ کتابی محل میں

قرآن مجید کا ایک نسخہ تیار کیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔
اس طرح سیدنا صدیقؓ اکابر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے اوپرین جامع ہے۔
بانی حضرت حسن غنیؓ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے
قرآن مجید کو نفت تریش پر جمع کیا تھا۔ اصل جامع قرآن حضرت ابو بکرؓ ہی ہے۔

بیصلوی لود وفت:

حضرت سیدنا ابو بکرؓ سات جادی الائچے کو پیار ہوئے۔ پھر
کے دوران جب آپؐ نماز کے لیے مسجد میں نہ جائے تو آپؐ نے حضرت مرزا جامی
کاظم مقام ہٹایا۔ تقریباً دو نیٹھے پارہ کر آپؐ نے ۲۲ جادی الائچے کو
سموار کو وفات پال۔ آپؐ کے لیے یہ عظیم سعادت ہے کہ مجرہ عائشہؓ میں رحل
الحلسل افضلیہ علم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ہالِ اثنین ہے اللہ کا شیدائی ہے
مر کے بھی پہلوئے موئیں مجک پالی ہے

قین چلنڈ:

ایک دفعہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقۃؓ نے خواب دیکھا تھا کہ برے
گھرے میں تین چادر لوث کر گئے ہیں۔ آپؐ نے اپنے والدگرای حضرت جہڑا
سے اس کی تجیری پہنچی تو آپؐ غاصبوں رہے۔ بھر بھر چاہ تو فرمایا وقت آئے،
نماذیں گا۔ جب تجیری طبقہ الحصہ وہ مسلمان کی وفات ہوئی اور آپؐ مجرہ عائشہؓ میں الہ
ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو وہ خواب یاد رکایا اور فرمایا کہ نیلی چاہ بیٹا
چاند ہے جو تجیرے میں جا گزیں ہو گیا ہے۔ آپؐ ہی مدفن پر جھرت والا
کہنے لگیں کہ آج وہ راجا نہ بھی گھرے گھرے میں بیٹھ چکا ہے۔

گرائی قدر سامنے! قرآن مجید کے اندر ختم علیہ وکوں کے متعلق بیان
کیا گیا ہے **وَمِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقَرِيبِينَ زَالْشَهَدُوا وَالْخِ**.
دیکھئے! مجرہ عائشہؓ میں بھی آمد کی تکمیل قرآنی ترتیب ہے پہلے نبی علیہ
السلام کی تذکرہ ہوئی دوسرے فہرست حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اور تیسرا فہرست
حضرت عزیزؓ جو شہادت سے سرفراز ہوئے تھے۔

مشبہت قائمہ:

گرائی قدر سامنے! حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے خبر طیہ
اصلوٰۃ والسلام کا ایسا صاحب بنا یا ہے کہ زندگی میں بھی اکٹھے رہے عالم ہر ذرخ
میں بھی اکٹھے ہیں اور عالم آخرت میں بھی جنت میں اکٹھے ہوں گے۔ آپؐ خیر
علیہ اصلوٰۃ والسلام کے ایسے قرین و زریق ہیں کہ وہوں کے احوال میں بھی کمال
وہجہ کی مشاہدت پالی جاتی ہے۔

(۱) وہوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے رحمت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ خیر
علیہ اصلوٰۃ والسلام کے لیے اگر رحمت لل تعالیٰ کا اقتضاء استھان کیا گی تو
حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں آپؐ نے فرمایا اُز خمّ اُمیق ہائیقین
اُنہوں نکلنے کے سبھی امت میں سے سبھی امت کے لیے حضرت ابو بکرؓ
سب سے زیادہ رحمٰم ہیں۔

(۲) حضرت ابو بکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے کمال وہجہ کی استحامت علی الدین عطاء
فرمائی تھی کہ صحابہ کرام کہنے لگائیں اُنہوں نکلنے کا علم نکلم اُنہوں نکلنے کو کہ
حضرت ابو بکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے نیوں بھی استحامت و حراثت حطا فرمائی۔

(۳) بہت بھرت وہوں کی گرفتاری کے لیے ۱۰۰۰ دیناری کے گئے تھے۔

یعنی جتنی وٹنی کفار کو خبر طبیہ الحصۃ والسلام سے تھی آئی عی حضرت ابو بکر وہی الخدمة سے تھی۔

(۲) دونوں کی پیدا (مرض الوقات) ایک ہی تھی۔ خبر طبیہ الحصۃ والسلام کو بھی خدید بخار اور لرزہ طاری تھا اور حضرت ابو بکرؓ کو بھی بخار اور لرزہ تھا۔

(۳) دونوں پر زبر کا اڑ تھا جو خیر میں کھلائی گئی تھی۔ آپؐ پر بھی زبر کا اڑ ہوا کر آیا تھا اور حضرت ابو بکرؓ پر بھی۔ کویا اس لحاظ سے دونوں کو ایک گز شہادت کا وجہ بھی حاصل ہے۔

(۴) دونوں دونوں نکل پیدا رہے۔

(۵) دونوں نے اپنے مصلے پر قائم مقام کر دیا۔ خبر طبیہ الحصۃ والسلام نے حضرت ابو بکرؓ کو مصلے پر کھرا کیا اور وہی ان کے جانشین ہوئے۔ اور حضرت ابو بکرؓ صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو کھرا کیا اور وہی اسکے جانشین بنئے۔

(۶) دونوں کی وفات کا دن بھی ایک ہی تھا، یعنی سووار کے دن دونوں کی وفات ہوئی۔ بیماری کے دوران حضرت ابو بکرؓ صدیقؓ نے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے سوال کیا تھی اُتھی نیزم تُوْقَنِ التَّبَعِ حَلْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَشَلَّمَ کہ بیٹھا یہ تھا کہ خبر طبیہ الحصۃ والسلام کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا ہلن کَبَوْعَ الْأَنْتَقِنِ کہ سووار کے دن آپؐ کی وفات ہوئی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے یہ چھاؤنی نیزم ہذا کر آئی کون ساداں ہے انسوں نے عرض کیا ہلن الْأَنْتَقِنِ یعنی اتوار کا دن ہے۔ بعد آپؐ نے فرمایا اُرْجُوز لِتَنَا تَبَرِّقُ وَجْهَنَ الْأَنْتَلِ مجھے اسمید ہے کہ

بھری زندگی کا ایک ہی دن باقی رہ گیا ہے اور میں بھی سوہوار کے دن دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۹) دلوں کی عمر بیوت دفاتر ۶۳ سال تھی۔ (حضرت ابو بکر آپ سے دو سال چھوٹے تھے)

(۱۰) دلوں حضرات کو تمیں کپڑے دل میں کفن دیا گیا۔

(۱۱) دلوں کی سمت ایک ہی چار پالی پر رکھی گئی۔

(۱۲) دلوں نے نمراث میں کچھ نہ چھوڑا۔

(۱۳) دلوں کو ایک ہی جگہ بھی مجرہ عائشہ علیہ السلام دفن کیا گیا۔

(۱۴) درحقیقت دلوں کی تعلیم ہی اللہ تعالیٰ نے ایک سی سے فرمائی تھی کیونکہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا تھا آتا تو انکو تکنیر و غیرہ خیلقناہ منْ تَزَهُّدُ
وَاجْدَوْ لِيَهَا نُنْلَئُ کر میں اور ابو بکر و عمر آپ سی سی سے پیدا کیے گئے ہیں اور ہم ایک ہی میں میں مدفون ہو گئے۔

(۱۵) دلوں قیامت کے دن اکٹھے ہی اٹھیں گے ایک دنہ بیغیر طبلہ الحلاۃ والسلام صحابہ کرام ہی مجلس میں تعریف لائے تو ابو بکر و عمر آپ کے دامیں ہائی۔ تجویں حضرات ہنستے سکراتے تعریف لارہے تھے۔ صحابہ کرام یہ مظہر دیکھ کر انتہائی محظوظ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا دیکھنے والو یہ مظہر اپنی آنکھوں میں بمالو۔ ملکھنا تبتُّ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن ہم اسی طرح اکٹھے اٹھیں گے۔

(۱۶) دلوں حضرات حوض کوثر پر بھی اکٹھے ہوں گے اور جنت میں بھی اکٹھے ہوں گے۔

وسم ماقول الشاعر

مجن موْ قرن موْ ييار موْ بیمن موْ
لان موْ امن موْ ابو بکر صدیق موْ دین موْ

افضلیت ابو بکرؓ

گرامی تدر سامیعنی! آپ جانتے ہیں کہ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پھری امت میں سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ افضل داعلی ہیں۔ آئیے زیر اس حقیقت کو دراگ کے انداز میں دیکھیں۔

(۱) یہ بات مسلم ہے کہ جملہ انعاماء کرام علیہم السلام کی امتیوں میں سے افضل، اعلیٰ امت امت محمد یہ ہے۔ دلکش اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا سُكْنِتُمْ خَنْوَأْمُؤْمِنُوْأَنْبُرْجَتْ لِلَّذِيْسِ کرم بہترین امت ہو جو لوگوں کی نفع رسالہ نکلے بیان کیے گئے ہو۔ ایک مقام پر فرمایا وَ كَذَلِكَ جَعَلَنَا كُمْ أَنْتَهُ أَنْتَ مَكَّاً کریم نے جسمیں ایک بہترین امت ملایا ہے۔

(۲) امت محمدی میں سے جو سب سے اعلیٰ و افضل طبقہ ہے وہ صحابہ کرامؓ ہے۔ دلکش اس کی یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں صحابہ کرام کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ ان کے ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اُرْلَىكَ مُمْ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُمْ زَرْ حَمْوَأْنَهُ آپؓ نے خود ارشاد فرمایا کہ بیسری امت میں سے اخیار بھی بہترین لوگ صحابہ کرام ہیں۔ اسی طرح انصحابیون سُكْنِتُمْ لِلَّهُ عَزَّ ذَلِقَ و مُقْتَلُ أَشْبُوْذَكْبَ عَمَلَنَعْ مُلَائِكَتُهُوْبِهِمْ وَ لَا يَعْنِيْكُمْ کراے بعد وادیے تو کرامہ کیا سے اگر کوئی فیض اُندھر پہاڑ جتنا سنا بھی اللہ کے راست پر خرچ کر دے تو وہ بیرے

صحابہ کے ایک پاؤ جو کے خرچ کرنے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے یہ بات بہت ہو گئی کہ پوری امت میں سے صحابہ کرام کا طبقہ افضل و اعلیٰ ہے۔ اور جو اورانی کے موقع پر صحابہ کرام کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چھالیس ہزار تھی۔

(۲) ہم یہ سارے صحابہ کرام بھی درجے میں برابر نہیں ہیں۔ ان کے اندر فرقہ راتب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے **لَا يَنْتَهِي مِنْكُمْ مَنْ**
أَنْفَقَ مِنْ قَلْبِ الْفَقِحْ وَلَقَلْ أَوْلَىكَ أَعْظَمُهُمْ فَرَجَحَةُ مِنَ الْمُبْنِينَ آتَيْتُمْ من
نَخْدُورَ لِلثُّلُوْدِ وَكُلَّا وَمَدَّا هُنَّ الْحُسْنَى (سرہ ۱۴) کہ جن لوگوں نے فتح کرے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا تم ہرگز ان کی برابری نہیں کر سکتے یعنی ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے فتح کر کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا اور زس ب کے ساتھ بھائی اور جنت کا وصہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے درجہ و بنا دیے (۱) فتح کے سے پہلے اخلاق و تعالیٰ کرنے والے۔ (۲) اس کے بعد اخلاق و تعالیٰ کرنے والے۔ اور آپ یہ بات جانتے ہیں کہ **عَمَّا شَاءَ كَمْ كَمْ** کے کے موقع پر آپ کے ساتھ تقریباً دس ہزار صحابہ کرام موجود تھے۔ کویا ایک لاکھ چھالیس ہزار میں سے یہ دس ہزار صحابہ کرام افضل نمبر ہے۔

(۳) ہم یہ دس ہزار صحابہ کرام بھی درجہ میں ساروں نہیں ہیں۔ ان میں سے ان پندرہ سو صحابہ کرام کا درجہ افضل و اعلیٰ ہے جنہوں نے **لَهُ مِنْ حَدِيبَيْهِ** کے عالم پر بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ **لَقَنْتَرَ حِصَنِي**
لَهُ عَنِ الْمُزَرِّبِينَ رَأَيْكَ بِعْرَتَكَ ثَنَتَ السَّجَرَةَ فَقِيلَمَ مَلَاقِ قَلْزَبِهِمْ
فَلَقَلْلَ الشَّكِيرَةَ عَلَيْهِمْ وَلَقَلْلَهُمْ فَعَنْتَ قَرِبَتِهِمْ (سرہ ۱۴) بے شک اللہ تعالیٰ ان المکان والوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ درافت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر

رہے تھے جس اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کا حال جان لیا پھر ان پر سکھو ہازل فرمائی اور انہیں بدلہ میں فتح تریب عطا فرمائی۔

(۵) پھر ان پندرہ سو صحابہ کرام میں سے وہ تین سوتیرہ صحابہ کرام افضل والیں جنہوں نے غزہ بدر میں شرکت فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا (لأنَّ الْأَوَّلَ أَطْلَعَ عَلَى أَقْلِيلٍ ثُمَّ أَفْلَأَ إِذْنَهُ لِكُلِّ أَمْشَتٍ لَكَذَّ غَنْوَثٌ كَذَّ كُلُّمٌ وَرَبَّلٌ سَبَّهُ أَيْكُمْ حَتَّىٰ اتَّ) کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر میں اپنی نظر رحمت فرمی اور ارشاد فرمایا کہ تم جو چاہو گل کرو میں نے تمہاری سخفتوں کا مغلی اعلان فرمایا ہے۔ بلکہ تمہاری خطاوں کو نجیبوں سے بدل دیا ہے۔

ایک صحفہ پر حضرت حافظ بن الیحد سے ایک جگہ راز فاش ہونے کی سمجھیں غلطی ہوئی تو آپ نے اسی وجہ سے ان پر عتاب نہ فرمایا کہ وہ اہل بدر میں سے ہیں۔ خلفاء راشدین کے دور میں بھی اہل بدر کو ایک خاص مقام حاصل رہا۔ ان کی رائے اور مشورہ کو وزنی سمجھا گیا تھی کہ ان کو ملنے والے وظائف اور دربارے لوگوں کے وظائف میں ایک نایاں فرق رکھا گیا۔

(۶) پھر یہ تین سوتیرہ صحابہ کرام میں آپ میں درجہ کے اختبار سے برآئے تھے ہیں۔ ان میں سے ان دس صحابہ کرام کا درجہ افضل والی ہے جو حکومتہ بہشہ کیا جاتا ہے۔ تخبر طی المصلوۃ والسلام نے ان کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت سنادی تھی۔ وہ صحابہ کرام یہ ہیں (۱) حضرت ابو بکر صدیق۔ (۲) حضرت عمر فاروق۔ (۳) حضرت حمایہ۔ (۴) حضرت علی۔ (۵) حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ (۶) حضرت ابو عبیدہ بن جراح۔ (۷) حضرت طلحہ بن عبید اللہ۔ (۸) حضرت زید بن حرام۔ (۹) حضرت سعد بن الی رقاہیں۔ (۱۰) حضرت سعید بن زین۔

(۷) پھر دس صحابہ کرام میں درجہ میں برآئے تھے ہیں۔ ان میں سے ان پا

صحابہ کرام کو خصوصی امتیاز حاصل ہے جن کو خلفاء راشدین کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں
حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت عمر قاروؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت علیؓ۔ آپؐ
نے ان کے بارے میں خصوصیت سے ارشاد فرمایا مَنْ يَعْشُ وَنَكُمْ بَعْدَهُ
لَئِنْ يَرَى إِنْجِلِيلًا كَيْفِيْرًا فَعَلَيْكُمْ يَسْتَبِّنُ وَ لَئِنْ يَرَى الْخُلُفَاءِ الرَّابِدِينَ
أَنْتُمْ يَقِنُونَ کہ جو شخص یہرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا
میں تھیں چاہیے کہ میری سنت اور یہرے خلفاء راشدین میں کی سنت پر مضبوطی سے
قام رہو جو ہدایت یافت ہیں۔

لکھئے! آپؐ نے اپنی سنت اور طریقے کے ساتھ ساتھ خلفاء راشدین کی
سنت اور طریقے پر بھی مغل کرنے کا حکم دیا ہے گویا ان کے طریقے پر چنان آپؐ کے
طریقے پر ٹھنے کے مترادف ہے۔

(۸) ... ہماراں چاروں خلفاء راشدین کا درجہ بھی باہم برابر نہیں ہے۔ ان میں
سے ان دو خلفاء کا مقام زیادہ ہے جنہیں شیخین کہا جاتا ہے۔ یعنی حضرت ابو بکر
صدیقؓ۔ حضرت عمر قاروؓ۔ کیونکہ آپؐ کا ارشاد ہے ابین لَا أَذْرِنَ لَأَبْلَغُنَّ
لَكُمْ لَا فَتُرَأُوا بِالْأَنْتِيْنِ مِنْ بَعْدِيْنَ أَبِنَ نَبِيْرٍ وَ عُثْرَةً کہ مجھے پڑھنیں کہ میری
کسی زندگی پاتی رہ گئی ہے۔ جس تم لوگ یہرے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ
لکھوں گی کرتا۔ یہاں آپؐ نے چاروں خلفاء راشدین میں سے ان دو کا نام لکھراں
کی خصیلت کا اعلان فرمادیا ہے۔

(۹) ہماراں دو حضرات کا درجہ بھی آپس میں برابر نہیں ہے۔ ان میں سے
حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا مقام اعلیٰ و افضل ہے۔ کیونکہ آپؐ نے ایک مسئلہ
کا پچھنچے والی نورت سے فرمایا تھا کہ کل اگر میری وفات ہو جائے تو حضرت ابو بکرؓ
سے اک مسئلہ پوچھ لینا قیانِ لَمَّا تَجَدَنِيْنِ لَفْتَنِيْنِ آبَا بَكْرَ.

مزید یہ کہ آپ نے اپنی مرض الوقات میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی
اپنا تمام سعام جایا اور ارشاد فرمایا تھا اُبنا نکو آن بُصلیٰ بالائیں کہ ابو بکر کو کہو
کہ وہ میری جگہ کھڑا ہو کر لوگوں کو جماعت کرنے۔

گرامی قدس سماں! اب یہ بات دلائیں و برائیں سے واضح ہو گئی کہ
انجیاہ کرم کے بعد تمام لوگوں میں سے افضل و اعلیٰ سیدنا صدیق اکبر ہیں۔ اب
آڑ میں حضرت سیدنا علیؑ کا فضل بھی سن لجئے۔

حضرت علیؑ کا فضل

آپؑ نے ایک موقع پر کوفہ میں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا **الفضل الاعظم**
بَعْدَ تَبَيَّنَهَا أَهْوَى إِلَيْكُمْ كُلُّ عَمَرٍ (المبارک والتجھیز) کرنیٰ علیٰ المصلحة والسلام کے بعد
ساری امت میں سے افضل و اعلیٰ ابو بکر صدیق ہیں اور پھر حضرت عمر ہیں۔

آپؑ کے بیٹے حضرت ابو عین حنفی فرماتے ہیں کہ قلتُ لِأَنِّي أَثَى
الثَّمَنِ بَخِيرًا بَعْدَ الشَّيْءِ عَلَى أَنَّهُ عَلَيْهِ وَإِلَيْهِ كَمْ كَمْ نے اپنے والد گرامی
سے سوال کیا کہ نبی علیٰ المصلحة والسلام کے بعد سب سے بہترین حقیقت کون ہے۔ تو
آپؑ نے جواب دیا کہ ابو بکر ہیں میں نے کہاں کے بعد کون ہیں تو آپؑ نے
فرمایا حضرت عمر ہیں (بحدی)

ایک موقع پر حضرت سیدنا علیؑ نے خدا تعالیٰ کے دربار میں دعا مانگتے
ہوئے ارشاد فرمایا اللہُمَّ إِنِّي أَنْهِدْكَ وَ تَخْفِي بِكَ شَهِيدَنَا فَأَنْهِدْنَاهُ
أَنْكَ زَيْنَ زَانَ مُعْتَدَلًا حَلَّ أَنَّهُ عَلَيْهِ وَ إِلَيْهِ سُلْطَمْ زَمْلَكَ يَتَبَعَّنَ رَأْزَرْجَنَاهُ
مِنْ بَعْدِهِمْ أَنْشَقَ (مجید طوبی) اے انساں میں تجھے گواہ ہمارا ہوں اور تیری گواہ
کالی ہوتی ہے جس تو اس بات پر گواہ ہو جا کر تو میرا رب ہے اور اس بات پر بھی
گواہ ہو جا کر حضرت مسیح جو تیرے رسول ہیں میں ان کو نبی مانتا ہوں اور اس بات

پہی گواہ اور جا کا پُکے بعد جو جانشین ہوئے ہیں وہ سب سے امام ہیں۔
 گرای قدر سامنے! اس دعاء میں حضرت سیدنا علیؑ نے خبر طیہ الحلاۃ
 دل اسلام کے جانشینوں کو اپنا امام حلیم کیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان جانشینوں میں پہلا
 نبیر سیدنا صدیق اکبر ٹھکا ہے۔ پس جس شخصیت کو حضرت علیؑ نے اپنا امام حلیم کر لیا
 اس کے مقام درجے کا کیا کہتا!

اللہ تعالیٰ میں صحابہ کرامؐ کی بھی محبت نصیب فرماتے۔ آمن

لکھ قرآنی میں تبول ہیں مددیں
 حبیب خدا اور حبیب رسول ہیں مددیں
 ہیں ہیں تو سب خلقہ افضل و اعلیٰ تھیں
 نہیں جس کی مثال وہ پھول ہیں مددیں

صریح تھی حسن کمال موڑ است
 قادر تھی علی جادہ و جلال موڑ است
 حمّان نیاہ طمع تھاں موڑ است
 حیدر بھار بائیخ خصال موڑ است
 اسلام ما اطاعت خلقہ راشدین
 اکران ما محبت آل موڑ است

☆☆☆☆

١٥:- شان عمر فاروق (۱)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ وَاللّٰهُمَّ اخْلُقْنَا مُحْسِنِينَ
عَلٰى تَبَوُّءِ الرَّحْمٰنِ وَخَاتِمِ الْاٰئمٰةِ وَعَلٰى آلِمٍ وَآصْحَابِيِّ الْكَبِيرِ وَاللّٰهُمَّ
هُمْ حَلَاصَةُ الْفَرْقَانِ وَحُكْمُ الْحَكَمٰتِ يَحْدُدُ الْاٰئمٰةِ إِنَّمَا بَعْدَ قَاتِلِهِ
يَاهْفُو مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ
وَالَّذِينَ مَعَهُ أَذْنَاءُ عَلٰى الْكَفَارِ رَحْمَةٌ مِّنْهُمْ كَرَاهَتْهُمْ رَكْعًا سَجَدًا يَسِّرُونَ
لِفُلَامِينَ الْفَقْرٰرِ حَمْوَانَ الْعَجَ (سورة العج) صدق الله العظيم.

گرایی تدریس میں! آج کی اس مجلس میں میں آپ کے سامنے ظیہ
ہائی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور شان بیان کرنے کی
سعادت حاصل کروں گا۔

نام و نسب:

عمر بن الخطاب بن نفل بن عبد العزیز بن رباح بن عبد الله بن قرطہ
رباح بن عربی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن ماک۔
اس طرح آپ گاہسلہ نسب تویں پشت پر آنحضرت ملہٹی علمتے
بل جا ہے۔

مراد فبی سنت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اعزازی اور نہایاں خوبی یہ ہے کہ جنہیں بد
املاۃ والسلام نے ان کے ایمان لائے کی خصوصی دعا فرمائی اور آپ ہر ہدف کا
سے طلب فرمایا۔

بیشتر نبوی کا ابتدائی دور تھا۔ تقریباً چالیس آدمی دائرہ اسلام میں داخل

وہ بے تھے مگر اس کے باوجود اسلام اور اہل اسلام کو نیا یا تقویت نہیں مل رہی تھی۔ مسلمان برادر مظلوم و معمور تھے اور اپنے سب دلچسپی امور خیر طور پر انجام دیتے تھے۔ ایک رات خبر علیہ اصلہ و السلام نے انتہائی دلکشی دل کے ساتھ خانہ کب کا غلاف پکڑ کر دعا فرمائی اللہمَّ أَعِزِّ الْإِسْلَامَ بِأَحْدُدِ الْعَذَابِينَ بِكَفَرِ وَنِنِ الْمُشْرِكِينَ أَزْيِعْ مُعَذَّبَتَهُنَّ التَّحْكَمَاب کاۓ اللہ! کہ کہر میں دا فر رہے ہیں ان میں سے کسی ایک کو ایمان کی توفیق عطا فرمایا کہ اسلام کو عزت و سر بلندی عطا فرمائے۔ یادو خاطب کا بیٹا مریمیں دے دے یا پھر ہشام کا بیٹا عمرہ (الاجمل) بھیں دے

۱۷

خدا کی قدرت کے۔ دوسرے عی دن ان دونوں میں سے ایک شخص مرد میں ہشام (الاجمل) جنم کھبے میں ایک پر جوش اور احتمال اگزیز تقریر کر کے لوگوں کو خبر اسلام کے قتل پر امداد نہ لگا۔ اس کی تقریر کا سب سے زیادہ اثر مردی خاطب پر ہوا۔ انہوں نے لات و حزیقی کی حرم کھا کر کہا کہ جب تک میں اس نے کوئی نہ کر دوں مگن سے نہ بخھوں گا۔ اور ہر ہاتھ میں تک گوار تک اس ارادہ بد سے کل کھڑے ہوئے اٹھ تعالیٰ کے فرشتے پر سخرا دیکھ کر دم بخود رہ گئے کہ آپ نے دعا ماگی کیا تھی اور اس کا اثر کیا ہوا۔

حضرت مریم کی میتوں میں آپ گلی میں دیباں بہرہ بہتے تھے کہ کسی نے مگن اور بہنول کے اسلام لانے کی خبر دے دی۔ یہ خبر سن کر آپ نے سے آگ بجلاؤ ہو گئے اور فوراً بین کے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو اندر سے حلاوت ترآن کی آواز سنائی دی۔ دروازہ کھلو کر فوراً اندر گئے اور بین (قاطر) اور بہنول (سید بن زبیر) کو بے تحاشا مارنا شروع کر دیا اور انہیں شدید زلی کر دیا۔ آپ کی بین نے انتہائی جرمات مندانہ انداز میں جواب دیا کہ مر! میں بھی اسی خطاب کی

بیوں جس کا تو بیٹا ہے۔ میری رگوں میں بھی اُسی کا خون دوڑتا ہے تو بتنا ہمیں
قلم کرنے لے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں مگر تو جید خداوندی کا
راہ نہیں چھوڑ سکتی۔

امرا آستھر بزر آزمائیں تو تیر آزمائیں جگر آزمائیں
انہیں مار مار کر جب آپ تھک گئے اور مقصہ کو خدا ہوا تو کہنے کے لئے
مجھے یہ صحیح تو دکھاؤ جو تم پڑھ رہے ہیں۔ بھن نے جواب دیا کہ وہ پاک اور اُنہیں
پہلے حصل کر کے جسم کو پاک کرو۔ چنانچہ حصل کرنے کے بعد آپ نے وہ اور ان
پڑھنا شروع کر دیے۔ جو نبی سورۃ طٰل کی ابتدائی آیات علادت کیس تو بے سازخ
پکارا گئے تھے **أَنْخَسَنَ الْكَلَامُ**? کر یہ کتنا خوبصورت کلام ہے؟ میں نے آج تک
اس جیسا کلام نہیں سن۔ گواہ رہتا میں اُس پر صدق دل سے ایمان لا پکا ہوں۔ اب
مجھے اپنے دل پر قاتل نہیں رہا جلد از جلد مجھے تخبر اسلام کا پتہ تباہ ہا کر میں لئے کے
ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کر دیں۔

بعد ازاں آپ دار ا ROOM میں رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ کے اسلام لانے سے مسلمان اتنے خوش ہوئے کہ فرا
میجر بھٹک کیا جس کی آواز دوار دور بک سن گئی۔

سودے کے لئے آج ہزار گھنے ہے ہم
ہم اسی کے لئے جسکے خریدار گھنے ہے ہم
گراہی قدر سامن! آپ بھوچکے ہیں کہ حضرت عمر قاروں کی ہے
خصوصیت ہے کہ **ذیلیت** نے اسلام کی عزت و سر بلندی کے لئے ان کی خروبات
گھووس فرمائی۔ حالانکہ اس وقت حضرت ابوبکر حضرت عثمان حضرت علیؓ
حضرت عزیزہ بھی اہم شخصیات اسلام کے ہڈے میں موجود تھیں مگر پھر بھی اسلام کا

عزت و نظریہ ماحصل نہ تھا۔

آپ نے پورے کے گرس سے داؤ دیوں کو چتا اور آخری چناؤ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دو میں سے مر بن خطاب کو مجن کر اسلام کو عزت بخشی اور پھر تو حید خداوندی کی تبلیغی عملی اعلان ہونے لگی اور بیت اللہ کے درود یا اور مسلمانوں کی عبادت کے لیے داہو گئے۔ تو یہ کہتا بالکل بجا ہے کہ دیگر سب صحابہ فرمیدن کر آئے اور حضرت عمر بن اونک کے آئے۔ دوسروں کو خود اسلام کی طلب اور ضرورت محسوسی ہوئی اور عمر وہ ہیں کہ اسلام کو ان کی ضرورت محسوسی ہوئی۔ دوسرے صحابہ طالب بن کے آئے اور حضرت عمر مطلوب دعصود بن کے آئے۔

محدث اور صلمہ:

آپ مگر ایک اور نایاب خوبی یہ ہے کہ آپ محمد اور ملهم تھے جسیں آپ کی فطرت اور طبیعت کو دیجی نہوت سے اتنی مناسبت تھی کہ ہارا ایسا ہوا کہ نزول وحی سے قبل اللہ تعالیٰ نے وہ بات آپ کے دل میں داخل دی اور پھر آپ میں سے موافقت میں قرآن ہازل فرمایا۔ میں عزت و نظریہ کو چار چار چار لگا دیے۔

اسی لیے آپ تھیک نہیں نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔ اکثر کائنات تبعیتی نئی نئی لکھان غُفران کر بھرے بعد اگر کوئی نئی ہوتا ہے تو یقیناً غُفران ہوتا۔ یعنی ان کی فطرت اور حزان نہوت سے اتنا قریب ترین ہے کہ اگر یہ دروازہ بند نہ ہوتا تو یقیناً آپ نہوت سے مر فراز ہوتے۔

حدیث داروغہ کی کتب میں بے شمار واقعات ایسے ملتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی موافقت میں قرآن ہازل فرمایا۔ علماء کرام ایسے واقعات کو ”موافقاتِ ملِّ“ کا نام دیتے ہیں۔

عقل منافق:

ایک دفعہ ایک یہودی اور منافق کا کسی محاں میں بھرا ہو گیا۔ ورنوں باہم مشورہ کر کے رسول ﷺ کی خدمت میں فیصلہ کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ نے ورنوں کے بیانات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ آپ کا فیصلہ بالکل بحق اور متنی برحقیقت تھا مگر منافق نے اسے دل طور پر حلیم نہ کیا۔ اس کا خیال تھا کہ چونکہ میں ملک گروں اسلام کا دشمن ہو گیا۔ میرے مقابلہ میں یہودی ہے اس لیے میری رعایت ہوں گے۔

منافق نے انجامی چالاکی سے یہودی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ایک دفعہ یہ فیصلہ حضرت عزٗز سے بھی کروالیما چاہے۔ اس کا خیال تھا کہ حضرت عزٗز پوکہ جلال طیعت کے آرڈی ہیں وہ یہودی کے مقابلہ میں یقیناً میری رعایت کریں گے۔ یہودی چونکہ سچا تھا اس نے حضرت مرقار دونوں کے ہاں جاؤ بھی قول کر لیا۔

چنانچہ ورنوں حضرت عزٗز کے دروازے پر پہنچے۔ بیانات ابھی جاری تھے کہ یہودی نے تا دیا کہ اس سے قبیل اسی قضیہ کا فیصلہ آپ کے خبریں حضرت موسیٰ رسول ﷺ میرے حق میں فرمائے ہیں۔ آپ نے منافق سے اس کی تقدیم کروالی اور فوراً یہ کہنے ہوئے احمد تشریف لے گئے زلیکہ کُنَا سَخْتَ الْخُرُجَ
إِلَيْكُمْ كَثُرًا میں ابھی آکر فیصلہ کرتا ہوں۔ تمہاری در بھوآپ تنگی کواریے باہر تشریف لائے اور منافق کا سرتان سے جدا کرتے ہوئے فرمایا یہ کہنا اُنفیض
عکلی مَنْ لَمْ يَنْزَحْ بِلَّهُ كَوَافِرُ الْكَوَافِرِ مَذْلُومٌ كَوَافِرُ الْكَوَافِرِ کہ جو بد بخت اللہ تعالیٰ اور اس کے خبریں کے نیطے او حلیم نہیں کہا اس کے حق میں مرکا سیکی فیصلہ ہے۔

بعد ازاں منافق کے دروازے نے حضرت عزٗز کے خلاف خدمت نہیں میں قتل کا دھوکہ دائر کر دیا۔ کہ انہوں نے بلا وجہ ایک شخص مسلمان کو قتل کر دیا ہے اور

بہ قہاں لئا چاہتے ہیں۔ اور پھر اس صاف کو مسلمان ہات کرنے کے لیے
سف دلائل ریتا شرعاً کر دیے۔ **عثیر بن عقبہ** نے حضرت مرسیٰ طلب فرمایا اور جواب
وہی پیش کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت مژنے ابھی اپنی مسائل میں کچھ کہنے کے لیے بہ نہیں سحو لے
جس کے انتہا تعالیٰ نے جبریل امین کو بھیج دیا کہ جواب دوئی عمر نہیں دے گائیں خود
دلوں کا۔ لَلَّا أَرْأَىٰكَ لَا تَنْهُونَ عَنِّي بِمُحْكَمَاتِكَ فِتْنَاتِكَ حَرَجَتِهِمْ نَعَمْ لَا
يَعْلَمُوا إِنَّ الْفَقِيرَمِ مَنْ حَرَجَتِهِمْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ إِنَّهُمْ نَعَمْ (سرہ الحاد)۔
کرم ہے تیرے رب کی پاؤں ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھروں
میں آپ کو فیصل اور حکم نہ مان لیں۔ پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں ذرہ
ہمارے بھی بھی محوس نہ کریں اور اسے دل و جان سے حلیم کر لیں۔

الله تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت مژنیٰ برأت ہازل فرمایا کہ ان کے
سفت کی سوافقت فرمادی۔ پھر آپ نے مسلمین کا دھونی خارج کرتے ہوئے
حضرت عمر سے فرمایا "آتَ اللَّهُوْقُ" کرم حق و باطل میں فرق کرنے والے
ہو۔ اس لحن سے آپ مکالمہ قاروں پر گیا۔

انخلاف مصلحتی:

غائبانی کے کام سوچ ہے کہ عثیر علیہ الحصۃ والسلام صحابہ کرام کے ہمراہ
بیت اللہ کا طوف کر رہے ہیں۔ مقام ابراہیم کے قریب بھی کرا آپ نے حضرت
مرزا فرما یا ہذا مقام ایسا کہ یہاں پھر ہے کہ جس پر کمزے ہو کر ہمارے جدا ہجہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو قصر فرمایا تھا۔ دیکھئے کہ طرح اللہ تعالیٰ
نے اس پر اپنی قدرت کامل سے ان کے قدوم سیست لزم کے نشانات ثبت فرمائے
ہیں۔

حضرت مژہ بے ساند کرنے کے اللاتَّ تَعْجِلُهُ نَفْلُ کے سر اول پڑھا
ہے کہ اس پتھر کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے۔ غیرہ علیہ المصلوٰۃ والسلام
ان کی یہ تناسن کر خاموش رہے کہ دین ہانا تو انہوں کا کام ہے۔ ابھی آپ نہیں دھانی
کھڑے تھے کہ جب مل امن ویں تک حاضر ہو گئے کہ عزوجو کو فرش زمیں پر پڑھا
ہے اللہ تعالیٰ وہی مرش برسی پر چاہتا ہے۔ وَاتَّخَذُوا مِنْ نَعْمَانَ الْمُغْرِبَ
نَفْلُ (سرہ بقر، ۱۷) جسیں حکم دیا جاتا ہے کہ مقام اہمایم کے قریب نماز پڑھا کر۔
گرائی قدر سامیں! حضرت عزیزی خواہش کی تکمیل آج تک ہو رہی ہے
اور قیامت تک ہوئی رہے گی۔ کسی شخص کا طواف اس وقت تک کمل نہیں ہو سکا
جب تک حضرت عزیزی خواہش اور تنہ کے مطابق حام اہمایم پر دو تکل شادا یہ
جا کیں۔

حُرُمَتِ شَوَّاب:

آپ جانتے ہیں کہ شراب کس حد تک اس محاشرہ میں رہی جسی ہوئی تھی
کوئی محفل کوئی مجلس اور کوئی ضافت اس سے خالی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت
بالذ کے ساتھ اس کی بحد تک ممانعت شروع فرمادی۔ کبھی فرمایا کہ فوائد کی نسبت
اس کے نقصانات زیادہ ہیں۔ کبھی فرمایا کہ حالتِ عبادت میں اس سے احتساب
کرو۔

حضرت عزیزی یہ شدید خواہش تھی کہ یہ خبیث شے جلد از جلد حرام کر دی
جائے۔ چنانچہ آپ نے ایک دن بڑے سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی
أَللَّهُمَّ بِئْنَ لَنَابِي الْخَمْرِ بَئْنَ لَنَابِي شَرِبِّ کے اے اللہ اس کے بارے میں واضح اور
صریح حکم جلد از جلد حلال فرمادے چنانچہ آپ نہیں کی خواہش پر انہوں کے فوراً وہی
حلال فرمادی۔ یا أَيُّهُمَا الْبَيْنَ أَتَقْتَلُ أَنْتَ الْخَمْرَ وَ أَتَبْيِرُهُ وَ أَلْأَنْصَابَ

وَالْأَذْلَامِ رِجْشٍ مِّنْ عَنْكِلِ الشَّيْطَانِ كَمَا جَعَلَهُ لَكُمْ تَفْلِيقُهُنَّ أَعْلَمُ (۱۷)

کرائے ایمان دلو! بے غلک شراب جواہت لور پانے ہاپاک اور شیطانی امال
ہے ہیں ان سے کچھ تاکریم نجات پاؤ۔ شیطان تو بھی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے
کے بب تھارے درمیان خلافت ڈالے اور جسیں نماز اور ذکر الہی سے روک
دے کیا تم اس سے رکنے والے ہو؟ یعنی جسیں ان کاموں سے باز رہنا چاہیے۔

حضرت عمرؓ آیات کے نزول سے اتنے خوش ہوئے کہ بار بار فرماتے
خداوند ہائی پرستی کا ریپ کرائے اللہ ہم نے تمہارا حکم مان لیا اور ہم ان کاموں
سے بازاً گئے بازاً گئے۔

اصلی بدو:

غزوہ بد مری جب سترہ سامہ شرکین قید ہوئے تو آپؐ نے ان کے
ہارے میں صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ پیغمبر صحابہ کرامؐ تھی کہ حضرت ابو بکرؓ بھی
ہارے تھی کہ یہ لوگ اپنے عی رشتہ دار ہیں ہو سکا ہے کل کو ایمان لے آئیں لہذا
ان پر احسان کرنا چاہیے اور فدیہ لیکر ان کو چھوڑ دعا چاہیے۔ خیربر طیبہ الحلاۃ
و السلام نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا۔

حضرت عمرؓ رائے سب سے جدا فی کہ یہ لوگ کل بھی ہارے دش
تھے آج بھی دشیں ہیں اور کل بھی دشیں ہو گے۔ یہ کفر کے متون ہیں ان کو ہرگز
حلف نہیں کرنا چاہیے۔ ان کے خون سے زمین کو رنگیں کرنا چاہیے۔ حضرت
آدمی کا فاقہ ضایہ ہے کہ یہ راستہ دار برے حوالے کیا جائے۔ سب سے پہلے میں
اس کا خون بھانے کی ابتداء کروں گا۔ خیربر طیبہ الحلاۃ و السلام نے رافت و رفت
کی بنیاد پر صد حق اکبریؓ رائے مان لی۔ اور فدیہ لیکر ان کنوار کو رما کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمادیا کہ عمرؓ رائے کی موافقت میں کتنا

ہوں۔ مگر اسی کی وجہ سے ان کو اُنکوئی لہ اُصرای ختنی پڑھن لیں الاؤ جس فریضہ نہ
عرض اللہ نہ وَ اَفَلَمْ يَرَنَ الْاَعْجَزَةَ (سرہ انفال) کے خبر سے کہ کی شان کے
مناسب یہ بات نہیں کہ ان کے بعد میں قیدی ہوں اور ان کو کلّ کر کے زمین میں
ان کا خون تباہ کرے۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو اور خدا تعالیٰ آفرت کی
بجلائی چاہتا ہے۔

گرامی تدریس میں اللہ تعالیٰ نے صحیح فرماتے ہوئے یہاں تک اڑاکا
فرما یا لَوْلَا بِكَاتَبَ مِنْ أَخْوَتِي لَمْ يَكُنْ بِنَا أَخْلَقْنَاهُ عَذَابُ عَيْنِهِمْ کہ اگر
خدا تعالیٰ کا فعلہ (عذاب نہ کرنے کا) پہلے نہ چکا ہوتا تو جو فرمیتم نے ایسا
اس کے بعد تم پر عذاب عظیم نازل ہوتا۔

ان آیات کے نزول پر رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دیکھ
صحابہ کرامؓ زار و قادر ہوئے گئے۔ آپؐ نے یہاں تک فرمایا کہ عذاب الہی امام
قریب آپکا تھا کہ میں نے الہی آسموں سے دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے رفت
فرماتے ہوئے اسے ہال دیا۔ لیکن آپؐ نے یہ جملہ بھی ارشاد فرمایا لَوْلَا تَرَلَ مِنَ
الْكَنَاءِ عَذَابٌ مَا كَيْمَانَهُ لَا عَمَرْ كہ اگر عذاب آ جاتا تو مژے کے ساکلنے
پہنچا۔

تخلیق انسان:

ذیہر علیہ الحسنہ و مسلمان پر جب یہ آیت نازل ہوئی وَ لَقَدْ تَنَقَّ
الْإِنْسَانَ مِنْ سَلَكَ لَهُ مِنْ طَيْنِ لَمَّا جَعَلَنَاهُ نُظْفَةً فِي كَوَافِرِ عَيْنِهِ فِي
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کے پہت میں انسان کے ^{پھیلی} مارچ کا ذکر رکھا
کہ اپنی قدرت کا طبق بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے جب یہ آیت صحابہ کرامؓ کو سنالے
حضرت مژہ بے ساخت پکارا تھے کہ اس کی وجہ سے اُنھوں نے الخالقین کو اللہ تعالیٰ کی

ذات بارہ کات علی احسن الائمن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمی طور پر جو مل الملن کو سمجھ کر ارشاد فرمایا کہ مژکے درے لگائے ہوئے خوبصورت بیٹے کو میں نے قرآن حادیا۔ اسے بھی آئت پڑا کے ساتھ شال کر لیجئے۔

جنتزہ صنفیق:

رسیح النّاسین عباد اللہ ابن الی جب نوت ہوا (خبر علیہ الحصۃ والسلام) سے اس کے قلص موسن بیٹے نے گزارش کی کہ میرے باپ کا جائزہ نہ حادیں شاید اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے۔

آپ نے اپنی رأفت و رحمت کی خیاد پر اس کا جائزہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا بلکہ اس کے کفن کے لیے اپنا سہارک کردیں گی مطہر، فرمادیا۔ مگر اس کی سمت پر ماضر ہو کر اس کے منہ میں اپنا سہارک لھاپ دیکھی ڈالا۔ سناق کی مرمت افرادیں کامیاب حضرت مژکے لیے ناقابل برداشت تھیں۔

میر جب خبر گئی اس کا جائزہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھنے لگے تو آپ رہنے سکے اور بڑھ کر آپ کا دامنی قائم لیا اور مرض کرنے لگے تباہ شوئ افسو اُغلى غَلُوْرُ الطُّوْرِ اے اللہ کے رسول! کیا آپ اللہ کے دشمن کا جائزہ پڑھائیں گے؟ حضرت مژکے واضح الفاظ میں آپ کو جائزہ پڑھانے سے روکا۔ مگر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی تک مجھے اس کا جائزہ پڑھانے سے منع نہیں کیا۔ آپ نے مرض کیا کہ اس کا جائزہ پڑھانے کا فائدہ بھی تو کوئی نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرے گا۔ یہ سناق ہے دشمن خداور رسول ہے آپ ستر رجہ بھی اس کا جائزہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہیں فرمائے گا۔

میر جب آپ کیا ز جائزہ پڑھا پچے (اللہ تعالیٰ نے قرآن ہازل فرمادیا۔

اَنْتَخْبِرْنَاكُمْ اُولَاءِ نَسْخِفْنَاكُمْ اَنْ تَنْسَخِرْنَاكُمْ سَيِّئَنَ مَرْءَةٌ فَلَنْ يُنْسَخِرْنَا
لَهُمْ (سر اور) کہ آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا شماں مانگیں برداشت ہے اگر آپ ان
کے لیے ستر مرچ بھی بخشش مانگیں گے تو بھی خدا تعالیٰ ان کو ہرگز نہ منٹھے گا۔ پھر اس
تعالیٰ نے حضرت عزیزی سرافحت فرمائے ہوئے آئندہ کیلئے قانون عادیاً لاؤں
عَلَى أَخْيُوبِنَهُمْ مَا كَانَ وَلَا تَقْتُلْ عَلَى قُتُلٍ كَرِيمٌ کہ ایسے مانگنے کا نہ آپ
جازہ پڑھیں اور ان کی قبر پر کفرے ہو کر دعا مانگیں۔

الف) حدیث:

خبر ملیہ الحلاۃ والسلام کی روایہ مطہرہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر جب
سالمن نے بہان لگایا تو آپ کافی حوصلہ سخت پر بیٹھن رہے۔ آپ نے اس
حصن میں خفجت بجا پہ کرام سے مشہود کیا کر گئے اب کیا کرنا ہا ہے۔ حضرتؓ
سے جب آپ نے اس سلسلہ میں بات کی تو وہ عرض کرنے لگے اے اے
رسول! گھے یہ تابے مَنْ ذُرْجَحَكَهَا؟ آپ کے ساتھ لام کے لیے ماںؓ
اتھاب کس نے کیا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے۔ حضرتؓ
سکرائے اور عرض کرنے لگے اگر عائشہؓ پر کرو دہوئی تو وہندہ تعالیٰ آپ کے نام
کے لیے اس کا اتحاب ہی کیوں کرتا؟ لوگ کہتے ہیں تو کہتے رہیں ہماری کیا بحال
کر ایسی کوئی بات زبان پر لا گیں۔ عَمَّا يَكُونُ لَكَ أَنْ تُكَلِّمَ بِهَذَا بَهْنَكَ
لَهْنَا بَهْنَكَ خَبِيرْتُمْ کہ ہماری بحال یعنی کہ ایسی بات زبان پر لا گیں۔ پاکی ہے اللہ
تعالیٰ کے لیے یہ تو بہت بڑا بہان ہے۔

مگر جب اللہ تعالیٰ نے سورہ نہر کی آیات اسی اسار کو حضرت عائشہؓ پر برأت
ہاں زل فرمادی تو لوگوں کو سمجھی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ افواہ سن کر صحیح دہی
کہنا چاہیے تھا جو حضرت عزیز نے کہا تھا۔ وَلَوْ لَا مَا دَسَّتُمْ مُؤْمِنَةً فَلَقُومٌ عَمَّا يَكُونُ لَكُمْ

آن نَكْلَمْ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بِهَنَانَ عَظِيمٌ (سورة زمر) کے جب تم یہ دھنو سنا تو کیوں نہ کہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایک بات زبان پر لا سیں۔ پاکی ہے اللہ کے لئے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

خوب فرمائیں! اک طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کے ہولے ہوئے جعل کوہ بہتر آن کا حصہ بنایا کہ بازیل فرمادیا۔

گرامی قدر سامیجن! کب تفسیر و حدیث میں اس کے علاوہ بھی بہت سے واقعات موجود ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی موافقت فرمائی۔ خوف طوالت کیجئے سے ہم نے چند واقعات پر اکتفاء کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہمیں موافقت فرمائی:

بیشتر عقاید پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی موافقت فرمی اسی طرح بہت سے ایسے موقع بھی ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے بھی آپؐ کی موافقت فرمائی۔ مثیل نہ ہوتا از فرد اے میش خدمت ہیں۔

جفت کی بہلوت فہ دیں:

ایک دفعہ تغیریطی الحزلہ والسلام صحابہ کرامؓ کی مجلس سے اپنا ک اندر کر پہنچے گئے۔ جب کافی دریک آپؐ والیں تحریف نہ لائے تو صحابہ کرامؓ کو تشویش ہوئی۔ بعض صحابہ کرامؓ حالات کی نزاکت سے اتنے عکسر ہوئے کہ آپؐ کو ذمہ دلانے کے لئے لکھل پڑے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کو علاش کرنا کرتا ایک بارگی کی چار دیواری کے بینہ میں آپؐ کی علاش میں اس بارگی کے اندر جانا چاہتا تھا مگر بجلت اور پریشانی میں مجھے اس کا دروازہ نہیں سکا۔ چنانچہ پانی کی نال کے سوراخ سے میں ریک کر اندر داخل ہو گیا۔ فاختھرست ہجتا

یخیزِ اللطف میں نے اندر جا کر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور وہ کو
تینگ میں مسرف ہیں۔ میں نے ساری بات عرض کی تو آپ نے فرمایا مگر ان کی
کافی بات نہیں۔ یہ سبی دلوں جو تباہ نشان کے طور پر لے جاؤ اور جو شخص بھی
کفر طیبہ کی شہادت دینے والا ہے اسے جنت کی بیمارت سنادو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے لئے مبارکین اغا کر خوشی
خوشی لوگوں کو جنت کی بیمارت سنانے کے لیے آ رہا تھا کہ سامنے سے مجھے حضرت
مر فاروقؓ آتے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا فاقلان نَعْلَمْ رَسُولُ الْفُطْحِ فَلَمْ يَأْتِ
عَلَيْهِ وَوَلِمْ کہ یہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے لئے مبارکین دیکھ ہر کو گو
جنت کی بیمارت سنانے کے لیے بھجا ہے۔ سب سے پہلے آپ یہ بیمارت قبول
فرما گئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ زمانے میں کہ یہ خوشخبری
لوگوں کو نہ سناؤ اور آپ کی خدمت میں میرے ساتھ داہم چلو۔ میں نے کہا ہرگز
نہیں میں تو مدینہ خودہ کی گلی گلی میں ہر کل پڑھنے والے کو یہ خوشخبری سناؤں گا۔
لقریب علیٰ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ حضرت عمرؓ نے میرے ہاتھ پر ایسا
ہاتھ مارا کہ میں سرین کے مل نیچے جا پڑا۔ کائجھٹ پالیٹکا و اور میں زور زدہ
سے رو نے لگا۔ پھر میں روتا رو دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا یہ پہ
سے حضرت عمرؓ نیچے گئے وہ عرض کرنے لگے رہائیں کائب و ایمن انتہ
کائناً هر بیرون کا بیکھڑک کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا آپ نے یہ
خوشخبری سنانے کے لیے ابو ہریرہ کو لئے دیکھ بھجا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں میں
نے بھجا ہے" حضرت عمرؓ نے گئے کہ لوگ تو ہر چم کے سو بندوں ہوتے ہیں بھن لوگ
یقیناً یہ خوشخبری سن کر احوال سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ بس کلے پڑھا اور جنت
کے امیدوار ہو گئے۔ آپ یہ خوشخبری عام نہ کریں لوگوں کو احوال کرنے دیں۔

لَئِنْ أَنْعَشَى أَنْ يَتَكَبَّلُ النَّاسُ مَعْلَمَهَا لَخَلِيلَهُمْ يَعْتَلُونَ بِهِ آپ نے حضرت مژہ کی موافقت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ابو ہریرہؓ میرے جوتے رکھ دو اور یہ خوشخبری کہ سنا ذکرِ خلیفہ یعنی علیؓ انہیں اعمال کرنے دو۔

گرامی تدریس میں! غور فرمائیں وغیرہ طبقہ المصلوٰۃ والسلام نے کس طرح حضرت مژہ کے مشورہ اور رائے کی موافقت فرمائی۔

اذان کا مشوروہ:

جب نماز فرض ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ لوگوں کو نماز کی طرف جانے کے لئے کیا کسنا چاہیے تاکہ سب لوگوں کو نماز ہبھاعت کی الملاٹ ہو جائے۔ بعض نے کہا کہ نماز کا وقت ہونے پر ناؤں بھالیا جائے۔ آپ نے اسے ناپسند فرمایا کہ یہ فارغی کا طریقہ ہے۔ بعض نے کہا اوقت بھالیا جائے آپ نے اسے بھی ناپسند فرمایا کہ یہ بہدوں کا طریقہ ہے۔ کسی نے کہا کہ اونچی جگہ کڑے ہو کر آگ جلانی جائے۔ آپ نے فرمایا یہ تو نجس کا طریقہ ہے۔ کسی نے کہا کہ ایک آدمی ہماگی ہوا پورے شہر کا پچکر لگائے اور زور سے الصلوٰۃ الفضله کی آواز لگائے آپ نے فرمایا کہ پھر اس کی نماز تو یقیناً صالح ہو جائے گل۔

حضرت مرجحیف لائے اور عرض کیا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ ایک فرش خیاڑ پر چڑھ کر اس طرح اذان دے رہا ہے۔ آپ نے اس بات کی موافقت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ عرب ایک مکالمہ بھال کو سکھا دو۔ وہ بہر نماز کے مدت اسی طرح اذان دیا کریں گے۔

(سنہٹ شریف میں ہے کہ بعض دیگر صحابہ کرام تو یہی اس طرح کا خواب آیا)

سواریں ذیع نہ کفریں:

غزوہ تھوک میں صحابہ کرام اپنے سماں بھی کا ٹھہرائے تھے۔ تمیں ہزار کھانے
تھے اور کھانے پینے کی اشیاء کی شدید نگت تھی اسی لئے اس غزوہ کا نام "یعنی
العمرہ" پڑ گیا۔ شدت بھوک کی وجہ سے صحابہ کرام نے آپ سے سواری کے اونٹ
ذبح کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی۔

حضرت عزیز نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! ایسا نہ کریں اس طرح تو سارے بیان
کم ہو جائیں گی۔ آپ نظر میں سے کھانے پینے کی سب اشیاء معنی فرمائیں،
برکت کی دعا مفرادیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو قبول فرمائے گے۔ چنانچہ آپ
نے حضرت عزیز کے مشورے کے مطابق صحابہ کرام کو حکم دیا کہ ایک درخواں پر
سے چند ریتیں کھج کر دیں۔

سب صحابہ کرام نے اس ہونے سے درخواں پر اشیائے خوردہ لاش بیان
فرمادیں۔ کوئی ملی بھر جو لایا تو کوئی ملی بھر کھو ریں لایا۔ کوئی روٹی کا کھوا وہاں ات
کوئی خالی گھٹلیاں لایا۔ اس طرح ایک چھوٹا سا ذہیر لگ گیا۔ پھر آپ نے صلی
برکت کی دعا مفرادی اور پھر ارشاد فرمایا *أَخْلُقُوا إِلَيْنَا الْمُنْتَهَى كُمْ أَوْ أَهْرَأْنَاهُ إِلَيْنَا*
ہر ان بھر لو۔ صحابہ کرام نے اپنے قیلے تو شد ان اور سب برتن اس خفافے بھر لے
ختی مانثرا کو اپنی المفتکر و عکاء را لامکنٹوہہ بیان لکھ کر پورے نظر میں کلی
ہمنگی خالی نہ رہا اور لفڑت لفڑلہ اور درخواں پر ابھی سامان موجود تھا۔

یہ علمبر علیہ الحصۃ والسلام کا میجرہ تھا۔ جس کے ظہور سے صحابہ کرام ہمیں
کے خود آپ بے انتہا خوش ہوئے اس موقع پر آپ نے فرمایا *إِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ* اور
اللَّهُ أَكْبَرُ إِنَّمَا يَشْأَى مَنْ يَشْأَى (سلیمان)

حسبنا کتب اللہ:

مرض الوفات میں آپ نے ایک دن حاضرین مجلس سے فرمایا کہ قلم دوائی لے آؤں میں جمیں کہم صحیح لکھوانا پڑتا ہوں تاکہ تم پرے بعد گراہن تو سکو۔ پس کر ایں مجلس اختلاف کرنے گے۔ حضرت مولیٰ نے کہا کہ آپ سخت پیار ہیں اور دند کی شدت ہے ایسی خالت میں تلقیف دینا مناسب نہیں ہے ختنہ بیکھب افسوس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ (معصود یہ تھا کہ آپ کوئی نبی چیز تو لکھوائیں کے نہیں زیادہ سے زیادہ کسی چیز کی تائید فرمائیں گے)

بعض ایں مجلس کی رائے یعنی کہ قلم دوائی لا کر لکھوائیں چاہیے۔ جب کچھ شور سا ہونے گے آپ نے سب کو چلے جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نہ چار دن تک زندہ رہے مگر آپ نے میر قلم دوائی طلب نہ فرمائی اور حضرت عزیزی صرف اوقات فرمائی۔

غیرت ایمنی:

سموئیل اور یہیم ہونے کے علاوہ آپ کی ایک اور نیا یا خصوصیت یعنی کہ آپ کے اندر غیرت ایمانی کا چذب کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بارہا یہیے موقع آئے کہ آپ چذب ایمانی سے مر شار ہو کر ترب اٹھے اور جہال میں آگئے آپ ایڈاہو میں الکفار کا یورا پورا اظہر تھے۔

* فرمودا احمد کے موقہ پر جب ابوحنیان نے غیرت علیہ الحسنة والسلام حضرت ایکر ڈاگر حضرت مولیٰ کے ہارے میں سوال کیا کہ اگر وہ زندہ ہیں تو جواب دیں۔ حضرت مولیٰ ترب اٹھے اور آپ سے جواب کی اجازت مانگی مگر آپ نے سچ فرمادیا۔

بھر جب اس نے ایک شر کی نفرہ "اَغْلُلُ هُبَّلٌ" لگایا تو حضرت عمر مخاکیز
صبر لبر رن ہو گیا اور آپ سے اجازت پا کر زور دار انداز میں اس شر کی نفرہ کا جواب
دیا "اَللّٰهُ اَعْلَمُ وَ اَجَلٌ" کہ اللہ تعالیٰ ہی بلند و بالا ہے۔ بھر ابو سفیان نے کہا کہ
عَزِیٰ وَ لاْعَزُّ الْكُنْ هارے ساتھ عزیٰ کی مدد ہے تمہارے ساتھ اس کی مدد نہیں
ہے۔ آپ نے تراپ کر جواب دیا کہ مُؤْلَى وَ لَا مُؤْلَى لکھن ہارے ساتھ اللہ
تعالیٰ کی مدد ہے جو تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ بھر وہ بولا یوْمَ يُنْزَعُ الْفَلَاحَ اَوْ
كُلَّا كُنْ سَوَاءٌ کہ آج کے دن ہم نے بدر کے دن کا بدلہ لے لیا۔ تمہارے اور
ہمارے محتول برادر ہو گئے۔ آپ ہمے براہر ہرگز نہیں ہوئے۔ فَلَمَّا كُنَّ إِلَيْ
النَّارِ وَ قَلَّا نَارُهُ فَجَعَلَهُمْ تَهَارَ مَعَنْهُمْ مُنْزَعِينَ اور ہمارے محتول جن
میں پہنچے۔

☆ عبد اللہ بن الی مخافی کے مذاقہ نے کروار کو دیکھ کر آپ نے فوراً کموار بہر
ٹالی لی اور فرمایا کہ اجازت ہوتی میں ابھی اس کا سرتون سے جدا کر دوں۔ مگر آپ
نے سچ فرمایا کہ لوگ بھی گئے کر جو اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہے ہیں۔ آپ سن
چکے ہیں کہ اس کے جذازے پر بھی آپ نے غیرت ایمانی سے مرشار ہو گئے خیریں
خاطریہ علم کا دامن قائم کیا تھا۔

☆ حضرت حاصب بن الی مخافی کا بھیجا ہوا خط جب پکڑا گیا تو حضرت مز
نے فوراً کموار بھیجن لی۔ اور فرمایا کہ یہ تو مذاق معلوم ہوتا ہے میں ابھی اس کا سر
اڑاٹا ہوں مگر آپ نے سچ فرمایا کہ یہ بدری صحابی ہے بدر کی بھی سے کل کر کدن
بن چکا ہے اس کے اندر مذاق نہیں ہو سکا۔

جنت کا محل:

ایک سوچہ ہر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت کے لئے

ایک خوبصورت اور پر ٹھوہر گل دیکھا تو سوال کیا یعنی ہلا، الفقر کے محل کس کا ہے؟ مجھے تباہ گیا کہ یہ محل حضرت مربن خطاب گا ہے۔ میں نے اس محل کو اندر جا کر دیکھنے کا ارادہ کیا۔ میں کیا دیکھا ہوں کہ اس محل کے ایک جانب ایک حورت دخوا کر رہی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اندر جانا چاہتا تھا کہ مجھے حضرت عمرؓ کی غیرت یاد آگئی اور میں نے اندر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ لئکنی عذراً یہ سن کر حضرت مزدوج نے لگے اور عرض کی اگلینک اخبار نماز مُذُول الفو. اے اللہ کے رسول! کیا میں آپؑ پر غیرت کروں گا؟ (بخاری)

یہ جسد کا محل مجھے آپؑ ہی کے قش قدم کے مغل نہ ملا ہے اگر آپؑ بھرے گل میں پڑے جائے تو اس کی روشنی دو بالا ہو جاتی۔

دفتہ تہبی:

آیتِ ۱۰۷ء مغلِ الکفّار ہونے کے ساتھ ساتھ آپؑ انجامی نرم دل اور رقیٰ الحلب بھی تھے۔ تادتِ قلبی اور رحمتِ دل آپؑ کے اندر نام کی بھی نہ تھی۔ انجامی مسؤول باتوں سے قلب پر اتنا اڑ ہتا کہ نساؤ جاتے۔

☆ ایک دفعہ خبر علیٰ الحسلہ واللام کے ہل تحریف لے گئے دیکھا کر آپؑ ایک چنبل پر لئے ہوئے ہیں اور کرے میں انجامی مسؤول سامان ہے۔ دھوکہ کرنے کے لیے ایک لوہا پانی پینے کے لیے ایک یوالہ ہے۔ ایک حملی میں خلک خود موجود ہیں اور ایک مشکنہ پانی کا لکب رہا ہے۔

آپؑ کے گمراہی میں کائنات دیکھ کر حضرت مزدوج کے دل پر ضربِ گل اور رونے لگے آپؑ نے رونے کا سبب یہ چھا تو مرض کیا کہ یہ صرد کسری خدا کے دین کے دشمن ہو کر تو انجامی میں و آرام اور حیرے کی زندگی گزاریں اور آپؑ دو جہاں کے سردار ہو کر اس مفتر اور محل میں گزارہ کریں؟

ہر آپ نے تسلی دی گوئیک قرم عجّلَ لَهُمْ خَلِّيَّا تُهْمَمْ کر ان
بوجوں کو اس نے جو کچھ دینا قابس اسی دنیا میں دے دیا آخرت میں ان کے لیے
لے کریں کل آسائش و آرام نہیں ہے۔ اعْلَمُ حَسْنٍ أَنْ لَكُونَ لَهُمُ اللَّذِيْنَ
الْأَخْيَرَةُ؟ اے مراد تو اس بات پر راضی نہیں کہ انہیں دنیا میں جائے اور میں آخرت
مل جائے؟

☆ ایک دفعہ جماعت کرتے ہوئے آپ نے حمزة ہبھ شروع کی۔ جب
حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ سے لکھا ہوا یہ درود بھرا جملہ حلاوت کیا "بِهَا تَسْفِی
عَلَى مُؤْسَفٍ" تو روتے رہے تھیں بندھ گئی اور آگے حلاوت چاری نر کوہ کے اور
اسی مقام پر درکوئی کرو دیا۔

☆ ایک دفعہ قرآن مجید کی یہ آیت سنیں ایں! عَذَابٌ رَّبِّیْکَ لَوْبَعَ کر بے
شک اللہ کا عذاب ضرور واقع ہوگا تو خوف خدا کا انتقامیہ ہوا کہ پھر ایک مجید پیدا
رہے۔ اور خوف خدا سے لرزہ براندھاں رہے۔

شیطان کا فرقہ:

ایک دفعہ ایک جھٹی لوٹی آپ کی اجازت سے آپ کے سامنے دف بھا
کر اپنی مت پھری کر رعنی تھی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قوہ اسی طرح دف بھائی ری
ہر حضرت علیؓ آگے نہیں تضرب کر دف بھائی رعنی تھا کہ عَفَانُ رَهْن
تضرب ہر حضرت ہلّا ٹھاں آئے تو وہ اسی طرح دف بھائی رعنی لَمَّا دَخَلَ مَحْمَرَہ
حضرت عمر حنفی لائے کالثیرۃ الذی تَحَقَّقَ رَبِّیْهَا لَمَّا دَخَلَ عَلَیْهَا تو
اتنی خوف زدہ ہو گئی کہ وہ دف اپنے نیچے چھا لیا اور خود اس پر بیٹھ گئی۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کمر کرنے اور ارشاد فرمایا این الشیطان لَمَّا خَلَّ بَشَکَ بِهَا عَمَر
اے مراد بے شک شیطان تھوڑے خوف کھاتا ہے (ترفی: ملحوظہ)۔

☆ آپ نے ایک سوچ پر ارشاد فرمایا۔ انہیں الحکاب واللہی نہیں بیتم مالئیکت الشیطان سالک لعنت ہے۔ لکھ لجاؤ غیر لعنک (ہندی) اے عمر! مجھے اس ذات کی حم ہے جس کے قدم میں صبری جان ہے۔ شیطان تجویز سے اتنا ذرتا ہے کہ جس راتے پر تو آرہا وہ خوف کے مارے۔ راستہ بھی پھرور دنما ہے۔

عمرؑ کی ذہن:

آپ سلیمانیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ وحیع الحق علی ایشان عمر (رزقی) کہ مریٰ زہان پر اللہ تعالیٰ نے حق جاری کر دیا ہے۔ یعنی عمر جو کچھ بھی کئے گا وہ حق ہو گا۔

رسول اللہؐ کی خواب:

☆ آپ نے ایک دفعہ خواب میں خلقِ کمال کرام کو دیکھا کہ ان کے وجود پر خف سائز کی زمینی ہیں۔ کسی کی لمحیں سیدھے ہے؟ کسی کی کریک اور کسی کی پنڈلیں ہک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے مرگ کو دیکھا۔ اللہ یہ لوتیں یعنی پھرڑہ کہ ان کی لمحیں ان کے وجود کو کھل طور پر دھانپے ہوئے ہے حتیٰ کہ زمین کو گھوڑی ہے۔ صحابہ کرام نے سوال کیا۔ اٹکت یا رسول اُنہوں اُنہوں کے رسول! اس کی تبیر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ "اللہ یعنی" یعنی جتنا کسی کا دین کے ساتھ تعلق ہے اتنی یعنی اس کی لمحیں ہے اور مرگ کو بادین میں دو بے ہوئے ہیں۔ (خلنیہ)

☆ ایک دفعہ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کے سامنے دو دھنپیٹل کیا گیا آپ نے نوش فرمایا حتیٰ کہ اس کی تری آپ کے ہاتھوں ہک آگئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ نازلۃ اللہ عمر بھر میں نے وہ بیالہ مرگ کے احسوس میں دے دیا اور

انہوں نے بعید دوڑھ نوش فرمایا۔ صحابہ کرام نے سوال کیا۔ فَمَا أَرْتَنَا يَهُزُّنَ
اھرواء اللہ کے رسول! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "الْعِلْمُ" کہ اس کی
تعبیر علم ہے یعنی حضرت غفرنے مجھ سے خوب کب علم کیا۔ (حنفی میں)

☆ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنے جوں پر کہا
ہوں اور ذول بھینچ کر لوگوں کو پانی پا رہا ہوں۔ پھر وہ ذول حضرت ابو بکر صدیقؓ
دیا گیا اور انہوں نے لوگوں کو سر اب کیا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے ذول بھینچ
میں کچھ ضعف تھا۔ پھر وہ ذول حضرت مریمؓ دیا گیا انہوں نے پوری قوت سے ذول
بھینچا اور سب لوگوں کو خوب سر اب کیا۔ یہاں تک کہ لوگ پوری طرح سر اب وہ
کر سکتے ہو گئے۔ (حنفی میں)

(اس خواب میں حضرت مریمؓ خلافت اور کائنات کی طرف اشارہ ہے)

وہکت نبوی لود حصر:

حضرت مریمؓ اگرچہ انہیاں مخصوص دول کے مالک تھے۔ بڑے بڑے ٹکلیں
لہات کر کھدہ پوٹال سے تکول کرنے والے تھے۔ مگر تغیرت علیہ الحصۃ والام کی
وقات حضرت آیات کا صدمہ برداشت نہ کر سکے اور ہوش دخواں کو بینچے لگی
کوارہاتھو میں تکلر صحابہ کرام کے بیچ میں لمبا شروع کر دی اور فرمائے گئے میں
قالَ إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُنْدَاثَةَ سَأَخْرِبُ عَنْقَهُ كہ جو شخص
یہ کہے گا کہ حضرت ~~بھینچتا~~ دفات پا گے جیسے تو میں اس کی گردان اڑا دوں گا۔ صحابہ
کرام دم بکرو تھے اور کچھ کہنے کی جمارت نہ کر سکتے تھے بعد میں حضرت سیدنا
ابو بکر صدیقؓ نے آم کر اس صورت حال پر قابو بایا۔

(حضرت مریمؓ یہ بیکب صورت حال ان کے مخفی نہیں کی غمازی کرتی ہے۔)

بیت ابو بکر اور صیدقا عمر

خبریں احصڑہ والسلام کی وفات کے بعد خلافت و جاشنی کا فیصلہ کرنے کے لئے جب انصار مجید نبی ساحدہ میں تھے تو حضرت عمر بن الخطب حضرت ابو بکر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی معیت میں فراہم پیش کر کیں ایمانہ ہو کہ ٹبلت میں انصار کوئی نکلا فیصلہ کر نہیں اور بعد میں وہ تھے کا سبب بنے۔

انصار کا سبق یہ تھا کہ خلافت و جاشنی کی معادات ہیں میں میں چاہیے جبکہ بہادرین قریش کا سبق حدیث نبوی کی روشنی میں یہ تھا۔ الائعة و من قرآنہ کر ظفہ اور امراء قریش میں سے ہو گے۔

حضرت عمر نے اس ساری صورت حال کو سنبھالا اور حضرت ابو بکرؓ کی تھی نصیبات نص قرآنی سے ہیں فرمائیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قابوں کی
الْعَلَافِيَ الظَّلَامِ کے جمل میں حضرت ابو بکرؓ اور خبیر طیہ احصڑہ والسلام کا ہائل قدر
دیا ہے۔ دوم یہ کہ اذ يَقُولُ لِهَا لِيَمِّ لَا تَخْرُنْ کے جمل میں حضرت ابو بکرؓ
خبیر طیہ احصڑہ والسلام کا صاحب خاتم فرمایا ہے۔ سوم یہ کہ ان احادیث میں کے
جمل میں حضرت ابو بکرؓ اور خبیر طیہ احصڑہ والسلام کے لئے اپنی معیت خاص کا ذکر
فرمایا ہے۔ طاہہ ازیں آپؐ نے جو فرمایا کہ خبیر طیہ احصڑہ والسلام نے اپنی
نیاں میں حضرت ابو بکرؓ کو اپنے محل پر کھرا کر کے طارالام ہادیا۔

ہمارے آپؐ نے سب حاضرین ہے فرمایا کہ ہم میں سے کون ہے جس کے
امد پر خوبیں ہوں؟ ظاہر ہے کہ جب ناز ہے وہی کام میں ابو بکرؓ ہمارے امام
ہیں اور دنیوی امور میں بھی بھی امام ہوں گے۔ ہمارے ہم ایسے ابو بکر کا ہاہنا دست ہمارک
دعا ہے ہم آپؐ کے ہاتھ پر بیت کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں

النامہاری بیعت کرتا ہوں کیونکہ آٹھ آفوانی متنی تم مجھ سے زیادہ قوی اور سطہرا ہو۔ حضرت عمر رضیتے گے ان لوگوں کی لئے لفضلک کر سیری قوت آپؐ کی فضیلت کے ساتھ کام کرے گی۔ یعنی فضل تو امیر ہو گا اور اقویٰ اس کا ذر ہو گا۔

اس کے بعد سب حاضرین نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی شروع کر دی۔ اور حضرت ابو بکرؓ باجماع مهاجرین و انصار ظیفہ منصب ہو گئے۔

بیعت خاصہ کے بعد دوسرے دن بیعت عامہ ہوئی اور حضرت علیؓ نے عالمہ الناس کے سامنے پھر حضرت ابو بکرؓ کے فضائل بیان فرمائے کہ لوگوں کو آپؐ کی بیعت کی ترمیب دی۔ اور پھر حضرت ابو بکرؓ سے عرض کیا اضفید المنشی کہ منیر، تحریف لا یعنی، حضرت ابو بکرؓ نے ناہل کیا تو آپؐ نے اصرار کیا۔ اب حضرت ابو بکرؓ منیر پر چڑھے گر جس وجہ پر تغیری طیہ المصلحتہ والسلام بیٹھا کرتے تھے اس کو پھر کرایک وجہ نیچے بیٹھے اور عامہ سلمیں نے آپؐ کی بیعت کی۔

خلافت سیدنا ابو بکرؓ کے زمانہ میں حضرت عزیزان کی مراد بن کران کے وزیر بادھیر اور شیر خاں رہے۔ وہ نکارہ بھی قابل دید تھا جب لکھر اسامہ میں رواںی کے لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ خود بعام جرف میں تحریف لے گئے۔ حضرت امامہ کوسوار کیا اور خود پاپیا وہ چلتے ہوئے ان کو صحیح فرماتے جا رہے تھے۔ آپؐ نے انتہائی رفت آئیں لہجے میں فرمایا کہ اسامہ امیر رہے اور پھر خلافت کی قسم زندگی آ جگی ہے۔ میریاں فرمائے حضرت عزیز کو میری سعادت و مشادرت کے لیے میرے ہاں رہنے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ حضرت اسامہ نے اجازت دے دی۔

حضرت سیدنا عمر حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ دینے متورہ واپسی لوٹ آئے۔

حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں جتنے فتوں نے سر الخایا حضرت عزیز

نے ان کی سرکوبی کے لئے آپ گاہ پر ساتھ دیا۔
 جب بچہ نجاست میں خداو خواہ صحابہ کرام میں ایک کثیر تعداد شہید ہو گئی تو حضرت
 ررضی خدا کو یہ فرمائی گئی ہوئی کہ اگر اسی طرح خداو اور قرآن، شہید ہوتے رہے تو
 کہنے تو آن محبود کا بھوٹ حصر خانگی نہ ہو جائے۔ آپ نے حضرت صدیق اکبر گو شورہ
 یا اکثر آن محبود کو کتابی محل میں جمع کر دیا جائے اور اس کی خاصت کا پروپر انتظام
 کیا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پہلے اس کام سے انکار کیا مگر حضرت مزؓ کے ہار بار توجہ
 مانے اور اصرار کرنے سے اتنا شرح صدر ہو گیا اور انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ
 کا آن محبود کتابی محل میں جمع کرنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت زید بن ثابتؓ نے حضرت
 مزؓ حیثیت میں یہ کام فرما دیا اور تحمل سمجھ پہنچا دیا۔ اس طرح جمع قرآن جیسا
 حیثیم کا نام حضرت مزؓ کے شورہ اور معاویت سے انہام پڑیا ہوا۔

کسی شاہر نے کیا خوب کہا ہے۔

مزؓ جوی ۔ مزؓ جماعت ۔ مزؓ جانباز ۔

مزؓ قوی ۔ مزؓ قوت ۔ مزؓ ممتاز

مزؓ حدیث ٹھاٹ ۔ مزؓ حکایت شیخیہ

مزؓ فائدہ فردات ۔ مزؓ قصہ تو قیر

مزؓ دقار تیادت ۔ مزؓ شکوه جہاد

مزؓ مجاهد بے ہاک ۔ مزؓ بندہ آزاد

مزؓ قول ۔ مزؓ قابل ۔ مزؓ ستیول

مزؓ دعائے حسین ۔ مزؓ مراد رسول

١٦:- شان عمر هاروق (۹)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالٰمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى مَنْ حَابَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اتَّخَذَهُ أَهْلَهُ
سَهْلٌ وَّحَافِظٌ لِأَهْلِهِ وَرَحْمٌ لِلّٰهِ وَرَحْمٌ لِأَهْلِهِ اللّٰهُمَّ فِيمَا
عَلَّمَكَ الرَّبُّ الْعَزِيزُ وَرَحْمَةُ الْعَلِيِّ بَعْدَ أَهْلِهِ وَأَهْلَهُ لَمْ يَعْلَمْ
مِنَ النَّبِيِّنَ الرَّجِيعَ يَشِيعُ اللّٰهُ الرَّحْمَنُ الرَّجِيعُ وَمَحَمَّدُ اللّٰهُ الْيَقِينُ أَتَرَا
مِنْكُمْ وَغَيْرَهُمْ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِمْ فِي الْأَزْوَاجِ كُلُّمَا اتَّخَلَّفَ الْأَئْمَاءُ
مِنْ كِتَابِهِمْ فَعَلَ (سَرَارُونْ). صَلَوةُ اللّٰهِ الْعَظِيمِ

کسی قدر سمجھیں! آج میں آپ کے سامنے ظیہور ہاں سہنا مر ہوئے
رضی اللہ عنہ کی خلقت شان اور نعمیت کے ابے میں کچھ خوش کرنے کی سعادت
حاصل کروں گا۔

خلافت:

اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر اہل الحجۃ و اہل مال صادقین میں
حکمت و خلافت دینے جو وصہ فرمایا ہے وہ جس طرح حضرت سہنا صدیق اکبر
کے حق میں پڑا ہوا اسی طرح سہنا حضرت مر قاروئی رضی اللہ عنہ اور آپ کے
بعد حضرت سہنا ہٹھن رضی اللہ عنہ اور حضرت سہنا علی کرم اللہ وجہ کے حق
میں بھی پڑا ہوا۔ اللّٰہ تعالیٰ ایسے حالات و اسابیب پر افرما تے رہے کہ نبیر و دان
حضرات کو خلافت میں کسی نور و صہیلی پڑا ہتا گیا۔

حضرت ابوکرد صدیق نے اپنی ہماری میں بعض شخص صحابہ کرام سے طے
کر کے اپنے بعد حضرت سہنا مر قاروئی رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے ۷۲۷
فریاد کیا۔

بعض صحابہ کرام نے یہ خدشہ خاہر کیا کہ حضرت مسیح مسنت جراث ہیں
حضرت ابو بکرؓ نے جواب فرمایا کہ جب اسکے کندھوں پر بار خلافت آئے گا تو خود
بوزم ہو گا۔ چنانچہ جب آپ نے اگوا پنے اس ارادے سے مطلع فرمایا
تھے حضرت مسیح انصاری اللہ عزوجلہ علیہ السلام کے طبقے خلافت والامات کی
ضرورت نہیں، مجھے رہنے دیجیے۔ یعنی کہ حضرت ابو بکرؓ اُنکوں میں آنسو آگئے
ہوں ارشاد فرمایا کہ نیک ہے جسے خلافت کی ضرورت نہیں وہیکوئی لئا خاجہؓ
انکے لیے جن آج خلافت کو تحریکی ضرورت ہے۔ تحریک موجودگی میں کوئی اور شخص
مجھے یہ بارہ لامائی اخانے کا اہل نظر نہیں آتا اس لیے یہ ذمہ داری تو نے یہ اخانی
ہے۔ اس طرح آپ حضرت صدیقؓ اکبرؓ اس درود مختانہ گزارش کے سامنے
خاہش ہو گئے۔ خلافت کی عصیم ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے آپ ہار بار حملہ
کرتے تھے کہ کاش یہ بوجہ میں نہ اخانا ہے اتنی عصیم ذمہ داری ہے کہ اسکی بجائے
اگر بھری گروں اتنا روی جاتی تو ہمارے لیے آسان تھا۔

صویقؓ اکبرؓ وفات کے بعد آپ نے اپنے اولین خطبے میں بھٹایے
اطلاق فردا یا منزٰ ر آیی میلکتم وقیعِ راغبو بمحاجا قلیقہ کونہ لوگو! بھری جلالت ملیع
سے خوف زدہ نست ہوتا اگر بھرے احمد کا لکھ رہی دیکھو تو اسے پہنچی جدائی کے
ساتھ درست کر دیا۔ بیچ میں سے ایک عام سا آدمی کھڑا ہوا اور اپنی ٹھنگی کووار نظاہ
میں برا کر کئے تھے اللہ عزوجلہ علیہ السلام کے راغبو بمحاجا قلیقہ کونہ میں یعن تو سُورہ
الثعلبی حتم اگر آپ کے احمد کوئی کبھی پائی گئی تو ہم تھے اپنی کوواروں کی دعا سے سیدھا
کریں گے۔ فخرِ عُمرؓ یہ جلد من کہ حضرت عمرؓ انجامی خوش ہوئے اور فرمائے
گئے الحنفی اللہ عزوجلہ علیہ السلام میں ایسے جو احمد اور عذر لوگ بھی موجود ہیں ممن
نکوؤم عُمرؓ بختو سیفہ جو عمر کو اپنی کووار سے سیدھا کر لے کا عزم رکھتے ہیں۔

حسین اسلام:

آپ نے ملکت اسلامیہ کا جدید خطوط پر انجامی احسن انظام فراہم کیا۔ ملکت کو مختلف مسوبیں میں تقسیم فرمائی انجامی عادل اور حق گورنمنٹ کی فرمائی۔ آپ نے گورنر اول کا انتھار شان و شوکت اور خود پروری سے ختم منش فرمایا۔ ایک لیے یہ لازم قرار دیا کہ وہ انجامی سادہ کپڑے پہنیں گے اور انجامی سادہ خدا استعمال کریں گے تاکہ کسی غرب کی دل تیکنی نہ ہو۔ اور عموم اپنے لوار اگر درمیان فاصلہ محسوں نہ کریں۔ آپ نے انکو اعلیٰ نسل کے گھوڑے پر سواری کرنے سے اور دروازہ پر دربیان رکھنے سے بیٹھ فرمادیا۔ اور انگریز نے والے ہوئے اور تھوکن کر بیت الممال میں جمع کرانے کا حکم دیا۔

گورنریوں کا آپ شدید احتساب فرمایا کرتے تھے اور ہمam سے بہ راست اپنے خلاف مکالات نہتے تھے۔ جس کے منع پر بخوبی مکالات تکلیفیں جاتا تھا اور پوری ملکت کے ہمam کو حق حاصل تھا کہ وہ خود امیر المؤمنین کے سامنے بالشازد ملاقات کر کے اپنی مکالات اور مطالبات پیش کریں۔ آپ اپنے گورنریوں کی معمولی سی لعلی ہابھی تھیں سے نوئی لیجے اور انکو تبدیل پا ہزروں فرمادتے تھے۔

شروعات

اپکے دو ہر حکومت میں فتوحات کا وسیع سلسلہ شروع ہوا۔ تقریباً ۲۲۳ کم
مرین میل کے طلاقے پر اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ یہاں غزوہ خرقہ کے
سوق پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کوئی فرمائی تھی اُغْدِیَۃُ مَقْرَبَتِ النَّیْمَۃِ
اغدیۃُ مَقْرَبَتِ النَّیْمَۃِ، اُغْدِیَۃُ مَقْرَبَتِ النَّیْمَۃِ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے
لیے ملک شام، فارس اور بخشن کے طلاقے فتح فرمادے اور اسکے خلافوں کی کچیں

بھے دے دی گئی تھیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ آپ مل اٹھ دیے علم کے دور میں یہ
ٹلانے ہرگز نہ ہوئے تھے۔ بلکہ یہ سب ٹلانے حضرت عمر بن حنفہ کے دور
میں مخصوص ہوئے یہ اس بات کا تین شہوت ہے کہ آپ کا دور خیر علیہ الحلاۃ
والمام کے دور کا تحریق تھا۔ آپ کے ہاتھوں پران ٹلانوں کا صحیح ہونا گواہ خیر علیہ الحلاۃ
والمام کے ہاتھوں پر صحیح ہونا ہے اور یہ بات آپ کی خلافت کے برحق ہونے کی
زبردست دلیل ہے۔

آپ کے دور حکومت میں شام، مصر، عراق، ایران، جزیرہ، خوزستان،
آربینہ، آذربایجان، کرمان، خراسان، کهران لور بیت المقدس کے ٹلانے صحیح
ہوئے۔

کلار ہائنس فصلیل:

آپ نے اپنے دور حکومت میں تقریباً ۳۶۰۰ شریخ فرمادہاں اسلامی
نظام قائم فرمایا۔ تقریباً چار ہزار نئی صابد تحریر فرمائیں اور ان میں اسی اور خطباء کا
تقریر فرمایا۔ آپ نے اپنے دور میں مسجد نبوی کی تسبیح فرمائی اور اس میں نمازوں
کے لئے ہر قسم کی سہولیات کا انتظام فرمایا۔

آپ نے بیت المال کا مکمل قائم فرمایا، عدالتوں کو قائم کر کے ان میں
باقاعدہ قاضی مقرر فرمائے، سن گھری کا آغاز آپ ہی نے فرمایا، بلکہ میں باقاعدہ
نون کی بھرتی شروع فرمائے اور فوجی نظام قائم فرمایا، سابقہ تمدداں کی صفائی اور نئی
نیروں کی کسدائی کروائی اور آپاٹی کا مکمل قائم فرمایا۔ آپ نے مخفف نئے شہر آباد
فرمائے، بھلکے ہال قائم کیا، جبل خانوں کا اجراء فرمایا اور بھلکے پولیس قائم کیا۔ اسی
طرح بھلکے تعلیم کا اجراء بھی آپ نے فرمایا۔ ملکت کو مخفف نیروں میں تقسیم فرمایا اور
خلاف مقام پر فوجی چھاؤنیاں تعمیر فرمائیں۔ یہ آپ کے وہ کارتاے ہیں جنکی اس

سے پہلے نظر بندھی اور بعد والے لوگوں نے آپ سی کی قال کی ہے۔

ہیام عدل:

آپ نے اپنے درمیں اس حد تک عدل و انصاف قائم کیا کہ دنیا جس کی نظر بیش کرنے سے قاصر ہے۔ چند مثالیں بیش خدمت ہیں۔

☆ ایک مرتبہ سبھ توہی میں خطبہ دیتے ہوئے آپ نے زور دار انکاڑ میں فرمایا **إِنَّمَا يَنْهَا اللَّهُوَ مَرْبُوْتُوا** لوگوں میری بات فور سے سنو اور قول کرو۔ مجھ میں سے ایک نام سا آدی کھرا ہو کر کہنے والا **أَنَّكُمْ لَا تَشْعُرُونَ** زانٹو چیز ہم نہ سننے کے لئے تباہ ہیں اور سچھانتے کے لئے۔ آپ نے یہ چھاؤ لیمہ کا آیعنی کہوں میرے بھائی؟^{۱۰} کہنے کا کل جو مال تجسس آپ نے قصیر فرمایا آپ نے ہر آدی کو دو دو گز کپڑا دیا اور آج اسی کپڑے کی تیس آپکے وجود پر ہے۔ دو گز میں لبس لیں گے وہ تیس میں سکن پہلے آپ اس لبس کا حساب دیں تب ہم سے خطاب کریں۔

آپ مسکراتے اور اپنے بیٹے سے فرمایا قلم ہما **قَهْدَ اللَّهُوَ فَاضْهَدْ** کرے مبداحہ کھرا ہو اور گواہی دے۔ پھر حضرت م بداحہ بن مڑنے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ یہ دوسرا کپڑا امیں نے اہمی کو دیا تھا۔ تب اسی لمحہ نی۔ اب وہ لباس کہنے والا **فَلَنْ تَشْعُرُونَ** تو ہم خطاب فرمائے ہم نہ سننے کے لئے تباہ ہیں۔

☆ مصر کے گورنر حضرت مروین الحاصل کے بیٹے نے ایک دفعہ ایک مصری کے ساتھ گھر روز کا مقابلہ کیا تو، وہ مصری سخت لے گیا۔ گورنر کے بیٹے نے اس اپنی قویں بگتے ہوئے حصہ میں اکر اس مصری کو ایک کوڑا مار دیا۔ مصری نے تم کا گر کھا کر میں ضرور اس زیادتی کی قیامت حضرت مرضی خدمت میں کروں گے۔ گورنر کا پیٹا مسکرا کر کہنے لگا کہ تو سرا کیا ہاڑ سکتا ہے قاتماً این **أَنَّمَا يَنْهَا اللَّهُوَ مَرْبُوْتُوا** چے لوگوں کی اولاد ہوں۔

حضرت مژجبؒ پر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں تمام اعیان
سلطنت اور وزراء ملکت موجود تھے کہ وہ صدری قیامت تک حاضر ہو گا۔ اس نے
حضرت مردین ماسن کے بیٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے **أَنَّهُ طَلَّا حَزَّبَنِيْنِ**
أَنَّهُ طَلَّا حَزَّبَنِيْنِ خلنسا کہ اس شخص نے مجھے علماء مارا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے
کہ تو میرا کیا بنا دسکتا ہے ہا ان الاکرم من۔

حضرت مردین اللہ عنہ نے یہ نسبت کی لگاؤں سے گورنر ہر حضرت
مردین العاصم کی طرف دیکھا اور فرمایا تھی **إِنَّهُ طَلَّا تَمَّ الْأَنْسَ وَلَكُنْدَ وَلَكُنْتُهُمْ**
أَتَخْوِرَا أَكْنَمْ کنم نے کب سے وہام کو غلام نا رکھا ہے حالانکہ وہ آزاد بھی
ہوئے ہیں۔ ہمارا آپ نے قیامت لگانے والے کو اپنا درد دیتے ہوئے ارشاد فرمایا
بپھرست بھیا اتنی الائچی وہیں کھانا حمزہ کر تو بھی اس کو اسی طرح مار لے
جس طرح اس نے تھے مارا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمی طور پر پچ ماں میں جلد دلایا
ہو ہم فرمایا کہ حق تو یہ بتا ہے کہ اسکے والد کو بھی مارا جائے جس نے اسکی بھی
زیست نہیں کی اور وہ فرمادیں **نَحْمَدُ اللَّهَ** ہو گیا ہے۔

* * * مدینہ منورہ میں گم رسول سہنا حضرت مہاس رضی اللہ عنہ کا مکان سبھ
نہیں سے متصل تھا اور اس کا پہاڑ سبھ میں گرتا تھا۔ ایک رفعہ حضرت مہاس رضی
الله عنہ کی سفر میں تھے کہ حضرت مردین اللہ عنہ نے نمازوں کی علیٰ کیجھ سے وہ
پہاڑ اکھیز دیا۔ حضرت مہاس واپس آئے تو یہ ختم دیکھ کر حیران رہ گئے اور مدینہ
منورہ کے قاضی حضرت ابی بن کعبؓ کی عالت میں امیر المؤمنین حضرت میر
 قادرؓ کے خلاف دھولی داڑ کر دیا۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت مراد علوی کر کے سوال کیا کہ کسی
لارے کے مکان میں آپ نے تصرف کیوں کیا؟ حضرت عمرؓ نے جوابا پڑا:

اکھر نے کی وجہات بیان کیں اور فرمایا کہ یہاں مسجد کی طرف پرانا رکھا ہی
نامناسب تھا۔ حضرت عباس فرمائے گئے کہ یہ پرانا اس مقام پر میں نے نہیں
کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے یہاں نصب فرمایا تھا۔
بھر آپ نے اپر انصار میں سے دو سعیر شخصیتوں کو بطور گواہ بھی پیش کر دیا انھوں
نے گواہی دی۔ کہم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے یہاں پرانا نصب
کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

اب حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو آگئے اور فرمائے گئے کہ اب اس کا
فیصلہ میں خود کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت عباس سے مخدودت فرمائی اور فرمایا
کہ اب حق یہ بتا ہے کہ آپ پیر میں کی بجائے میرے کندھوں پر چڑھ کر یہ پرانا
خود اپنے ہاتھ سے یہاں نصب فرمائیں۔ حضرت عباس ہمچنکہ مگر آپ نے اسی طرح
بنے پر اصرار فرمایا۔

اب دنیا نے دیکھا کہ گرب دجم کے عظیم فرماں رو واقاروں عظیم رضی اللہ
 عن انتہائی عاجزی اور سکنت کے ساتھ دیوار کے ساتھ مرکب کر کرے ہو گئے اور
اپنے آنکھوں میں گارے کی تخاری اخراجی۔ حضرت عباس نے اسکے کندھوں پر جلد
ہو کر پرانا اپنی جگہ نصب فرمادیا۔

بعد ازاں حضرت عباس نے فرمایا اے امیر المؤمنین! یہ سب کچھ میں
نے اخلاق حق اور اجراء انصاف کے لیے کیا ہے۔ سو مجھے میرا حق حاصل ہو گیا
ہے۔ اب میں بھی جانتا ہوں کہ اس پرانے کیججہ سے مسجد کے نازیں کو تکلیف
ہوتی ہے لہذا میں خوشی سے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے اپنا پورا سماں مسجد بنوی
کے لیے ڈھن کر دیا ہے۔ اے گرا کر مسجد میں شال فرمادیں۔

خدمتِ خلق:

خدمتِ خلق آپ کا خاص و صفت تھا۔ ہر وقت اسی نظر میں رہنے کے
برے دور حکومت میں تحریق خدا کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے
کہ مدینہ منورہ سے دور درواز اگر دریائے فرات کے کنارے ایک ست بھی بھوکا سر
جائے تو میں اسکا جواب دوں گا۔

آپ کا بھروسہ تھا کہ رات کو جاگ کر مدینہ منورہ کی گنجائش میں پہنچا
دیجے تاکہ کوئی چور ہذا کو کسی کو جانی والی نصان نہ پہنچائے۔

* آپ ایک دفعہ اسی طرح مدینہ منورہ کی گنجائش میں پہنچ دے رہے تھے
کہ ایک گھر سے بچوں کے روئے کی آواز سنائی دی اور آگ جلنے کی روشنی دکھائی
دی۔ آپ نے دروازہ لکھنٹا کر ان بچوں کی ماں سے پوچھا کہ اس وقت یہ بچے
کھوں رہو رہے ہیں؟ کیا بچہ ہے؟ وہ مورت بولی کر بھوک کچھ سے موارہ رہے ہیں۔
مرے پاس اگے کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ چولے پر
ہاذی رکھی ہے اور بچے آگ جل رہی ہے۔ پوچھا کہ اس ہاذی میں کیا پک براہ
ہے۔ وہ مورت نہایت حسرت آمیز بچے میں کہنے لگی کہ اسکی صرف پانی ہے جو میں
نے صرف انکو بھلانے کے لیے چولے پر چڑھا دیا ہے۔ یہ میں حق جانتی ہوں کہ
میں اور مرے پر یہ تم بچے کس مورت اور گلی میں ہیں۔ اللہ ہبہتا و ہبتن عُذْر
تیار کیا ہے ان خدا تعالیٰ ہمارے اور مرے کے درمیان فصل فرمائے گا۔

حضرت عزیز یہ بات سن کر کاپ گئے اور فرمائے گئے بی بی! اسکی صرف کامی
قصور ہے؟ اس بھوارے کو تمہرے حالات کا کیا چہ؟ وہ مورت کہنے لگی پڑھنا اس کا
کام ہے، یقیناً اُنہوں نے نفل غناہارے امور کا ولی ہو کر ہم سے بے خبر کیوں
ہے؟

پھر آپ رات کے اندر ہرے میں فوراً بیتِ المآل میں پہنچے اور اسکے خازنِ اسلم کو جگایا۔ ایک بوری میں کھانے کا سامان وغیرہ بھر اور اسلم سے فرمایا کہ یہ بیرے کندھے پر رکھواد دہ کئے گا امیر المؤمنین! آتاً آتھلہُ عَزَّ

آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں یہ میں اخالیت اہوں۔ آپ نے جواب فرمایا آٹاً تَعْوِیلْ عَجِیْبِ ذَلِیْلِ نَوْمٍ اَنْهَدْنَاهُ کیا کل قیامت کے دن بھی تو بیرے گناہوں کا بوجہ اخالیت گا؟ چنانچہ آپ نے وہ بوریِ اخالی اور اس محنت کے گھر غریب لے گئے۔ اسلام سا ہجوم تا وہ کہتا ہے کہ آپ نے ہاذی کے اندر آئے۔ سمجھی: ٹھر وغیرہ ذلیل کر چوہے پر رکھا اور آگ جلائی۔ حالت یہ تھی کہ لکڑیاں گلی ہونے کیجھ سے آپ بار بار آگ جلانے کے لئے ہجھک مادر ہے تھے اور آئیں ذاہی بور جہوں مبارک را کھا آکو ہو گیا۔ حتیٰ کہ آئیں داڑھی سے دھواں ٹھیٹے گا۔ آپ نے الیٰ داڑھی کو کھلا کر فرمایا آج یہ دھوں برداشت کر لے تاکہ کل قیامت کے عن جنم کے ہوں سے تھی جائے۔

اس طرح آپ نے ایک جریدہ ساتھا کر کے ان بھوپالوں کو کھلایا اور خود اسکے منڈ میں اپنے ہجھوں سے لئے ڈالے۔ وہ محنت جو ان تھی کہ یہ زلف و رفت کون ہے؟ جب ۱۱ بجے کھانا کما چکے تو آپ دریں بیٹھے اکھو دیکھتے رہے تھیں کہ وہ کھلئے اور مسکنے لگے۔ تب آپ نے داہی کا ارادہ کیا۔

وہ محنت آپ کو دھماکیں دینے لگی اور کہنے لگی اللہ ہمارا بھلا کرے اُنثا اُزُلیٰ بِهَلَّا الْأَكْفَرُ وَنِيْسُ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ امیر المؤمنین حضرت مُحَمَّدؐ سے زیارت وہ لائق ہے کہ تھے لوگوں کا والی ہا دیا جائے۔ آپ نے جواب فرمایا کہ جب ۳۱ مہر المؤمنین کے ہاں جائے گی تو مجھے وہاں تھی پائے گی۔

اسلم کہتا ہے کہ راستے میں میں نے پوچھا کہ حضرت! آپ بھوپال کو کھانا

کلانے کے بعد ریسک و مال کیوں بیٹھے اگر دیکھتے رہے؟ ہاتھ مری بھروسے
ہاہرے۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں نے ان بیویوں کو روئے ہوئے دیکھا تھا میرا
دل چلا کہ اب اگر خستہ اور سُکراتے ہوئے بھی دیکھوں ہا کہ میرے دل کو تسلی
ہو جائے۔ بعد ازاں آپ نے اس گمراہ کے لئے بیت المال سے دینے والے جاری
کر دیا۔

☆ اسی طرح ایک دختر آپ رات کو گفت کہ رہے تھے کہ ہر دن مدینہ آپ نے ایک خیر دیکھا جس کے باز ایک سافر بیٹھا تھا اور انہوں سے کچھ کرانے کی آواز آرئی تھی۔ آپ کے ہم پتے ہو اس نے تلاکر میں ایک پر لگی سافر ہوں۔ اپاکھ سبھی بھی کو زندگی کی تکلیف ہو گئی ہے۔ آپ نے سول کا کارائے اس کوئی دوسرا موت نہ ہے؟ ”کہنے والا ”میں“۔

آپ فوراً ہاں سے اگئے اور اپنی بھی حضرت ام کلوم بنت ملکو جا کر
فرمایا کہ ایک بڑے نواب کا سفر تھے ہو آگئا ہے اور سارا واقعہ ہاں کر دیا۔
حضرت ام کلوم فوراً اس خدمت کے لئے چارہ بھیگی۔ دینگی کے سفر کی خود می
قہری اور کم کھانے کا سامن ساختو لے لیا اور حضرت عزؑ کے ساتھ جل چکی۔
وہیں پہنچ کر حضرت ام کلوم تو بھر کے اندر چل گئی اور آپ نے اپنے بھائی کا
آگ جلا کی اور ہاشمی میں دریہ چار کیا۔ صاف رحمان تھا کہ رات کے اوپر ہرے
سمی پر زندہ رہت کہاں سے آگ کا؟ «کام کو ہونا کہا گا» آپ سچ فرمادیجے کریے
مر کام ہے۔ اس نے ہم پر چھاؤ فرمایا کہ جسکی رضا کے لئے پر کام کر رہا ہوں ہو
مر کام ہاتھ ہے تھے میرے ہم سے کیا غرض؟ خودی ہر کے بعد پہنچے کی
بھائیش ہو گئی تو حضرت ام کلوم نے اندر سے ہاہر آواز دی تھوڑی تھیجھک
پہنچاں گا ایکٹر العزمین اے اپنے ساتھی کو پہنچ کی خوشخبری دے

دیں۔

ایمروں مسکن کا الفاظ ان کردا سافر گمراہ اس کا اور شرمندہ ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا اے میرے بھائی! مگر انے کی کوئی بات نہیں یہ میرا فریضہ تھا۔ آپ نے وہ ہاتھی خیس کے دروازہ کے قریب رکھ دی اور فرمایا کہ یہاں پہنچی کوئی کھلاڑا اور خود بھی کھاؤ! اگر جزو دکوئی محاصلہ ہو تو کل مجھے اطلاع دینا۔ میں ہر خدمت کیلئے چار ہوں۔ بعد ازاں آپ اپنی بھوپی کو لے کر واہیں گھر تعریف لے آئے۔

خداخوفی :

خوف خدا اور خشیت الہی آپکے قلب مبارک میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ قیامت کے دن کا ذکر سن کر آپکے رو گئے کھڑے ہو جاتے اور خوف خدا سے آپ لرزہ بر انعام ہو جاتے۔

☆ ایک دفعہ آپ نکی اجتماعی کام میں مشغول تھے کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص نے میرے اپر زیارتی کی ہے۔ مجھے جلدی بدلت دلائیے۔ آپ کو اسکے اصرار بے وقت آئے پر خصہ آؤ اور اسے ایک ذرہ رسید کر کے فریبا کر ہر کام کے لیے کوئی موقودگی ہوتا ہے۔ وہ شخص ذرہ کھا کر خاصیتی سے چلا گیا۔ آپ گو فرا خبہ ہوا اور فرمایا اس آدمی کو بلاؤ! جب وہ آدمی آگما تو آپ نے اپنا درہ اس کی طرف پہنچ کر فرمایا کہ جس طرح میں نے تجھے مارا ہے تو بھی مجھے مار لے اور بدلت لے۔ مگر قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرتا۔ وہ شخص کہنے لگا میں نے آپ کو محفل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے معاف کر دیا ہے۔

آپ فوراً مجلس سے اٹھ کر گھر تعریف لے گئے اور دو رکت نماز توبہ ادا کی اور پھر اپنے آپ سے مقابلہ ہو کر رکر کہنے لگے گے یا انہیں الخطاب کئے

زخمیاً فَرَأَتْكَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِخَطَابِكَ كے تھے! تو ذیل اور پست قیامت تعالیٰ نے تھے بلند کر دیا اور سُجَّدَ صَالَاتُ الْهَذَاكَ اللَّهُ اور تو گراہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے تھے ہدایت دی اور سُجَّدَ ذَلِيلًا لِلْأَعْزَمِكَ اللَّهُ اور تو ذیل حکما اللہ نے تھے عزت دی اور تھے لوگوں کا دالی ہنا یا۔ اور آج تیری یہ حالت ہو گئی کہ ایک آدمی انصاف مانگنے آیا اور تو نے اسے کوڑا مار دیا، ماذَا تَفَزُّلَ إِلَيْكَ مل کیا۔ مل قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دے گا؟ چنانچہ آپ کافی دریک یہ الفاظ دہراتے رہے اور زار و قطار روتے رہے۔

☆ ایک دن آپ مدینہ منورہ کی گیوں میں گفت کر رہے تھے کہ ایک گرسے ایک بچے کے رو نے کی آواز آئی۔ آپ نے فوراً دروازہ پر دیکھ دیکھ سوال کیا کہ یہ بچہ کیوں رہ رہا ہے؟ میرے لاائق کوئی خدمت ہون گتا ہے۔ اسکی ماں کہنے گی اے فیض اگر کبی بات پوچھتا ہے تو وہ یہ ہے کہ امیر المؤمنین نے دودھ پینے والے بہنوں کا کوئی وظیفہ مقرر نہیں کیا۔ ماں کو تو وحیدہ ملتا ہے گھر بچے کا ملجمہ۔ ملجمہ اس دن سے شروع ہوتا ہے جب اس کا دودھ چھڑا دیا جائے۔ میں ایک انجامی فریب ہوتے ہوں کوشش کر رہی ہوں کہ اس بچے کا دودھ قل از دقت چھڑا دوں تاکہ اس کا وظیفہ جاری ہو جائے۔ اور اپنی ضروریات پوری کر سکوں اس لیے میرا یہ بچہ بھوک کی وجہ سے رہ رہا ہے۔

آپ نے جو نگی یہ بات سنی تو شدید دکھ ہوا اور سیدھے سجدہ نبوی میں فریف لائے اور ساری رات تو بہ واستغفار کرتے رہے۔ آپ فرماتے تھے اے رات تھے اور پرنسپس ہے۔ پڑھیں کتنے بچے بچک کروتے ہوں گے، کنم فلکت میں از لام المُنْتَهیین کتنے بچے اس طرح مر گئے ہو گئے۔ خاکا لہکوئی خواہیں کچھ نہیں بسائیں ایک ریشمک مل قیامت کے دن خدا کی عدالت میں تھیا

کیا جواب ہو گا؟ ہل خُفَقَ الْعَدْلَ يَا عُذْرَ بِنِ أُمَّةٍ مُتَعَبِّدٍ؟ اے مرادی تو نے امت محمدی کے ساتھ عدل و انصاف کے قاضیے پورے کر دیے ہیں؟

اس طرح آپ ساری رات روئے رہے اور توبہ استغفار کرتے رہے۔

غمزی نماز کے وقت آپ نے مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا تو گو! پھول کو دو دو چھڑانے میں جلدی نہ کرہ لفظہ لفظہ عُذْرَ لِكُلِّ مُؤْلُوفٍ مِنْ نَعْمَ وَلَأَنْفَعَ نَعْنَيَا آج سے ہر بیٹے کے لئے اس کی ولادات کے دن سے وحیف مترکر رہا۔

☆ ملک شام کی حجت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ والیں تشریف لائے تو ایک رات گفت فرماتے ہوئے شریعت سے باہر ایک خیر دیکھا جس میں چہار بیج جل رہا تھا۔ آپ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ایک ہوشیار موجود ہے۔ آپ نے اسکا حال پوچھا تو وہ خلیف وقت کا ٹھوک کرتے ہوئے کہنے لگی کہ ملک شام سے تحریک و ایں آئیا ہے۔ یعنی اس نے مجھے کچھ حطا جھیں کیا۔ آپ نے جو نام فرمایا کہ اماں جان اے آپ شریعت سے اتنی دور تشریف فرمائیں، میرجاوے کو آپ کے حالات کی کیا خبر؟“ بر جھٹے ہوئی تو خلیف کیا جو نزدیک والوں کی خبر رکھے اور دور والوں کو بھلا دے میں تو کل قیامت کے دن خدا کی عدالت میں اسکا دامن پکڑ کر انصاف طلب کروں گی۔

حضرت مفتی قاسم کے دن اور خدا کی عدالت کا سن کر لرز گی، آنکھوں میں آنسو آگئے اور اڑاکہ مبارک تر ہو گی۔ اور اس بوڑھی سے فرمائے گے کہ میرجاوے کو حال کر دیتے۔ اس تکلیف کے بدے بھی رقم بھوسے لیتا ہا ہتی ہے لے لے۔ وہ کہنے لگی اے بھویں مجھ سے خالق نہ کر آپ نے فرمایا اللہ کی حمیمی ہرگز بخال نہیں کردا۔ حقیقت ہی ان کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس طرح بات چیت ہوتے

ہونے بالآخر ۲۵ دینار پر معاملہ ملے ہو گیا۔ کہ آج بورڈی ۲۵ دینار لے لے گی اور کل قیامت کے دن حضرت عربی شکایت نہ کرے گی۔

ابھی آپ نے اس بورڈی کو رقم دیکر یہ معاملہ ملے ہی کیا تھا کہ اپاکہ
ہبھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اہن سعید رضی اللہ عنہ تھیں گے اور
کہنے لگے اللَّٰهُمَّ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ امیر المؤمنین کا لفظ سن کر وہ بورڈی
سمجھی کر بھی امیر المؤمنین ہیں اور خوف کھانے لگی کہ میں نے کیا کیا کہ دیا ہے۔
آپ نے فرمایا اذرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک کاظم مگوا کس اپر پر یہ تحریر لکھی کہ
بورڈی نے ۲۵ دینار لیکر عمر کا تصور معاف کر دیا ہے۔ اور قیامت کے دن عربی
الذمہ ہو گا۔

آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت اہن سعیدؓ سے اس تحریر پر بطور گواہ دستخط
کرائے اور واپس گمراہ تشریف لائے اور اپنے بیٹے کو وہ تحریر دیتے ہوئے ارشاد
زیما کہ یہ تحریر ہماری دفات کے بعد ہم برے کفن میں رکھ دیا اور مجھے خدا کے
حوالے کر دیا چنانچہ آپ کی شہادت کے بعد وہ تحریر آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔

دین کی قصہ:

حضرت عربی ایک شخصیت یہ تھی کہ جس چیز کے اندر بھی دین کی جھلک
اور نسبت نظر آتی اسے فوراً قبول کر لیتے اور دل و جان سے اسکی قدر کرتے تھے۔

* ایک دفعہ آپ رات کو گشت فرمادے ہے تھے کہ ایک مکان کے اندر سے
ایک ماں کی آواز سنائی دی جو اپنی بیٹی کو دور میں پانی ملانے کا کہہ رہی تھی۔ آپ
نے ساکر بیٹی نے پانی ملانے سے انتہا کر دیا اور کہنے لگی کہ اس کام سے امیر
المؤمنین نے منع فرمایا ہے۔ ماں بولی کہ بیٹی ہم غرب آدمی ہیں ہمارا گزارہ اسی
دوہ فرڑی پر ہے۔ ہمارا بانی کر کے تھوڑا اسا پانی ملاوے۔ چار پیسے زیادہ ل جائیں

گے۔ بھی بار بار انکار کر رہی تھی کہ یہ خیانت ہے اور اس سے حضرت پڑنے جو فرمائی گئی ہے۔

بالآخر ماں بولی کہ بھی ” عمر یہاں تھوڑا ہی کھڑا دیکھ رہا ہے“ میں نے جواب دیا ہے کہانِ عمر لائے تھے فربتِ عمر بنتے تھے اگر عمر نہیں دیکھ رہا تو اس رب تھے دیکھ رہا ہے میں ہرگز پانی نہیں ملا دیں گی۔ آپ گواں لوکی کے یہ الفاظ بڑے پسند آئے اور اس دروازہ پر نشان لگا کر روانہ ہو گئے۔ مجھ اس بودھی کو دربار خلافت میں بلایا اور اسکے سامنے درخواست رکھ دی کہ میں اس لوکی کا رثواب پہ بیٹے عالم کے لئے لہما چاہتا ہوں۔ اور اسے بہوں کا قصر خلافت میں بسانا چاہا ہوں۔ وہ بودھی حیران ہے کہ کہاں ہم لوگ اور کہاں امیر المؤمنین؟

آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بچی کے بولے ہوئے وہ کلات اور اس مقیدہ اتنا پسند آیا کہ میں اسے اپنی بہوں ناچاہتا ہوں۔ بالآخر وہ دونوں میں بھی اسہر راضی ہو گئیں اور بونو ہلال کی وہ عامہ میں لڑکی حضرت مریم بہوں کا قصر خلافت میں آگئی۔ مشہور غلیفہ سیدنا حضرت عمر بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اس لڑکی کے نواسے تھے۔

☆ ایک دفعہ آپ نے مسجد نبوی میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لوگوں اپنی میتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو۔ اس سے ہرے مغاسد پیدا ہوتے ہیں۔ اور سن لو آنکھ کے لئے مہر کی زیادتی پر پابندی لگاؤ گئی ہے۔

مجھ میں سے اچاک ایک عامہ میں حضرت کھڑی ہو گئی اور حضرت مریم بات کو ٹوکتے ہے کہنے لگی **أَيْقُظْتُ اللَّهَ قَنْظَارًا أَوْ يَقْعُدُنَا عُمَرٌ؟ كَإِذْ قَبَّلَ** خزانے عطاہ فرمائے اور عمر کون ہوتا ہے اس پر پابندی لگانے والا؟ آپ نے ہم بدلی! ہے؟ تو ان محدثت نے قرآن مجید کی آیت خداوت آمریت کی کیا تھا؟

نپنڈاں رُوحِ مکانَ رُوحِ رَأَيْتُمْ إِنَّهُمْ فَكَلَارَا لَهُلَانَا حُلُونَا بِنَة
نپنڈا (سہنا اصرار) کہ اگر تم ایک مرد کو پھر جز کر دوسرا مرد کرنا چاہو اور جملے
مرد کو بہت خزانے پے چکے ہو تو اسکی سے کچھ سوت لینا۔

حضرت عزؑ نے جب اس مرد کی یہ قرآنی دلیل سنی تو مجھ مام میں
زار ادا۔ الحظاءَ عَمَرُوا أَخَابَتْ رَغْرَمْ، آگہ مرے ٹلٹلی ہو گئی اور مرد ایک کہتی ہے
ہر آپ نے اپنے آزاد رکی مشروفی کا اعلان فرمادیا۔

صلوگی:

آپؑ میں ایک اہنگیاں خوبی یہ تھی کہ آپ انتہائی سادہ زندگی پر فرماتے
تھے۔ انتہائی سادہ کھانا کھاتے اور انتہائی سادہ بیاس زیب تن فرماتے۔ لوگوں میں
اصرح گھل مل کر رہنے کے ایک عام آدمی کو یہ انوازہ بھی نہ ہوتا کہ یہی ۲۲ لاکھ مرد
میں کے ٹھانے کے فرماں رہا ہیں۔

ایک دفعہ تصریح کا ایک سیر آپ سے ٹھنے کے لیے مدینہ منورہ آیا تو وہ
لوگوں سے پوچھتا ہوا تارہ کر شایعی گل کہاں ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہ
بھاں کوئی بادشاہ ہے اور نہ ہی شایعی گل ہے۔ البتہ ہمارے امیر ہیں سیدنا عمر رضی
الله عنہوں نے آپ کا گمراہ چھا تو لوگوں نے ایک کچے اور سادہ گمراہ کی طرف
اشارہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر مزید حیران ہوا کہ دروازے پر کوئی حاجب اور پیغمبر و دار
بھی موجود نہیں ہے۔ گمراہ کا دروازہ مکھٹلایا تو پہ چلا کہ گمراہ نہیں ہیں شایعہ مسجد میں
ہوں گے۔ سبھ میں جا کر پہ کیا تو تباہا مگر سحرِ خرچ دالتی ظاهر العینیتیق کہ ابھی
مدینہ کے اطراف کی طرف لٹکے ہیں۔ وہ شخص ٹھانش کرتا ہے مگر جل پڑا۔ آخر کسی
لئے تباہا کر امیر المومنین (رض) درست کے بیچے آرام کر دے ہے ہیں۔ اس نے قرب
با کر دیکھا تو اپنے ایک کھجور کے درست کے بیچے آرھے سائے اور آرگی وحش

میں لینے ہوئے تھے اور اپنی جو تیوں کو سر کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ ذرہ پاس سو جو درخت
اور ماتھے پر پسند کے قدرے نمودار تھے۔ وہ شخص آپ کو یوں اس حالت میں دیکھ کر
انجھائی حیران ہو گیا کہ آپ کس طرح بے فکر ہو کر زمین پر گھبی نیند سور ہے ہیں۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو نبی آنکھ کھلی تو وہ شخص آپ کی بیت اور رب
کعبہ سے لرزہ بر انعام تھا۔ اور اسکی زبان پر یہ جملہ تھا عَذَّلَتْ كَلِيْتْ فَيُقْتَلُ
تو نے عدل کیا اور امن پایا اور سو گیا۔ چنانچہ اس نے آپ کی یہ سادہ حالت دیکھ کر
گواہی دی کہ آپ کا دین سچا ہے اور بعد ازاں اسلام قبول کر لیا۔

فتح بیت المقدس :

آپ میں زندگی کا مشہور و المفخر فتح بیت المقدس ہے۔ آپ کا بھیجا ہوا
لشکر جب بیت المقدس کے شہر کے قریب پہنچا تو یہاں اُن قلعہ بند ہو گئے اور شہر کے
 تمام دروازے بند کر لئے۔ کئی ماہ کی خوراک وغیرہ ایکے پاس تھی اس لیے انہیں
کوئی نظر نہیں تھی۔ مسلمانوں کے لیے اس کے حوالوں کوی چارہ نہ تھا کہ شہر کا حصارہ
کر لیں۔

خت مردی کے موسم میں مسلمانوں نے ہمت نہ ہاری اور شہر کا حصارہ
چاری رکھا۔ تقریباً ایک ماہ کے حصارہ کے بعد یہاں تیوں کے علماء و علمائد بن ہاتھ
شورہ کر کے مسلمانوں سے قابل ہوئے کہ آخر آپ کی آمد کا متعدد کیا ہے؟ ابیر فلر
حضرت ابو عبیدہ بن جریح نے جواب دیا *إِنَّمَا فَتَحَتَ اللَّهُ لِنُخْرِجَ عَبَادَ اللَّهِ مِنْ
عَبَادِ قَالِ الْعِبَادِ إِلَى عِبَادَةِ رَبِّ الْعِبَادِ* کہ ایسیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے بھجا ہے
کہ ہم اللہ کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے ٹکال کر اللہ کی بندگی پر لگائیں۔ علماء
شہر نے جواب دیا کہ ہماری خوبی کب تک رہ سے تم ہرگز اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے
چاہے ایک سال حصارہ چاری رکھو۔ اس شہر کو وہ شخص فتح کرے گا جس کا امام

امیر مکر حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے زور دار فتوحہ کیا اُنھوں اُنہوں
وزیرتِ الکھلہ رب کعبہ کی قسم پھر ہم نے یہ شرح کر لیا ہے۔ کچھ ہمارے خلیفہ
اور امیر المؤمنین کا نام صریح ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہماری کتب میں اس مفرکی پوری
پوری نکالیاں موجود ہیں۔ اسکو بلوالیں۔ اگر نٹائجوں کے مطابق وہی صرف ہوا تو ہم
بچھے کی دراحت کے شہر کی چاہیاں اسکے حوالے کر دیں گے۔

ملانوں نے اتحاداً اپنے لکھر میں سے ایک بخش جسکی طبل کافی حد تک
حضرت عمر سے ملتی تھی سامنے کیا تو وہ غور و خوض کر کے کہنے لگے۔ خدا کی حرم یہ بخش
عمر کے شاپے ضرور ہے مگر عمر نہیں ہے۔

اب حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدد یہ مخروہ سے باصرار بلوایا۔ چنانچہ آپ اپنے ایک خلام کے ساتھوں جل پڑے آپ نے خلام سے فرمایا، چونکہ سواری ایک ہے اس لیے ہم باری باری اسپر سوار ہوں گے پانچ کل میں پیدل چلوں گا اور تو سوار ہو گا اور پانچ کل تو پیدل چلے گا اور میں سوار ہوں گا۔ خلام نے بڑی لجاجت کی کہ میں ایسی گستاخی نہیں کر سکتا مگر آپ نے اپنی عالما نہشان کا انکھا کرتے ہوئے اسے اسپر مجبور کر دیا۔

خدا کی قدرت جب آپ بیت المقدس کے قریب پہنچ تو غلام کے
سوار ہنے کی ہاری تھی وہ حرض کرنے لگا کہ اب شر قریب ہے۔ آپ ہی سوار ہو
جائیں مگر آپ نہ مانے اور فرمایا کہ تمیری بانی ہے اور تو ہی سوار ہو گا۔ مسلمان تو
آپ کے انتظار میں تھے انہوں نے جوئی آپ کے ہاتھ دکھا تو خوشی سے فرہاد
عین بر بند کرنے لگے اور سننے لگے "جاءَ عُثْرَةٌ يَجِدُ عُثْرَةً" مرا آجئے عمر آجئے۔
عیسائی شہر کی فصل پر کہا ہے : ... یہ نے ختم اور اسے انجیل

نے جب سوارِ خوش کو فور سے دیکھا تو کہنے لگے یہ تیرگزدہ شخص نہیں ہوا بلکہ جسکی نشانیاں ہماری کتاب میں موجود ہیں۔ مسلمان کہنے لگے ہمارا خلیفہ وہ نہیں جو اوثقی پر سوار ہے۔ بلکہ ہمارا ظیفہ تو وہ ہے جسکے ہاتھ میں اوثقی کی مہار ہے۔

انہوں نے جب آپ کا حلیہ غور و خوش سے دیکھا حتیٰ کہ آپ کے کرے پر گئے ہوئے بیونڈ بھی گن لیے۔ اور ایک ایک نٹائی پوری کرنی تو خود ہی بہت المقدس کی چاہیاں آپ کے حوالے کر دیں۔ آپ نے وہاں دلچسپ تیام کیا اور ایک سمجھ بھی تقریر فرمائی۔ بہت المقدس کی صحیح کے بعد وہ مختار بھی دیدنی تھا کہ جب آپ نے مکملی اذان حضرت بالال رضی اللہ عنہ سے دلوالی اور پختہ بیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ مبارک کی یاد تازہ ہو گئی۔

عمر اور توحید:

آپؐ کو توحید اُنہی کے ساتھ اتنا گہرا تعلق تھا کہ اسکے منانی ذرہ سی بات بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔

* آپ کے دور مبارک میں جب بھنل لوگوں نے شہرہ بیعت رضوان (۱) درخت حسکے نیچے بیٹھ کر پختہ بیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۶۷ ہجۃ حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرامؓ کی بیعت لی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی رضاہ کا پروان عطاہ فرمایا تھا) کے نیچے تحرک کے لئے بیٹھنا اور نفل پڑھنا شروع کر دیے۔ اور وہاں لوگوں کی غیر معمولی آمد درفت شروع ہو گئی تو آپؐ نے بھنل اس خطرے کے ہیش نظر کر کبھی اس درخت کی پوچانہ شروع ہو جائے اسکو جزو سے اکھڑا دیا۔

* آپ کے دور میں ایک دفعہ حضرت دانیش پختہ بیر کی قبر کسی جگہ سے محل گئی۔ ان کا وجود مبارک ظاہر ہو گیا تو آپؐ نے ایک تر فتن کے لئے کمی تبریز علاقہ جگہوں پر کھدا ایک اور پھر رات کی ہماری میں ان کو کسی ایک قبر میں قلن۔

کرو یا تاکہ لوگوں کو آپ کی مسیح نبیر کا پختہ نہ چلے۔ پھر اس لیے کیا کہ کہیں لوگ آپ کی قبر کی پوجا پاٹ نہ شروع کرویں۔

☆ ایک دنھرِ حجر اسود کو چھوٹنے لگے تو فراخیال آیا کہ کہیں اس پتھر کی تھیم ہے اور نلا سقی نہ نکالیں اور توحید الہی کو غم نہ کھینچ جائے۔ پھر آپ شبِ حاضرین کے سامنے حجر اسود سے بیان کیا ہوئے۔ یہاں حجتوں راتیں اُنکے حجتوں
لَا تَنْفَعُ وَلَا تَنْهَىٰ كُلُّاً لَا يَنْعَنُ دَائِثٌ وَسَرَّاً اللَّهُ عَلَىٰ إِذْهَابِ غَلَوْنَ وَزَلَّا
بِيَكُوكَ مَا لَكَ لَكَ اے پتھر ہے ملک تو محض ایک پتھری ہے۔ نہ تو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں اپنے حبیب حضرت مولانا رسول اللہ ﷺ کو تھے تو چھوڑا
ہواند دیکھتا تو کبھی تھے بوسہ دیتا۔

☆ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگلی مہارت والیات سے کون واقف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقدار میں فتح کیا دی۔ آپ نے تقریباً ۱۲۵ بیگروں میں حصہ لایا اور کبھی لیکھتے نہ کھالی۔ آپ کے ہاتھوں پر مسلسل ہونے والی خدمات کی وجہ سے ضعیف بلاستاد لوگوں کا یہ تھیدہ سانکن گما کر شایع یہ ساری خدمات خالد بن ولید کے وہود کی سرہون منظر ہیں۔ آپ کی دواریں نکالوں نے ان نظرہ کو بھانپ لیا کہ لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کی بجائے خالد بن ولید پر بھروسہ رکھنے لگے ہیں۔ حالانکہ فتح و لیکھت تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔

چنانچہ آپ نے اس خطرہ کے جیش نظر کر کہیں لوگوں کے عقیدہ توحید میں شغف پیدا نہ ہو جائے اور اگلی نظریں مسہب الاصاب سے ہٹ نہ جائیں۔ فوری خود پر اسلام کے اس عظیم و نائل کو مزدول کر دیا۔ پھر حضرت خالدؑ کی عکت پر بھی قربان جائیں اور نکھوں نے اسکا بران منایا اور ایک عام پاکی کی حیثیت سے اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے جہاد کرتے رہے۔

عمر آور عناصر اربعہ:

اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے خاص بھین اور اولیاء کرام کے ہاتھوں ہر کرمات کا نظہر فرماتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی کرمات کا نظہر فرمایا۔ حسن اتفاق ہے کہ آپ کی کرمات چاروں ہاتھ (آگ۔ پانی۔ ہوا۔ سٹی) پر ظاہر ہو گئیں اور ان چاروں ہاتھ ماضی نے آپ کے ہم کے سامنے رحلیم خم کر کے آپ کی علیک عطا شان کا اعتراف کیا۔

☆ ایک دفعہ دینہ منورہ کے گرد نواحی کے پہاڑوں میں زیر دست آگ لگ گئی۔ وہ آگ اتنی تیز اور خطرناک تھی کہ اسکا بھیانا انسانی بساط سے باہر تھا۔ آپ نے اللہ کا نام لکھ کر اپنی چادر پھیج دی کہ اس آگ میں پھینک دی جائے۔ جب آپ کی چادر مبارک آگ میں پھیل گئی تو اللہ تعالیٰ نے خصوصی سہراں فرماتے ہوئے آگ کو بچھا دیا۔

☆ حضرت عمر بن عاصی نے جب مصر کو فتح کیا تو وہاں مت دیدے سے ایک صحیح رسم جاری تھی کہ وہ لوگ ایک خاص بھین کی گیارہ ہماری لڑکی کو صحیح زیورات اور میش قیمت بلبوسات پہننا کر دیں یا نہ نہیں اور اس شیطانی میں خاطر خواہ پالیں نہیں آتا اور ہماری ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ قائم حضرت عمر بن عاصی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس شیطانی میں سے حکماً روک دیا۔ خدا کی قدرت کے اس سال پانی نہ آیا اور لوگوں کا اعتقاد ہر یہ پختہ ہو گیا کہ جب تک لڑکی کی قربانی نہ دیں گے دریا نشکن علی رہے گا۔

حضرت عمر، اس صورت حال سے سخت پریشان ہوئے اور یہ سارا ایسا غیظہ دلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک

لئے کہا کہ سیری طرف سے یہ دریا میں ذال دو اور اللہ پر بھروسہ کردتھے کہ
ضھون یہ تھامن عَبْدُ اللَّهِ عَمَّرْتُنِي خطابِ الٹی نیشنل مپرو کہ یہ رقصِ اللہ کے
بندے مرین خطاب کی طرف سے دریائے نیل کی طرف کھا گیا ہے۔ اُنہا بھعد
فَإِنْ كُنْتَ تَخْرِيْجٍ بِمِنْ قَبْلِكَ فَلَا تَخْبُرْ رَبَّنِي سَعَى اللَّهُ هُوَ أَلَّذِي يَخْبُرُنِي
کائن اللہ اَلْوَاحِدَ الْقَهَّارَ اَنْ يَخْبُرُنِي۔ اے دریا! اگر تو اپنی مرضی سے چڑا
ہے تو بے شک نہ جمل اور اگر تمہی چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے
سوال کرنا ہوں کہ وہ اپنی قدرت کامل سے تمہی جانی فرمادے۔

یہ رقص دریا میں ڈالنے کی دیر تھی کہ ایک ہی رات میں سولہ گز پانی چڑھا آیا
اور بھر آج سکے پانی میں کی خسی آئی۔

☆ ایک دفعہ آپ کے دور میں زمین پر زبردست زلزلہ آگیا۔ آپ نے اللہ
کا نام لکھر زمین پر اپنا درہ مارا اور فرمایا اے زمین کا بھی کیوں ہے؟ کیا میں نے
تیرے اور پر عمل نہیں کیا؟ خدا کی قدرت کہ زلزلہ فراختم کیا۔

☆ آپ نے ایک دفعہ نہادنگ کے سر کے لئے ایک لٹکر بیجا ہوا تھا۔
دشمن ڈلاخت تھا اور آپ ہمدردی اس لٹکر کے لئے منتظر رہتے تھے۔ ایک دن جمعہ
کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس جگ کا مال مخفف
فرما دیا۔ اور آپ نے زور دار لمحے میں کہتا شروع کر دیا "بَاتِارِيَةُ الْجَنَّلِ
الْجَنَّلِ" اے سارے پہاڑ کی جانب خیال کرو۔ حاضرین مسجد شدید حمداں ہوئے
کہ ساری کہاں اور حضرت عمر کہاں؟

تقریباً ایک ماہ بعد اس لٹکر کے پہنچ آؤں لمحے کی خوشخبری لکھ دینے م سورہ
آئے۔ لوگوں نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو انھوں نے تصدیق کر دی کہ واقعی فلاں
دان اور فلاں وقت میں حضرت عمرؓ یہ آواز سنی تھی اور آپؐ علیؐ کی تسبیح پر ہم

نے پہاڑ کا رخ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحیح عطا فرمادی۔ تو اس طرح ہوا کے ذریعے آپ کی آواز وہاں پہنچ گئی۔

گرای قدر سامنے! فور کریں آگ، پانی، ہوا، مٹی سب نے آپ کا حکم
مان لیا۔

شہادت:

زندگی کے آخری سال آپ نے حج کے موقع پر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا
ماگی۔ یا اللہ اب میں بوزحا ہو گیا ہوں خلافت کی ذمہ داری سنجاں ادا شکل
ہو گیا ہے۔ تبل اسکے کہ مجھ سے کوئی کوئی ہو جائے مجھے اپنے ہاس بلائے۔ ہو
از اس آپکا مصروف تھا کہ مسجد نبوی میں عیحدگی میں بیٹھ کر اجتماعی گریہ و ذاتی سے
دعا مانگا کرتے تھے۔ کسی نے کان کا کرنسنا کہ سب کچھ ہونے کے باوجود آپ آخر
کوئی دعا مانگتے ہیں؟ تو آپ کی دعا کے الفاظ یہ تھے۔ اللہم ارزقني فیها فی
بلقی سبیلک و انجعل مَوْنَتی بِلِقَبِیلَیْتَ ک کارے اثنا مجھے اپنے رستے میں
شہادت عطا فرم۔ اور مجھے مدینہ منورہ کی صوت نصیب فرم۔

لوگ تیرانستھے کہ مدینہ منورہ کے اندر رہے ہوئے بھلا آپ کی شہادت
کیسے مل سکتی ہے؟ مدینہ قواب دار لاکن ہے۔ نہ یہاں جنگ ہے نہ جہاد ہے۔
پھر ایک دن دیکھنے والوں نے یہ مظہر بھی دیکھا کہ آپ صبح کی نماز کے
لئے مسجد نبوی کے محراب میں کھڑے تھیں اور زور دار انداز میں فرمایا تھا
مُؤْذِنُكُمْ وَأَغْنِيُكُمْ ا لوگو! میں سیدھی کر لول کر کھڑے ہو جاؤ۔ پھر آپ نے
اللہ اکبر کہ کر جماعت شروع کر دی۔ جو نمی آپ نے قرآن مجید کی خلاصت شرعا
فرمائی تو محراب کے اندر چھپے ہوئے ایرانی انسل زیارتیوں نیز وہ مجوہ نے زہرا آنحضرت
سے آپ پر چمٹا کر دیا۔ اسکے پے در پے واروں نے آپ خون میں لت پت ہوتا

یعنی گر پڑے۔ آپ کا بیٹھ اس طرح چاک ہو گیا کہ احشائے باہر فل آئے۔ اس خالم کو پکونے کی کوشش میں مزید تیرہ آدمی زخمی ہو گئے۔ جن میں سے نو آدمی بھروسے جام صhadat نوش کر گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مختار کے اندر گئے پڑے ہیں۔ مگر آپ کو نماز کی اتنی غریبی کہ حضرت عبداللہ بن موف رضی اللہ عنہ کو فوراً امامت کے لئے ہے کر دیا اور فرمایا کہ ہر بھری غفران کرو پہلے نماز کی غفران۔ مجھل صفوں کے لوگ حضرت عمری خادوت کی آواز ن آنے کی وجہ سے بار بار مسندان اللہ علیہ رہے۔ مگر انکو کیا پڑتے تھا کہ حضرت عمر پر کیا گزر گئی۔

نمازِ مکمل ہونے کے بعد لوگوں کو اس حادثہ کا پہاڑا توہراً بے حدینہ میں کھوا گئی۔ آپ کو مگر لایا گیا۔ دادا گئی۔ مگر دوازخون کے راستے ہر انکی آئی۔ اور آپ کے بھنے کی کوئی ایسے ہاتھ نہ رہی۔ آپ نے ۲۱۰ زیماں یا کہ ہر ۳۰ سال مسلمان ہے یا کافر؟ جب تاہا گیا کہ وہ کافر ہے تو آپ نے بعد آواز سے فرمایا لزٹ وَرَبُّ الْكَفَّارِ رَبُّ كَعْبَةِ حَمْ میں کامیاب ہو گیا۔

آپ کو نماز کی اتنی غریبی کہ یاری کے لیام میں فرمایا کرتے تھے لاحدَ
رَبِّ الْعَدُولِ وَلَذِ عَجَزَتْ عَنِ الْعَلْلَةِ کہ جب میں نماز سے ما جزا ہو گیا ہوں تو
نہ کی کامزہ عی ختم ہو گیا۔

آپ کو آخرت کی اتنی غریبی کہ بار بار خدا کے حضور چیلی کا ذکر فرماتے اور خوف خدا سے کاپ جاتے۔ ایک نوجوان کہنے لگا کہ حضرت آپ اتنے خطر کھلیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی توفیق دی۔ شرفِ صحیت سے لوازماً بول اشیعیت نے آپ کو دنیا میں جنت کی بشارت خالقی اور آپ عشرہ بشرہ میں سے ہیں۔ پھر رسول اشیعیت اور سیدنا حضرت ابو گبر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا

سے رخصت ہوئے تو آپ نے راضی تھے۔ پھر آپ نے خلافت کی ذمہ داری کو پوری دیانت و امانت سے نبھایا اور عدل و انصاف اور خدمت ملک کی ایک مثال قائم کر فرمادی۔ آج اللہ تعالیٰ آپ گوشاوات کی سعادت بھی عطا فرماتا ہے۔

جب اس نوجوان نے اس طرح آپ کے فضائل گنوائے تو آپ نے ایک سرد آہ پھرتے ہوئے فرمایا کوہ دُدھ کی دالیک تکفاف لاغلیٰ ولاءِ ریس میں تو یہ سوچتا ہوں کہ قیامت والے دن اگر میرا معاملہ برابر سرا بر جائے تو یہ کوئی لینا ہوا ورنہ کچھ دینا پڑے تو یہ بھی سدا استا ہے۔

آپ نے اپنے بعد خلافت کی ذمہ داری سونپتے ہوئے چھاؤں کا انتخاب کیا کہ چھاؤں کی یہ کمی ختنہ طور پر اپنے میں سے جسکو چاہے خلیفہ بنادے۔ وہ آپنی یہ ہیں (۱) سیدنا حضرت حشان غفرانی (۲) حضرت سیدنا علیؓ (۳) حضرت علیؓ (۴) حضرت زبیرؓ (۵) حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ (۶) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جب آپ کی وفات کا وقت بالکل قریب تھا تو آپنا سربراک اپنے بیٹے کی گود میں تھا۔ آپ بار بار اسکو فرماتے کہ میرا سرزین پر رکھ دے۔ جب انہوں نے ایمان کیا تو زانٹ کر فرمایا چنے لئے لامہ لکھ کہ میرا سر پیچے زمین پر رکھ دے۔ شاید میرا خاک آلو و سردیکے کر میرے اللہ کو رحم آجائے۔

پھر آپ نے حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آدمی بھیج کر اسے جمرہ میں نبی طیبہ اصلہ و السلام اور صدیق اکبر کے پہلو میں دفن ہونے کے لئے سمجھ کا سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ کی حالت یہ تھی کہ زار و قطار رو ریحی تھیں اور جگہ کا سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ کی حالت یہ تھی کہ زار و قطار رو ریحی تھیں اور اسے تکیس کر اگرچہ میں نے وہ جگہ اپنے لیے رکھی ہوئی تھی۔ مگر آج سیدنا علیؓ ترجمی دیتے ہوئے وہ جگہ اگلی قبر کے لیے وقف کر لی ہوں۔ حضرت عمرؓ جب خوشخبری دی گئی تو انجماں خوش ہوئے۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ

پائیزہ صدیقہ نے میری خلافت و حکومت کے اثر سے جگہ دی ہو۔ اس لئے عمل کا
غافلیہ ہے کہ میری دفاتر کے بعد میرا جائزہ مجرمہ عائیٹ کے باہر رکھ کر ایک مرتبہ
پھر قبر کی جگہ کے لئے سوال کرتا۔ اگر بیٹب خاطر اجازت دیں تو نیک، درست مجھے
عام قبرستان میں دفن کرو دیا۔

بالآخر کیم عرم الحرام ۲۳ جو کو آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔ اور رسول
انجھٹے کی وہ پیش گولی پوری ہو گئی کہ جب آپ ایک موقع پر بعد حضرت
ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان گوہ احمد پر موجود تھے تو پہاڑ پہنچنے لگا۔ گویا خوش
سے جھومنے لگا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا اُنکُنْ يَأْتِيَنَّ فَلَمَّاْ عَلِمُكَ تَيْمَةً
رَمَيْتَنِيَّ رَفِيْهِنَّاَنَّ کہ اے پہاڑ! رک جاتیرے اور پہاڑ ایک نی ایک صدیق اور دو
شمید ہیں۔

اللہ کا کرم دیکھئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے اگل تین اور چاہت
سے بڑھ کر عطاہ فرمادیا۔ صرف مدینہ کی سوت نہیں، مسجد نبوی کی سوت بلکہ مغرب
رسول گی کی سوت عطاہ فرمائی۔ اور پھر رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قبر کے
لئے جگہ بھی عطاہ فرمائی۔

گرائی قدر سامنیں احضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت و حکومت کے
زمانے میں اگر چہ ماں و دولت کی ریل ہیل تھی ایک عام آدمی کا بھی معیار نہیں اتنا
بلکہ قارہ ہم اسکا تصور نہیں کر سکتے مگر آپ نے اس میل و دولت سے ذاتی طور پر
کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور نہ ہی کوئی چائیدار بھائی۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے لئے
دین کا حساب کیا گیا تو آپ کے ذمے ۶۰۰۰ روپیہ قرض قابو آپ کی دمیت کے
ٹھانیں آپ کا مکان فروخت کر کے ادا کر دیا گیا۔

گرائی قدر سامنیں! آپ جانتے ہیں کہ پنج ہزار سے کے ہو رہا درجہ میں

ایک دفعہ صد بین و مر رضی اللہ جبرا آپ کے دامیں باسیں موجود تھے اور ان تینوں نے
ہاتھوں میں ہاتھ دالے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام یہ مظہر دیکھ کر خوش ہوئے تو آپ
نے فرمایا تعالیٰ دلوا یہ سخرا اپنی آنکھوں میں بساو ہنگذا تبعث یوں
انقلافی قیامت کے دن بھی ہم تینوں اسی طرح اکٹھے اٹھیں گے۔

بھر ایک سوچ پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تعالیٰ اَنْتُنَّى نَكُونُ وَعَنْهُ
خَلِفَاً مِنْ تَزَكُّهٗ وَاجْدَارَ لِيَهَا تَنْكِلُنَ وَرِتْهَا نَخْرُجُ کہ میں اور الجبکڑہ بھر ایک
بھی سٹی سے بیجا کیے گئے ہیں۔ ہم ایک بھی سٹی میں دلن ہو گئے اور ایک بھی بجگہے
قیامت کے دن اٹھیں گے۔

دیکھیے! مجرہ نبوی میں صرفت لڑکی مذکون ہو جانے سے کس طرح غیر
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بخشش گویاں پوری ہو گیں! فَلَلَّهُ الرَّحْمَنُ
اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے نقش قدم
پر چلے کی تو نقش عطا فرمائے۔ (آمن)

ہر لمحہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

تھاری و غفاری و قدوی و جبروت
یہ چار عنابر ہوں تو بتا ہے مسلمان

۱۷:- شان عثمان غنی (۱)

الحمد لله رب العالمين ربنا و رب الدين افضل خصوصا
 على سيد الرسل و خاتم الانبياء و على الله افضل اصحابه الراقيين الدين
 فهم خلاصة العرب المقربون و خير الخلق يهدى الانبياء الدين
 فاغزى الله من السبطان الرشيق بشيء الله الرشيق الرحمن لقدر رحمة
 الله عن العذريين اذا ما يغزى نكث الشجرة فقل لهم ما ملئ قلوبهم
 فاترال الشكينة تحبهم و اباهم فتحاكمي (سراج) و قال النبي عليه السلام
 غلبوه كلهم لا يکل بيته زلقة زلقة في الجنة عثمان.

صدق الله العظيم و صدق رسوله النبي الكريم.

گرامی قدس سماحتن! آج نیں آپ کے سامنے خلیفہ والی سیدنا عثمان غنی
 رضی اللہ عنہ کے خواک و مذاق عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

نسب فاطمہ:

عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امنہ بن عبد الرحمن بن عاصی ممتاز۔
 اس طرح آپ کا سلسلہ نسب پانچوں پشت میں تغیر بر علیہ الحسنۃ والسلام کے ساتھ
 جا کر مل جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام اردوی تجاویز حضرت شفیعؓ کی پوری بھی ام حیجۃ کو
 نہیں تھیں۔

قبول اسلام

تغیر بر علیہ الحسنۃ والسلام نے جب اپنی نبوت اور توحید الہی کا اعلان فرمایا
 تو اس وقت حضرت عثمانؓ کے عصر میں موجود تھے۔ ملک سے باہر کس دور دراز
 کے طریقے تھے۔ آپ نے وہاں ہی ایک خواب دیکھا اور ہاتھ فتحی سے کچھ اشعار

عَنْمَانُ عَنْمَانُ يَاعْنَامُ لَكَ الْجَنَانُ وَلَكَ النَّارُ
 هَذَا يَقِنُ نَفْهَةُ الْزَّنْخَانُ أَرْتَلَهُ يَحْقِيمُ الدَّهَانُ
 زَجَاءُهُ التَّزَيْلُ وَالْفَرَقَانُ لَكَبَّةُ لَكَبَّيْكَ الْأَرْفَانُ
 كَرَاءُهُنَّا! تَرَے لَیے بُوئِ عَنْتُ اور شان کی صورت پیدا ہو گئی
 ہے۔ اللہ کے نبی واضح دلیل دیکھ بھوٹ ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انکو دین اپنے
 دیکھ بھیجا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا قرآن اور فرقان دیکھ تشریف لائے ہیں اسی وجہ پر
 کر لے۔ ایمان ہو کر نعمتوں کی عبادت تھی گراہ کرو۔

حضرت مuhan غفرانی یہ بیب فرب الشعراں کے انجامی حرحان ہے۔
 جب کہ کمرہ میں واہیں آئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دعوت
 اسلام دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر آخری تغیری حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو
 بھوٹ فرمایا ہے۔ اب آپ نے اپنا ہدہ خواب اور وہ اشعار ان کو سنتے۔ ابھی یہ
 باشیں ہوئی رعنی تھیں کہ اس مجلس میں رسول اللہ ﷺ کو تشریف لائے۔ آپ نے بھی
 حضرت مuhan گو دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کے نفضل و کرم سے اسی مجلس میں آپ نے
 اسلام تھوڑا کر لیا۔ اور توحید و رسالت کی گواہی دیکھتا یقینی الاؤ لون کی فہرست
 میں ہام درج کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۲ سال تھی۔

محبوب و تعزیب:

جس کمرج اس دور میں نوسلم صحابہ کرام پر مظالم ذہبیتے جاتے تھے اسی
 طرح حضرت مuhan پر بھی کفار کے نبی بھر کر مظالم کیے اور ان کا جہنا دو بھر کر دیا۔
 حتیٰ کہ ان کا اپنا سماں پیچا حکم ہیں عاصی ان پر اتنے علم کرتا کر سخنے والوں کا پڑے پالی
 ہو جاتا ہے۔ آپ کو رسول سے باندھ کر دھوپ میں پیسک دیتا کہ کھانے کو رہا

نہ پہنچے کو۔ بعض اوقات آپ کو چنانچہ میں پہنچ کر دھواں دیتا کہ سانس لینا بھی
دشوار ہو جاتا۔ آپ نے یہ تمام مظالم انجامیں جو اس دپارہ کے ساتھ برداشت
کیے مگر تو حیدور سالت کا راسن نہ چھوڑا۔

نکاح رفیعہ:

مشیر علیہ الحسنۃ والسلام کو اشاعت التوحید کے پیغمبے جو انگلستان مصائب
میلنے پرے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کافر کرنے آپ کی بیٹیوں کو طلاقیں
دلادیں۔ چنانچہ الہلب کے دنوں بیٹیوں غمہ اور خجھے نے آپ کی دنوں بیجوں
حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو طلاق دے دی۔ یقیناً آپ کے لئے یہ دکھ
ہائل برداشت تھا۔ گرلز کا یہ گھونٹ بھی آپ نے توحید اللہ کے پیغمبے ہلیا۔

آپ اپنی بڑی بیٹی حضرت رقیہؓ رضی اللہ عنہا کے درستے کے لئے خلاشی
خے کر آپکی نظر انتساب حضرت حمّان پر پڑی۔ حضرت حمّان کے بھاگ جاگ
پڑے اور آپ نے حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت حمّان سے کر دیا۔ اس موقع پر
ندیلی نے حضرت حمّانؓ کو اس اعزاز میں مبارک پا دری۔

لَهُزَ وَحْيَتْ لَلَّا يَأْتِي لَهُ زَلْمٌ لَمْ يَلْمَزْ لَهُ زَلْمٌ
لَمْ يَأْخُذْ لِكُنْ يَبْشِمْ عَنْرَا لَيْقَتْ حَمْرَةً وَلَيْقَتْ مَكْرَةً
لَكْفَتْ وَاللُّو حَفَّانْ زَقْرَاءَ وَاتَّ بَكْرَةً وَلَيْقَتْ بَكْرَةً

اے حمّان! تجھے تم مرتبہ ہم تھی مرتبہ اور ہم تھی مرتبہ مبارک پا دری۔
ہماری ایک مرتبہ اور مبارک پا دری کا دس مبارک پا دری ہو جائیں۔ تجھے خبر اور
بھالی حاصل ہو جگی ہے۔ اور تو شرود فاد سے محروم ہو گیا ہے۔ اللہ کی حرم اُو نے
ایک پاکیزہ اور عینہ مورت سے نکاح کیا ہے۔ تو بھی پاکداں قما اور افس نے تجھے
بیکلی بھی پاک راسن عطاہ فرمادی ہے۔

مجرت جبše:

کفار کو کے مظالم مسلمانوں پر روز بروز بڑھ رہے تھے اور ان سے پاؤ کی کوئی ظاہری صورت نظر نہ آئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف ہزل فراز مسلمانوں کو اصحاب کہف کا واقعہ سنایا۔ اسکی یہ اشارہ تھا کہ جس طرح وہ لوگ مجرت کر کے مخدوٹ مقام پر چلے گئے اسی طرح مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ کسی مخدوٹ مقام پر مجرت کر کے چلے جائیں۔

اس صورت میں حضرت عویض حضرت کا ذکر ہے جبی موجود ہے۔ اس واقعہ میں گویا یہ اشارہ تھا کہ تمامی بیش ظاہر کے مطابق نہیں ہوتے جس طرح حضرت خضر کے افعال ظاہر میں کچھ اور نظر آرہے تھے اور ان کا تنبیہ کچھ اور تھا۔ اسی طرح مسلمانوں کے حالات ظاہری طور پر کو ہ گفتہ ہے یہیں مگر تنبیہ انہی کے حق میں ہے۔ چنانچہ عذیر علیہ المصلوہ والسلام نے رجب فی نبوت میں مظلوم مسلمانوں کو جد کی طرف مجرت کرنے کا مشورہ دیا کیونکہ اگرچہ وہاں کا باطنہ یہ سائی تھا مگر عادل اور نیک طینت تھا۔ چنانچہ آپ کا حکم پاتے ہیں یا وہ مردوں اور چار گھروں پر مشتمل حضرت ساقیانہ مجرت جد کے لیے روادہ ہو گہا۔ اس حکملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ایگی زوجہ طبرہ حضرت رقیۃؓ بھی تھیں۔

آپؐ نے اسکے ہارے میں فرمایا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اوما طلبیا السلام کے بعد عثمان بن عفان سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی الیہ سنت راہ خدا میں مجرت فرمائی (سدید)

ان مسلمانوں نے ابھی جد میں تین ۱۰۰ گزارے تھے کہ انہیں اعلان میں کہ قریش کے عذیر علیہ المصلوہ والسلام کی مقابلت چھوڑ کر شرف بالسلام ہو چکے ہیں۔ اور مکاپ اسکی وعایت کا گھوارہ بن گیا ہے۔ پہلے اعلان پاتے ہی یہ تمام ہوں

خوشی فرشتے کے کمرے والیں لوٹ آئے۔ بیہاں آکر پتے چلا کر وہ اطلاع تو خلائقی۔ اب تریش کرنے ان مظلوم مسلمانوں پر پہلے سے بھی زیادہ علم ڈھانے شروع کر دیے۔ بنی ہاشم کا مقابلہ شروع ہونے کے بعد ان مظلوموں کی درخواست پر آپ نے انھیں دوبارہ جدش کی طرف بھرت کرنے کی اجازت دے دی۔ اب کی مرتبہ بھرت کرنا پہلے کی طرح آسان نہ تھا۔ ہم تقریباً ایک سو سے زیادہ مردوں زن نہایت رازداری کے ساتھ اللہ کے راستے میں بھرت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت حمایہؓ میں (بعد اپنی زوجہ طبریہ سیده رقیۃ بنت رسول اللہ) اس دلسری بھرت میں بھی شمولیت فرمائی۔

اس طرح آپ نے اپنی الہی سیست دو مرتبہ جدش کی طرف بھرت فرمائی۔

حیدہ عنصلان :

حضرت حمایہؓ کی ایک نمایاں خصوصیت "حیا" تھی۔ آپ اتنے حیادار تھے کہ آپ نے ساری زندگی کسی ہاتھ مورت کی طرف نظر انداز کرنیں دیکھاتی کر آپ نہانے کے وقت بھی اس حد تک حیا کو لٹوڑ رکھتے تھے کہ ایک عام آدمی اسکا قتل نہیں کر سکتا۔

بھی وجہ تھی کہ جیبیر علیہ الحلاۃ والسلام جو کہ خود اکٹھا حیا ہے این القفلہ اور (کنوواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار) تھے وہ بھی آپ کی صفت حیا کی تحریکات تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ جیبیر علیہ الحلاۃ والسلام اپنے گھر لئے ہوئے تھے اور آپ کی چندی مبارک سے کپڑا اہنگا ہوا تھا۔ اسی اہنگ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دروازے پر دلکش دے کر اندر آئنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے لئے لیئے اسی حالت میں اجازت دے

دی۔ وہ اندر تشریف لا کر آپ کی خدمت اللہ میں بینخ کر باعث وغیرہ کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسی طرح سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دستک دے کر اجازت طلب فرمائی تو آپ نے اُسکی بھی اجازت دے دی وہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حالت یہ تھی کہ خبریں علیہ الحلاۃ والسلام اسی طرح لیجئے ہوئے ان سے باعث فرماتے رہے۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد دستک ہوئی تو پہ چلا کہ حضرت سیدنا علیٰ حضرت
لائے ہیں۔ خبریں علیہ الحلاۃ والسلام ان کا نام سن کر اخونے کر بینخ گئے۔ فتحعلیٰ
زَسُولُ اللُّوْ حَمَلَ اَهْلَ عَلِيَّوْ وَلِمَ زَوَّلَ بَنَانَهُ اور آپ نے اپنے کپڑوں کا
درست فرمایا اور پھر فرمایا کہ علیٰ گو اندر آنے کی اجازت ہے۔ جب یہ تھوڑی
حضرات کچھ در خدمت اللہ میں بینخ کر ٹلے گئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت علیٰ کا نام سن کر ادا
اهتمام کیوں فرمایا کہ اُنہوں کر بینخ گئے اور کپڑوں کو سنبال لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا
ہاں عَنْخَانَ تَسْعِينَ وَهَنَّ الْمَلَائِكَةُ لِكَيْفَ لَا تَسْعِينَ وَهَنَّ كَعَائِشَ علیٰ
وہ شخص ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ جملہ میں اس
سے حیا کیوں نہ کرو؟

بیرونیہ کی خوبی داری :

نیٰ علیہ الحلاۃ والسلام بھرت فرمائیں سورہ تشریف لے گئے تو دہلی
یٹھے پانی کا تقریباً ایک عی کنوں تھا۔ جو کہ ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ س
محاجر کرامہ کی یہ خواہش بھلی تھی کہ اسی کنوں کا پانی بھیں۔ وہ کہیں خصلت یہودی
اول تو مسلمانوں کو پانی بھرنے نہیں رکھتا۔ اور اگر اجازت دی جائی تو پانی تینا
بچتا تھا اور ایک ایک ڈہل کی بھاری قیمت حصول کرتا تھا۔ مسلمانوں کے لیے:

بڑی تکلیف و مسخرت تھی کہ پانی بھی بیگنے والوں خرید کر پہنچی۔ ایک دن تغیری طبقہ الحصۃ والسلام نے سماپت کرام کے مجھ میں اس خواہش لئے تھف کر دیا! آپ نے مزید فرمایا کہ کون وہ خوش قسمت ہے جو یہ کتوں خرید کر دھف کرے اور مجھ سے جنت کی بیمارت ماحصل کرے۔

یہ اعلان سننے عیٰ حضرت سیدنا علیؑ نے اپنے اور یہودی کے ساتھیوں کے میت کر کے اس سے ۲۰ ہزار درہم میں وہ کتوں خرید لیا اور خدمتِ اقدس میں آکر بُ مسلمانوں کے لئے دف کرنے کا اعلان فرمایا کہ انسان نبوت سے جنت کی بیمارت ماحصل کریں۔ بعد ازاں اس کتوں کا ہم ہر ہن ان پر گما اور آج تک اس کتوں سے الٰہی حدیثہ فائدہ اخخار ہے ہیں۔

خزوہ بدر اور عثمانؑ :

غزوہ بدر کے موقع پر آپؐ کی زیارتِ محترمہ سیدہ رقیۃؓ ہست رسول اللہؐ پیغمبر کے مرض میں جلا تھیں۔ حضرت ہمؓ انگی تحریر اور اسی کی وجہ سے کفر و اسلام کے اہل سرکر میں شرکت نہ فرمائے۔ خدا کی قدرت کو جس دن رسول اللہؐ فرزدؓ بدر سے والیں مدینہ منورہ تعریف لائے تو اسی دن حضرت رقیۃؓ کا انتقال ہو گیا۔ آپؐ کو انگی وفات کا بڑا دکھ ہوا۔ بعد ازاں جب آپ نے غزوہ بدر کی نیمت تھیم فرمائی تو حضرت ہمؓ گوہی اس غزوہ میں شرک کیجا گیا۔ کیونکہ وہ آپ عیؑ کے حکم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ہم لزانؓ لکھ اگتھر ز محل نہ فریض کرنا اور تھہمہ تھہمہ اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس غزوہ میں شرک کرنے والے کو ملے گا اور تھہمہ مال نیمت کا بھی اتنا حصہ ملے گا جتنا ایک بدیل عازی کو ملے گا۔

کاج اُم کلثوم

حضرت رقیٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علیٰ ہن پر کوئی معلوم سے
روئے نہیں۔ خیریٰ علیٰ الحصۃ والسلام سے اُنکی یہ یکیت برداشت نہ ہو گی اور آپ
نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ان سے فرمادیا۔ خدا کی قدرت کر
حضرت ام کلثومؓ بھی خیریٰ علیٰ الحصۃ والسلام کی زندگی میں ۹۷ میں وفات
پا گئیں اور ایک دفعہ پر حضرت علیٰ ہن رخڑو سے ہو گئے۔ خیریٰ علیٰ الحصۃ والسلام
نے نہایت حسرت سے فرمایا تو کان عنینی نائکہ لزو جتنہا عثمان کر اگر
بھری کوئی تیسرا بھی موجود ہوتی تو میں اسکا نکاح بھی ہن سے کر دیں۔
بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اگر
آپکی تیسرا بھی وفات باجا جائی تو.....

آپ نے جو ارشاد فرمایا تو کان رنگ از یعنون پس از خود بخت مُفتکان
را جدیدہ بعَدَ واجِلَهُ عَجْلَتِی لَهْبَقَنْ مِنْهُنْ بَرَجَدَهُ کہ اگر سیری چالیس بیان
بھی ہوتیں تو میں کیے بعد دیگرے ان کا نکاح حضرت علیؓ سے کرتا جاتا یہاں
لک کر ایک بھی باالی نہ رکتی۔

گرائی قدر سامن! اس عالم رنگ دیوبنی میں واحد شخصیت حضرت ہلن علی ہیں جسکے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئیں۔ انہیاں کو ربم توبہ بہت سے ہوئے اُنکی بیٹیاں بھی پیدا ہوئیں اُنکے دادا بھی بنے، لیکن نبی کا دوہرا دادا، بنے کا شرف مرف اور صرف حضرت ہلن کو حاصل ہوا۔

توسيع مسجد نبوی

سچوں میں خبر طیہ الحصہ والسلام نے سچہ بھوی کی توسعہ کرنے کی

خودرت محسوس فرمائی تو آپ نے ارادہ کیا کہ مسجد کی لمحقہ زمین خرید کر مسجد بنوئی میں شامل کر لی جائے۔ آپ نے اس موقع پر اعلان فرمایا کہ کون وہ شخص ہے جو حقن اللہ تعالیٰ کی رضاوی کے لیے زمین کا یہ تکوڑا خرید کر مسجد کے لیے وقف کر دے تو میں اسکے جتنی کی بشارت و خاتمت دیتا ہوں۔ یہ بشارت سن کر حضرت علی انھی اور دیگر اور تم میں وہ جگہ خرید کر مسجد کے لیے وقف فرمادی۔

مہرو فاطمہ:

تو خبر علیہ المصلوٰۃ والسلام کی چوتحی بھی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بب نکاح کی عمر کو بھیجیں تو بعض صحابہ کرام نے یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے ال رشتے خواستگاری کی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ پھر صحابہ کرام کے مشورہ پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ رشتہ طلب فرمایا تو آپ نے آمادگی فراہم فرمائی اور پوچھا کہ کیا میر کی رقم موجود ہے؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ اور تو یہ کہنیں! صرف ایک گھوڑا اور ایک زرد موجود ہے۔ آپ نے مشورہ دیا کہ گھوڑا تو اپنے پاس ہی رکھو اور الجست زرد رنگ دو اور میر کی رقم کا انتظام کرلو۔ حضرت علیؑ زرد رنگ کر کر بیجھے کے لیے بازار تشریف لے گئے تو حضرت علیؑ بھی بیجھے ہو لیے۔ پھر بب انھوں نے زرد بیجھنے کی آواز لگائی تو آپ نے ان کے کندھے پر ہاتھ روک کر فرمایا کہ یہ زرد میں خریدنے کے لیے تیار ہوں۔ قیمت بتائیے! حضرت علیؑ نے کل قیمت بتائی تو حضرت علیؑ بولے کہ زرد کی نسبت کے لاماؤ سے تو یہ قیمت گھوڑا کی ہے اور پھر ایکی آنکھ سے زیادہ رقم ۳۸۰ درہ میں کمکروہ زرد کی قیمت سے فریضی۔

حضرت علیؑ جب زرد سکر اور قیمت لگر دیجس جانے لگے تو آپ نے اسکے کندھے پر پھر ہاتھ روک کر فرمایا علیؑ! تیری شادی ہو رہی ہے، میری طرف یہ زرد بیجھنے کے طور پر قبول فرمائیے۔ اس طرح حضرت علیؑ نے اگر ۳۸۰

درہم اور زرہ دیکھ رہا اس عمرت کے عالم میں بیب طریقے سے اگی مدد فرمائی۔

سخاوت عثمانؑ :

گرامی قدس احمدؑ! آپ سن رہے ہیں کہ حضرت ہم ان غنی نے نگل کے کاموں میں مال خرچ کرنے سے کبھی دریغ نہیں فرمایا۔ یہ آپ کی سب سے نایاب خوبی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کا قلب "غنی" پڑ گیا۔ آپ خیر طبیعہ احصانہ و السلام کی اس حدیث کے سچے حدائق نظر ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی ہوئے ہی قابلِ رشک ہیں ایک وہ جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم عطا فرمایا اور وہ رات دن اسکے پڑھنے پڑھانے میں لگا ہوا ہے۔ وَرَأَ جُلُّ آنَاءَ اللَّهِ مَا لَا يَكُونُ
غَلَى هَلْكَةِ حَمَّا بْنِ الْحَمَّى وَسَرَادَ وَجَسَكَوَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ مَا لَا يَكُونُ
رات اس مال کو نگل کے راستے پر خرچ کرنے میں لگا ہوا ہے۔

جیش الفتحؓ :

وَوَمِنْ خَيْرِ مَلَى الْفَطِيْرَةِ سَلَمَ كُوِيْرِ اَطْلَاعَ لِلِّيْلِ كَهْرَبَلِ رَوْمَ نَيْدِ خَمْرَدَ
پر حملہ کرنے کے لیے ایک بہت بڑی فوج (ایک لاکھ سے تزاہہ) جمع کر لی ہے۔
اور وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے پر قول رہا ہے۔ آپ نے فوراً صحابہ کرامؐ کا
خزکی تیاری کا حکم دے دیا۔ تاکہ دشمنوں کی سرحد تجوک پر ہٹکنے کر ان کا مقابلہ کیا
جائے۔ ان ہنوں میں سلطان مالی اختمار سے انتہائی کمزور تھے۔ خزدor دراز کا تھا
اور سامان بیگ اور سورجیوں کی خفت تکت تھی۔ اسی لیے اس خزدor کو "جیش
الفتحؓ" کا نام دیا گیا ہے۔

خیر طبیعہ سلسلہ مذکورہ مسلم نے اس موقع پر جگلی ساز و سامان کے لیے صحابہ کرامؐ
سے چندہ کی اجیل فرمائی۔ سمجھا وہ موقع تھا کہ جب حضرت عمر فاروق بنی اخذ و مگر

کا آدھا اٹاٹا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پورا اٹاٹا لکھ رہا تھا جس کی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ کی اچیل پر حضرت ھنڈ رضی اللہ عنہ نے احمد کرا اعلان فرمایا گلئی تلاوتِ مائتھیہ بعینہ پاٹھلا دیئہ اُنکا پہنا ہیں سینیل اللہ کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تین سو اونٹ بعد ساز و سامان میربے ذمے ہیں۔ آپ نے دوبارہ اچیل فرمائی تو حضرت ھنڈ نے حرید تین سو اونٹ بعد ساز و سامان دینے کا اعلان فرمادیا۔

بھرآپ نے سر بارہ اچیل فرمائی تو حضرت ھنڈ نے حرید تین سو اونٹ دینے کا وعدہ فرمایا۔ بھرایک سو گھوڑے بھی جہاد کے لیے دے دیے۔ اس طرح آپ نے اس موقع پر ۹۰۰ اونٹ اور ۱۰۰ گھوڑے دینے کا اعلان فرمایا۔

خبر علیہ الحصۃ والسلام نے حرید اچیل فرمائی تو حضرت ھنڈ غنی اٹھے اور ایک ہزار دیار (سازی سے پانچ گلوسوں) کی سر بھر ٹھیلی خدمت القدس میں بیش فرمائی۔ خبر علیہ الحصۃ «صلی و دیکر اتنے خوش ہوئے وہ مُبَتَّعُ زَجْهَمَ کَأَنَّهَا زَرَخَ انور خوشی سے جگ کرنے لگا۔ بھرآپ نے اپنا واسن پھیلا کر ارشاد فرمایا کہ دیار یہاں پہنچ دو فتنہ ہاں ہی جتھر رسول اللہ وصیل اللہ علیہ وسلم تو حضرت ھنڈ نے وہ دعا آپ کی گود میں ڈال دیے۔

خبر علیہ الحصۃ بار بار ان دیواروں کو الٹ پہنچ کر کے ٹھکناتے تھے اور فرماتے تھے ماضی عُتَمَانَ ماغیل بعْدَ ایْزَمَ کر ھنڈ نے آج اتنا جزا عمل کیا ہے کہ اسکے سامنے اس کی کوئی تلفی اور خطاء نہیں ظہر سکتی۔

رسول اللہ کو کھانا کھلانا:

خبر علیہ الحصۃ والسلام پر ایک دنہ ایسا موقع آیا کہ آپ چار دن تک

سکل فاتح سے رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ
بھوک سے بے تاب ہو کر اگر سے باہر نکل گئے۔ ظہر کے وقت واپس تشریف لائے
اور سوال کیا اہلِ احْبَتْمَ بَعْدِنَیْ ٹُبْتُ؟ کہ میرے بعد کوئی انتظام ہوا ہے؟ حضرت
عائشہ نے فتحی میں جواب دیا تو آپؐ بھر باہر پڑے گئے اور سجدہ میں جا کر نماز اور دعا
میں صرف ہو گئے۔ عمر سے پہلے آپؐ بھر تشریف لائے اور بھی سوال کیا اور
حضرت عائشہ نے پھر فتحی میں جواب دیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سورج غروب ہونے سے پہلے میرے
دروازے پر حضرت مہمان تشریف لائے اور آپؐ کا پوچھا تو میں نے (یہ سورج کر
ہذا رَجَمِلَ مِنْ أَنْخِيَّةِ الْمُشَبِّهِینَ کہ آپؐ کافی مالدار ہیں اور ہوسکتا ہے کہ آپؐ کی
دعاؤں کا جواب بن کر آتے ہوں) رسول اللہ ﷺ کی بے قراری کی ساری کیفیت
بیان کر دی۔ حضرت مہمان یہ حالت سن کر وہ نے گئے اور فوراً باہر تشریف لے گئے
اور تھوڑی دری بعد مزدوروں کے کندھوں پر سامان خوردہ ٹوٹیں لیکر حاضر ہو گئے۔
سامان کیا تھا احتفالٌ مِنَ الدُّنْيَا رَأَتَمَا لِمِنَ الْجِنَّةِ وَأَنْتَلَ مِنَ النَّبَرِ
وَكَاهٌ مَسْلُوْحٌ وَكَلَاثٌ مَائِنَةٌ بِزَفْرَقٍ فِنِ قُرْقُوْ آلَنِ كَدْمٍ اور سمجھوں کی کی
بودیاں تھیں ایک بھنی ہوئی بکری تھی اور ایک حمل میں تین سورہم تھے۔ آپؐ نے
وہ سامان میرے خواں کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خود بھی کھاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو
بھی کھلاؤ اور پھر مجھے تم دیکھ کر میں آنکھہ ایسے حالات میں انکو ضرور اخلاقی
دوں گی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اسکے جانے کے بعد جلدی جلدی
کھانا تیار کر کے برقن میں ڈال کر رسول اللہ ﷺ کے لیے رکھ دیا۔ تھوڑی دری بعد
آپؐ تشریف لائے اور وہی سوال کیا اہلِ احْبَتْمَ بَعْدِنَیْ ٹُبْتُ؟ تو میں نے سکرا کر

مرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا و قبول فرمائی۔ یہ دیکھئے کھانا تیار ہے۔ پندرہ
 سارا سماں دیکھ کر حیران ہو گئے اور ۳۸۱ فرمایا (عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ)
 ماننے کیا ہے آیا؟ میں نے مرض کیا میں عذنان ہیں عذنان کر حضرت ہم
 نے سمجھا ہے اور پھر میں نے سارا والقہ بیان کر دیا اور آپ کا چیزوں خوشی سے کمل
 اندا۔

بھر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اتنا بہترین کھانا آپ کے سامنے ہے اور
 آپ نے ایک لفڑی بھی نہیں توڑا اور انہوں کو سمجھ میں تعریف لے گئے (فُلَاجِلَسِ
 خُشْ خَرْجَ الْكَلْمَنِ التَّسْجِيدِ) میں نے دروازے کے سوراخ سے دیکھا کہ آپ
 آپ سمجھ میں کیا کرنے گئے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے دلوں با تجواد
 کے خضر اٹھا کر دعا ماگ رہے ہیں اللَّهُمَّ إِنِّي لَذَّ رَبِّيْتُ مَخْنَ عَذَنَ
 لَازِخَ عَذَنَ کرے اللہ! میں ہمچنان سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔
 نہ دلخواہ آپ نے یہ دعا ماگی اور پرداہیں آکر کھانا تکاول فرمایا۔

عہد صدیقیں میں تخطی :

محمد صدیقؒ میں ایک دفعہ دینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ حتیٰ کہ کھانے
 کی کوئی چیز قیمت بھی نہیں ملتی تھی۔ کبودوں کی گلیوں تک بیس کرو گوں نے کھانا
 ٹردتا کر دیں۔ حتیٰ کہ جانوروں کے لیے گھاس کا ایک تکا بھی نہ رہا۔

ظیف الدین سیدنا صدیقؒ اکبر محیت سب لوگ انجامی پر بیان تھے کہ آپ
 کریں تو کیا ٹریں۔ انہی دنوں میں ملک شام سے حضرت ہم غلی کامل تجدیت
 آئے کی خبر مشہور ہو گئی۔ تقریباً ایک سو اونٹ کھانے کی اشیاء سے لدے ہوئے
 تھے۔ مدینہ کے بیو پاری اور ۲۲ جڑے خوش ہوئے کہ حضرت ہم سے ہر مال
 فوج کر مرت مگی قیمت پر فروخت کر کے خوب فتح کا میں گے۔ چنانچہ وہ لوگ

فروز آپ کی خدمت میں مال خریدنے کے لئے حاضر ہو گئے حالانکہ مال ابھی شہر می پہنچا بھی نہیں تھا۔

حضرت علیؑ نے ان سے سوال کیا کہ تم مجھے کتنا فتح دینے کے لئے چار ہوڑو بولے ہم آپکو دکان فتح دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ایک لاکھ کا مال دلا کو میں خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے جواب فرمایا اللہ رَأَفْوَزْنِي کہ مجھے تو اس سے زیادہ فتح ملتا ہے۔ تاجر ہا ہم شورہ کر کے بولے چلو ہم آپکو تھنی گناہ قمر دینے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا اللہ رَأَفْوَزْنِي مجھے تو اس سے بھی زیادہ قمر ملتا ہے۔ تاجر بھی کہ حالات واقعی ناگفتہ ہیں۔ ہو سکتا ہے ہم سے پہلے کوئی آکر اس سے زیادہ کی میشیش کر لے گیا ہو۔ اور کہنے لگے کہ پھر مکار دینے کو تیار ہیں۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا مگر پانچ گناہ کا تو آپ نے پھر وہی جواب دیا۔

اب ۲۰ گزرے چرائیں ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارے سواد میں منورہ میں اور تو کوئی ڈاک ڈالنے ہے نہیں۔ آخر وہ کون ہے جو آپ کو اس سے بھی زیادہ منافع دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے ایک کے بدلتے میں دس گناہ ملتا ہے اونٹہ ٹھٹہ زیبادی کیا تھی اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ وہ بولے ایسیں بھی تا اسیں آخر وہ ہے کون؟ آپ نے فرمایا ذاکر حُوَّالَهُمُوَّهُ میرا اللہ ہے جس نے اعلان کر رکھا ہے مُنْ جَاهَ بِالْحَكْمَةِ لَكُلَّهُ عَذْرٌ أَعْفَارُهَا کہ جو شخص ایک ٹھنگی کرے گا میں اسے دس گناہ اجر عطا کر داؤں گا۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا اے ٹھجارتی دیندہ! تم بھی گواہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ بھی گواہ ہے کیا تھینَ أَنْهِدَ اللَّهُ أَنْتَ لَهُ مَحْكُمٌ مَذْكُورٌ الْعَلِيُّ الْقَرَاءُ الْتُّتَلِيمِيُّ کر میں نے یہ سارا مال اللہ کی رضاہ کے لئے فقراء مدینہ کے لئے صدقہ کر دیا ہے۔ پھر اپنے طازی میں کو ہم کر دیا کہ یہ سارا مال اللہ مدینہ پر تضمیں

جب مال تقسیم ہو چکا تو فرمایا خالی بوریاں اور بارداں بھی اللہ کے راستے میں تقسیم کر دو۔ جب وہ بھی تقسیم ہو گیا تو حکم دیا کہ اب سب اونٹوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بھی فقراء میں تقسیم کر دو۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ آپ اگرچہ خود بھی تلو سے ہماڑتے گرانے کے لیے ایک دان بھی نہ رکھا۔

حضرت مجدد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی رات خواب دیکھا کہ رسول اللہؐ ایک خوبصورت سواری پر سوار ہو کر جانی جلدی میں جا رہے ہیں۔ وَعَلَيْكُمْ خَلَدٌ مِنْ نُورٍ وَلَهُ دِرْخَلَدٍ نَعْلَانٌ مِنْ نُورٍ قَرِيلٌ وَقَصْلَةٌ مِنْ نُورٍ آپکے وجود اقدس پر ایک نورانی پوششک تھی اور آپکے قدوسوں میں نورانی جوتے اور ہاتھوں میں نورانی چھڑی تھی۔ میں نے عرض کیا یا زمزول اللہ کب افکار شریفیں رائیں لفہدیک لکھنے کی دیر؟ کہ اے اللہ کے رسول! مجھے آپکی ملاقات و بات پیت کا بڑا شوق ہے ذرا تمہرے تو کسی اتنی جلدی کہاں جادہ ہے ہیں؟ آپ نے فرمایا یا ابنِ عبّاس، ائمَّةُ عَنْكَانَ لَذَّتَصَدَقَ بِعَصَلَكَ وَإِنَّ اللَّهَ لَذَّلِكَ لَهَا بِتَهْوِرٍ وَجَهَ غَرَّ شَافِيَ الْجَنَدِ وَكَذَّ كَعْنَاءَ إِلَىَّ عَزِيزٍ كہ راجح ہاں نے اللہ کی رخاء کے لیے صدقہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا صدقہ قبول فرمایا کہ جنت کی حدود سے ان کی شادی کر دی۔ میں ہاں کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہا ہوں۔

بیعت و حسوان:

دو میں رسول اللہؐ نے تقریباً چھرہ سوچا۔ کرامگی معیت میں میرہ کا ارادہ فرمایا۔ آپ جب کہ میرہ کے قریب مدینہ کے مقام پر پہنچنے تو کفار کے لئے حراثت کا پروگرام بنا لیا۔ آپ نے اپنے ایک صحابی حضرت خراش بن انسؓ فراہمؓ کو اعلیٰ کی طرف پیغام دیکر بیجا کہ ہم صرف اور صرف بیت اللہ کی زیارت

کے لئے آئے ہیں۔ کوئی برا مقدمہ ہرگز نہیں ہے۔ اہل کرنے میش میں اُکرا لے گئے اونٹ کو ذبح کر دیا اور انکو بھی قتل کرنے لگے کہ وہ بُشکل جان بچا کر واپس آگئے اور رسول ﷺ سے سارا واقعہ عرض کر دیا۔

بعد ازاں آپ نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا چاہا تو انہوں نے مhydrat کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں جالی طبیعت کا آدمی ہوں۔ اس معاملے کے لیے اگر آپ حضرت ہم ان گوئیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ آپ نے حضرت ہم ان پر بلا کر حکم دیا کہ جا کر رہ ساہک کو اس طرح تھارا بیقاوم بخیاڑا۔

حضرت ہم ان غنی کے جانے کے بعد صحابہ کرام اُنکے مقدور پر رٹک کرنے لگے کہ اسی سختی اُنہی فست ہے۔ وہ تو بیت اللہ شریف کا طواف کر لیں گے۔ پہ نہیں ہم کو رکھیں گے یا ان؟ آپ کو حضرت ہم کی ذات پر اس حد تک اعتماد تھا کہ آپ نے فوراً فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہم ان ہمارے بغیر ہرگز طواف کرہے نہ کرے گا۔

صاحب ملا حیدری آں بات کریں بیان کرتا ہے۔

”بے ہم زمین“ وہ زمین بعصدِ رواں شد چوں تم ترا لگاں
چوں او رفت اٹھاپ روزے در گھر چھے پھر المشر
خوشا مل ہم ۶۴۳ کر شو تسعیش عجیت المرام
رسول خدا چوں شنبہ الی خن پلاغ جنگی گفت ۶ ایمن
زہمان عماریم ما این مگاں کر خنا کند طوف آں آشان
خدائی قدرت کو حضرت ہم ڈیپ کو کمرہ پہنچو کفار کے نجتی سے
جواب دیا کہ ہم آپ کے بغیر کوئی اجازت ہرگز نہیں دے سکتے کہ چورہ ۳۰ آدمیوں
کے ہمراہ گروہ ادا کر کے ہیں اپنی شانِ دنیوں دکھائیں ہاں! اگر آپ تھا طواف

کرنا چاہتے ہیں تو بیت اللہ کے دروازے آپکے لیے کھلے ہیں۔ حضرت علیان یعنی
کرفمانے لگئے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بغیر ہرگز طواف نہ کروں گا۔

کیسے میں مرہ ادا کروں کہ ساتھ ہیرے صحنے نہ ہو

قبلہ کو میں کیا کروں کہ موجود قبلہ نہ ہو

حضرت علیان فتحی کا یہ جواب سن کر مشترکین کرنے آپ کو روک لیا اور یہ
خبر مشہور کردی کہ حضرت علیان قتل کر دیے گئے ہیں۔ کفار یہ خبر ازاکر مسلمانوں
میں دہشت بھی پھیلانا چاہتے تھے اور مسلمانوں کے جذبات بھی چیک کرنا چاہتے
تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا آپ
وزر ایک لگبھگ کے درخت کے پیچے جا کر بینے گئے اور سماپ کرام سے صوت پر بیعت
لینا شروع کردی کہ جب تک جسم میں جان ہے علیان کے قتل کا بدال ضرور لیں گے۔
سماپ کرام جو حق آپکے دست قلن پرست پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے لگے۔
گرایی قدر سامنے از رخور فرمائیں کہ خون علیان ہی کتنی قدر و قیمت ہے
کہ چند رہ سو جانیں اس ایک جان کے پیچے زبان ہونے کے لیے تیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو یہ سخرا تا پسند آیا کہ سب بیعت کرنے والوں کے لیے فوری
طور پر اپنی رضاہ و خوشودی کا اعلان فرمادیا *لَفَدَ رَجُلٌ إِنَّ اللَّهَ عَنِ الْعَزَفِ بِنِينَ*
إِنَّمَا يَعْنُوكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَيْلَمٌ تَأْلِقُ لِلْقَرْبَيْمِ لَكَلَّوْلِ الشَّكِيرَةِ عَلَيْهِمْ
وَلَأَلَّا هُمْ فَتَحَا كُفُرَيْهَا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے راضی ہو گیا۔ جبکہ ۱۰
آپکے ہاتھ پر درخت کے پیچے بیعت کر رہے تھے۔ انگے والوں میں اللہ اور اسکے
رسول کی بیت دا خلاص جو کبھی عمر ادا ہے وہ اللہ کو خوب معلوم ہے۔ لہجہ اللہ تعالیٰ
نے ان پر اپنی طرف سے خصوصی سکیت اور طریقہ تسلیم فرمادی۔

چیزیں میرے اصلہ و اسلام کو جب معلوم ہوا کہ حضرت علیٰ نے تو زندہ ہیں تو آپ نے اسکے موجودت ہونے کے باوجود انکو اس بیت میں شامل فرمایا۔ تاکہ وہ اس سعادت غنی سے محروم نہ رہیں۔ آپ نے اپنے دلوں ہاتھ بلند کیے اور اپنے ایک ہاتھ کو حضرت علیٰ کا ہاتھ قرار دیکر فرمایا ہذلۃ اللہ علیٰ علیٰ و ہذلۃ البیانی کرو گیا یہ علیٰ کی طرف سے ہاتھ ہے اور یہ سیرا ہاتھ ہے۔ پھر انہیں کو دوائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ یہ بیت علیٰ کی طرف سے ہے۔

اس طرح حضرت علیٰ غنی بیت رضوان کا سبب بھی بنے اور پھر انہیں شریک بھی ہو گئے۔ یہ آپ کی مظہری شان کی بہت بڑی دلکشی ہے۔

موہری خوبیاں :

حضرت علیٰ غنی رضی اللہ عنہ کی ایک نیا یاں خصوصیت یہ ہے کہ افغانیاں نے آپ کو بعض خوبیاں دو مرتبہ عطا فرمائیں اسکی شان کو مزید بلند بالا فرمادیا۔

☆ آپ نے چکے ہیں کہ حضرت علیٰ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی الیہ سیست دو مرتبہ جوش کی طرف بھرت فرمائی اس لحاظ سے آپ کو **خواہ بھوتین** لیجنی دو ہمروں دالے کہا جاتا ہے۔

☆ آپ کی یہ خوبی ہے کہ خصوصی طور پر **چیزیں** نے آپ کو دو مرتبہ جنت کی بشارت و خاتمت عطا فرمائی۔ ایک بیرونی دوسری کی خریداری کے وقت اور دوسری صبح نبوی کی تو سچ کے وقت۔ اس لحاظ سے آپ کو **خواہ بھوتین** لیجنی ॥ خوشخبریوں والے کہا جاتا ہے۔

☆ آپ کی ایک ایسی خوبی یہ ہے کہ خبر طیہ الحلاۃ و اسلام کی «**ما جزا دیاں**» کیے بعد مگرے آپ کے کاغذ میں آئیں ایک حضرت رقیٰ اور دوسری حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما اور یہ خوبی اسکی ہے کہ اسکی پوری انسانیت میں یہ

کل بھی آپ کا شریک حکم نہیں ہے۔ اس لحاظ سے آپ کو ہنوفالنورین یعنی دو
زندگی والے کہا جاتا ہے۔

(عربی زبان میں بھی کواز را، محبت نور میں بھی کہا جاتا ہے)

☆ آپ کی ایک خوبی یہ ہے کہ دو اہم موقع پر آپ کی غیر موجودگی میں
خوبیٰ الحصۃ والسلام نے خصوصی طور پر آپ کو شریک فرمایا۔ ایک غزوہ و بدر میں،
وہرے بیت رضوان میں۔ اس لحاظ سے آپ کو ہنوفالشرکتین یعنی دو
زندگی والے کہا جاتا ہے۔

الله تعالیٰ ہمیں اُنکی قدر کرنے کی توفیق حطاہ فرمائے۔ آمين

اللّٰہ تو پھر ہم میں صدیق سا ایمان پیدا کر
مر قادر ق جیسا کوئی جری انسان پیدا کر

مگ تحریف کئے جائے دم ھن پیدا کر
علی مرغی شیر خدا کی آن پیدا کر

سلانوں میں دور اویس کی شان پیدا کر
لوں بھی پھر سے ہمارے جذبہ ایمان پیدا کر

۱۸:- شان عثمان غنی (۲)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلٰى مَحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَنْفُسِي خَطُورٌ
 عَلٰى سَيِّدِ الرَّسُولِ وَخَاتَمِ الْاٰئِمَّةِ وَعَلٰى آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَنْفُسِي
 هُمْ حَلَاضَةُ الْعَرَبِ الْغَرَبَاءِ وَحُكْمُ الْخَلَقِ بَعْدَ الْاٰئِمَّةِ مَا تَعْدُ فَانِي
 يَا اَفْوَى مِنَ الْجُنُّوْنِ الرَّاجِحِيْمِ يَسِّيْمِ الْفُرُّوْقِ الْعَظِيْمِ الرَّاجِحِيْمِ فَتَبَرُّكُهُمْ اَمْ
 هُوَ الشَّيْعَيْنُ الْعَلِيِّيْمُ مِنْكُمْ اَفْوَى وَمَنْ اَخْسَى مِنَ الْفُلُّ وَمَنْ كَفَعَ الْحُجَّ (سورة بقرہ)
 صدق الله العظيم

گرامی تدریس احمد بن ابی زین العابدؑ کی اس مجلس میں آپؑ کے سامنے میں خلیفہ اول
سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان و شہادت کے بارے میں کہو مرغی
کروں گا۔

خلافت :

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جب مسجد نبوی میں ابوالوہب وہ فیروز گھوی
نے شدید حمل کیا اور آپؑ کو جانب ہونے کی امید نہ رہی تو آپؑ نے اپنے بھو
خلافت کے لئے ان چھ آدمیوں کو منتخب فرمایا کہ یہ آدمیں میں جوئے کسی ایک کا چڑا
کر لیں گے (۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت علیؓ (۳) حضرت علیؓ (۴) حضرت علیؓ (۵) حضرت
زیرؓ (۶) حضرت عبد الرحمن بن عوف (۷) حضرت سعد بن ابی داؤدؓ۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد بقیہ پانچوں حضرات کا سیدنا علیؓ
غمی پر اخلاق و ایمان ہو گیا اور انہوں نے آپؑ کی بیعت کر کے خلافت مجھی علمیم (۸)-
داری آپؑ کے پرد فرمادی۔

متوحدت:

یہ آپ کا عظیم کارنامہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محادث کے بعد ہونے والی بغاوتوں کو آپ نے فرو کر دیا۔ آپ کے دور مبارک میں بہت سے علاقوں ہوئے جن میں اطاکی، طرطیں، طرابلس، تیزس، مرکش، الجزایر، قبرص، طبرستان، ترجان، خراسان، نیشاپور، بخارستان، کرمان، سجستان، دودر، فرنی اور کافل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس طرح اسلامی سلطنت کا رقبہ پہلے سے دگنا ہو گیا اور تقریباً چواہیں لاکھ مربع میل پر آپ نے اسلامی علم بلند فرمادیا۔

بھروسی بیٹوں:

آپ علی کے دور مبارک میں سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۸۰ھ میں آپ علی کے حکم سے بھری چیڑہ تیار کر دیا۔ یہ بھری چیڑہ اپنی مثال آپ تھا۔ اور اسکی وجہ سے سندھی جہاد بھی شروع ہو گیا اور سندھر پار کے علاقے جات بک اسلامی سلطنت مکمل گئی۔ اور نیم طی المصلوہ والسلام کی وہ میش گولی پوری ہو گئی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ سہری امت کے کچھ لوگ سندھی جہاد میں معروف ہیں اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ
 لَمَّا كَوَلَّ جَنْشِنَ مِنْ أَعْيُنِ نَفَرْزُونِ أَتَخْرُكَلَّ أَزْجَنْجُوا كہ سہری امت میں سے سب سے پہلے سندھی جہاد میں حصہ لینے والے لکڑر پر جنت لازم ہو گئی۔

دشت تو دشت رہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
 بھر غلات میں دوزا دیے گھوڑے ہم نے

جمعیت حرقان:

حضرت حسن غنی رضی اللہ عنہ کا ایک نہایاں کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے

قرآن مجید کو ایک لفٹ پر جمع فرمایا۔ چونکہ آپ کے دور مبارک میں اسلامی سلطنت دو دراز تک بیل ہیل تھی اور بھی ممالک کے لوگوں کو قرآن مجید کی ساتھ فرقہ توں کا علم نہ قا اس لیے وہ باہم جھوٹنے لگے۔ ہر آدمی اپنے استاد سے سمجھی ہوئی قراءت کو درست اور درسرے کو ظلا قرار دینے لگا۔

حضرت حدیث بن یمان رضی اللہ عنہ جو آرمینیا اور آذربائیجان کے کاڑیں جہاد میں شریک تھے نے جب لوگوں کا یہ اختلاف دیکھا تو بڑا دکھ ہوا اور سیدھے خلیفہ وقت سیدنا حضرت علیؓ فتنی رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے اور انہیں ساری صور تعالیٰ سے آگاہ کیا۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اس معاملہ کی زیارت کو کہو گئے اور آپ نے جلیل القدر صحابہ کرام سے مدد و رہ کر کے یہ طے کیا کہ تمام لوگوں کو ایک ہی صحف پر جمع کیا جائے۔ پھر آپ نے حضرت حصہ رضی اللہ عنہا سے درود مولیٰ کا جمع شدہ نسخہ میگواہر چار صحابہ کرام (حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت سعید بن عامش، حضرت عبد الرحمن بن حارث رضی اللہ عنہم) کی ایک کمیٹی ہا کر انہیں ازسر نو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور انہیں یہ ہدایت کر دی کہ اگر کسی لفڑی میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس لفٹ قرائیش کے مطابق ہی لکھا جائے۔

اس طرح ان حضرات نے بڑی محنت اور جانشناختی کے ساتھ ساتھ نئے
تیار فرمائے۔ حضرت علیؓ نے ایک نسخہ مدینہ مسجد میں اپنے پاس رکھ لیا اور بالی
نئے لفڑ عاقوں کے مرکزی مقامات پر رکھوادیے ہا کہ اختلاف کی صورت میں
ان سے راہنمائی ل جائے۔ آپ کی اس کاوش سے قرآن مجید کی حقیقت قراءت توں
کے بارے میں پیدا ہونے والا اختلاف بیش کے لیے ختم ہو گیا اور اس بات پر
امت کا اجماع ہو گیا کہ رسم ٹھانی کے خلاف قرآن مجید لکھا جائز نہیں۔ اس نامہ پر

سیدنا حضرت مولانا غنی رضی اللہ عنہ کو جامع الفرقہ آن کہا جاتا ہے۔

تعزیک ابن سباء :

یہود بے بہبود اسلام اور اہل اسلام کی روز افزوں ترقی دیکھ کر برداشت کر سکے اور انہوں نے اسلام کو فحشان پہنچانے کے لئے بھرپور کوشش کی۔ مبدأ شہ بن سباء ایک یہودی تھا جس نے سلطان بن کریم ب اندراز سے تعزیک چالائی۔ اس نے اہل بیت کی محبت کا ایک خوشناد وحی کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ولی رسول قرار دینے ہوئے اگلی خلافت اور حضرت مولانا غنیؒ کی مسروبلی کے لئے لوگوں کی زبان سازی شروع کر دی۔

حضرت مولانا غنیؒ کے مثال کو ہتنا ہر سالہ نام کیا گیا۔ آپؐ کی نرم پا یعنی کچھ سے مخالفین کے پروپگنڈے کو پڑھ رہاں ملتی گئی اور عالمہ الناس میں سے کافی لوگ حضرت مولانا کی پالیسیوں پر تقدیر کرنے لگے۔ آپؐ نے مخالفین کے مطالبے پر اپنے بیشتر نہال کو تجدیلیں بھی فرمایا اور ان پر کہے جانے والے اعتراضات کی شرمندی کے لئے ایک تحقیقاتی کمیشن بھی قائم فرمایا۔ مگر مخالفین نے مظہرین ہونا تھا اور نہ ہوئے۔

صیفیہ پیو حملہ :

جج کے موسم میں چونکہ اکتوبر میں سفر جنگ پر روانہ ہو جاتے تھے اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی فوجی کافی کم ہو جاتی تھی اس لئے جوانیوں نے اپنا نامہ بھاگا۔ جوں سے یہ ۱۹۰۳ء کا اختاب کیا اور تقریباً ۹۰۰ آدمیوں نے جج نامہ بھاگا۔ جوں سے جنگ میں خلبہ کے لئے کمزے ہوئے تو ایک

بلوائی نے آپؐ کو خطبہ دینے سے روک دیا۔ پھر مسجد کے چاروں کونوں سے بیک
وقت آوازیں بلند ہونے لگیں کہ آپؐ جمعہ نماں پڑھاتے۔ مسجد میں ایک ہنگامہ
سماں کمزرا ہو گیا اور ہر طرف سے شور و غل کی آوازیں آنے لگیں۔ ایک ہانگامہ
بڑھ کر آپؐ کے ہاتھ سے عصاہ مبارک مجھ کروڑ زدیا۔ یہ عصاہ رسول اللہؐ کی
یادگار تھا۔ آپؐ اور آپؐ کے بعد سیدنا ابو بکر صدیقؐ اور سیدنا حضرت عمر فاروقؓؑ نے
جعہ کے دریان اس سامنے تھوڑی دلکھتے تھے۔

حضرت عثمانؐ نے ان باغیوں کو کچھ کہنا چاہا تو تمام ہانگامہ پر ہٹلے
پڑے اور اُسی زدہ کوب کرنے لگے۔ پھر لوگوں پر سُک باری شروع کر دی۔ اور
خاس طور پر حضرت سیدنا علیؑ پر اس قدر شدید پتھر رسانے لگے کہ آپؐ بیٹھا
ہو گئے۔ متألق اُسی نزدہ بکھر کر جھوڈ کے اور بعض شخص احباب اُسی انداز کر گئے
لے آئے۔ اوش میں آنے کے بعد آپؐ نے پیلا سول پی کیا کہ کہیں ہمیں جھے
اللہ ہند کو تکلیف تو نہیں پہنچی؟

گرایی قدر سامنے اور فرمائی حضرت عثمانؐ کو دیا یا رسول کے گھنون
کی کتنی قدر ہے۔

ستھنین کا مطلبہ:

ستھنین میں منورہ کی گھنیں میں دناتے ہوتے تھے ہمارے اعلان
کر رہے تھے کہ خیر دار آج کے بعد نہ تو حضرت علیؑ مسجد نبھلی میں تمازج ہے جا سکے
ہیں لہر تھی ہے کہتے ہیں۔ آپؐ کے گمراہوں نے حصرہ کر کیا تھا اور ان ایکسی مطلبہ کا آپؐ خلاف ہے میں ہو جائیں۔

اسکے جواب میں آپؐ مخفیہ یہ تاکہ یہ تسلی ہا ملکن ہے۔ اس لیے کہ میرے
غیرہ طبقہ اصلوہ السلام نے مجھے ارشاد فرمایا تعاہد نہ ملکن را اللہ نہ ترک

نیت فان اَرَادَ الْمُتَّابِقُونَ بِعَلِيهِ لَلْأَنْعَلَفُهُ کے حاں! اللہ تعالیٰ جسے
ایک لبیں پہنچے گا سانچیں اگر اسکے اتارنے کا مطالبہ کریں تو اسکے مطالبہ پر اس
لبیں کو ہرگز ناتارنا۔

صلیبیہ کا مشورہ:

مدینہ منورہ میں موجود صحابہ کرامؐ اس صورت حال سے سخت پریشان
خیلے۔ انہوں نے آپؐ کو یہ مشورہ دیا کہ آپؐ خلیفہ وقت ہیں لہوئی تھک کھنڈھا
ز کوئی وائٹ خلیل الحقیقی ملکت کی موائی اور فوجی قوت اپنے کے ساتھ ہے اور
آپؐ قل پر ہو کرتے معاشر کیوں برداشت کر رہے ہیں؟ آپؐ حکم دیں کہ ان
بلوائیں کے ساتھ بیک کی جائے اور اس بعادت کوخت سے کھل دیا جائے۔

آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں اپنی ذات کے لیے قل
خون ریزی کر کے حرم رسول کے احراام کو پاہل نہیں کر سکتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے مجھے ارشاد فرمایا قوانینک تسبیلی ہمیوف لکھا تھوڑی کر حاں!
بھرے بعد تیرے اور سخت آزمائش آئے گی ایکس قل کر کے خون ریزی نہ
کرالا۔

صحابہ کرام نے دوسرا مشورہ یہ دیا کہ سہرا آپؐ کے کرسٹل پلے جائیں۔ شاہی
پلوگ وہاں آپؐ کے قل کو جائز نہ سمجھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میں اس لیے
نہیں کر سکتا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے تھک لیکے قریب مکمل علم کر لے گا
تو اپر آدمی دنیا کا عذاب ہو گا۔

تمہرا مشورہ آپؐ یہ دیا گیا کہ ہم رات کی تاریکی میں نہیں ہجھہ راندہ دھری
کے ساتھ آپؐ کے گھر کی عینی دہله میں سے نکل کر راستہ نا دستی ہیں اور تین گام
سواریاں بھی سیا کرتے ہیں۔ آپؐ رات کی تاریکی میں مدینہ منورہ چھوڑ کر لکھ

شام حضرت سیدنا محاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں چلے جائیں۔ وہ آپکی پوری پری
حیات کریں گے۔

اسکے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں حرم رسول مدینہ منورہ کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ لئن الارجعی داڑھ مخفیتی و مُجاوِرَۃ محیلین میں اُنھیں علییو وَ سُلَمٌ میں جان تو دے سکتا ہوں مگر اپنے دار بھرت اور جوار رسول کو برداشت نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے تمنی انتظام اُن پتوں بلوں الْمُبَيِّنَةِ قَلْبَمُتْ بِهَا لِلْأَنْتِی اَنْفَعَةُ بَوْمَ الْقِيَامَةِ کہ جو آدمی مدینہ منورہ میں مر سکے تو وہ یہاں ہی مرنے کی کوشش کرے۔ قیامت کے دن وہ ہیری تیار ہوں گے میں انھوں کو رسید ان حشر میں جائے گا اور میں اسکی شناخت کر دیں گے۔

کھانا پلٹس بند :

ساقین نے آپکے مگر کا عاصروں اس حد تک بخت کر دیا کہ کھانے پنے کے سامان پر بھی پابندی لگا دی اور آپ کھانے اور پالی سے محروم کر دیے گئے۔ حالانکہ ایک وہ دور تھا کہ آپکے خزانے رفرہا، اور فقراء ملے تو

اس طرح تقریباً چالیس دن سک آپ پر پانی بند رہا۔

ایک دفعہ آپ نے کسی طرح حضرت علیؓ، حضرت علیؓ، حضرت زینؓ حضرت عائشؓ طرف پیغام بھجا کہ **إِنَّهُمْ لَذُكْرٌ مُنْتَهٰٰ** انتقام لان لذکر زلم لذکر سلوک ایسا تجھے کافی نہیں کرو کریں۔ اسکے تو کسی طرح کچھ پانی سیرے گمراہی پہنچا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب آپکا یہ پیغام سناتو پہلی کام میکنہ بھر کر آپ کے مگر کی طرف لے گئے مگر باغیوں نے آپ پر حمل کرنے والے اس میکنے کو پھوڑ دیا اور حضرت علیؓ کو واپس جانے پر مجبور کر دیا آپ نے تباہ

حضرت کے عالم میں فرمایا کہ کھانے پینے کی اشیاء حتیٰ کہ سارہ پانی بند کرنے کا جو دستور تم نے اپنارکھا ہے یہ مسلمانوں کا ہے اور نہ ہی کفار کا۔ روم و فارس کے کفار بھی اپنے قیدیوں کو خود رہنوں سے محروم نہیں کرتے اور تم نے داماد نی اور لام دلت پر بخیر کی قصور کے ان جیزوں کی پابندی لگا کری ہے؟

پھر آپ نے اپنا ٹاس اٹا کر حضرت علیؓ کے گھر کے اندر پہنچ دیا ہے کہ آپ کو پہنچ جائے کہ میرے بھائی علیؓ نے وقار الداری میں کوئی کسر نہیں انداز رکھی۔

خدائی کی قدرت کے چالیس دن تک پانی بند رہنے کے باوجود آپ مزدہ ہیں۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ بخیر پانی کے انتہے حریے سک کس طرح زمدہ ہیں؟ تو آپ نے جواب ادا شاہ فرمایا کہ جب میں شدت پیاس سے بے تاب ہو جاتا ہوں تو قرآن مجید کھول کر اسکی خلاوت شروع کر دیا ہوں اور خلاوت قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ میری پیاس بچا دیتا ہے۔

ابنہ صاحبہ گتاب ہمراہ:

جب بانیوں نے آپ کے گھر کا حاضرہ ہزیر بخت کر دیا تو بعض صحابہ کرام نے اپنے نوجوان بیٹوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور در علیؓ پر جا کر پھرہ دو۔ تاکہ کوئی منافق آپ کے وجود مسحود کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عزیز، حضرت عمر بن حفصہ، حضرت عبد الرحمن بن زبیر، حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت حسین بن علیؓ نے آپ کے گھر کے دروازے پر پھرہ دینا شروع کر دیا۔ دروازات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہ نے خصوصی طور پر سیدنا حضرت حسنؓ اور سیدنا حضرت حسینؓ کو حکم دیا تھوڑے دلایا بخشنماں کر جاؤ اور حضرت علیؓ کے دروازے پر پھرہ دو۔ اور پھر جب بانیوں

نے اس دروازہ سے اندر جانے کی کوشش کی تو ان دونوں صاحبوں نے پھری قوت کے ساتھ دافعت کی اور اس کوشش میں یہ دونوں شہزادے رُخی بھی ہوئے اور حضرت ہمّ کے دفاع میں اپنا خون بھایا۔

تاریخی خطاب:

حال اسارت میں آپ نے ایک دفعہ اپنے مکان کی دیوار پر چڑھا کر باغیوں کو خطاب بھی فرمایا اور انھیں اپنے قتل کی ذموم کارروائی سے باز رہنے کی نصیحت فرمائی۔

آپ نے ان باغیوں سے اللہ کی حرم دیکر پوچھا اُبَيْدِ اللَّهِ وَالْإِسْلَامِ بَعْدَ حِجَّةِ عِتْدَادٍ كَمْ بُنُوْيَ بَعْدَ نَازِيْلِ كَثُرَتِ كَبُرَهُ بَعْدَ هُجُّنِ اُوْلَئِيْلِ عَلَيْهِ الْأَمْرُ وَالْإِسْلَامُ نَعَمْ سَجَدَ كَوْسِيْعَ كَوْسِيْعَ كَوْسِيْعَ كَوْسِيْعَ حَكَرْ بَعْدَ عَامِ اَطْلَانْ فَرِمَا يَا كَوْنَ هَيْ بَجُوْيِيْرَ جَرِيدَ كَرْ سَجَدَ كَوْسِيْعَ كَوْسِيْعَ تَحْكَمَ وَهُجَّرَ خَرِيدَ كَرْ كَسَ نَعَفَ كَيْ تَحِيْ؟ بَاغِيُوْنَ نَعَفَ جَوَابَ دِيَا يَا اَفْرَقَتَ كَرْ الشَّكَّ حَمَّ وَهُآبَ عَيْ تَحَقَّقَ وَهُمْ آپ نے نہایت حضرت سے فرمایا "انھیوں کو آج اکی سمجھ نہیں میں بھی نہیں کے لماز پڑھنے کی اجازت بھی نہیں ہے"۔

پھر فرمایا کہ تاؤ جب مدینہ منورہ میں ملٹے پانی کی شدید قلت تھی اور لوگوں کو قیضا بھی پانی سیرہ تھا تو یہ روزہ کس نے خرید کر مسلمانوں کے لیے دف کیا تھا؟ پانی بولے وَاللَّهُ أَعْلَمُ کہ اللہ کی حرم وہ آپ ہی ہیں۔ پھر آپ نے انجال حضرت سے فرمایا کہ "انھیوں کو آج بھی پانی کی ایک بوند سے بھی حرم کر دیا گیا"۔

پھر فرمایا کہ عادوں بھیش الحمر، (غزہ جوک) میں آپ ~~بَلَقَنَة~~ کی اھل ہیں ۹۰۰ آؤں، ایک ستمحونے اور ساڑھے پانچ کلو سو کس نے دیا تھا؟ پانی کئے

گے وَاللُّوَاتِ كَرَانِشِ كِنْ حَمْ آپؑ نے دیا تھا۔ پھر آپؑ نے انتہائی حرمت سے فرمایا "الموس کو آج میرے اوپر ہی تم نے بیت المال کا مال کھانے کا اسلام کا دادیا" حالانکہ میں تو اسلام کے نام پر یعنی کی بجائے دینے والا ہوں۔

پھر سوال فرمایا کہ تباہ! بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو کس کا احتصار دیا تھا؟ وہ کہنے گئے وَاللُّوَاتِ كَرَانِشِ كِنْ حَمْ وَه آپؑ ہیں۔ پھر آپؑ نے نہایت حرمت سے فرمایا "الموس کو اسی ہاتھ پر آج خیانت کا اسلام لگاؤ گیا ہے"۔

پھر فرمایا کہ تباہ! جب احمد پہلا پر زارِ آیا تھا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اُنکھنیں ہیں کیجیوں کو ان چلائیں کہیں تو میتھیں تو کھینڈائیں کہ اے احمد کے جا! تم سلوہر یک نی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ تو تباہ ان دو شہیدوں میں سو در اشیعہ کس کو فرمایا گیا تھا باقی ہوئے اللہ کی حم آپؑ کو۔ پھر آپؑ نے انتہائی حرمت سے فرمایا "الموس کو آج میرے ہی خون ہاتھ سے تم اپنے ہاتھوں کو رکنا، ٹھانجے ہو"۔

پھر پہلا کارہ بالکھا آج تم میرے قل کے در پیچے ہوا عکس بنیاد پر ہے کا تم جانے نہیں ہو کہ اسلام کی سد سے صرف تین قل جانکڑیں۔ (۱) مرد کا قل کر آؤں دیکن اسلام سے ہو جائے۔ اور میں آج بھی کلہ پڑھ کر دین اسلام کی خانست کی شہادت دیتا ہوں (۲) قل ہاتھ کی وجہ سے۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ کسی کو قل کرنا تو درکار میں نے تو آج تک کسی کو ملنا بھی بھی نہیں مارا (۳) زہ کہہ سے۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ زنا کرنا تو درکار میں نے آج تک کسی فرموم پر نظر بھی نہیں ڈالی۔

اے باخخو! اگر میرا قل کی طرح بھی رہا ہے تو جواب دو۔ یقیناً میرا قل

قبل ہی حق ہو گا اور قیامت کے دن تک اسکا جواب رہ ہونا ہو گا۔

الوداع اے اہل مدینہ:

بھر آپ نے اہل مدینہ کو ان الفاظ میں الوداع کہا یا **أَقْلَلَ الْعِيْدِيْزَ**
أَتَزِدُ بِحُكْمِ اللَّهِ وَأَنَا لَهُ أَنْ يُخْرِجَنَّ عَلَيْكُمُ الْجَلَّادَةَ مِنْ تَعْبُدِي کے
 مدینہ والوا میں تھیں اللہ تعالیٰ کے پرد کرتا ہوں اور تھارے لیے دعا کرتا ہوں
 کہ اللہ تعالیٰ میرے بعد حصیں کوئی اچھا خلیفہ عطا کرے۔ آپ نے حزیرہ فرمایا کہ
 اے مدینہ والوا میری طرف سے ہیری ذات کے لیے کسی کو جگ کرنے کی
 اجازت نہیں ہے۔ تم سب اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اور مجھے میرے اللہ کے پرد
 کرو دیگر اس کے باوجود بعض ابناہ صحابہؓ کے تحفظ کی ہر امکانی کوشش کرتے رہے
 اور آپ کے دروازے پر پھرہ دیتے رہے۔

المناک شہادت:

چونکہ تخبر علیہ المصلوٰۃ والسلام نے کی مرتبہ سیدنا ہمدان فیضی اللہ عز و
 اس سانحہ عظیٰ سے باخبر کر کے مبرد استحامت کی تھیں فرمائی تھی اس لیے آپ کو
 اپنی شہادت کا بیٹھیں تھا۔

آپ نے مسلسل روزے رکھنے شروع فرمادیے۔ اور ہر وقت ہمارت
 اور ٹمادوت قرآن میں صروف رہنے لگے۔ جمعہ کے دن ہفت رو پھر آپ نے
 تبلور فرمایا تو خواب میں تخبر علیہ المصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیر ہوئی تھی
 حضرت ابو بکر اور حضرت عرب بھی آپ کے ساتھ تشریف فرماتے۔ پھر آپ نے ارشاد
 فرمایا۔ اے ہم! اہم آپ کے خطرہ ہیں افطرہ۔ عذراً الکیزوم آن روزہ نہ رہے ہاں
 آکر افلاط کر۔ زب سے بیدار ہو کر آپ نے اپنی الہی حضرت ہاں کے بھنی اللہ عز

ے فرمایا کہ لگتا ہے کہ یہری شہادت کا وقت قرب آپ کا ہے۔
 چنانچہ آپ نے اپنے بیس ظاموں کو آزاد فرمایا اور شرم و حیا کو غور رکھے
 ہوئے پا جاسے زیب تن فرمایا کہ کہنگی باغیوں کے حل کے وقت یہ راستہ مکمل
 جائے۔

گرامی قادر سماجیں! اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے احمد کس طرح
 "خیا" کوٹ کر ہمدری ہوئی تھی اور کس طرح آپ نے وفات تک اسکا لحاظ
 رکھا۔

بوقت عمر آپ تلاوت قرآن میں صرف تھے کہ باغیوں نے گھر کی
 بھلی جانب سے داخل ہو کر آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ کی زوجہ حضرت ہائل نے
 ہر کمی ہلاحت کی تھی کہ اس ہلاحت میں اسکے ہاتھ کی الہیاں بھی کٹ گئیں۔
 ایک خالم نے آکر آپ کے سر ہمارک پرلو بے کی الخواری تو خون کا فوارہ لکلا اور قرآن
 مجید کے اوراق رکھیں ہو گئے۔ آپ نے فراز فرمایا یعنی اللہُوَكَلْتُ عَلَى اللَّهِ
 حل کے وقت آپ سورہ بقرۃ کی یہ آیت تلاوت فرمادے تھے
 قَسَبَتْ كَفِيفَ كَهْمَمَ اللَّهُوَكَلْتُ عَلَى الْقَلِيمَ مِنْكَهَ اللَّهُوَمَنْ أَعْسَنَ مِنَ اللَّهِ
 مِنْكَهَ وَكَنْخَنَ لَهُ عَابِيْنُونَ کہ خدا تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہے۔ وہی سخنے اور
 جانے والا ہے۔ کہہ دو ہم نے خدا کا رنگ اختیا کر لیا ہے اور خدا تعالیٰ سے بھر
 رنگ کس کا ہو سکتا ہے۔ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

گرامی قادر سماجیں! ہور فرمائیں ایسے عجیب اخلاق ہے کہ آیت بذا کے
 معانی اور حضرت ہمین کے حالات میں بہت بڑی مناسبت پائی جاتی ہے۔
 اسکے بعد ایک اور حملہ اور آپ ٹوٹا کر جیزہ ہمارک پر چڑھ گیا اور قرآن
 مجید کو پاؤں سے ٹھوکر رہا ہی۔ اور آپ کے جسم پر نیزے اور نجھرے پے در پے ۱۰۰

کرنے شروع کر دیے۔ آپ کا پورا وجہ خون میں لٹ پت ہو گیا اور اسی حالت میں آپ کی روح صارک پر واز کر گئی (نَلَّ اللَّهُ رَأَيْهِ أَنْبَوْزَانَ) اینجھوں اور آج تین ہزار طی المسنونہ والسلام کی وہ پیش گوئی پوری ہو گئی جبکہ آپ نے جمل احمد سے فرمایا تو اُنکھنْ نہ نَلَّ بَزَوْ لَوْنَ عَلَيْكَ تَبَّعَ وَمَسِيقٌ وَثَهِيدَانِ کہ اے پیاز رک جا! تمہرے اوپر ایک نئی ایک صد بیت اور دشہید ہیں۔

یہ ۱۸۸ زاد الجریف ہے جو بعد کا دن تھا۔ شہادت کے وقت آپ کی مر ۲۷ سال تھی

ہوآن گواہ ہے :

گرامی قدر سامن! یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ بوقت شہادت آپنا خون قرآن مجید کے اور آن پر جا گرا۔ اور گویا قرآن مجید آپ کی شہادت کا گواہ بن گیا۔ روایات میں یہ بات آئی ہے کہ جس کسی کا ہاتھ خون بھایا جائے تو قیامت کے دن وہ زمکن اور جگ بھی اسکے قلن میں اسکی مظلومیت کی گواہی دے گی۔

اس طرح ذرا سوچیے! کسی کی شہادت کی گواہی کہ کی گیاں یا مدینہ کی گھیاں دیں گی کسی کی شہادت کی گواہی بدرا کا میدان یا احمد کا میدان دے گا۔ کسی کی شہادت کی گواہی مسجد نبوی کا غرائب دے گا تو کسی کی شہادت کی گواہی کوفہ کی جامع مسجد دے گی اور کسی کی شہادت کی گواہی میدان کر بھادے گا۔ مگر تربان جامیں حضرت علیؓ کے مقدار پر کہ اسکی شہادت کی گواہی قیامت کے دن اللہ کا قرآن دے گا۔

گرامی قدر سامن! یقیناً آپ یعنی کر خیزان ہو گے کہ قرآن مجید کا ۱۰ نئو جس پر حضرت علیؓ کا خون گرا تھا۔ آج بھی برٹش میوزیم میں موجود ہے اور آج بھی اپر لگا ہوا خون علیؓ اپنی چمک دکھارتا ہے۔

آپ کی شہادت کے وقت آپ کے گھر کے آس پاس باغیوں کا اتنا ہجوم اور

اتا شور و غل تھا کہ اہل مدینہ کو اس حادثہ قابض کا پتہ بھی نہ مل سکا۔ حتیٰ کہ آپ کی زوجہ
مختصر حضرت ہالکہ نے مکان کی محنت پر بڑھ کر اہل مدینہ کو خبر دار کیا۔ آلا ان
عُخْنَانَ فَذَلِيلَ كَلُوغُوا حضرت عمانؑ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضرت علیؑ کا غم و غصہ:

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو آپ کی مظلومانہ شہادت کا اس قدر دکھ ہوا کہ فرا
دہاں تکریف لاتے ہیں اور دروازے پر پھرہ دینے والے اپنے دلوں
میں ہوں حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ کو مجرکتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہارے ہوتے
ہوئے اسی الموناخن کیکھ بے دردی سے شہید کر دیے گئے۔ بعض روایات میں
ہے کہ اسی فلم و حسر میں آپ نے دلوں صاجز اروں کو ضریبیں بھی لائے ہیں لفظی
الْحَسْنَ وَ الْمُرْبَطُ فَلَذُوا الْعَنَّتِيْنِ.

ظلم کی انتہا:

گرایی قدر سامن! آپ جانتے ہیں کہ سی دشمن کی دشمنی انسان کی
زندگی سکھ ہوتی ہے اور سوت کے بعد دشمن کے جو روت کا سلسلہ ٹھم ہو جاتا
ہے۔ مگر حضرت سیدنا علیؑ غیر ایسے مظلوم ہیں کہ شہادت کے بعد بھی آپ کے وجود
سماں پر علم و روت روکا گا۔

آپ کی غسل سہدک کی بے حرمتی کی گئی۔ ایک ناالم آپ کے ہنپتے پر چڑھ کر
بینچے گیا اور پہ دہنے کے مارہ دکر آپ کی پسلیوں کو توڑ دیا۔ ایک بد بہن اسی بھی تھا
کہ جس نے آپ کی داڑھی سماں کو پکڑ کر فوچنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک شنی نے
آپ کے سر پر ملانپے دلنے شروع کر دیے۔ پانچ دہنائک مظفر دیکھ کر حضرت ہالکہ
کی حیثیت نکل گئی۔ آخر مررت ذات تھی اور تو پحمد کر کی اور اسکو جدوجہ نہیں دینا

شروع کر دیں۔

محمد بن سیرینؓ کا بیان:

مشہور تابعی حضرت امام محمد بن سیرینؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز
بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک اندھا بولا، لگڑا آدمی بھی
طواف کر رہا ہے اور خدا تعالیٰ کو یوس مخاطب ہے اللہُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبَ أَنْ
لَفَرِيقَ كَارَ اللَّهُمَّ مَنْ رَأَيْتَ كُوْنَهُونَ كُوْنَشَ رَدَّهُ۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو میرے
گناہوں کو بخشنے گا۔

محمد بن سیرینؓ فرماتے ہیں کہ اسکا یہ انداز دعاء سن کر میں ڈا جہران
ہوا کر آخر یعنی اللہ کی رحمت و مغفرت سے اتنا آمد کیوں ہے؟

چنانچہ بعد ازاں طواف میں نے اسے علمجہد لے چاکر اسکا معاملہ پوچھا تو ”
رو رور کر کنے لگا کہ اسے پوچھنے والے! میں ہی وہ بد بخت انسان ہوں جس نے فوت
شده حضرت علیؓ کے من پر طماقچہ مارا تھا۔ اور آپ کی اہلی حضرت علیؓ نے مجھے تھن
بد دعا کیں وہی حسیں یعنی اللہ ہندک وَ أَغْنِنِ بَحْرَكَ وَ لَا غَرْلَكَ
ذَبَّكَ کہ اللہ تیرے ہاتھ کو شل کر دے اللہ تجھے انداز کر دے اللہ تیری مغفرت
نہ کرے۔

وہ کہنے لگا کہ بی بی کی تمدن بد دعاوں میں سے دو پوری ہو چکی ہیں۔ اور
مجھے یقین ہے کہ تیری بھی پوری ہو گی۔ دیکھئے یہ پر اودھ ہاتھ ہے جس سے مگر
نے امیر المؤمنین کے من پر طماقچہ مارا تھا۔ محمد بن سیرینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے
دیکھا کہ اسکا با تھوڑا طرت سکھا گیا تھا کہ گویا کہ لکڑی کا ہے۔ کاٹا گیا لکڑی۔
کہنے لگا کہ طماقچہ مارتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھ کو شل کر دیا۔ پھر کہنے لگا کہ آپ
کہو۔ ہے تیس کے میں انداز ہوں اور انتہائی ذلت کی زندگی گز اور رہا ہوں یہ بی بی کی

وہری بد دعا کا اثر ہے۔ اور پھر درود کرنے کا کہ جب بی بی کی وادی دعائیں پوری ہو گئی ہیں تو مجھے یقین ہے کہ تمہری بد دعا بھی پوری ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ یہی مختصر نصیح فرمائے گا۔ اس لیے میں کہتا ہوں اللہُمَّ اغْفِرْ لِي زِيَادَتَنِي اَنْ تَعْذِيلَنِي۔

مظلوم مدنیہ کا جتنازہ:

گرائی قدر سماں گھنیں! باغیوں نے اس حد تک مدینہ منورہ میں رہشت پھیلا دی کہ گویا پردے مدینہ پر ان کا بقدر تھا۔ وہ بگیوں میں رہناتے پھرتے تھے اور ان کا اعلان تھا کہ نہ تو حضرت حمّان کا جائزہ پڑھا جائے گا اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائیگا۔

اس طرح آپ کی لاش مبارک دو دن تک گمراہی بے گروکھی پڑی رہی۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ نے انجامی جرأت کر کے رات کے وقت آپؐ کا جائزہ اخایا۔ حضرت حسن نے کندھا دیا۔ مسلمانوں نے جائزہ کی بھی بے حرمتی کی۔ لوگوں کے جائزوں پر پھول بر سائے جاتے ہیں مگر حضرت حمّان جادہ منفرد جائزہ تھا کہ اس پر مسلمانوں نے پھر بر سائے۔

حضرت ناصر نے کئی ہوئیں اللہیوں کے ساتھ چار غائب خللا ہوا تھا اور مرکش سے تکر کا ملٹک کے فرمان روا کے جائزہ میں صرف الفارہ آدمی شریک تھ۔ حضرت جنگیر بن مطعم نے آپؐ کا جائزہ پڑھایا اور آپؐ کے وجود القدس کو جنت الیعنی کے انجامی کنارے پر خشک کوب میں دفن کیا گیا۔ پھر بھی کئی دنوں تک یہ خطرہ رہا کہ کہیں مسلمانوں آپؐ کے وجود مبارک کو قبر سے نکال کر بے حرمتی نہ کریں۔

گرائی قدر سماں گھنیں! اللہ تعالیٰ آپ کو مدینہ منورہ لے جائے۔ آپ دیکھیں گے کہ سیدنا حضرت حمّان فیض کی قبر مبارک دیگر صحابہؓ کی قبوروں سے ذرا فاصلے پر

نیاں نظر آری ہے۔

قیامت کے دن جب گھد غفران سے سہ الاویس و لا خریں حضرت
پورسول اللہ علی ائمہ طیبہ وسلم اپنے دلوں رفتہ، حضرت ابو مکرم اور حضرت علی
معیت میں انہیں کے توان بیفع حضرت سیدنا ہاشمؑ کی شیادت و قیادت میں
انہوں کو آپؐ کے هر کاب ہو جائیں گے اور جنت میں بھی حضرت ہاشمؑ آپؐ کے
ساتھ ہوں گے کوئکو آپؐ نے ارشاد فرمایا المکمل تبیین رکھ لیز تفہیق لی لی الخ

غفتان کہ ہر نبی کا ایک خصوصی ساتھی ہوتا ہے۔ جنت میں سر اخوسی ساتھی اور
رفق ہاشمؑ ہو گا۔

انوار شہادت:

حضرت ہاشمؑ کی الناک شہادت کچھ سے جو گوارہ پے نیام ہوئی ॥
بھر کر نہ گل۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیت خلافت کے بعد قصاص ہاشمؑ
کا مسئلہ اٹھ کر رکا ہوا۔ پوچھ کر آپؐ کی خلافت کو ابھی اتنا احتجام حاصل نہ ہوا اس
لیے آپؐ فی الفوران با فعل پر ہاتھ نہ زال کئے تھے۔ مگر حضرت سیدنا معاویہ رضی
الله عنہ اور حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہما کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا کہ ہاشمؑ
ہاشمؑ کو دھیل نہ دی جائے اور انہیں فی الفور سزا دی جائے۔

اس بناء پر ایک دفعہ پھر منافقین کو شہری موقتمل گیا اور انہوں نے اجتہال
چلا کی اور فکاری کے ساتھ مسلمانوں کو باہم لڑا کر ایسا اور ہزاروں سلطان شہید
ہو گئے۔ جگ ججل اور جگ جلسن اسی سلسلے میں لڑی گئی۔ پھر انہی یہودی
منافقین نے میدان کر بلماں کی تو اس رسول حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ
اور اس کے رفقہ کی شہادت ہمگناؤ کر دیا ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر استقامت فیض فرمائے۔ آمين۔

١٩:- شلن علی المرتضی (۱)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمَرْضٰنِ الْعَلِيِّنِ حَمْدٌ لَّهٗ عَلَى تَبَوُّدِ الرَّتْشِلِ وَخَلْقِ الْأَيْمَانِ وَخَلْقِ الْيَمَنِ وَالْكَسَابِيْرِ الْأَيْمَانِ وَالْيَمَنِ فَمَمْ خَلَقَتِ الْعَرَبُ الْأَيْمَانِ وَخَلَقَتِ الْعَلَاقِنِ بَلَدَ الْأَيْمَانِ وَأَمَّا بَلَدُ الْأَيْمَانِ فَإِنَّمَا مِنْ الْمُهْكَمَاتِ الْأَيْمَانِ يَشْرِيكُ الْفُوْرُ الْأَيْمَانِ الْأَيْمَانِ مَعْصَمٌ وَرَسُولُ الْفُوْرِ الْأَيْمَانِ مَعْصَمٌ أَيْدِيَهُ عَلَى الْكَفَافِ رُحْمَاهُ بَنَتْهُمْ كَرَافِعُمْ وَكَعَمْ شَجَدَهُ
لِلْحَمْدِ (سَهَّلْ) حَمْدَنِ اللَّٰهِ الْمُعَظِّمِ

گرامی قدس سماں! آپ کا نام ہی اسم گرامی "علی" لقب "حیدر" اور
کنیت "ابو الحسن الہڑاپ" ہے۔ آپ کے والد کا نام عبد العزیز یا عبد مناف ہے جو
ابو طالب کے نام سے مشہور ہیں اور خیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغمباہیں۔ آپ کی
والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ حضرت علیؑ نبی مطہرین تھے۔ یعنی ان کے ماں
بابِ دنلوں ہائی تھے۔ آپ کے والد ابو طالب ایک باڑ آری تھے خیر علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے دادا جناب عبد المطلب کی وفات کے بعد انہوں نے آپ کی
کنالت کی حتیٰ کر اعلان نبوت کے بعد بھی حمایت و نصرت برقرار کی اور صاحب
وبلیات میں آپ کا ساتھ دیا۔ انہوں کردہ دولت ایمان سے محروم رہے۔

حضرت علیؑ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد ایمان لے آئیں اور
بھرت بھی کی مدینہ منورہ میں ان کی وفات اور مدفنین ہوئی۔ علیرغم اصلوٰۃ
والسلام نے ان کے کھن کے لئے اپنی لیگن مرمت فرمائی اور کچھ درم کے لئے ان
کی قبر میں لیٹ کر ان کے لئے دعا و فرمائی۔ لوگوں نے اس کی وجہ پر جو آپؑ
نے ارشاد فرمایا کہ ابو طالب کے بعد ہمیرے اوپر سب سے زیادہ احسان اسی خاتون

کا ہے۔

پیدائش و کنالت:

آپ ابوطالب کے گھر میں بخت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ کے والد ابوطالب کثیر العیال تھے اور انکی معاشر کا خوار تھے۔ اس نتایج پر تخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پچھا حضرت عباس سے فرمایا کہ ہم دونوں ان کا ایک، ایک پینا سنجال لیں۔ چنانچہ حضرت جعفرؑ حضرت عباس نے لے لیا اور حضرت علیؑ کو تخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کنالت میں لے لیا۔ اس طرح حضرت علیؑ کو یہ عظیم اعزاز حاصل ہے کہ ان کی تربیت کا شاندار نبوت میں ہوئی۔ اور آپ نے ہر لحاظ سے ان کی اخلاقی تربیت فرمائی۔ اسی لیے حضرت علیؑ کی نزاں جہاد، عبادت، ریاضت، شجاعت اور حداوت میں نہت کی تربیت کا اثر نمایاں تھا۔

حليہ:

آپ نجیم و نجم تھے۔ ریگ سید گندی تھا۔ پیشانی چڑھی تھی۔ تمام جسم پر بکثرت بال تھے۔ البتہ پیشانی بالوں سے خالی تھی۔ آپ کا نہ درجنہ از پیدائش نجا جزاً سینہ مبارک کشاورہ اور داڑھی مبارک خوب سمجھی ہوئی تھی۔

قبول اسلام:

تخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جب بخت ہوئی تو حضرت علیؑ کی عمر اس وقت ۱۰ سال تھی۔ ایک دن آپ کو صرف عبادت دیکھا تو پھر ان کی صورمانہ اداے پوچھا کرے آپ کیا کر رہے تھے؟ آپ نے نہت کے منصب گراہی ملنے کا ذکر فرمایا اور اسلام کی دعوت دے دی۔ حضرت علیؑ جواباً کہنے لگے کہ اس سلسلہ میں میں اپنے ابا (ابوطالب) سے مشورہ کر کے کچھ بتا سکتا ہوں۔

چونکہ آپ کی فطرت پاکیزہ اور سلیمانی اس لئے درسے یہ دن شرف
بِسَمْ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْمُعَمَّدُ مَوْلٰاُ الْلَّٰهِيْنَ مَوْلٰاُ النَّبِيِّ
عَلَى الْكَفَارِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی ایام کا مصدق بن گئے۔

اکی لئے کہا جانا ہے کہ مردوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابو بکر
الہان لائے۔ گھروں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ غلاموں
میں سے سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ ایمان لائے اور پنجم میں سب سے
پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے۔

دھوٹ اسلام:

حضرت سیدنا علیؓ نہ صرف خود ایمان لائے بلکہ دھوت اسلام میں ہر لحاظ
سے آپ کا ساتھ دیا۔ منصب نبوت ملنے کے تین سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو
علانیہ دھوت اسلام دینے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا تو انہیز عَزِيزٌ عَظِيزٌ نکلَ الْأَفْرِيقَيْنَ
کہ اپنے ترسیٰ رشت داروں کو ذرا نہیں۔ اسی بنیاد پر آپؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر
خط فرمایا۔

پھر ایک دن آپؐ نے اپنے خاندان کو دھوت اسلام دینے کے لیے انہیں
اپنے بان کھانے پر دعو فرمایا۔ کھانے کے انتظامات میں حضرت علیؓ نے آپ کا
ہر پور ساتھ دیا۔ خاندان نبوت کے تقریباً چالیس آدمی اسی میں شریک ہوئے۔
کھانے سے فرات کے بعد آپؐ نے ان کے سامنے دھوت تو حیدر کی اور ارشاد
فرمایا کہ دنیا و آفرت کی نصیحت تھا رے لیے اسی دھوت کی قبولیت میں پیشاں ہیں۔
بڑو! تم میں سے کون اس سلطے میں میرا معاون و مددگار ہو گا؟ اس کے جواب میں
سب حضرات خاموش رہے مگر حضرت علیؓ خاموش نہ رہ سکے۔ کھزے ہو کر فرمایا کہ
اگرچہ میں عمر میں چھوٹا ہوں۔ اور مجھے آشوب جسم کی بیماری ہے۔ اگرچہ جسمانی

لماڑی سے کمزور ہوں اور صبری تائگیں پہنچیں ہیں تاہم اس محاں میں تائیں ہر لامعاً سے آپ کا ساتھ دوں گا۔ آپ نے ان کو جیتنے کا حکم دیا اور مجھ میں دوبارہ تکمیل اعلان فرمایا تو حضرت علیؓ نے دوبارہ اللہ کرائی حمایت و فخرت کا یقین دلایا۔ اسی طرح تیسری بار ہوا تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ علیؓ اتو تو سیرا بھائی ہے تو جنم جا۔

بھر حضرت علیؓ نے کمی دور کی ہر شکل اور تکلیف میں آپؓ کا ہر لامعاً سے ساتھ دیا۔

صحوت کی دعوت:

بھرت کی رات دلچسپی ایک شخص اور پر آشوب راٹھی۔ کفار کے ن آپؓ کے قتل کا خلرہ اس منصوبہ پر ٹیکا اور اس پر قلام قبائل کو قتل کر لیا۔ اور مکمل تباہ کر کے آپؓ کے گمراہ کا صدر کر لیا۔ کہ جوئی آپؓ باہر لٹکی گئے آپؓ کا کام تمام کر دیا جائے گا۔ مگر انشتعل نے آپؓ کو ان کے منصوبے کی مددت اطلاع دے دی اور بھرت کا حکم دے دیا۔

اس دعوت آپؓ نے اپنے ایک دوست کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا تاکہ راستے میں بیش آنسو والے حالات کے مقابلہ کیا جائے۔ اور دوسرے دوست کو اپنے بستر پر نشانہ کر دیجئے تھے جہوز نے کافی فیصلہ کیا تاکہ مشرکین کو کا منہ بند کیا جائے۔

آپؓ نے حضرت علیؓ کو کفار کی امانتیں پرداز کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آج کی رات تم بھرے بستر پر سوچلو اور صبری چاہو اور لامعاً ہوں اور کل پیاس امانتیں کفار کھ کے ہوائیں کر دیہا۔ اور خود حضرت ابوکہلؓ کی معیت میں بھرت کرنے ہوئے کہ جہوز دیلہ حضرت علیؓ رخی انشعاع اس خذلانہ رمعت میں اپنی جان لٹلے، رکھ کر بستر رسولؐ پر آگئے۔

کفار ساری رات اس دھو کے میں رہے کہ ہمارا حصہ دھار پائی پر موجود ہے جی کہ مجھ کے وقت ان کو پڑھ لانا کہ ساحلہ توہنگی ہے۔ اور ہمارا آپ کی عاش میں نہیں۔

گرامی قدر سامیں! غور فرمائیں! کفار کی امانتی حضرت علیؓ کے پاس ہیں تو انہی کی امانت حضرت الہ بکرؓ کے پرہ ہے۔ حضرت علیؓ کے وجود پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہادیت ہے تو صدیق اکبرؓ کے کوئی ہے یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہیں۔ حضرت علیؓ نے چیجھے نہ کرو دقارادی کا ثبوت دیا تو حضور اکبرؓ نے ساتھ رہ کر جانشیری کا ثبوت دیا۔ حضرت علیؓ رسول اللہ کے ستر پر سے اور رسول اللہ خود صدیق اکبرؓ کی گئی میں سے۔

مہجورت:

حضرت علیؓ نے دھرے دن کافر کے کی امانتی ان کو واہیں فرمائیں اور بعد ازاں ہجرت فرمایا کریدے مذکورہ تحریف لے گئے۔

موالحت:

مرینہ مذکورہ جا کر سب سے اہم سلسلہ مجاہدین کی آبادگاری کا تھا۔ آپؐ نے اس کا زریں مل ٹالا کر ایک ایک افسوسی اور مجاہد کو جلا کر ان کو بھیل بھیل بنا دیا۔ اور اس طرح بھائی چارے کا مل پھرا کر کے آپؐ نے ان کے درمیان مذاہرات قائم فرمادی۔

مذاہرات قائم ہو جانے کے بعد حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ آنسو بھاتے ہوئے آپؐ کی خدمت میں عاضر ہوئے کہ آپؐ نے برا بھیل کی کوشش خلیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اسی ایجمنی علی اللہ یکم تو آجھر فداے علی اونیا و آفرت

میں تو سیرا بھائی ہے۔ آپ کا یہ جلد حضرت علیؓ کے لیے غظیم اعزاز ہے کہ آپؓ نے انہیں نہ صرف دنخیل الحاظ سے بلکہ اخروی الحاظ سے بھی اپنا بھائی قرار دیا۔

صریح کہ بدر اور حضرت علیؓ

میدان بدر میں کفار کی طرف سے جب مبارزت کے لئے قبیلہ شہر اور دلیل سامنے آئے اور اطلاع کیا تھیں میں تھیں؟ کیا ہے کوئی ہمارا مقابلہ کرنے والا؟ تو فکرِ اسلام کی طرف سے تمنِ انصاری میدان میں آئے۔ حریف نے ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کو اپنی تھیں کھما اور یہ کہتے ہوئے لڑنے سے انکار کر دیا کہ ہمارے مقابلے میں ہماری برادری کے ہمراز قریشی نسل کے تو جوان سامنے آئیں۔

جن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میں ہاشم کو آواز دی کہ کفر کے مقابلے کے لیے سینہ پر ہو کر نکلا۔ آپؓ گافرمان مختیہ تھیں بھادر سامنے آئے جن میں سے ایک حضرت علیؓ تھے۔ آپؓ کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے دلیل بن تھے سامنے آیا تو آپؓ نے اس کے ساتھ شدید مقابلہ کیا اور آنا فانا اسے کاٹ کر رکھ دیا۔ اس مقابلہ میں سرز میں بدر پر آپؓ نے بھادری کے دو ہوہر دکھائے کہ ہاری جنگی مہال چیل کرنے سے قاصر ہے۔

بعد ازاں آپؓ نے بھوپی لڑائی میں بھی ذوالقدر حیدری سے کمزیر کی ستونوں کی صفحیں کی میں اللہ میں اور جریدہ عالم پر اپنی بھادری اور جنابات کا نقش ثبت کر دیا۔ بدر میں شرکت فرمایا کہ آپؓ بقیۂ علیؓ قبائل کے اس بیتلی ارشاد کے سقراں ہو گئے کہ اے اہل بدر! اغتَلُوا مَا يُنذِّمُ فَذَلِكَ عَفْرَتُ لَكُمْ وَذَلِكُ
مَوْلَانِكُمْ حَسَّانٌ تُمْ جو چاہو کر دیں نے آج کے بعد تمہاری سب لغزشوں کو معاف فرمادیا۔ بلکہ تمہاری خطاؤں کو بھی نیکھوں نے مبدل فرمادیا۔

تکاچ فاطمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جہاں : مگر بہت سے اعزازات حاصل ہیں
وہاں ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی جیگتی بینی سیدۃ نساء الامل ابوہ سیدہ فاطمہ رضی
اللہ عنہا کا نکاح آپ سے فرمادیا۔

روایات میں یہ بات ملتی ہے کہ حضرت فاطمہ کا رشتہ پسلے دیکھ رجھائیا تھا نے
بھی طلب کیا مگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاصوٰی اختیار فرمائی اور کوئی جواب نہ
دیا۔ پھر انہی صحابہ کے ایجاد پر حضرت سیدنا علیؑ نے آپ سے پیرشت مانگا تو آپ
نے اثبات میں جواب دیا۔ یقیناً آپ نے حضرت علیؑ کو پیرشت مرضی و میت الہی
کے مطابق حکماء فرمایا کیونکہ آپ نے خود ارشاد فرمادیا۔ تاکہ زوجت نہیں بنی
بتاریق و لازمیوں بخت کہتا من بتاریق والا یوں خی خاماً بتیں بہ جنر لال ععن زبیق
کر میں نے اگر کسی محنت سے نکاح کیا ہے یا اپنی بینی کا رشتہ کسی کو دیا ہے تو وہ
سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسکی مرضی سے کیا ہے۔

حضرت علیؑ کو رشتہ دینے پر جب آپ نے آمادگی ظاہر فرمائی تو ساتھی
یہ سوال بھی فرمایا کہ کیا تم سے پاس ہو رکی تم موجود ہے؟ وہ اپنے کسرے پاس
ایک گھوڑا اور ایک زرد ہے۔ آپ نے مشورہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ گھوڑا تو
اپنے پاس رکھو اور زرد رنگ کر کام میں لاو۔ چنانچہ حضرت سیدنا علیؑ جب زرد رنگ
ہاڑا اتریف لے گئے تو حضرت علیؑ بھی اسکے بھیجھے ہو لے۔

جب انہوں نے زرد رنگ کی آواز لگائی تو حضرت علیؑ سامنے آگئے اور
آپ کے ساتھ سودا کرتے ہوئے چار سو اس (۲۸۰) درہم میں وہ زرد رنگ کر قبضے
میں لے لی۔ پھر حضرت علیؑ جب رکم لیکر واپس جانے گئے تو حضرت علیؑ نے ان
کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے علیؑ! میری طرف سے یہ زرد رنگ قبول فرمایا

لئے۔ چنانچہ حضرت مُحَمَّد نے ان کو زندہ بھی دے دی اور پھر بھی دے دیے۔ حضرت علیؓ کا نکاح پر خیر طبیۃ الحسنۃ والسلام نے خود پڑھایا۔ اور صدیق و مزاحیں نکاح کے گواہ بنے۔

گرائی قدر سامنے! یہ بات اسی میں رسمیں کہ اگر حضرت علیؓ کے حضر
میں آپؐ کی ایک بیٹی آئی ہے تو سیدنا حضرت مُحَمَّد کے مدد میں کیے جو دنگے
آپؐ کی دوستیاں آئیں ہیں۔

اور یہ بات بھی ذہن میں رسمیں کہ علیؓ نے اگر بیٹی لی ہے تو صدیق اور
فاروقؓ نے تھی کوئی بیٹی دی ہے۔ علیؓ نبوت کے گھر سے کھاتا رہا اور صدیقؓ نبوت پر
سب کو کھو لانا تارہا۔ شیخاں دینے والے گھب خدا میں آپؐ کے ساتھ ساقو سو رہے
ہیں اور شیخاں لینے والے گھب خدا میں سے ہاہر آرام فرمائیں۔ بھان اخ

مسوکہ أحد اور حضرت علیؓ

غزوہ أحد میں بھی حضرت سیدنا علیؓ نے بھادری و چانثاری کے چھیم جوہر
دکھائے۔ جب دشمن اسلام نے آپؐ پر تباہ توڑھتے کیے اور آپؐ انجھائی رُجھی ہو
کر ایک گڑھے میں گر گئے اور بے ہوش ہو گئے اور شیطان نے آواز گاوی آؤ رائی
تختہ تک لگد تکلیل کر خیردار ہو مصلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیے گئے ہیں۔ اس وقت
تک خیر سے مسلمانوں کی حصیں پت ہونے لگیں تو حضرت انس بن مالک نے
آواز بلند فرمایا مُؤْمِنُوا اغلىٰ حِكَمَاتٍ لِّلْهُو زَمُولٌ افوٰ کر رسول اللہ ﷺ کی دفات
کے بعد زندگی کا کیا ہزا اس لیے تم بھی اسی شہن پر جان دے دو جس پر خیر طبیۃ
الصلوۃ والسلام نے جان دی ہے۔ تو اس وقت حضرت سیدنا علیؓ اقدامی اور رفاقتی
و دلنوں طریقوں سے خوب لڑ رہے تھے۔

آپؐ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کفار کے ایک سلسلے ماقتلہ کو دستے پر ایسا

حل کیا کہ میں ان کی جماعت میں گستاخانہ کیا تھی کہ میں نکار چلاتا ہوا اس دنے سے پرانگل کیا بھر جو حل کرتا ہوا آپا اور انہیں جگہ پر بیٹھ گئی۔

آپ نے غزوہ احمد میں ایک فرق آہن کافر اُمیہ بن حذیفہ کے ساتھ ایسا نقید الشاعل مقابلہ فرمایا کہ اس کو زمین پر پچاڑ دیا اور ہادی خود کے دو پوری طرح لو ہے کے لباس میں بلوں تھا آپ نے اس کی بغل کی مجگد خالی دیکھ کر اس میں نکار اس طرح ہصلی کر کافر فی المدد و عکبر۔

غزوہ احمد میں نبی ﷺ والسلام کی مریم پئی کی سعادت ہی آپ نے اور آپ کی زوجہ سعیدہ قاطرہ مارا میں ہوئی۔ حضرت علیؓ نے آپ کے وجود مبارک سے خون صاف کیا اور چنبل کو جلا کر زخموں کی مریم پئی لے رہا۔ حضرت علیؓ نے اس نازک مدد شویر یاں کے موافق پر آپ کے لئے پیچے کا پانی میا فرمایا۔
جز افتخار لهم اخْشِنَ الْكُفَّارَ

صلح حبیبہ لور حضورت علیؓ

ظیبیر طیبی لهم اخْشِنَ الْكُفَّارَ والسلام نے ۶۰ میں صرف کامرا وہ فرمایا تو کفار کرنے جماعت کی اور آپ نے حبیبہ کے مقام پر رکنا پڑا۔ کافل بھیت و مبارکوں کے بعد کفار کی سماں کے لئے آمد ہو گئے تو سکل بن عروہ کو شرائط میں طے کرنے کے لئے بھجا۔ جب شرائط میں ہو گئی تو آنحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو معافہ فری کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے ہبھیم افو والرَّاغِبُونَ الرَّاغِبِينَ کہو۔ سکل بنے اس پر فتح ارض کیا کہ میں رعنان اور رحیم کو نہیں جانتا۔ عرب کے قدیم دشمنوں کے مطابق لِهَمَّا يَكْسِرُ اللہمما يکسر۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا اچھا ہی لکھ دو۔ پھر آپ نے فرمایا لکھو طذباً ناقصی علیہ سَمَحْلَ رَسُولُ افو و سَمَحْلُ نَنْ غَنِيدُ کر یہ دفعہ ہے جس پر نبھ رسول اللہ ﷺ اور سکل بن صرہ

نے اتفاق کیا۔ حضرت سیدنا علیؑ نے جب یہ جملہ لکھ دیا تو سکیل نے بھر اور ان کیا کہ اگر ہم آپؐ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو ہم آپؐ کو بیت اللہ سے کبھی نہ روکتے اور نہ ہی آپؐ کے ساتھ لا ایمان کرتے۔ اس لیے بجائے محمد رسول اللہ کے نام میں عبادانہ لکھا جائے۔ جب اس نے اس بات پر کافی خدکی تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اُنچھے ہماں علیؑ "زَمْلَكُ اللَّهِ" کا اے علیؑ! رسول اللہ کا الفاظ منارو۔

حضرت علیؑ نے مخفی نبوی سے سرشار ہو کر جواب دیا تو افلاطون لا ائمہؑ ایک دل کی قسم میں آپؐ کا ہم ہرگز نہ مٹا دیں گا۔ میں خود تو مت سکتا ہوں مگر آپؐ کا نام اور آپؐ کی صفت اپنے ہاتھ سے نہیں مٹا سکتا۔ بالآخر آپؐ نے خود اس لفڑ پر لکھ رکھیا۔

گرائی تقدیر سامنے! خور فرما میں! حضرت علیؑ کے دل کے اندر کس طرح
محبت و مخفی رسول کا سندھ غاصبیں مادرہ تھا کہ آپؐ نے آپؐ کا ہم مٹانے سے
برداشت کا دریا۔ یہ انکار آپؐ کے کمال مخفی کا مظہر ہے۔

فتح خبیرو اور حضرت علیؑ

مخفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حدیبیہ سے مدینہ منورہ واپس تحریف
لائے تو عمر رضی اللہ عنہ میں آپؐ کو خبر پر چہ حالی کا حکم دیا گیا تاکہ جگہ احباب میں
بد مہدی کرنے والے یہود کو سبق سکھایا جا سکے۔ چنانچہ آپؐ نے چودہ سو پیاروں
اور دو سو ساروں کی جمیعت کے ساتھ خبر کی طرف فروج فرمایا۔ خبر میں یہود ہیں
کے تعدد چھوٹے ہوئے تھے۔ حسن ہم۔ حسن صب۔ حسن قله۔ حسن
البی۔ حسن نزار۔ حسن قوص۔ حسن وطع۔ حسن سلام وغیرہ۔ ان تمام قلعوں کو مختلف
صحابہ کرام نے اپنی جان فشانی اور جرأت ایمانی سے فتح فرمایا۔

ان میں سے قلعہ قوص سب سے مسلمان قلعہ تھا جو مختلف حلوں کے باوجود

خیز ہو سکا۔ بالآخر آپ نے ایک دن ارشاد فرمایا لامعینَ خلیل الرُّحْمَةِ خدا
رَجَلًا بِقَطْعَهِ اللَّهِ عَلَىٰ يَدِنِي وَبِعَصْبَهِ اللَّهُوَرَشُولُهُ کرک
میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوس گا کہ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ یہ قدر خیز فرم
دے گا۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا ہو گا اور اللہ اور اس
کے رسول بھی اس سے محبت کرنے والے ہوں گے۔

(محبت اور محبوب ہونے کی تقدیماً فاقہٰ ہے)

صحابہ کرام نے جب یہ خوشخبری سنی تو ساری رات سوچتے رہے کہ کون
ایسا خوش نصیب ہو گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ یہ قدر خیز فرمادے گا۔ اور ہر ایک
صحابہ کی یہ خواہش تھی کہ کل یہ جھنڈا مجھے ملے اور قدر قوم کی خیز کا اعزاز مجھے
حاصل ہو۔ صحیح کی نماز کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اُنہیں علیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی خیز کا اعزاز
علیٰ ہن ابی طالب کہا ہے؟ تباہی کیا ہوئی تھی کہیں عیتھو کہ ان کی تو آنکھیں سخت
بیمار ہیں۔ آشوب چشم کی وجہ سے وہ نماز میں بھی حاضر نہیں ہو سکے اور انہوں نے
نماز اپنے خیس میں ادا کی ہے۔ خوبیر علیٰ المصطفیٰ و السلام نے ان کو بلوایا اور جھنڈا
ان کو عطا فرمایا۔

حضرت علیؑ نے اپنی آنکھوں کی تکلیف بیان کر کے مخدومی ظاہر کی تو
لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنِهِ وَ دَخَالَةُ شَبَرٍ عَلَيِ الْمُصْلَةِ
والسلام نے ان کی آنکھوں پر اپنا لاحب دہن لگایا اور دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے
فوری طور پر اپنی آنکھیں درست فرمادیں اور ان کو صحت گاہ میں حاصل ہو گئی۔
کبتر احتیٰ کیا تھیں لئے یہ کن یہ وَجْعَ اس طرح صحت ہو گئی کہ گویا کہ تکلیف بھی تھی
ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خصوصی فضل درست فرماتے ہوئے آپؑ کے ہاتھ پر ۱۰۰
قدر خیز فرمادیا۔

سکی وہ موقع تھا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرحب ہاتی بھادر سے مقابلہ ہوا۔ اور مرحب یہ رجڑ پر ٹھاٹا ہوا اپنے کر فر اور سمجھ سے میدان میں آیا۔

فَذَعِلَتْ لِحَيَّتِهِ أَتْقَى مُرْخَثٍ فَأَكَمَ الْتِلَاجَ بِتَلَاجٍ مُتَهَبِّ
وَإِذَا الْحَرَزَ بِهِ الْكَتْ كَلْهَ

سارا خبر بھیجے جاتا ہے کہ مرحب ہوں۔ ہصار استھان کرنے والا ماہر تحریر کار بھادر ہوں۔ جب جگ کے شعلے بڑ کئے گئے ہیں تو مجھے لازمی کرنے میں بلا اچرا آتا ہے۔

حَضْرَتْ سِيدَنَاعِلِيٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَلَنَ اَسَكَنَ الْكَارَ كَهْ جَوَابَ مَنْ فَرِمَادَ.
أَنَّا الَّذِي مَكَنَنَا إِلَيْنَاهُ مُكَنَّنَةً مُكَنَّبَ غَابَاتَ مُكَنَّبَوَ الْمُنْتَظَرَةَ
أَزْلَقَهُمْ بِالصَّاعِ مُكَلَّلَ الشَّنَّرَةَ

سر انا میری ماں نے خیر رکھا ہے۔ میں جگل کے شیر کی طرح بھادر اور مہیب ہوں۔ میں انہیں پورا پورا اپنے کر بدل دوں گا۔
دو بدلاں میں بالآخر حضرت علی نے اس کو اسی کاری ضرب کیا کہ اس کا سرد بکھوے ہو گیا۔

فتح مکہ لود حضرت علی:

بعن روایات میں ہے کہ قلعہ کے موقع پر جب غیر علیہ الحسنة والسلام نام کہبہ کے اندر داخل ہوئے تو حضرت علیؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ان کے کندھوں پر چڑھ کر کنس پر رکھے ہوئے بت گرا ہا ہے تو حضرت علیؓ آپؐ کا ہا جو نہ سہار سکے اور ہمارا آپؐ نے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور انہوں نے دو بت گرا دیے۔

كَرَأَيْ قَدْرَ سَاحِنِيْنِ! فَغَورَ فَرِمَائِيْسِ آجِ حَضْرَتِ عَلِيْنِ نَبَوتَ كَابُو جَهْ نَبِيْسِ سَهَارِ

سکے۔ مگر قرآن جائیں صدقی اکبری ملکت پر کہ انہوں نے بھرت کی رات آپ کو کندھے پر اٹا کر عارٹور بک پہنچا دیا۔

چون رہنمہ چندے بدلان دشت قدم لک سائے بھروسہ ملت ابوکاڑ آئی بدوشی گرفت و لے زمیں حدیث است جائے ملکت کے درکس چنان قوت آمد پیدا کر ہار نجت تو انہ کی پیدا

غزوہ تیوک اور حضرت علیؓ

۹۰۷ میں ہب خبر طیہ الحصۃ والسلام غزہ تیوک کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت علیؓ کو گزار کے انعام اور دیگر امور کے لیے بیچھے پہنچا۔ حضرت علیؓ حربان ہو کر عرض کرنے لگے یا ز مُؤْلَفُ الْأَنْجَلِيُّونَ فِي النَّاسَةِ وَالْقِبَالَانِ ابے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے ہمارتوں اور پیوس میں پہنچا کر جا رہے ہیں؟ مطلب یہ تھا کہ میں ایک بجاہد اور بہادر نوجوان ہوں۔ آپؓ کے ساتھ نہ جانا اور بیچھے رہ جانا سب سے شایان شان نہیں ہے۔

خبر طیہ الحصۃ والسلام نے ان کی تسلی کے لیے ارشاد فرمایا۔ اُنہا ترمذی آن کلکوئی میتی یعنی لذہ ہاراؤں میں گھومنی (اُلاَّ اللَّهُ أَكْبَرُ) کی تعلیمی اے میں! تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ آج تمہی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون طیہ السلام کی حضرت موسیٰ طیہ السلام کے ساتھ تھی۔ اور یہ الگ بات ہے کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں۔

مطلوب یہ تھا کہ ایک ذرداری کی بھاوار پر بیچھے رہ جانا کوئی کسر شان نہیں ہے۔ دیکھیے کہ طرح حضرت موسیٰ طیہ السلام کوہ طور پر جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون طیہ السلام کو ایک ذرداری دے کر بیچھے پہنچا گئے تھے؟ ساتھی طیہ بر طیہ الحصۃ والسلام نے واضح اعلان فرمادیا (اُلاَّ كَبِيرٌ بِتَطْبِيقِ) ۲۰ کہ کوئی بد بال میں

اس مثال کو اجراء نبوت کی دلیل نہ بنتے۔

مُہم یعنی:

یمن کے لوگوں نے جب اسلام قبول کیا تو مخبر طی اصلہ و السلام نے
دہانِ دعوت اسلام اور محمدؐؑ تفہام کے لئے حضرت علیؓ کو منصب فرمایا۔ حضرت علیؓ عرض
کرنے لگے تُبَرِّلِیْن وَ آتَا خَدِیْجَةَ الْبَرِّیْنَ وَ لَا عَلِمْ لِنِیْ بِالْقَضَاءِ كَأَنْ يَحْمِلَ
بھیج رہے ہیں؟ میں ایک ناجائز کار آدمی ہوں اور مجھے تفہام کے بارے میں بھی
پورا علم نہیں ہے۔ دہان تو نئے نئے مقدمات پیش ہوں گے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا آپؐؑ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا،
دی ملائی افہم تھیوں فلَبَكَ زَيْرُخَ صَلَّى وَ بَلَّى لِسَانَكَ كَرَاثَ
تعالیٰ تیرے قلب کی راہنمائی کرے گا۔ تیرے سینے کو کمول دے گا۔ اور تمہری
زبان کو حق پر قائم رکھے گا۔ اور اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد مجھے مقدمات
کے فیصلوں میں بھی تذبذب نہ ہوا۔ اور مشکل سے مشکل معاملات اور تفہیما کا
بہترین حل اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈال دیتا۔

حجۃ الوداع:

تادھیں جب آپؐؑ نے حج فرمایا تو حضرت علیؓ کو خصوصی تقریب حاصل
ہوا آپؐؑ نے اس موقع پر ۱۰۰ اونٹ اللہ کے نام پر قربان یے ۶۲ اونٹ آپؐؑ نے
خود زنج فرمائے اور باقی ۷۲ اونٹ حضرت علیؓ نے آپؐؑ کی طرف سے ذبح فرمائے۔

خطبہ خدیجو حُمَّمَ:

حجۃ الوداع سے واپسی پر حضرت بریدہ اسلیٰ نے حضرت علیؓ کے بارے
میں آپؐؑ کی تکالیفات پیش کیں تو آپؐؑ نے خود ہم کے مقام پر حضرت علیؓ کی خصوصی

فضلیت و منقبت بیان فرمائی۔

آپ نے سب حاضرین سے پوچھا اللئے تعلیمُونَ آئینِ اُزولی
بِالْعَزْمِ وَهِنَّ مِنْ أَنْفُسِهِمْ کیا میں تمام مومنین کے لیے اگلے جانوں سے بھی زیادہ
مرے نہیں ہوں؟ اسپ نے جواب دیا "بھی" کہوں نہیں۔

بھر آپ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا اور ارشاد فرمایا میں من سخت
مَذَلَّةٌ فَعَلَيَّ مَوْلَاهُ جس کا میں محجوب اور دوست ہوں یقیناً علیؓ بھی اسکا محجوب اور
دوست ہوتا چاہیے۔ بھر دعاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اللَّهُمَّ رَبِّ الْعَالَّهِ
رَحْمَةَ مَنْ حَمَدَهُ كَبَأْ اللَّهُ جَوَلِی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھے
اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھے۔

بھی وہ موقع ہے کہ جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت
سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہ کو ان الغاظ میں مبارک بادی ہیئت گاہیں آئیں خلاصہ
آفسخت وَأَقْسَطَ مَوْلَانیٰ حُکْمَ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ اے علیؓ بن ابی طالب انجی
مبارک بادیو کر آج سے تو ہر مومن مرد و مردگارت کا محجوب بن گیا ہے۔

وَفَلَتْ دَسْوَلْ اُور حَضْرَتْ عَلِیٰ :

الْحَوْلُ مِنْ خَبْرِ عَلِیٰ الْمُصْلَوَةُ وَالسَّلَامُ کی مرض الوفات میں بھی حضرت علیؓ کو
آپ کا خصوصی قرب حاصل رہا۔ آپ براہ راست خبر علیؓ الْمُصْلَوَةُ وَالسَّلَامُ کی تحرارداری
میں سخروف رہے۔ وفات کے بعد آپ کو حصل دینے میں بھی حضرت علیؓ شریک تھے
آپ کی وفات کا بھنا دکھا اور صدر حضرت علیؓ کو ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔

لَسْلَانْ نَبُوَتْ اُور عَلِیٰ :

خُبْرِ علیؓ الْمُصْلَوَةُ وَالسَّلَامُ نے اپنی زبان مبارک سے مخفف سوچنے پر سیدنا

حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب اور عظمت شان کا انہصار فرمایا۔

☆ ایک موقع پر تخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت علیؑ وہاں موجود تھے۔ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے سوال کیا کہن مانن خوبی کر حضرت علیؑ کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ گھر میں کچھ اسکی بات ہو گئی ہے کہ وہ ہارپ ہو کر چلے گئے ہیں۔ تخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ بات سنی تو فوراً حضرت علیؑ کو ذخیرہ نے کے لیے لٹکے۔ آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت علیؑ مسجد میں سورہ ہے ہیں۔ چادر اور پرے برک ملکی ہے اور وجود پر ملکی لگ بھلی ہے۔ لمحچل ہمچنے القراءات لمحن ظہیر و تنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ سے ان کے وجود سے منی جماڑنے لگے اور فرمائے گئے "اللَّمَّا أَبْكَرَ رَبَّا، اللَّمَّا آتَيَنَّ رَبَّا" اے منی پر لینے والے اللہ جا (تندی) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب سے آپؐ نے مجھے محبت کے انداز میں ابو راب کی کہتی سے پکارا خدا کی حرم مجھے "ابی الحسن" کی کہتی سے زیادہ یہ کہتی محبوب ہو گئی۔

☆ ایک دفعہ حضرت علیؑ کی غزوہ میں تشریف لے گئے تو ان کی فیر موجودگی تخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر شاق گزرا اور آپؐ نے دعا ماری اللہُمَّ إِذَا
تُوْسِّنِ خَشْتُ تُوْسِّنِ عَلِيًّا (تندی) اے اللہ! جب تک میں علیؑ کو نہ دیکھے توں مجھے سوت نہ دیتا۔

☆ ایک دفعہ تخبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کسی پرندے کا انتباہ مرغوب گوشت جیش کیا گیا تو آپؐ نے فوراً اللہ تعالیٰ سے دعا ماری اللہُمَّ إِذَا
يَا حَبَّتْ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْتُكُلُ مَعْنَى هَذَا الطَّيْرُ اَنْ شِئْتْ
کسی محبوب ترین آدمی کو مجھ دے جو میرے ساتھ کمانے میں شریک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعا کو قبول فرمایا فجاءَهُ عَلَيْهِ فَاجْعَلَ مَعَهُ (تندی) حضرت علیؑ

تشریف لائے اور آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے۔
 ☆ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ بحثِ خلیل علیٰ مُبَارِق وَ لَا مُنْبَهِضَةٌ
 تزویں (زندی) کر کوئی ماتفاق نہر اندر کا سکون علیٰ سے محبت نہیں رکھ سکتا اور کوئی
 سوسن غلص علیٰ سے فرط اور دشمنی نہیں رکھ سکتا۔

☆ ایک موقع پر آپ نے فرمایا معنی تب علیٰ لَفْظٌ شَفِيقٌ (رَدِّه، امر) کہ
 جس نے علیٰ کو گالی دی اور ہمارا ہلاکہ کیا تو اس نے مجھے گال دی۔

☆ ایک دفعہ آپ نے حضرت علیٰ کے ساتھ کمال تعلق کا انتہا کرتے ہوئے
 ارشاد فرمایا لَمَنْ خَلَقَ مِنْيَ وَ أَنَا مِنْ نَعْلَمْ وَ هُوَ أَلَّخَنْ كُلَّ مُلْمِنْ (زندی) کر علیٰ
 مجھ سے ہے اور میں علیٰ سے ہوں۔ اور علیٰ ہر موسم کا محبوب ہے۔

☆ حضرت علیٰ وہ فضیلت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عز و بزرہ
 میں شمار فرمایا اور انہیں اسی دنیا میں عی جنت کی بشارت دے دی۔ بلکہ ایک موقع
 پر تو فرمایا کہ ہر آدمی جنت کا حطاں ہے مگر تمن آدمی ایسے ہیں کہ جنت ان کا
 اشتیاق رکھتی ہے لَأَنَّ الْجَنَّةَ تَنْخَافِقُ إِلَى قَلَّاَنِ عَلَيْهِ وَ عَمَّارُ وَ سُلَّمَانُ (زندی)
 یعنی علیٰ، ہمارا اور سلامان وہ اشتیاق ہیں کہ جنت کو ان کا اشتیاق ہے۔

گرانی قدر سامنے ہیں اپنے بکری خبری علیٰ اصلوٰۃ والسلام من جانب اللہ جانتے
 تھے کہ مفتریب کچھ لوگ حضرت علیٰ کے ساتھ دشمنی کریں گے اور ان کا درجہ مگنا میں
 گے اس لئے آپ نے اسکی یہ فضیلت و منقبت بیان فرمائی ہے۔

خلفہ ثلاثہ اور سیدنا علیؑ

عخبر علیٰ اصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد عقل و درایت کے لاماظ سے
 جس مسئلے کا فوری طور پر حل کی ضروری تھا وہ آپ کی جائشی اور خلافت کا سلسلہ تھا۔
 تا کہ اسلامی ریاست و سیاست کا کام بدستور چلنا رہے اور کسی دشمن کو شر ایگزیکٹی کا

سوچ نہ لے۔

چنانچہ تقدیمی ساعدہ میں ہنگامی طور پر جمع ہو کر کچھ مهاجرین و انصار نے حضرت طور پر سیدنا حضرت ابو بکرؓ غلیظ حلیم کر کے بیعت کر لی۔ دوسرے دن تمام اصحاب کبار مهاجرین و انصار اور علیہ الناس نے مسجد بنوی میں جمع ہو کر حضرت ابو بکرؓ بیعت کی۔ اس بیعت میں حضرت سیدنا علیؓ اور سیدنا زیدؓ عدم موجودگی کی وجہ سے آپؐ نے انکو جلوا کر بیعت نہ کرنے کی وجہ پر بھی۔ انہوں نے جواب افریما یا کہ ہمیں اور کوئی رنج نہیں صرف لیکن بات ہے کہ ہمیں خلافت کے مٹورہ میں شریک نہیں کیا گیا۔ حالیہ ہم بھی جانتے ہیں کہ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار حضرت ابو بکر صدیقؓ علی ہیں۔ اور ہم اگلی امامت و سیاست اور فضل و شرف کے صرف ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب تغیر طیبہ الحصولة والسلام نے حضرت ابو بکرؓ غلیظ اور علیؓ کے لیے پسند فرمایا تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم انکو دنیا کے امور کے لیے پسند نہ کریں۔

حضرت ابو بکرؓ نے جواب تقدیمی ساعدہ کے اجتماع کی ساری صورت حال بالتفصیل بیان فرمائی اور فرمایا کہ ہم نے بعض اندریشہ فتویٰ کیجئے سے اس حاملہ کو موخر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ آپؐ نے قسم کیا کہ فرمایا کہ مجھے ذاتی طور پر امامت و خلافت کی تعلیخانہ کوئی حریض و رفیعت تھی اور نہاب ہے۔

اس وضاحت کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ نے بلا تاخیر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ مسئلہ ختم ہو گیا۔ حقیقت علماء فرماتے ہیں کہ عماری شریف میں جو چھ ماہ بعد حضرت علیؓ کے بیعت کرنے کا ذکر ہے وہ دراصل اس علیؓ بیعت کی تجدید تھی۔ بعد ازاں سیدنا حضرت علیؓ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابو بکرؓ سے کسی وقت جدا نہ ہوئے۔ اسکے پورے دور خلافت میں اسکے وزیر و مشیر

رہے اور تمام نمازیں اگے بچھے ہوتے رہے۔

ای مرح خلیفہ ہالی سیدنا حضرت مر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی اگے دزیر دشیر رہے۔ حضرت عزمؑ تھا یا میں ان سے مشورہ لے کرتے تھے۔ ایک موقع پر تو آپؑ نے یہاں تک فرمایا تو لا علیٰ نہلک عنتؑ کا اگر علیٰ نہ ہوتے تو مر ہلاک ہو جاتا۔

ظیف الدالٹ حضرت سیدنا حنفیؓ کے دورِ خلافت میں جب صافین نے اگے گمراہا صارہ کر کے انکارا ناپانی بند کر دیا تو حضرت علیؓ نے اس تازک موقع پر اگی بھر پور دوکی۔ حضرت حنفیؓ نے آپؑ کے پاس پانی بیجئے کا پیغام بھیجا تو سیدنا علیؓ خود ملکیزہ بھر کر لے گئے۔ صافین نے جب ملکیزہ پھوڑ دیا تو آپؑ نے حضرت حنفیؓ کو اپنی وقارداری کا ثبوت دینے کے لیے اپنا علامہ ان کے گمراہ میں پہنچک دیا۔

ای مرح آپؑ نے اپنے دلوں بیخوں سیدنا حسن، سیدنا حسینؓ گو حرم دیا کہ ہابھن پر کھڑے ہو کر پھرہ دیں تاکہ کوئی باقی اندر داخل ہو کر آپکو نصان دی پہنچا سکے۔ اور جب حضرت حنفیؓ کو شہید کر دیا گیا تو حضرت علیؓ اپنے دلوں بیخوں کو خست نہ راضی ہوئے کہ تمہارے ہوتے ہوئے ابھر المونخینؓ کس مرح شہید ہو گئے۔ لَلَّظِيمُ الْحَسَنُ وَ حَرَبَ حَلْزُ الْحَسَنِ آپؑ اسے غصے میں تھے کہ آپؑ نے حضرت حسنؓ گو طلبانیجہ بارا اور حضرت حسینؓ گو بیسے برمادا۔

یاد رکھے! ان چاروں خلقاء میں کسی حرم کا دلی وسیا کی اختلاف نہ تھا۔ یہ سب ہاہم شری و شکر اور فرمانِ الہی کے طبقات رُحْمَةٌ وَ بَرَّهُم کی مغلی تصور تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس حقیقت کے بعد ہماری بھی روایات کی کوئی حیثیت بالی نہیں رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين

٤٠:- شان على المرتضى (۴)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ عَلٰى مَنْ يَعْلَمُ وَاللّٰهُمَّ اسْتَغْفِرُكَ عَلٰى سَيِّدِ الرَّشِيدِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّنَ وَعَلٰى أَهْلِ الْمَدِينَ هُمْ خَلَاصَةُ الْقَرْبَى الْعَرَبِيَّةِ وَخَاتَمُ الْخَلَاقِيَّةِ بَعْدَ الْأَنْبِيَا وَالْأَئْمَاءِ الْمَاجِدِينَ فَاعْزُزْ دِيَّ اللّٰهِ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ يَسِّمِ اللّٰهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ يُؤْمِنُ بِالثُّرِّ وَيَعْلَمُ الْمُؤْمِنَ يُؤْمِنُ بِكَرَّةً مُسْتَطِيرًا يُطْعِمُ الْمُطَعَّمَ عَلٰى تَهْبَةٍ مُشْكِنًا وَتَبِعَتَهُ أَبْيَارًا الْمُعَجَّلَ (سورة الدمر). صدق الله العظيم

گرامی نورِ سماں! آج میں آپ کے سامنے خلیفہ رائج سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزید پکوناں و مناقب ہیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

خلافت سیدنا علیؑ:

حضرت عثمانؑ الناک شہادت کے بعد تین دن تک مند خلافت خالی رہی۔ الی حدیث نے بار بار اصرار کیا کہ آپ خلافت کی ذمہ داری سنبھال لیں۔ مگر حضرت سیدنا علیؑ برابر انکا فرماتے رہے۔ دُعْوَتُنِي وَالْتَّوْسُّوْا لَعْنَتُنِي کر مجھے رہنے والے اور کسی اور کو عقب کرو۔ مگر جب مهاجرین و انصار نے تو آپؑ نے ایک اصرار کیجئے سے بیعت لے لی اور خلافت کی ذمہ داری انھائی۔

قصص عثمانؑ کا تفصیل:

عقل طور پر آپؑ کی حکومت کا سب سے پہلا کام یہ تھا کہ عثمانؑ میں پکڑا جائے اور ان سے آپؑ کے خون کا قصاص لیا جائے۔ چونکہ حالات انتہائی خراب تھی اور آپؑ کی حکومت ابھی مسلمان نہ ہوئی تھی، نیز عثمانؑ عثمانؑ کو خلاش کرنا اور اسی تباہی کا تو زنا اور قصاص کے لئے راہ ہموار کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ اس بناء پر

آپ نے اس حامل کو سُرخ فرمایا۔ جبکہ حضرت سیدنا معاویہؓ اور حضرت سیدہ ماشہ صدیقہؓ کا خیال تھا کہ اس حاملے میں ہرگز تاخیر نہیں ہوئی چاہیے اور قاتلین حملہ کو جلد از جلد کیفر کر دارکے پہنچایا جائے۔ اگر ان کو اُمّل روئی تو ان کے حوصلے ہو جائیں گے اور امت میں الفرماں و انتشار پیدا ہو گا۔

سیدنا عادشہؓ اور حضرت علیؓ

حضرت سیدہ ماشہ صدیقہؓ نے جب اصلاح احوال کے لیے بصرہ کا رغبہ کیا تو حضرت سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہ بھی اس صورت حوال سے خشنے کے لیے دہان پہنچ گئے۔ دونوں فوجیں آئنے سامنے ہو گئیں تو بعض خبر خواہن امت کی فلکیان کو شکوہ سے سلح کی تھیں صورت پیدا ہو گئی۔ گرفتاری میں حملہ (جسیں اس سلح میں اپنی سوت نظر آرہی تھی) نے انجامی مکاری کے ساتھ رات کے ہفت دنوں گراہوں پر شب خون مار کر آن کو باہم لڑادیا۔ ہزاروں تھیں جانوں کا انعام ہونے کے بعد بڑی مشکل سے پلاں لی روکی گئی۔

لڑائی کے بعد سیدنا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے خود اکابر حضرت عائشہؓ کی خبرست پوچھی اور انہیں خبرست تمام چالیس معزز آدمیوں کی حفاظت میں تھا جازی کی طرف رخصت فرمایا اور حضرت حسنؓ گورنمنٹر دوسرے کی اگلی معاایت فرمائی۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ نے اس موقعہ پر یہ اقرار کیا کہ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ کوئی بعض وحدو اس نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ تھیں انجامی لڑائی تھی جو سماجیں کی شرارت سے بن گئی ورنہ یہ حضرات قدر خَمَاءُ بَنْتَهُم کی عملی تصور تھے۔

حضرت معلویہ اور حضرت علیؑ

اسی طرح حضرت علیؑ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جو مزکر صفحن پیش آیا ہے بھی سائیں کی سازش تھی اور اخاتی جگ تھی۔ یہ دونوں حضرات ہرگز اس کشت دخون کے حق میں نہ تھے۔ تھی کہ لڑائی کے دوران دونوں طرف کے اکابرین قرآن مجید کو بلند کر کے جگ بندی کی اچیل کرتے رہے۔ جگ تھنے کے بعد خود حضرت علیؑ نے اتحادی افسوس کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے **رَبُّكَ وَاحِدٌ وَّيْكَ وَاحِدٌ وَّدَعْوُكَ لِيَ إِلَّا إِلَّا مُرْ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِنَّمَّا** قدم عجیبان وَ تَحْمُلُ مِنْهُ آمَّا۔ بے شک ہمارا رب بھی ایک ہے ہمارا انی بھی ایک ہے اور ہماری دعوت اسلام بھی ایک ہی ہے۔ ہم ایمان ہاشم اور ایمان بالرسول میں ان سے بڑھ کر نہیں ہیں اور نہ وہ ہم سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ہماری بنیاد اور اساس ایک ہی ہے۔ ہاں ہمارے درمیان قسم اس عصان کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور ہم دونوں گروہ اس خون ہاق سے بمراہیں (نفع ہلافت)

اسی طرح ایک دفعہ آپؐ سے دونوں طرف کے متوالین کے انعام کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا **فَلَمَّا كَانَ الْمَحْظَى وَقَدْ لَمِّحَنَمْ لِيَ الْجَنَّةَ** (مندر انی خداون) کہ ہمارے اور ان کے متوال دنوں جتنی ہیں۔

اس لیے ہمارا نہیں کہ ہم ان حضرات پر کچھ چھین کر سکیں۔ ہم یعنی کہ سکتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے اور حضرت معاویہؓ بھی اپنے اجتہاد کی بنیاد پر مخذول تھے کہ مجہد قتلی بھی ملیب ہے۔ دونوں صحابی رسول تھے اور صحابہ کرام کے بارے میں ہم کل خیر کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔

تبديلی دار الخلافہ:

چونکہ حضرت سیدنا علیؑ کے دور حکومت میں شرارتی حاصل رہتے انگریزی کرنے کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیجے تھے اس لیے آپؑ نے مدینہ منورہ کا تقدس ٹھوڑا رکھتے ہوئے دارالخلافہ کی تبدیلی کا فیصلہ فرمایا۔ اور چونکہ آپؑ کے حامیوں کی زیادہ تعداد کو فوج میں تھی اس لیے آپؑ نے مدینہ منورہ کی بجائے کوئی دارالخلافہ بنایا۔ ویسے بھی کوئی کامل و قوی انتقامِ ملکت کے لئے موزوں تھا۔

فقہت علیؑ:

حضرت علیؑ کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بے انتہاء علم و فناہت سے نوازا تھا۔ وغیرہ طبیعی الحصۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اَنَّا مُبَدِّيَةُ
الْعِلْمِ وَ عَلَيْنَا الْمُهَاجِرَةُ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ حضرت ملا علیؑ تاریخ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وغیرہ طبیعی الحصۃ
والسلام کا مقصد یہ تھا اَنَّا مُبَدِّيَةُ الْعِلْمِ وَ اَنَّنَا نَكُونُ أَكْثَرُهُمْ جُنُزَ الْمُهَاجِرَةِ وَ
عَنْهُنَّ سَقْفُهُمْ وَ عَلَيْهِمْ بَاهِرَةُ (مرہات) کہ میں علم کا شہر ہوں ایوب کیز اس کی بنیاد
ہے۔ عرب اس کی وجہ ارسی ہے، ملائیں اس کی چھت ہے اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

وغیرہ طبیعی الحصۃ والسلام کی دعا کا اثر تھا کہ آپؑ کے اندر کمال درجے کی فقاہت اور ذہانت پالی جاتی تھی۔ بڑے بڑے مشکل تضییں کامنبوں میں فیصلہ فرمادیتے تھے۔ ایک موقع پر وغیرہ طبیعی الحصۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اَنَّظَاعُمْ بَحْرَی
کہ حضرت علیؑ کے اندر سب سے زیادہ قوت نیصل پالی جاتی ہے۔

۷۷ ایک دفعہ وغیرہ طبیعی الحصۃ والسلام کی لوڑی حضرت مادری قطبیہ گومناقین نے حضرت مادری سے سمجھ کر دیا تو وغیرہ طبیعی الحصۃ والسلام نے غیرت میں آکر

حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ جا کر مابور کو قتل کر دو۔ حضرت علیؑ کی جب اس کے ساتھ
لہ بھیز ہوئی تو اس کا تہبند کھل گیا اور آپؐ نے دیکھا کہ اس کے لیے مردی علامت
سرے سے موجودی نہیں۔ تو آپؐ نے اپنی خدا داد فقہت اور اجتہاد سے کام لیئے
ہوئے اسے قتل نہ کیا اور واپس آ کر جنگیر طیبۃ الصلوٰۃ والسلام سے سارا محالہ عرض
کر دیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اللّٰهُ أَعْلَمُ بِالْعَالَمَاتِ حاضر وہ کچھ دیکھنا
ہے جو عاشر نہیں دیکھ سکتا۔ یعنی آپؐ نے ان کے اس نیطے کی تصویر فرمائی۔

☆ اسی طرح ایک سوچ پر ایک عمرت نے زمام کیا تو جنگیر طیبۃ الصلوٰۃ
والسلام نے حضرت علیؑ کو بھیجا کہ جا کر اس کو کوڑے لگاؤ۔ آپؐ جب وہاں گئے تو
دیکھا کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو چکا ہے اور وہ نفاس کی حالت میں ہے۔ آپؐ
نے خطرہ محسوس کیا کہ اس حالت میں کوڑے لگانے کی وجہ سے کہیں یہ مردی نہ
جائے اور اس کو کوڑے لگانے بغیر وہیں آگئے اور آپؐ سے سارا محالہ عرض کر دیا
تو آپؐ نے اسکے نیطے کی تصویر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اُخْتَتَ کرتے
نہیں کیا ہے۔ (سلم)

☆ ایک دفعہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت
خطیفہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان سے حال احوال پوچھا۔ حضرت خطیفہ عرض
کرنے لگے امیر المؤمنین! میری تو یہ حالت ہے کہ (۱) قدر سے بہت کرتا ہوں۔
(۲) اُن کو ناپسند کرتا ہوں۔ (۳) جو شے تعلق نہیں ہوئی اس کو مانتا ہوں۔ (۴)
جو جیز دیکھی نہیں اس کی کوئی دعا ہوں۔ (۵) دخواہ کے بغیر بھی صلوٰۃ ادا کرنا
ہوں۔ (۶) پھر بھی زمین پر میرے لیے وہ کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہے۔
حضرت خطیفہ تو اپنا حال سن کر چلے گئے مگر حضرت عمرؓ ان کی یہ سبب
بائیک کر شدید تحریک ہوئے بلکہ غصب ہاک ہوئے۔ آپؐ اسی سوچ میں بیٹھے

تھے کہ حضرت علی ان کے ہاں تحریف لائے اور پریشان کیجئے پوچھی تو آپ نے حضرت خدیجہؓ میں ساری باتیں بتائیں اور ارشاد فرمایا کہ مگر حران ہوں کہ ایک صحابی رسول کے اندر یہ تہذیل کیسے آگئی؟

حضرت علی فرمائے گئے امیر المؤمن! خدیجہ نے جو کہ کہا ہے حق کہا ہے۔ آپ نے چونکہ کر پڑ چھا دہ کیے؟ تو حضرت علیؓ بولے (۱) فتوسے ان کی مراد مال و اولاد ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے **إِنَّمَا أَنْهَا أُمُّ الْكُنْتُمْ وَ تُؤْلَادُ كُنْتُمْ رِبَّكُمْ** اور مال و اولاد سے ہر ایک محبت کرتا ہے۔ (۲) فتن سے ان کی مراد موت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے **إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْقِيَمَةِ**. ظاہر ہے کہ ہر آدمی موت کو ہاپنڈ کرتا ہے۔ (۳) جو حضرت مخلص نبیس ہوئی اس سے مراد کلام الہی ہے۔ (۴) ان دیکھی چیز کی گواہی دینے سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کی گواہی دینا ہے۔ (۵) بغیر دخواہ کے صلوٰۃ ادا کرنے سے مراد درود شریف پڑھنا ہے۔ (۶) زمین پر ان کے لئے بھی اور اولاد وغیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اور اولاد سے پاک ہے۔

حضرت مژنے جب حضرت علیؓ کی یہ گفتگو سنی تو بہت خوش ہوئے اور ان کے علم و دلنش کی بے حد تعریف فرمائی۔

☆ ایک روز آپؓ کی خدمت میں ایک قصیرہ لایا گیا کہ دو مسافروں نے مل کر کھانا شروع کیا۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں جبکہ دوسرا کے پاس تین تھیں۔ ان کے پاس ایک سہماں آیا تو انہوں نے اس کو بھی کھانے میں شریک کر لیا۔ جاتی دفعہ یہ سہماں ان دو نوں کو آنہ دیوار دے کر چلا گیا۔ ان دیواروں کی تھیسیں میں ان کا جھکڑا ہو گیا۔ پانچ روٹیوں والے نے فتحہ کیا کہ چونکہ سبھی پانچ روٹیاں تھیں اس لئے ان میں سے پانچ روٹیوں والے ہوئے اور تیری تین روٹیاں

تمس کی اس لیے تمدن رجارت لے لے۔ مگر یہ دوسرا شخص بندھا کر مجھے آگئی رقم ہجنے
چار دن بار ملتے چاہے۔

حضرت سیدنا علیؑ نے جب یہ ساری بات سنی تو تمدن روٹھوں والے کو
نامحنا نہ اندراز میں مشورہ دیا کہ جو کچھ تمبا بھائی تجھے خوشی سے دے رہا ہے یہ لے
لے اور مجھ سے فیصلہ نہ کر۔ مگر وہ بولا کہ میں تو پورا پھر انساف چاہتا ہوں۔ اب
آپؑ نے فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تمیری تمدن روٹھاں تھیں۔ ان تمجنوں
میں سے ہر روٹی کو تمدن آدمیوں نے کھایا اگر ہر روٹی کے تمدن ٹکڑے کےے جائیں تو
تمیری روٹھوں کے کل کتنے ٹکڑے بنے؟ وہ بولا کہ نو ٹکڑے۔ ہر آپؑ نے پوچھا کہ
تمیرے اس بھائی کی پانچ روٹھاں تھیں ان کے کل کتنے ٹکڑے بنے؟ وہ بولا کہ "پنچ میں"
ٹکڑے آپؑ نے پوچھا کل کتنے ٹکڑے ہو گئے؟ وہ بولا کہ "پنچ میں"

آپؑ نے فرمایا ان چوبیس ٹکڑوں کو تمدن آدمیوں نے ہر ایک کھایا ہے یعنی
ہر ایک نے آٹھ ٹکڑے کھائے ہیں۔ تمیری روٹھوں کے کل نو ٹکڑے تھے ان میں
سے مہماں کے حصے میں ایک ٹکڑا آیا۔ جبکہ اس کی روٹھوں کے کل چند رہ ٹکڑے تھے
اور ان میں سے مہماں کے حصے میں سات ٹکڑے آئے۔ اگر تو محل چاہتا ہے تو
سات دن بار یہ لے گا اور تجھے صرف ایک دن بار ملتے گا۔ اب وہ لاپچی آؤں اپنا سا
منہ لکھ رہا گیا۔

☆ اسی طرح آپؑ کے پاس ایک دفعہ تمدن شخص آئے جن کا کام دباؤ رسانخا
تھا ایک نے اس کا رد بار میں ۱/۲ حصہ دوسرے نے ۱/۹ حصہ اور تیسرے نے ۱/۳
حصہ رقم کھائی تھی۔ بالآخر تمدن کا ایک دفعہ بھڑا ہو گیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اب ہمیں
الگ الگ ہو جانا چاہے۔ بالآخر مال تو انہوں نے تقسیم کر لیا مگر باز برداری کے اونٹ
تقسیم نہ ہو سکے۔ کسی نے کہا کہ اونٹوں کو چیخ کر قیمت تقسیم کر لو مگر انہوں بھندھتے کر

اونٹ عی لیں گے کوئی آدی رقم لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ جوی مسئلہ یہ تھی کہ اونٹوں کی تعداد سترہ (۱۷) تھی جو کسی طرح بھی پورے ہو رہے تھے مذہب کے تھے۔

جب یہ نصیل آپؑ کے پاس لايا گیا تو آپؑ نے تھوڑا سا توقف کر کے فرمایا کہ اونٹوں کو یہاں لے کر آؤ۔ چنانچہ سترہ اونٹ موقوف ہر لائے گئے آپؑ نے فرمایا ایک اونٹ بیت المال میں سے لا کر ان میں کھرا کر دیا جائے۔ اب کل الموارد اونٹ ہو گئے۔

آپؑ نے ایک شخص کو بلا یا بھی پھا چیر اکٹھا حصہ ہے ۹/۹/۱۰ آپؑ نے اسے نواں حصہ بھی دو اونٹ دے دیے۔ دوسرا کو بلا یا تو اس نے کہا میرا ۱/۳ حصہ ہے۔ آپؑ نے تیسرا حصہ بھی چھو اونٹ اس کو دے دیے۔ تیسرا کو بلا یا تو وہ کہنے لگا کہ میرا ۱/۲ حصہ ہے آپؑ نے اسے آدھا حصہ بھی تو اونٹ دے دیے۔ اس طرح آپؑ نے سب اونٹ تکمیم کر دیے۔ $9+6+2=17$ ایک اونٹ بیت المال والا باقی بھی کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اسے بیت المال میں واپس کر دو۔ سب لوگ اس فضیلے سے حیران رہ گئے۔

اس طرح آپؑ نے اتنے مسئلہ مسئلے کو پھلی میں حل کر کے ثابت کر دیا
کہ **الظافہ علیٰ**۔

فقر علیٰ :

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نرایاں خوبی یہ بھی کہ آپؑ فقر اور زندہ میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ خیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ خصوصی تعصی اور محبت رکھتا ہے فھر اس کی طرف امتحانی تجزی سے آتا ہے۔ نیز آپؑ کی یہ بھی دعا ہے **اللّٰهُمَّ اجْعِلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ** تُؤْتَنَ کرے اللہ **عَلٰی** کر آل کی روزی بقدر کفایت کر دے۔ بھی وجہ ہے کہ

حضرت فاطمہ اور حضرت علیؑ نے انجائی فقر و فاقہ کے ساتھ زندگی بس رفمائی۔ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ سبھی زندگی مختصر رسیدہ فاطمہ از حرامہ و رضی اللہ عنہا خیبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اور تمام حقیقی مورتوں کی سردار ہونے کے باوجود گھر کا کام کافی خود کیا کرنی تھیں خود اپنے ہاتھ سے بھی حقیقی تھیں اور یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر مجھے پڑ گئے تھے اور پالی کے لئے خود یعنی ملک بھر بھر کر لائی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کے سینے مبارک پر نشانات پڑ گئے تھے اور خود یعنی گھر میں بھاڑو دو فیرہ دیا کرنی تھیں جس کی وجہ سے ان کے کپڑے میلے رچے تھے۔

ایک مرتبہ حضور گی خدمت میں کچھ باغیاں اور غلام آئے آپؐ نے ان غلاموں کو صحابہ کرامؐ میں حصہ فرمانا شروع کر دیا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا تو اُنہیں اکاٹی فتاویٰ خاصیاً کہ اگر آپؐ اپنے بارے حضور گی خدمت میں جا کر ایک خادم ایک لاکھ روپیہ کیا ہی اچھا ہو۔ حضرت فاطمہؓ اس متعدد کے لئے حضور گی خدمت میں حاضر ہوئیں تو وہاں کچھ باغیاں کرامؐ تعریف فرماتے اس لئے شرم کی وجہ سے واہیں آگئیں۔

فرماتے ہیں کہ وہرے دن خود حضور ہمارے مکان پر تعریف لائے اور آپؐ نے حضرت فاطمہؓ سے سوال فرمایا کہ بیٹی تو کل میرے ہاں کی کمی ناگائان خاچنگتکی؟ کوئی کام قاتلا نہیں۔ حضرت فاطمہؓ حرم و حیاء کی وجہ سے خاموش رہیں اور بول بھی نہ سکیں۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ہر میں نے مرض کیا کل چونکہ آپؐ کے ہاں غلام اور باغیاں دو فیرہ آئی تھیں۔ اس لیے میں نے ان کو سمجھا تھا کہ جا کر کم از کم ایک خادم آپؐ سے مانگ لا کیں تو گھر میں کام کافی کے ملے میں سہولت رہے

گی۔ آپ نے یہ ساری بات سن کر ارشاد فرمایا تھی افہمیاً فاطمۃ و اُویٰ فرنپڑہ نے کب واغلبی عَمَلَ اُنْهَلِکَ کرائے قاطراً اللہ سے ذری رہو یعنی تقویٰ القیار کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد شدہ فرائض ادا کر لیں رہو اور گمرا کے کام کاچ خود کر لیں رہو۔ ہاتی رہی خادم کی بات توبہ فکن یتامی بٹھ۔ اس سلسلہ میں بدر کے قیوسوں کا تم سے زیادہ حق ہے۔ ہم آپ نے ان کو تسبیحات قاطرہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا فاطمۃ یعنی خَبَرُكَ بِنْ خَادِمٍ کرائے خادم کے قاطر ای تحریر ہے۔

حضرت قاطر مرض کرنے لگیں میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کے رسول کی تجویز پر راضی ہوں۔

گرامی تدریس اسیں! اس ایک دفتر سے ہی حضرت علیؓ کے گمرا کی حالت کا پرانش سامنے آ جاتا ہے۔

سخلوت علیؓ

حضرت علیؓ کی زندگی اگرچہ نقیرانہ تھی مگر آپ صفتِ حادثت میں بھی بے خل تھے۔ ایک دفعہ آپؓ کے دہلوں صاحبزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سید حسین رضی اللہ عنہ سخت پیار ہو گئے۔ سنبھر طبیۃ الحصۃ والسلام کے مخصوصہ پر حضرت علیؓ اور حضرت قاطرؓ نے ان کی شخایابی پر تین روزے رکھنے کی منت مان لی۔ پھر ان نے جو سنا تو کہنے لگے ہم نے بھی تین روزے رکھنے کی منت مان لی ہے۔ آپؓ میں لوڈی فض کہنے لگی میں بھی تین روزے رکھوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے سہیانی فرمائی اور چند دنوں کے بعد دہلوں پرے محنت یا بآگ کے اور غرہ پری کرنے کے لیے سب نے روزہ رکھ لیا۔ مگر میں چونکہ تقدیر و فاقہ تھا اس لیے محض پانی پی کر سحری کر لی۔ مجھ کے وقت حضرت سیدنا علیؓ ایک یہودی

شمعون کے ہاں تحریف لے گئے اور فرمایا کہ اگر تو کچھ اون کاتھے کے لیے دے دے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینی اس کو کات دے گی۔ شمعون نے اون کا ایک ٹھیز تین نو پے ٹوپے کی اجرت پر دے دیا۔

حضرت علیؑ وہ ٹھیز اخفا کر گمراۓ اور حضرت فاطمۃؓ نے ردازہ کی حالت میں اس کو کاتا شروع کر دیا۔ شام تک تقریباً تیسرا حصہ کاتا یا۔ حضرت علیؑ بھی سارا دن محنت کر کے اظہاری کے لیے کچھ کار لے آئے۔ آپؑ نے اس یہودی کو وہ کاتی ہوئی اون دیکھ ایک صاع ٹو دھول کیے اور حضرت فاطمۃؓ نے ان کو ساف کیا۔ بھی میں پہسا اور آٹا گوندھ کر پانچ رو نیاں پکائیں۔ ایک اپنی ایک حضرت علیؑ کی ایک حضرت حسنؓ کی ایک حضرت حسینؓ کی اور ایک فدری۔

دن بھر کے ردازہ اور محنت ہر دوسری کی وجہ سے سب اہل خانہ کھانے کے لیے بے تاب تھے۔ حضرت علیؑ تحریف صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر لوئے تو درخواں بچایا گیا اور اس پر کھانا دغیرہ رکھا گیا۔ ابھی لقر توڑنے والے تھے کہ ایک سکھ نے آ کر ردازے پر دھک دی اور آواز گالی اللہُمَّ غُلَيْكُمْ يَا أَفْلَى ثَبَتَ مَحْمُلُهُ أَنَا بِشَكِيرٍ مِّنْ مُتَارِكِنِ الْمُتَلِيقِينَ أَطْبَعْتُنِي بِمَثَانًا كُلُونَ أَطْعَمْتُكُمْ إِنَّ مَنْ مَوَلَّهُ الْجَنَّةَ إِنَّمَا كَمْ دَلَلَ اللَّامُ عَلَيْمِ میں ایک سکھ ہوں میرے پنجے بھوک سے بے تاب ہیں مجھے کھانا دو اللہ تعالیٰ حسین جنت کا کھانا دے گا۔

حضرت علیؑ نے ہاتھ روک لیا اور حضرت فاطمۃؓ سے اشارتاً پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا ضرور دیتا چاہے۔ چنانچہ وہ سارا کھانا اخفا کر اس سکھ کو دے دیا گیا۔ یہاں تک اے جناب العالم بِلُؤْقُوا إِلَّا النَّاسَ سب نے خود پانی پر گزر کیا اور بھوکے رات گزاری۔

اسی حالت میں دھر ارزہ شروع کیا آج بھی حضرت علیؓ نے خود ری کی اور حضرت فاطمۃؓ نے ایک تھائی اون کالی۔ شام کو اس کی اجرت میں اسی طرح ایک ساع جو دھول ہوئے۔ حضرت فاطمۃؓ نے آج پھر اسی طرح پانچ روپیاں پکائیں۔ آج پھر جب مغرب کی نماز کے بعد سب الی خانہ درخوان پر بیٹھے تو ایک چیم نے دھک دیکر آواز لگائی کہ جو کے گرانے والوں میں ایک چیم ہوں۔ پھرے بھائی بھوک سے ڈھالی ہیں مجھے کہا ادا اللہ تعالیٰ چیس اس کا اجر دے گا۔ آج پھر نے مثور کر کے سارا کہا اس چیم کو دے دیا اور خود مکن پالی پر گزارا کر لیا۔

اہی طرح تیرے دن کا روزہ بھی قاتم سے شروع ہوا۔ آج ہمارے حضرت
علیٰ اور حضرت فاطمہؓ نے مختلف حردوں کی اہی طرح پانچ روٹھاں پالائیں۔
جب سب لوگ مغرب کے بعد کمانے کے لیے بیٹھے تو دروازے پر سے آواز آئی
اللَّهُمَّ عَلَيْكُمْ الْأَقْلَمُ تَهْبِطُ مُخْتَلِفُو أَهْرَافِ الْمُلْكِمْ مِنْ أَكْبَرِ
بِنِصِيبِ تَهْدِيِ الْهُولِ۔ پاؤں جھیلوں میں جکڑے ہوئے ہیں کفار نے ہمیں قید کر
رکھا ہے اور کھانا بھی نہیں دیتے۔ میں اور میرے ساتھی بھر کے ہیں جسے کھانا دو اللہ
 تعالیٰ خیس اس جھٹاہ فرمائے گا۔ آج ہمارے سامنے ایک سے کام لے کر سارا کھانا
اٹ قیدی کو دے دیا اور خود بیانی بر گزارہ کر کے رات گزاریں۔

مجھ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریف لائے تو یہ دیکھ کر حیران رہ
گئے کہ حسن و سین شدت بھوک سے کاپ رہے ہیں۔ حضرت فاطمۃ المسیہ پئیں
ذکر کر رہی ہیں **وَلَذِكْ لَفْعٌ يَقْطُنُهَا مِنْ بَلْلَةِ الْجَزْعِ وَخَارَتْ عَنْهَا الْأَكْاهِبَ**
شدت بھوک سے کمر سے الگ چکا ہے اور آنکھیں اندر کو گزگزی ہیں۔ **وَجْهُهُ يَسْبَعُ**
صور تمام برداشت نہ کر سکے اور فرمانے لگے **وَالْمُؤْمِنُ كَاهٌ أَكْلُ بَيْتَ مُحَمَّدٍ**

**بُعْزُتُوںی جُنُونِ افسوس کے آج بھرے الی بیت کس طرح بھوک سے بے تاب
ایں۔**

ابھی آپ یہ کلات کہتے ہی رہے تھے کہ حضرت جبریل ائمہ کا نزول ہوا
اور وہ ال بیت محمد کی شان و عظمت کے بارے میں یہ آیات لے کر آگئے۔
الْأَبْوَارِ تَسْرِيْزُنَ مِنْ كَلَمِكَانَ وَرَأَ جَهَنَّمَ كَافُورَ زَعْنَى تَسْرِيْزُ بِهَا دِبَادُفُ
يَقْبَرُونَهَا تَفْجِيرَةً يَوْمَ الْقُرْبَى وَ يَخْلُقُونَ يَوْمَ كَانَ كُرَّةً مُسْطَعِيزًا وَ
يَقْطَعُونَ الطَّعَامَ عَلَى حَمَّةٍ مِشْكَنًا وَ يَبْنَى وَ أَبْنَى مَانِعَيْنِكُمْ لَوْنَجَوْ
اهْفَرَ لَا تُبْنِدُ مَنْكُمْ جَزَاءً وَ لَا مُذْكُورًا إِنَّمَا تَعْلَفُ مِنْ زَرْبَنَا يَوْمًا عَيْنَ
كَفْتَرَنَّى كُوكَلَفَمْ إِلَهَ كَرَّهَ كَالِكَ التَّوْمَ وَ الْكَافَمَ نَظَرَةً وَ سَرْوَرًا وَ جَزَافَمْ
رِيكَا حَسْرَرَا بَجَنَّةً وَ حَمْرَرَا اللَّعْ (سَرَّهَر) بے لَكَ یہ لَیک لَوْگِ لَکِ شَرَاب
نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گئی یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے
خدا کے بندے بھی گے اور اس میں سے نہیں نکالیں گے۔ یہ لَوْگِ اپنی نذر
پوری کرنے والے ہیں اور اس دن سے جس کی بخشی کھلی رہی ہو گی خوف رکھ
ہیں اور باوجود یہ کہ ان کو خود طعام کی خواہش اور حاجت ہوتی ہے اپنا کھانا مسکینوں
تیہوں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہیں یہ کھانا خالص خدا کی
رضاء کے لیے کھلاتے ہیں۔ ذمہ سے اس کے بدالے کے خواستگار ہیں اور نہ فخر
گزاری کے طلب گار۔ ہمیں تو اپنے پورا گار سے اس دن کا ذرگانہ ہے جو چہروں
کو کریہ النظر اور دلوں کو سخت حظر کر دینے والا ہے۔ تو افسوسی ایکو اس دن کی حق
سے بچائے گا اور انہیں تازگی اور خوشی عطا یت فرمائے گا اور انکو اپنے میرے
بدالے بہشت کے باغات اور ریشم کے لمبی سات عطا ہو فرمائے گی۔

☆ ایک دنہ آپ رخی اللہ عنہ سے ایک سماں نے سوال کیا۔ آپ کے گمرا

میں اس وقت کی شدید ضرورت کے پیش نظر چو درہم رکھے تھے۔ آپ نے فرا
حضرت حسینؑ کو سمجھا کہ جا کر اپنی ماں سے وہ چو درہم لے کر آؤ۔ حضرت فاطمہ
نے جواب فرمایا کہ شاید آپؑ کو یاد نہیں یہ چو درہم تو آپؑ نے فلاں ضرورت کے
لئے رکھائے ہوئے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس وقت تک بندے کا ایمان مکمل
نہیں ہوا سکا جب تک اسے اپنے اللہ کے فرمان پر مکمل اعتماد ہو۔ جاؤ اپنی والدہ
سے کہو کہ وہ سارے درہم بھیج دیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے وہ سارے درہم اس
سائل کو دے دیا اور وہ آپؑ کو دعا میں دعایا ہوا چلا گیا۔

ابھی آپؑ وہاں قی تشریف فرماتے ہو کہ ایک آدمی اپنا اونٹ بخینے کی آواز
گاتا جا رہا تھا۔ آپؑ نے اس سے تیت پہنچی تو وہ کہنے لگا کہ ایک سو چالیس
درہم۔ آپؑ نے تیت تخلی فرمایا کہ اونٹ خرد لیا اور اس سے کہا کہ کچھ درہم کے بعد
آکر تیت لے جانا وہ شخص وہاں اونٹ باخندہ کر چلا گیا۔

تحوزی درہم کے بعد ایک اور آدمی گزر اجرا کی اونٹ کے خریدنے کا
خواہش مند تھا۔ اس نے اونٹ کے بارے میں یہ پھاتو حضرت علیؑ نے فرمایا اگر
خریدنا ہے تو تاؤ کیا زیست ہو؟ وہ اونٹ کو بخورد کیے کر کہنے لگا وہ سورہ درہم بخورد ہیں؟
آپؑ نے یہ تیت بخورد فرمایا کہ اس سے لے لی۔ اور اونٹ اس کے حوالے کر دیا۔
بھر آپؑ نے فوراً اس شخص کو بلا بیا جس سے اونٹ خریدا تھا اور اسے ایک
سو چالیس درہم ادا کیے اور بقیہ سانچو درہم گھر بھیج دیے۔

حضرت فاطمہؓ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ابھی چو درہم بیجے تھے اور سانچو
درہم آگئے۔ تحوزی درہم سیدنا حضرت علیؑ مگر تشریف لائے تو انہوں نے یہ عقدہ
کھولا کر ہم نے بندہ کے رہنے میں چو درہم فریق کیے اللہ تعالیٰ نے اپنے دعے
کے مطابق وہیں گا بغیر بحث کے دے دیے۔ کیونکہ اس کا اعلان ہے متن جماعت

بِالْحَقِّ أَنْتَ أَنْكَلَمُكَلَّمٌ

دینافت علی :

آپ کی زندگی میں بارہا ایسے موقع آئے کہ آپ نے امانت و دیانت کی اہل سنت میں قائم فرمادیں۔

☆ ایک دفعہ آپ کی زرہ گم ہو گئی جو حلاش بسیار کے بعد نہ تھی۔ ایک دن آپ نے دیکھا کہ وہی زرہ لیے ایک یہودی بازار میں بیچنے کے لیے کھڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زرہ تو بھری ہے۔ یہودی نے انکار کر دیا تو آپ نے "قاضی شریعہ" کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ "قاضی شریعہ" نے اہم المومنین اور یہودی کو عدالت میں طلب کر کے برائے کھڑا کر دیا۔ یہودی یہ مخدود کیجئے کہ اسلام کے نظام عدالت سے بلا احتراز ہوا۔

"قاضی صاحب" نے حضرت علیؓ سے اپنے دھوٹی پر دو گواہ طلب کیے۔ آپؓ نے جواب دیا کہ اور تو کوئی گواہ نہیں سمجھ رہا جتنا حسن اور سیر اخلاقم قصر گواہی دیں گے۔ "قاضی صاحب" کے خذ دیکھا ہاپ کے حق میں بیٹے کی گواہی ہے؛ قابل قبول حقیقی اس لیے انہوں نے حضرت حسنؓ کی گواہی لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کوئی اور گواہ ہے تو لاو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ اور تو کوئی گواہ نہیں ہے۔ اب "قاضی صاحب" نے حب شریعت یہودی سے حسم اخانے کو کہا تو اس نے بلا تامل حسم اخادری۔ "قاضی صاحب" نے اس کی حسم کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے حضرت علیؓ کا دھوٹی خارج کر دیا اور یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

اسلام کا یہ عدل و انصاف دیکھ کر یہودی کے دل پر بڑا اثر ہوا اس نے عدالت سے نلتے ہوئے مخذرات کر کے کہا اہم المومنین! یہ زرہ آپؓ عی کی ہے۔ میں نے ایک وفعا سے چوری کر لیا تھا۔ آپؓ اپنی زرہ وامیں لے لیں اور مجھے کل

پڑھائیں۔

اس کو کلک شہادت پڑھانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب تو اسلام میں داخل ہو کر سماں بھائی بن چکا ہے یہ زرہ میں تھے بطور بدی یہ بیش کرتا ہوں اسے قول کر لے۔ چنانچہ آپ نے وہ زرہ ہماراں کو دے دی۔

☆ ایک دفعہ آپ میںی حضرت نبی نے مید کے موقد پر بیت المال کے محافظ انہی رانع سے عارضتاً ایک تھنی ہار مانگ کر پہن لے۔ جب آپ میںی نظر ہار پر پڑی تو نبی سے پوچھا کر یہ ہار نے کہاں سے لوا ہے؟ نبی نے جواب دیا کہ یہ میں نے انہی رانع سے غمن دن کے لیے عارضتاً مالا ہے۔

آپ نے ہار مانگی کے مام میں فوراً اس کو طلب کیا اور اسے خت ہاراں ہوئے کر تو نے مسلمانوں کے مشترک مل میں خیانت کیوں کی؟ کیا تمہرے پاس اتنے ہار ہیں کہ سب مسلمان بھجوں کو دیے جائیں؟ وہ کہنے لگا اللہ ہستک ہے آئینہِ التشویقیں۔ اے امیر المؤمنین! یہ آپ ہی کی تو بیٹی ہے۔ آپ نے گرداء لجھے میں جواب دیا اکثر تھنی تھنی میں غذاب اٹھو! کیا کل قیامت کے دن سمری یہ بیگی مجھے عذاب الہی سے چھا کے گی؟ میں اس بیگی کی محبت میں اپنی آفرت خراب نہیں کر سکا۔

بھر آپ نے فوراً وہ ہار اپنی بیگی کے گھے سے اتردا کر خازن بیت المال انہی رانع کو دیا اور فرمایا کہ اسے فوراً بیت المال میں جمع کرو اور خبردار اگر آئندہ ایسا کام کیا تو خت مر اٹے گی۔

گرائی قدر ساصحن! ان دو واقعات سے آپ سہنا حضرت ملی رضی ہمدرد کی مثالی روایات و امانت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حکومت علیٰ :

کتب تاریخ و حدیث میں آپؐ کی بہت ساری کتابیں بھی ملتی ہیں۔

صرف ایک واحد پر اتفاقاً کیا جاتا ہے۔

☆ ایک روز آپؐ گھر سے دالہی گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ فرمایا ہل غنڈی کنٹی نکلی گئی؟ کہ کمانے کی کوئی جزیرے تو لا دیجئے سخت بھوک گئی ہے۔ حضرت فاطمہؓ فرمانے لگیں مجھے اس ذات کی حرم ہے جس نے میرے باپ کے سر پر نہوت کا تاج سجا لیا۔ میرے گھر میں تو دونوں سے فائدہ ہے نہیں نے خود کچھ کھایا ہے نہ میرے دلوں بیٹوں حسن و حسین نے۔ یہ حالت سن کر آپؐ کا دل بھرا یا اور اپنے بھوک کے لئے کمانے کا انتقام کرنے کے لئے گھر سے اللہ کے توکل پر نکل کر چڑھے۔ کوئی سخت حردوںی نہ ملی تو بلا خرگسی سے ایک دن بھر کا وقت تھا اور شدید گری تھی کہ آپؐ کو راست میں حضرت مقدادؓ ابھائی پر بیٹائی کی حالت میں ملے۔ آپؐ نے ان سے پوچھا تھا اُز عجھکَ کا ملکہاؤ ہلُو الگاخُ اے مقداد! اس وقت سخت گری میں کیوں بھر رہے ہو؟ حضرت مقدادؓ بولے خلیٰ سیلینِ لا نشانین کر آپؐ اس بات کو رہنے دیں۔ آپؐ نے حرم دیکھ سوال کیا کہ تھے ضرور بتانا ہو گا۔ جب انہوں نے بتایا کہ اصل بات یہ ہے کہ میں اس وقت سخت فخر و فاقہ کا فکار ہوں۔ میرے پیچے بھوک کی شدت سے بلک رہے ہیں جو سے ان کی حالت دیکھی نہ گئی تو گھر سے باہر نکل آیا۔

حضرت مقدادؓ کی یہ حالت سن کر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے جتی کہ داڑھی مبارک تر ہو گئی اور فرمایا کہ حرم بخدا میرے گھر میں بھی شدید فاذ ہے ۔

ایک دیوار میں نے کسی سے قرض لیا ہے واؤ! وہ کھلنی نہیں میں اپنی زات پر تھے زنجی دجا ہوں۔ یہ دیوار آپ لے لیں اور اپنے بھائی کے لئے کمانے کا انتقام کر لیں۔ حضرت مقدار اُنے زر اہل کیا تو آپ نے تم دیکھ بخود اگر دیوار رے دیا۔

حضرت مقداد تو دیوار لے کر پڑے گئے مگر حضرت علیؓ اپنے لیے حرید کوں انتقام نہ کر سکے۔ مگر جائیں تو کس طرح؟ چنانچہ خاصوٹی سے آ کر سمجھ نبوی میں بینہ گئے۔ عمری کی نہ لالا، بھر صدر کی نہ لالا جتنی کہ مغرب کی نہ لازم تھیں برطیں الحصۃ والسلام کے بینہ پڑا گی۔

مغرب کی نہ لازم کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلنے کے لئے حضرت علیؓ کو اشارے سے بلایا حضرت علیؓ خاصوٹی سے آپؐ کے بینہ میں پڑے۔ جب آپؐ سمجھ کے دروازے پر تعریف لائے تو سوال فرمایا تھا اہم الختن مکمل ہند کی کشی کی تھی تھا ہے؟ اے الہا کیا تمے مگر مجھ کھانے کو کچھ ہے؟ تاک میں آنا تیرا اہمان ہوں۔

حضرت علیؓ نے شرمندگی کی وجہ سے نظر جھکالیں تو آپؐ نے دوبارہ سی سوال فرمایا۔ اب حضرت علیؓ نے جواب دیا تھا اُن تکریتماہا کا رسول اعظم اے اللہ کے رسول بڑی خوشی سے تعریف لائیں۔ جو کچھ بھی ہے آپؐ کے لئے حاضر ہے۔

حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے ہیں اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے جا رہے ہیں آئیں ٹھہریں التھہر ادا کھاہ ای ہنکھنہ اللہ اے اللہ اس مشکل وقت میں تمہرے سامنے میری فریاد سننے والا اور میری مشکل کشاںی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ دلوں حضرات جب مگر میں داخل ہوئے

تو سیدہ فاطمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پریمی ذکر کر رعنی تھیں اُنہوں کا استقبال میا اور سلام
جواب دیا۔ آپ نے فرمایا اے فاطمہ اگر کھانے کو کچھ ہے تو اُسیں مکلا ۔

حضرت فاطمہ نے بڑی حضرت سے بخوبی کھانا تو ایک بیب خار
قا۔ ایک بھائی بھترین کھانے سے بھری ہوئی ہے اور بھترین خوشبو اندر ہوئی ہے
آپ نے اٹھا کر خوراں دلوں حضرات کے سامنے رکھ دی۔ حضرت علیؓ پر حسد کی
کر حیران رہ گئے اور حضرت فاطمہؓ کی طرف تیز نظر دلوں سے دیکھا اور اشادوں
اشادوں میں سوال کیا کر گئے تو تباہ کر دو دن سے گمراہی پکانے کے لئے بکھری
ہے؟ اور بھریے حالہ کیا ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب فرمایا مجھے اس ذات کی ختم
جس نے سب سے بہترے بہادر کے سر پر نعمت کا نائج رکھا۔ میں نے آج تک آپ سے
جوہت بھی نہیں بولا۔

اب حضرت علیؓ نے کھل کر بچہ لایا لفٹی لیک ہلدا لئم از مظہر زکم
آنہم ز لیختہ ولئم اکھل اکھتب و ملہ ز بھریے اتا بھترن کھانا جس کی خل عی
نے آج تک نہ دیکھا اور نہ بھی کھایا کہاں سے آ گیا؟

دللوں میاں بھری کے درمیان یہ سمجھو ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
بزرگ بھری علیؓ پر سارے حاملے سے آگاہ فرمادیا۔ آپؓ نے حضرت
علیؓ کے کندھے پر ہاتھ کر کر فرمایا یا علیؓ ہلدا لفٹ اب الیتیکار اے علیؓ یا اس
دیوار کا بدال ہے حضرت علیؓ حیران ہیں کہ آپ کو کس نے تباہ؟ آپ نے جواب فرمایا
تھا مخلوق مُؤمن عَنْ دِيْنِهِ اَنَّ اللَّهَ تَعَزُّزُ فِي مِنْ كُثْرَةِ يَكْنُونَ جِئْتَكَ یَا کَمَا اللَّهُ کَ
طرف سے اس کی قدرت کا لامہ سے آیا ہے۔ وہ ہے جاتا ہے بے حباب رذق
رجاتا ہے۔

بھرآپ کی آنکھوں میں فاطمہ سرت کی وجہ سے آنسو آگئے اور آپ نے

فرمیا اے علیٰ اے قادر! آج تمہارے ساتھ وہی محاں تھیں آیا جو حضرت زکریا
علیہ السلام اور حضرت مریم علیہما السلام کے درمیان تھیں آیا تھا۔ اے علیٰ آج تم
حضرت زکریا کی طرح سوال کر رہے ہو اُنہی لئکے ہلڈا؟ کہ یہ کھانا کہاں سے آ
گیا؟ اے قادر! اور تم مریم کی طرح جواب دے دو ہو میں یعنی ڈھنڈا ٹھوک کر یہ کھانا اللہ
کی طرف سے آیا ہے۔

گرامی قدر سامنے! حضرت سیدنا علیؑ یہ کسی مجبوب کرامت ہے غر
ف رائیکی! اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے احتجاد و اخلاص اور ان کی درد بھری دعا کو
جمت الحیر مل پڑی سے شرف تولیت مطہر فرمایا۔

عبدالعزیز علیؑ:

حضرت علیؑ کی ایک حیثیت خوبی یہ ہے کہ آپ انجامی صادرات گزار اور
شب بیدار تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپؑ کی تعریف فرمائی ہے۔ بعض مistrin
کرام نے قرآن مجید کی آیت قرآنتم وَلَمَّا سَجَدُوا يَتَعَوَّنُونَ قَطْلًا مِنْ أَنْهُرِ
کو رضتہا کا سداق آپؑ کی ذات عالیٰ کو ختم رکھا یا ہے۔

تصوف، ادب، فنون:

حضرت علیؑ کی تصوف کے باری تھے کیونکہ تصرف و تذکیرے کے آخر
سلسل آپؑ پر جا کر فتح ہوتے ہیں۔ اسی طرح ادب و بلاغت میں آپؑ کو خصوصی
لکھتا آپؑ کی دعاوں اور خطبات میں مرتبی ادب کا ایک ذخیرہ تھی ہے۔
ایک دفعہ ایک شخص نے آپؑ سے شادی کی حقیقت پوچھی (آپؑ نے
ارشاد فرمایا شدید کیا ہے۔ سُرُورُ الْفُقَرَاءِ ایک لہ کی خوشی ہے۔ پوچھنے والے نے
بچ پھاٹکم ماذکرا بھجو کرہا ہے فرمایا اُرْزُومْ ملکو مردینے کی لگر پڑ جاتی ہے۔ بچا

کیا تم میڈا؟ فرمایا گئے تو کفار نے بھر کر نوٹ جاتی ہے ذرداریاں بڑھ جاتی ہیں پوچھا گیا تم میڈا؟ تو فرمایا تجزیل کئے بھر بندہ قبر میں بخیج جاتا ہے۔

غور فرمائیں اس میں ادب بھی ہے۔ غرافت بھی ہے حقیقت بھی ہے۔ اسی طرح علم نوکی بیمار بھی آپ نے رکھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے علم نوکے پندرہ بیاری قواصر حضرت ابوالاسود دؤلیؓ کو بیان فرمائے اور انہیں اس لئے خود وہی پر ما سوہ فرمایا۔

فتنہ خوارج:

آپ کے دور میں فتنہ خوارج کا تھوڑہ ہوا۔ یہ لوگ قرآن مجید کی من مان تشریع کرتے اور بھر اپنے مقام کو ہائلہ کی بیمار اس پر رکھتے تھے ان کا مشہور نزہہ تھا لا حکمتم لا اکیف۔

یہ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بذریعین خالف تھے۔ ان کی توجیہ کرتے۔ ان پر طرح طرح کے الزامات لگاتے۔ انہی لوگوں نے آپ کے بارے میں کہا شروع کیا تھا سُدَّةُ الْفَحْرَى مجہہ کہ اللہ آپؐ کا چیزہ سیاہ کرے (محاڑۃ اللہ علیٰ کفر نکرنا شرعاً) اور پھر ان کے جواب میں الی استت و الجامعت نے آپ کے ام گراہی کے ساتھ سُکُونَ اللہُ وَنَحْلَه کہ اللہ آپؐ کے چیزے کو منور کرے) کا لفظ بولنا شروع کر دیا تھا۔

اس گروہ کے ساتھ آپؐ نے با تابعہ جگ کی اور انہیں لکھت قاش دی۔ لکھت کھانے کی وجہ سے یہ لوگ دب ضرور گئے مگر بالکل ختم نہ ہوئے۔ انہی لوگوں کی شورشوں کی وجہ سے آپؐ کے دور حکومت میں سلسلہ فتوحات نہ پھیل سکا۔ اور انہی لوگوں کی سازش کی وجہ سے آپؐ کی شہادت ہوئی۔

شهادت علی:

کہ بحر میں بینخ کر خوارج نے سازش کی کہ اس وقت اسلامی دنیا میں
تمن اہم شخصیات ہیں۔ اگر ان کو ملکانے لگا دیا جائے تو پوری تاریخ اسلامی کا فتو
بدل جائیگا۔ (۱) سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ۔ (۲) سیدنا معاویہ بن ابی سنیان
رضی اللہ عنہ (۳) سیدنا حضرت عمر بن عاصی رضی اللہ عنہ۔

چنانچہ ان ناخواروں نے ان تینوں حضرات کے قتل کا خیر مخصوص ہے ہذا۔
اور اس ذریعہ کارروائی کے لئے ۷ ارضاں البارک مسیح کا انت مقرر کیا۔
تاکہ یہی وقت ان تینوں حضرات کو اس طرح فتح کر دیا جائے کہ مسلمانوں کو سختی
کا موقعی نہ ٹلے۔

چنانچہ عمر بن بکر حنفی نے کہا کہ میں فاتح مصر حضرت عمر بن العاص میں
قتل کروں گا۔ بک بن محمد اللہ بولا کہ میں حضرت معاویہ بن ابی سنیان موقول کروں
گا۔ محمد الرحمن بن مسلم مرادی کہنے لگا کہ میں حضرت سیدنا علی الرضا کو قتل کروں گا
میں شدہ مخصوص کے مطابق تینوں اپنے مقصد پر روانہ ہو گئے۔
محمد الرحمن بن مسلم کو فدا یا تو ایک خارقی مرد نہ بُعاشق ہو گیا تو اسے بھی دصل کی
سمی کر رہا (قتل ملن) لگا۔

مقررہ تاریخ کے مطابق یہ بدجھت ساری رات مسجد میں چھارہ اور سچ
کے وقت آپ پر حملہ کر دیا۔ خدا کی قدرت کے ہاتھ دلوں حضرات اس طرح فتح
گئے کہ حضرت عمر بن عاصی میں جگہ اس دن کی درستے امام نے جماعت کرائی
اور وہ حملہ کی زد میں آ کر شہید ہو گیا۔

حضرت معاویہ پر وار اوچھا بڑا اور وہ نظر ازٹی ہو گئے تھے گئے گئے۔

حضرت علیؑ کو اس رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ہوئی تو آپ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کے قدر پر اور لوگوں کی حکایت فرمائی۔ آپ نے جو بارہ فرمایا کہ دعا کر اللہ تعالیٰ چیزیں ان سے جلد پہنچانا رادے وے۔ جب سوزان نے مجھ کی اذان دی تو آپ اٹھے اور لوگوں کو جانتے گئے حضرت حسن آپ کے ساتھ تھے کہ آپ مسجد میں تشریف لائے۔ آپ فرمائے اور یہ تھے *اللّٰهُ أَكْبَرُ الْمُلْكُ لِلّٰهِ الْعَظِيْمِ*

جب سبھ میں تشریف لائے اور بحث کرنے کے لیے آگے بڑھے تو اس شیخ نے تکوار کا دار کیا۔ تکوار آپؒ کی پیشانی پر گئی اور دماغ مک ازٹ گئی۔ آپؒ نے بلخہ آواتر میں فرمایا کہ تو زیستِ الکھنہز اٹھ کی حم آج میں کامیاب ہو گیا۔ آپؒ کو شدید رُغبی حالت میں گرا لایا گیا۔ تو آپؒ نے اپنے ہائل کر جانے کا کہد جب وہ بد بخش آپؒ کے سامنے آیا تو کہنے کے لئے کم میں نے اس تکوار کو پہلی بھی طور پر تحریر کیا۔ پھر اسے زہر میں بچایا اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اس سے گھوڑی میں سے پوتین آمدی گل ہو۔ آپؒ نے جو لام افریما کے سبرے خیال میں وہ بدترین آمدی تھی ہے، جو ان کھنہز اٹھ اسی تکوار سے گل کیا جائے گا۔

آپ نے اپنے قائل کے ہارے میں اپنے بیٹوں کو صحبت فرمائی۔ **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ مِنْيَ مَنْ يَنْهَا**
مُلْجَأً وَ لَا يَنْهَا مُلْجَأً کر اس کے لئے اچھا کہا اور بھرپور رہائش میسا کرو۔
اگر میں زندہ رہا تو خود اس کا فیصلہ کروں گا اور اگر میری شہادت ہو گئی تو اس کو اسی
کوادر سے قتل کر کے میرے بھیجے روانہ کرو جا۔ **أَخْرَجْنَاهُ عَذَابَ الْمُظْلَمِينَ**
میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں خود اپنا متعذر ہے لڑوں گا۔

آپ نے حضرت حسن و حضرت سکن اور دیگر اہلہ کو بلا کر کتاب اللہ پر
معنوی سے قائم رہئے خدا غافل تھوڑی بامی احتدار اور اصحاب رسولؐ کے ساتھ
حسن عقیدت کی دعیت فرمائی۔ بعد یہ آئت تلاوت فرمائی لانج محلہ علیین و نصیریہ

وَمَنْعِلَتِي أَكْتَبْتُ لِلْوَدْتِ الْعَالَقِنَ الْعَنْ بَهْرَكَلْ شَهَادَتْ پُذْحَا اُورْ رَمَضَان
الْبَارَكْ مَنْجُو كَوْ خَلَافَتْ رَاشَدَهْ كَا يَهْ چَوْ تَحَا تَاجَ دَارَ هَرْ ۶۳ سَالَ دَنَا سَرَّخَتْ
هُوكَرْ جَنَتْ مَنْيَ اَپَنَّ رَفَقاَتْ كَے پَسَ چَنَجَيَ كَيَا۔

(رواہت مشجور آپؐ کی قبر مبارک بجف اشرف میں ہے)۔

آپؐ نے ۹ شادیاں فرمائی تھیں جن سے آپؐ کے کل اخوارہ بیٹے لور تیرہ
ٹھیاں پیدا ہوئے۔

وَكَرْوَهْ هَلَاكْ :

عَلَيْهِ طِبِ الْحُلُوقَ وَالسَّلَامَ نَعَمَ إِنَّكَ مُوْقَدَهْ پَرْ آپؐ سَے فَرَمَا كَرْ اَمَّا
شَهَارِي مَثَالِ حَرَتْ مِيَمِيَ عَلَيْهِ السَّلَامَ كَيِي ہے۔ بَهْرَيَوْنَ نَعَمَ آپؐ سَے عَدَادَتْ
اوْرَ دُشْنِيَ كَرَتْ ہُونَے آپؐ کَارْتَبْ گَنَابَا تَحِيَ كَرَآپؐ کَيِي وَالْدَوْهِ مَرَمَ صَدَقَهْ پَرْ بَهْرَان
صَمِيمَ لَمَّا كَرَآپؐ كَوْنَا جَازَ بَعْدَ سَے تَبَرِيرَ كَيَا۔ آپؐ کَيِي مَنْقَبَتْ وَنَفَلِيتْ كَا اِنْتَكَارَ كَيَا اُور
آپؐ کَلَّ کَلَّ کَے درَبَپَهْ ہُونَے۔ اس طرح وَهْ تَقْرِيَادَ کَا فَلَاقَرْ ہُوكَرْ ہَلَاكْ ہُونَے۔

اَنَّ كَمَّا تَقَابَلَتْ مَنْيَ سِيَاحَيَوْنَ نَعَمَ آپؐ سَے اَنَّ اَنْتَرَجَتْ كَيِي كَرَآپؐ کَا
رَبِّهِ حَدَّ سَے بَرَحَانَے گَلَى۔ آپؐ کَوْ اَنَّ اللَّهَ سَے تَبَرِيرَ كَيَا۔ بَلَّ آپؐ کَوْ اَنَّ اُورَ سِيَاحَيَوْنَا
گَرَّ اللَّهَ خَالِيَ كَا حَاتَمَ دَعَے دِيَا۔ اس طرح يَلَوْگَ اَنْ لَاقَهَا فَلَاقَرْ ہُوكَرْ ہَلَاكْ ہُونَے۔
حَرَتْ سِيدَا مَلَّا خَودَ فَرَمَا كَرَتْ تَحَقَّقَ شَيْءَيِلَكْ فَلَّا رَفَقَانَ كَرَمِيرَے
بَارَے مَنْ ۝ وَهْ ہَلَاكْ ہُوْ جَائِسَ گَے۔

۱) مُجَبَّ مُقْرَبَ مُلَكَّ مُجَبَّ مَنْ آكَرَ مِيرَیِ حَدَّ سَے بَرَأَتَهِ بَرَحَانَے دَالَے۔

۲) مُتَبَعِّضَ مُفَقِّرَهْ دُشَنِيَ مَنْ آكَرَ مِيرَیِ حَدَّ سَے بَرَأَتَهِ کَمَّ كَرَنَے دَالَے۔

گَرَّا يِ قَدَرَ سَمَحَنَ اَآپؐ جَانَتَهِ ہِیں کَخَارَجَ نَعَمَ آپؐ کَارْتَبْ گَنَابَا اُور
آپؐ کَے فَرَانَ کَے مَطَابِقَ ہَلَاكْ اُورَ بَرَبَادَ ہُونَے اُورَ رَوَافِعَ نَعَمَ آپؐ کَارْتَبْ حَدَّ

سے بڑھا یا اس لئے وہ بھی ہلاک دبرا ہوئے۔
 اہل السنّت والجماعت راہِ احتمال پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نصل و کرم
 سے کامیاب و کامراں ہیں۔
 اللہ تعالیٰ نہیں سب اصحاب رسول کی قدر و عزت کی توفیق حاصل
 فرمائے۔ آمین

اللہ تو پھر ہم میں صدیق سا ایمان پیدا کر
 عمر فاروق جیسا کوئی جری اشان پیدا کر

رگ تحریف کث جائے دم عٹاں پیدا کر
 علی مرتفع شیر خدا کی آن پیدا کر

مسلمانوں میں دور اولیس کی شان پیدا کر
 دلوں میں پھر سے ہمارے جذبہ ایمان پیدا کر



مصابح الخطباء

(جلد سوم)

منتظر عام پر آپکو ملے

عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات
1	شان عائش صدیقہ	11	امر بالمعروف و نهى عن المکر
2	شان حسین کرسیکن	12	نماز کی اہمیت
3	شان سیدنا مسعود رضی	13	غیر آفرت
4	شان صحابہ کرام	14	خواست زبان
5	عمرت شہداء اسلام	15	توہب کی فضیلت
6	ازواد مطہرات	16	تقویٰ کی اہمیت
7	نکات سید الکائنات	17	برہر
8	مقام ابوحنینہ	18	فناکل ذکر
9	شان اولیاء اللہ	19	حقوق العباد
10	عمار الرحمن	20	اطاعت والدین

حکیم عبد الدالیق کی وگردانی تدریجی

سید علی

وصحیح المطہرہ (حدائق): صحت قرآن اور (حمدہ الی کے مخوان) میں فکر کا بھروسہ
پسند فرمادی: - شیخ الحجیری الحدیث استاذ الحطاب حضرت سیدنا جعفر ابیر (فضلہ اللہ علیہ و سلم) رحمۃ اللہ علیہ
کھواہر التترین النصالہ: تاریخ اسلامی کے سکھروں دلپھس، مجرمت اگنر اور
امان افرید و انتانتہ میں بھروسہ (خود طلاقہ کرام کی تقدیر سے ہے جوں)

صرافی مستحبہ: - محدث کا سمجھ اور طیوم ہے احسن اعماز میں بیان کیا گیا ہے
پندرہ سورہ: - پندرہ سورہ حضرت شیخ اخیر آن سورہ ناظم الطیبین رضا طاط (بادیشی)

شجرہ بذات:- مرچ بذات کی ترکیب انجامی ملائی املاح میں کی گئی ہے۔

پند فرمودہ۔ میراث طلب اسلام حضرت سولہ اس سبی خاتمۃ اللہ شاہ بھلی، مرطط (گرفت)
شرک کیا ہے اور بدعت کیا ہے؟ شرک اور بدعت کا تعارف و تردید
اجمل سورا اعماز میں اللہ کی کوئی بے اس سلسلے کے خالی رسالے پر

پندرہ سعدہ:- خلیفہ عاذ کریم اللہ اعلیٰ ائمۃ حضرت مولانا عمر کی چاہی دلکش

ستینہا مخلوٰۃ:- اپنے گاہیں دستام انجال ہائے اعجاز میں ہیں کیا گا ہے۔
ماجھان گاہیں کے لئے ہمول تو ہے۔

منظروں کی وہ نیتی: - آپ کا تعارفِ طلبی کیلات اور اگلی رات کے حقوق شہماں کے عملیات دینے کے لیے۔ انجمن مسیدوں کا جامع رسالہ ہے۔

اُنکلیع نعلانے والے حتیٰ احتجاج کے دلائک احمد بے سرل کی پرانی تاریخی موقتات کے مکار

میرت کسی نہیں:- میرت کی لازمی کے حلول محل سائکل ایجاد کر سکے گا۔

بجدی طالبات کے لئے ڈاکٹر رحیم

اجمالی ثواب:- اس مضمون پر اجمالی اہم اور جتنی معلومات فراہم کی گئی جس۔

خراں مال قاب کا آسان تری طریقہ تھیں کہا گیا ہے۔

علامة حکیم عبدالخالق صاحب
کی دعکر قابل مقدار



مکتبۃ البشیر

جامعة علم و فہم و ضمیر المأمورین